القرآن الحکیم

مع دو ترجمہ مستند

از ترجمتین

حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب دہلویؒ و حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ

اور

تفسیر سراج البیان

از

علامہ محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار۔ لاہور (۸)

٢١۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ○

٢٢۔ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○

٢٣۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○

٢٤۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ○

٢٥۔ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ○

٢٦۔ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ

٢١۔ اور جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھتے انہوں نے اپنے میں تکبر کیا اور بڑی سرکشی کی ○

٢٢۔ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے۔ اس دن مجرموں کو خوشی نہ ہوگی اور کہیں گے کہ کوئی آڑ ہو جائے ○

٢٣۔ اور ہم اُنکے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر ہم اُن کو اڑتی ہوئی خاک کر ڈالیں گے ○

٢٤۔ اس دن بہشتی لوگ ٹھکانے کے لحاظ سے بھی بہتر ہونگے اور دوپہر کے آرام کی جگہ کے لحاظ سے بھی عمدہ جگہ میں ہونگے

٢٥۔ اور جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے اور فرشتے اتارے جائیں لگاتار اتارے

٢٦۔ حقیقی بادشاہت اس دن رحمٰن کی ہوگی اور وہ

مکے والوں کے عجیب عجیب اعتراضات

١۔ مشرکین مکہ کا نبوت و بعثت کے متعلق اعتراضات کرنا مشہور ہے دراصل وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ حضور کی فضیلت اور بزرگی کو تسلیم کریں۔ یہ بات انکے لئے بہت گراں تھی۔ کہ وہ اپنی ثروت اور غرور طبعی کو بالائے طاق رکھ کر تسلیم کریں۔ کہ حضور ان میں سب سے زیادہ بہتر اور اعلٰے انسان ہیں اس لئے طرح طرح کے اعتراضات تراشتے رہتے تھے کبھی کہتے آپ جیسے انسان ہیں اسلئے ہم نبوت و رسالت کا حق نہیں سمجھتے کہ ....

.... آپ کے پاس آسمان سے قرآن نازل نہیں ہوتے۔ اس لئے آپ عند اللہ معزز و محترم نہیں اور کبھی کہتے کہ ہم فرشتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں یا پھر اس سے بھی بڑھ کر کہتے کہ ہم کو خدا بر ملا دکھائیے۔

ان لغو بیانات کا ذکر کرکے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بزعم خود اپنے کو بڑا اور عقلمند سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے نہایت سرکشی ہو رہے ہیں۔ بھلا ان کو فرشتے دیکھنے کا کیا استحقاق ہے۔ اور کیا فرشتے دیکھنے کے بعد اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی اور کیا پھر یہ لوگ نہیں کہہ سکتے کہ یہ محض جادو ہے۔ ساحری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور ان کو مطالبہ دیکھنے کا مطالبہ تو بہت بڑا تکبر اور سخت غرور کی بات ہے۔ کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا بھی کوئی انہی کی طرح مخلوق ہے۔ اور جب یہ جا رہیں گے وہ تو موجود ہوگا۔ جتنا دم چاہے کرے۔ یہ لوگ یقیناً فرشتوں کو دیکھیں گے۔ اور انکے اس مطالبہ کی تکمیل ضرور ہوگی۔ مگر اس وقت انکا وہ دیکھنا انکے لئے خوش آئند نہ ہوگا۔ فرشتے اس وقت انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے اور اللہ کے حضور میں پیش کیا جائیگا اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ اے کاش ہم فرشتے روک لئے اور جلد کوئی بچانے والا آ کھڑا ہو دیکھتے اس وقت انکے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہونگے اور دیکھیں گے کہ وہ بالکل اڑتی ہوئی خاک کی طرح ہیں اور پراگندہ بادلوں کی طرح فضا میں منتشر ہیں البتہ پاکباز اور نیک انسان جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اہل ایمان ہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات سے معمور ہیں۔ وہ اہل جنت ہیں انکے لئے عقبیٰ کی نعمتیں مقدر ہیں وہاں دن نہایت آرام و آسائش میں ہونگے ان کیلئے بہترین ٹھکانا ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں میں ہونگے۔

٢۔ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ سے یہ مراد ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی آسمان پھٹ جائیگا اور ایک سفید بادل سا معلوم ہوگا اور فرشتے اتریں گے ساتھ

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ○
۲۷- وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○
۲۸- يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○
۲۹- لَقَدْ أَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِيْ ۗ
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُوْلًا ○
۳۰- وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○
۳۱- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ
الْمُجْرِمِيْنَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا
۳۲- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ
الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ

دن کافروں پر دشوار ہوگا ○
۲۷- اور جس دن ظالم شخص اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا ○
کہیگا کاش میں رسول کے ساتھ راہ پکڑتا ○
۲۸- کمبختی میری کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا
۲۹- اس نے مجھے نصیحت کے بعد اسکے کہ وہ مجھتک آچکی تھی گمراہ کیا
اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے ○
۳۰- اور رسول کہے گا کہ اے میرے رب میری قوم (قریش) نے
اس قرآن کو متروک (چھوڑا ہوا) ٹھہرایا ○ ف
۳۱- اور اسی طرح ہمنے ہر نبی کیلئے مجرموں میں سے دشمن بنائے
اور تیرا رب رہنما اور مددگار کافی ہے ○
۳۲- اور کافروں نے کہا کہ اس پر قرآن اکٹھا ایکبار کیوں نہ
اتارا گیا۔ ہم نے اسی طرح اتارا تاکہ ہم تیرا دل اس سے ثابت

(بقیہ حاشیہ ۸۶۵)

زمین پر نازل ہوں گے۔ تاکہ اپنے فرائض سرانجام دیں۔ اس دن بادشاہت اور اختیارات صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اور دنیا کی کوئی قوت زمین و آسمان کو تباہی سے نہ بچا سکے گی۔ یہ دن ان لوگوں کے لئے سخت ہوشربا ہوگا جو کہ اس دن پر یقین نہیں رکھتے تھے اور قیامت کا نام لیکر مضحکہ اڑاتے تھے۔

فک اس آیت سے مقصود اس کیفیت کو ظاہر کرنا ہے۔ جب حشر میں کفار کو معلوم ہوگا کہ جائے "قتال" کا انجام کیا ہونیوالا ہے اسوقت یہ لوگ اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹیں گے اور نہایت ہی حسرت ناک انداز میں کہیں گے۔ اے کاش ہم نے رسول کی پیروی کی ہوتی۔ اور ہم فلاں فلاں گمراہ اور بدکردار لوگوں کو دوستی کے لئے منتخب نہ کرتے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینا

ف یعنی ایک طرف تو مشرکین و منکرین افسوس کا اظہار کریں گے دوسری جانب اللہ کا رسول کھڑا ہوگا۔ اور کہے گا اے اللہ میں نے ہرچند ان لوگوں کو قرآن کی جانب بلایا۔ اور صراط مستقیم کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے ہمیشہ روگردانی کی اور قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ اس لئے تو ان سے بھی ویسا ہی سلوک کر کہ یہ تیری عنایتوں اور مہربانیوں کے امیدوار نہیں اور تیری طرف سے بالکل بے التفاتی کا شکار رہیں جس طرح انھوں نے تیری کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اس طرح اب انکی معروضات ناقابل اعتنا سمجھی جائیں۔

آیت مفہوم کے اعتبار سے عام ہے یعنی وہ مسلمان بھی داخل ہیں جنہوں نے عملاً قرآن کو ترک کر رکھا ہے اور انکی زندگی یکسر غیر قرآنی زندگی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن کو پڑھکر فراموش کر دیگا پھر اس کو کبھی نہ دیکھے گا قرآن قیامت کے روز شفیع ہوگا کہ اے خدا تیرے اس بندے نے مجھے بالکل چھوڑ رکھا تھا۔ اس لئے میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمائیے یعنی جس کام کیلئے پڑھا جاتا ہے اس نے قرآن پڑھا اور پڑھکر اس پر عمل کرنے کی کوشش کی یا دنیا کی مجلسوں میں چھپا رہا! اور سب کچھ بھلا بیٹھا۔

حل لغات :- عَسِیْرًا مشکل و دشوار گزار۔ خَلِیْلًا خیرخواہ مخلص۔ خَذُوْلًا خذل سے ہے۔ بمعنی مدد نہ کرنا۔ مَهْجُوْرًا متروک چھوڑا ہوا

بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ○

رکھیں اور ہم نے اُسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے ○ ف١

٣٣۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ○

٣٣۔ اور جو مثال وہ تیرے پاس لاتے ہیں ہم اس کا درست جواب اور اچھا بیان تجھے بتا دیتے ہیں ○

٣٤۔ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ○

٣٤۔ جو لوگ اوندھے منہ ف٢ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے انہیں کا برا درجہ اور وہی بہت گمراہ ہیں ○

ع

٣٥۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ○

٣٥۔ اور ہم نے موسٰی کو کتاب دی اور انکے بھائی ہارون کو انکے ساتھ وزیر (کام بٹانے والا) بنایا ○

٣٦۔ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ○

٣٦۔ پھر کہا کہ تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو ہلاک کیا ○

٣٧۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

٣٧۔ اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ○ ہم نے انہیں غرق کیا اور انہیں لوگوں کیلئے ایک نشانی ٹھہرایا اور ہم نے ظالموں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ○

قرآن آہستہ آہستہ کیوں نازل ہوا

ف١ مخالفین کا ایک اعتراض یہ تھا کہ قرآن ، ٹکڑے ٹکڑے کرکے کیوں نازل ہوتا ہے یکدم کیوں نہیں اتار دیا گیا۔ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مقصود یہ تھا کہ آپ کے قلب کو ڈھارس رہے۔ اور تھوڑا تھوڑا نازل ہونے سے وہ جمعیت خاطر کے ساتھ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ نیز بہ قسطات نازل کرنے کے یہ فوائد بھی ہیں۔

١۔ اس لئے کہ مقابلہ کرنے والوں کو آسانی ہے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم اتنی بڑی ضخیم کتاب کا جواب کیونکر لکھ سکتے ہیں۔

٢۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ آہستہ آہستہ نازل ہونے سے مسلمانوں کے دل میں شوق و اضطراب کے جذبات پیدا ہوں۔ اور وہ جاننے کیلئے بےتابانہ منتظر رہیں، کہ ہمارے طرز عمل کو اللہ تعالیٰ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

٣۔ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس طرح قوت عمل میں اضافہ ہوتا ہے۔

٤۔ نشر و اشاعت میں بھی آسانی تھی۔ کہ جتنا جتنا قرآن نازل ہوتا گیا دوسروں تک سرعت کیساتھ پہنچ گیا۔ اور محفوظ ہو گیا۔

ف٢ یعنی بطور سزا کے انہیں منہ کے بل دوزخ کی طرف ہنکایا جائے گا۔ حدیث میں ہے۔ ان الذی امشاھم علی ارجلھم قادر علی ان یمشیھم علی وجوھھم کہ جس خدا نے دنیا میں ان لوگوں کو پاؤں کے بل چلنے کی استعداد عطا کی ہے۔ وہ قیامت کے دن ان کو منہ کے بل چلنے کی قوت بخش سکتا ہے۔

بعض صوفیا نے کہا ہے کہ منہ کے بل چلنا اس کیفیت سے تعبیر ہے۔ کہ ان لوگوں کے دل اس عالم حشر میں بھی دنیا کے مرغوبات سے متعلق رہیں گے۔ اور ماسوی اللہ خواہشات ہنوز باقی رہیں گی۔

حل لغات

ترتیلا ۔ رتل الکلام کے معنے ہوتے ہیں۔ کہ کلام کو سہج سہج اور حسن ترکیب و تنسیق کے ساتھ پیش کیا۔ ترتیل کہتے ہیں قرآن مجید کے آہستہ آہستہ مخارج حروف پڑھنے کو۔

تدمیرا ۔ دمار سے ہے۔ جس کے معنے ہلاک کے ہیں۔

٣٨- وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَأَصْحَٰبَ ٱلرَّسِّ وَقُرُونًۢا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ۝

٣٨- اور عاد ثمود اور کنوئیں والوں اور ان کے درمیان میں بہت سی جماعتوں کو ہلاک کیا ۝

٣٩- وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ ٱلْأَمْثَٰلَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝

٣٩- اور سب کے لئے ہم نے مثالیں بیان کیں اور سب کو ہم نے ہلاک کیا ہلاک کرنا ۝ (ف۱)

٤٠- وَلَقَدْ أَتَوْا۟ عَلَى ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِىٓ أُمْطِرَتْ مَطَرَ ٱلسَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا۟ يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا۟ لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝

٤٠- اور وہ داخل ہو گئے اس بستی میں جس پر بُرا مینہ برسایا گیا تھا پس کیا وہ اسکو دیکھتے نہ تھے نہیں بلکہ وہ جی اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے تھے ۝

٤١- وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا ٱلَّذِى بَعَثَ ٱللَّهُ رَسُولًا ۝

٤١- اور جب اے محمد تجھے دیکھتے ہیں تو سوائے ٹھٹھے کے تجھے کچھ مطلب نہیں رکھتے کیا یہی شخص ہے جسے اللہ نے رسول کر بھیجا ہے (ف۲)

٤٢- إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ ءَالِهَتِنَا لَوْلَآ أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ ٱلْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝

٤٢- یہ تو ہم کو ہمارے معبودوں سے گمراہ کرنے ہی لگا تھا اگر ہم انپر ثابت قدم نہ رہتے اور عنقریب جب عذاب دیکھیں گے معلوم کر لیں گے (ف۳) کہ کون بڑا گمراہ ہے

سُنَّتُ اللہ

ف۱ مذاہب میں اللہ کے اس قانون جاریہ کی تشریح ہے کہ جب کسی قوم کے پاس اللہ کے رسول آتے ہیں اور وہ انکو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ تو وہ ان کو تسلیم نہ کریں اور بجائے اس کے کہ [illegible] وہ پابندی کی جانب جائیں۔ اور انکو فسق و فجور [illegible] ہو۔ اس وقت عذاب الٰہی آتا ہے اور انکا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور فرعون کو دعوت دی کہ وہ بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانا چھوڑ دے۔ اور ہر چند معجزات و خوارق سے اسکے حجاب کبر و غرور کو اسکی آنکھوں سے دور کرنیکی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ اسکو اپنی طاقت اور اپنی بڑائی پر ناز تھا اسلئے حقائق کو بصیرت کی آنکھ سے نہ دیکھ سکا۔ اور غرق ہو گیا۔ نوح کی قوم تقریباً ہزار سالہ تبلیغ و اشاعت کے باوجود نہ سنبھلی اور طوفان میں غارت ہو گئی۔ عاد اور ثمود کی بستیاں انکے انکار اور سرکشی کی وجہ سے الٹ گئیں اور اصحاب رس تباہ ہو گئے اور مٹ گئے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ان لوگوں نے بشیر و نذیر کو ٹھکرا دیا۔ انکے رسول اور فرستادے کو [illegible] جھٹلایا۔ اور اسکے احکام کی مخالفت کی۔

ف۲ گزشتہ اقوام و ملل کی تباہی اور ہلاکت کا ذکر کر کے [illegible] بتلایا ہے کہ مشرکین مکہ کبھی نہیں [illegible] کے نقش قدم پر چلنا ہے [illegible] ذات والا صفات پر [illegible] اور حقارت [illegible] کیا اس شخص کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ گویا رسول کے لئے ضروری ہے کہ وہ [illegible] لوگوں کی طرح [illegible] ہو۔ انکے خیال میں حضور کیلئے لازم تھا کہ [illegible] استہزا کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ حضور کمالات روحانی اور وجاہت و حسن جسمانی کے لحاظ سے ان تمام لوگوں سے بہتر تھے یا یوں کہئے کہ آپ تمام کمالات کے حامل تھے! اور انسانیت کا صحیح نمونہ تھے گو اعداء [illegible] وقت نہ تھی مگر دولت [illegible] خدا کے تو شہنشاہ تھے۔ [illegible]

ف۳ یہ لوگ [illegible] جب حق [illegible] راست [illegible] اور کہتے کہ [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گمراہ کر دیا ہوتا۔ یہ جہالت استقلال اور عزیمت ہے کہ اپنے معتقدات سے نہیں پھرے۔ ارشاد ہے کہ عنقریب جب [illegible] عذاب [illegible] اور رسوائیوں کے ساتھ [illegible] اس وقت انکو معلوم ہو گا کہ راہ راست پر کون ہے اور کون گمراہ ہے۔

حل لغات :- اصحاب الرس۔ رس [illegible] کنوئیں کا نام ہے [illegible]

۴۳۔ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰهُ ؕ أَفَأَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝

۴۴۔ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

۴۵۔ أَلَمْ تَرَ إِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝

۴۶۔ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝

۴۷۔ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝

۴۸۔ وَهُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ

۴۳۔ کیا دیکھا تو نے وہ شخص جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا۔ کیا تو اس کا داروغہ ہو سکتا ہے؟ ف

۴۴۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں بہت لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ ف وہ تو چارپایوں کی مانند ہیں، بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ف

۴۵۔ کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے کیونکر سایہ کو پھیلایا ہے، اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا رکھتا، پھر ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا مقرر کیا

۴۶۔ پھر ہم نے اسکو سمیٹ کر اپنی طرف آہستہ آہستہ کھینچ لیا

۴۷۔ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اُٹھنے کا وقت مقرر کیا

۴۸۔ اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری دینے کیلئے

ف مقصود یہ ہے کہ، یہ لوگ دلائل و براہین کی وجہ سے اسلام کی صداقتوں کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ محض ہوائے نفس کی پیروی میں ایسا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا خدا ان کی اپنی خواہشات ہیں۔

ف یعنی جس طرح چارپایوں میں عقل و شعور کی استعداد نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ لوگ بھی سمجھ بوجھ سے محروم ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے تو ان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کم از کم ان فرائض کو تو ادا کرتے ہیں، جو فطرت نے ان پر عائد کئے ہیں مگر یہ انسانی فرائض کو بھی فراموش کر چکے ہیں اور انسانی شرف و بزرگی کو یکسر کھو چکے ہیں۔

تذکیر بآلاء اللہ

ف قرآن حکیم، دلائل و براہین کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس میں ہر ذوق اور ہر طبقے کے لوگوں کے لئے تسکین کا جوہر اور دلائل مہیا موجود ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں عزت و اشاعت کے کسی طریق کو اٹھا نہیں رکھا گیا۔ اس میں حکمت و فلسفہ بھی ہے۔ اور نفسیات انسانی کے نکات بھی ہیں۔ معقول اور محسوس دونوں بھی ہیں۔ اور اقوام و ملل کے حالات بھی۔ کیفیات بھی ہیں اور مشاہدات بھی۔ یعنی رشد و ہدایت کے جس قدر ممکن طریقے تصور میں آ سکتے ہیں۔ وہ سب اس میں موجود ہیں۔ ان آیات میں مشاہدات فطرت کا بیان ہے۔ اور تذکیر بآلاء اللہ کے اصول پر ان لوگوں کو دعوت ایمان ہے۔ جو غور و فکر کے عادی ہیں۔ ارشاد ہے کہ دیکھو ہم نے انسانوں کے سکھ اور آرام کے لئے سایہ پیدا کیا۔ اس کی وجہ سے سارے دن آفتاب کی روشنی پھیل جاتی ہے۔ اور ایک عجیب خوشگوار تفضیل پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو دنیا میں تاریکی و ظلمت چھا جائے۔ کیا اسی طرح کفر کی ظلمتوں اور تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے کسی آفتاب ہدایت کی ضرورت نہیں؟

ہم نے رات پیدا کی ہے کہ وہ تمام عیوب کو لباس کی طرح ڈھانک لیتی ہے۔ اور نیند کو آرام کرنے کے لئے بنایا۔ بیداری کو پیدا کیا۔ جس میں تم اٹھ کھڑے ہوتے ہو؟ تو کیا موت کی نیند سے بیداری اور بعث ممکن نہیں؟

اور ہم خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتے ہیں۔ جو باران رحمت کی خبر دیتی ہیں اور آسمان سے پاک و صاف پانی برساتے ہیں، کہ خشک اور مردہ زمینیں اس کی وجہ سے زندہ ہو جائیں۔ اور حیوان اور انسان اس پانی سے استفادہ کریں۔ (باقی صفحہ ۸۷۰ پر)

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
طَهُوْرًا ۙ
٤٩- لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا
خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝
٥٠- وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝
٥١- وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝
٥٢- فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا
كَبِيْرًا ۝
٥٣- وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ
فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا
بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝

ہوائیں بھیجتا ہے اور ہم نے آسمان سے
پاک پانی اتارا ۰
٤٩۔ تاکہ ہم اس سے مردہ شہر کو زندہ کریں اور اپنی مخلوقات میں سے
بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو اس سے پلائیں ۰
٥٠۔ اور ہم نے اس (قرآن) کو انکے درمیان طرح طرح سے
بیان کیا تاکہ وہ دھیان کریں پھر بھی اکثر نے بغیر ناشکری کیے نہ رہے ۰
٥١۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے ۰
٥٢۔ پس تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس کے ساتھ ان کا
بڑے زور سے مقابلہ کر ۰
٥٣۔ اور وہی ہے جس نے دو دریا ملائے (بحیرہ روم و
بحر فارس) ایک شیریں پیاس بجھانے والا ہے اور یہ کھاری
کڑوا ہے اور انکے درمیان آڑ اور مضبوط بند رکھ دیا ہے ۰

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٨٦٩)

دیکھا دل کی خشک اور مردہ زمینیں الہام و وحی کی بارش کے پانی سے تر و تازہ نہ ہوں گی!

یعنی تم ان تمام معجزات نبوی پر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ علیم و حکیم اللہ اپنے بندوں پر کس درجہ مہربان ہے۔

ورنہ، ہے کہ ہم چاہتے تو ہر بستی میں پیغمبر بھیجتے۔ اور آپ کی سہولت و آسانی ہر آئندہ منظر رکھتے ہوگے یہ تھا۔ کہ ان تمام رسالت کی ذمہ داری کو آپ تنہا اٹھائیں۔ اس لئے اپنے اس منصب جلیل کو سمجھتے ہوئے منکرین کی خواہشات کا احترام نہ کیجئے۔ اور انکی جہالت اور سرکشی کے خلاف زبردست جہاد کیجئے۔

اس کے بعد پھر قدرت کی نشانیوں کا ذکر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ دیکھو بعض جگہ ایک دریا ہوتا ہے اور اس میں دو قسم کے دھارے الگ الگ اور ممتاز طریق پر بہتے ہیں۔ ایک دھارا میٹھا اور شیریں ہوتا ہے۔ اور دوسرا کڑوا اور کھاری اور دونوں کے درمیان قدرت نے ایک مضبوط آڑ حائل کر رکھی ہے۔ جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتی۔

کیا یہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور زبردست قدرت پر حیرت انگیز دلیل نہیں۔ آخر ان دونوں دھاروں کو آپس میں ملنے سے کس نے روک رکھا ہے۔ اور کس نے ان دونوں میں الگ الگ خواص اور رنگ پیدا کئے ہیں!

یہ بھی اسی کی قدرت باہرہ ہے کہ ایک قطرۂ آب سے آدمی پیدا کر کے اسے کنبوں اور قبیلوں والا بنا دیتا ہے۔

حلِ لغات

سُبَاتًا۔ منقطع کر دینے والی چیز۔ رات چونکہ دن کے تعلقات کد و کاوش سے انسان کو جدا کر دیتی ہے۔ اس لئے اسے سُبات سے تعبیر کیا ہے سُبات کے معنے خواب و راحت و آسائش کے بھی ہیں۔

مَرَجَ ملائے۔

فُرَاتٌ کے معنے عمدہ و شیریں پانی کے ہیں۔

اُجَاجٌ۔ کھاری۔ پانی۔ تلخ۔

٥٤۔ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○

٥٤۔ اور وہی ہے جس نے پانی (نطفہ) سے آدمی بنایا۔ پھر اسکے لئے نسب (یعنی بیٹا وہ داماد) اور سسرال (رشتے) بنائے اور تیرا رب قادر ہے ○

٥٥۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ○

٥٥۔ اور وہ اللہ کے سوا ان کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان ف۱ اور کافر اپنے رب کی طرف پیٹھ دے رہا ہے ○

٥٦۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

٥٦۔ اور ہم نے تجھے صرف خوشی اور ڈر سنانے کیلئے بھیجا ہے ف۲ ○

٥٧۔ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○

٥٧۔ تو کہہ میں تم سے تبلیغ قرآن پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا مگر جو کوئی چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ پکڑے سو وہ راہ پکڑ لے ف۳ ○

٥٨۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ○

٥٨۔ اور تو اس زندہ پر جو نہیں مرتا بھروسا کر اور اسکی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے ○ ع

٥٩۔ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

٥٩۔ جس نے آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے چھ دن

شرک اللہ کا کھلا انکار ہے!

ف۱ اللہ کے مختلف انعامات آپ دیکھ چکے اور آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ ہر قسم اور ہر نوع کی قدرتیں اس کے ساتھ مختص ہیں۔ وہی کائنات کا مالک ہے اور اسی کی ذات بابرکات کو ہر طرح کے اختیارات حاصل ہیں۔ مگر مشرکوں کی بے وقوفی اور کم عقلی ملاحظہ ہو۔ کہ باوجود ایک قادر و علیم خدا کے یہ ایسی چیزوں کی پوجا اور عبادت میں مصروف ہیں۔ جو ان کو نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتی ہیں۔ اور نہ نقصان۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ شرک اللہ تعالیٰ کا کھلا انکار ہے اور کھلی بغاوت ہے۔

بشیر اور نذیر

ف۲ حضورؐ سے قبل جس قدر انبیاء تشریف لائے۔ وہ یا تو بشیر تھے۔ یا نذیر۔ یعنی ان کے پیغام میں یا تو انذار کا عنصر قوی تھا۔ یا بشارت کا۔ مگر حضورؐ کو جامعیت عطا کی گئی۔ آپ بیک وقت بشیر بھی تھے اور نذیر بھی۔ آپ نے اپنے ماننے والوں اور عقیدت مندوں کو جنت و فلاح کی اور کامیابی کی خوشخبریاں سنائیں۔ اور منکروں کو جہنم اور ناکامی کی خبر دی۔

پیغمبر بلا معاوضہ تبلیغ کرتے ہیں

ف۳ یہ اصل میں حضورؐ کی سیرت کی ترجمانی ہے۔ آپؐ نے تئیس سال تک برابر قوم کو دعوت رشد و ہدایت دی۔ اور پیہم اور مسلسل انسانیت کے ارتقا کے لئے جدوجہد فرمائی۔ گمراہ اور پست خیال انسانوں کو قعر ذلت سے اٹھا کر روحانیت اور عروج کے آسمان تک پہنچا دیا۔ اور اس بے مثل خدمت کا بھی کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھا۔ اور دنیا والوں سے بے نیاز رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ معاوضہ اور اجر سے مستغنی ہو کر اسلام کی خدمت کرتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کی اعانت خود دستگیری کرتا ہے اور دنیا والوں کو ان کی اعانت پر آمادہ کر دیتا ہے۔ (باقی صفحہ ٨٧٢ پر)

حل لغات:-

صِهْرًا۔ خسر، داماد، بہنوئی، خسرال۔ یا دامادی قرابت والا۔

ظَهِيْرًا۔ اصل معنے مددگار اور معاون کے ہیں مگر جب صلہ علیٰ ہو تو اسکے معنے مخالف اور دشمن کے ہو جاتے ہیں۔

مَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝
٦٠- وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ
قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ أَنَسْجُدُ لِمَا
تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ السجدة
٦١- تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا
وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝
٦٢- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً
لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُوْرًا ۝
٦٣- وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى
الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ۝

میں بنایا۔ پھر عرش پر قرار پکڑا (وقف) وہ رحمٰن ہے سو تو
اس کا حال کسی خبردار سے پوچھ ۝
٦٠۔ اور جب اہل مکہ سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو
تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے کیا ہم اسے سجدہ کریں جسکے
لئے تو ہم کو کہتا ہے اور ان کی نفرت بڑھتی ہے ۝
٦١۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے
اور اس میں چراغ (یعنی سورج) اور روشن چاند رکھا ۝
٦٢۔ اور وہی ہے جس نے اس کیلئے جو دھیان کرنا اور شکرگزاری
چاہتا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین مقرر کیا ۝
٦٣۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے
ہیں۔ اور جب ان سے جاہل لوگ باتیں کرتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ سلام ۝ ف٢

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۱)

آج اگر ہمارے علماء و قائدین کی باتوں میں اثر نہیں ہے ... وہ باوجود شیوا بیان اور جادو مقال ہونے کے قوم میں کوئی انقلاب اور تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ قوم کے محتاج ہیں اور قوم کو ان کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ پیشہ ور ہیں اور جلب منفعت کے لئے دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہمارے مصلحین اور قائدین حضورؐ کے اسوہ سے کسب انوار کریں۔ اور اللہ کے دین کی بے مزد خدمت کریں۔ آگے اللہ کا کام ہے کہ وہ اپنے ان بندوں کی ضروریات کو پورا کرے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف١ یوم کے معنے عربی میں مدت طویل کے ہیں۔ یہ بارہ گھنٹے کا دن اس سے مراد نہیں ہے۔ اس لئے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آسمان اور زمین کو چھ طویل قرنوں میں پیدا کیا۔ عرش یعنی حکومت و اقتدار پر جلوہ گر ہونا۔ اللہ کے شئون جلال میں سے ایک شان ہے۔ صفت نہیں۔

ف٢ یعنی مکہ والوں کے دل میں اس درجہ بتوں کی محبت ہے کہ وہ غلو میں معبود حقیقی کو بھی بھول گئے ہیں۔ اور جب انہیں دعوت دی جاتی ہے کہ خدائے رحمٰن کے سامنے جھکو۔ اور کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔ تو وہ از راہ سرکشی کہتے ہیں۔ یہ خدائے رحمٰن کون ہے؟ کیا تمہارے کہنے پر ہم اللہ کی عبادت کرنے لگیں۔ اور اپنے دیوتاؤں کو چھوڑ دیں؟

یہ طرز خطاب ہے کہ تجاہل عارفانہ سے، جس کا انکار مقصود نہیں۔ مسمّٰی کا مجہول مطلوب ہے اور یہ اسی قبیل سے ہے جیسا کہ فرعون نے موسیٰ سے کہا تھا۔ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟

حل لغات

بُرُوْجًا۔ منازل۔ برج کی جمع ہے۔
یعنی ستاروں کے لئے مقررہ
منازل اور راہیں۔

٦٤۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ
قِيَامًا۝

٦٤۔ اور وہ اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں رات
کاٹتے ہیں ۝

٦٥۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ
جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۝ۖ

٦٥۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب جہنم کا عذاب
ہم سے ہٹا بیشک اسکا عذاب ایک بڑی چٹی ہے ۝

٦٦۔ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝

٦٦۔ بیشک وہ بری قرارگاہ اور برا مقام ہے ۝

٦٧۔ وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ
يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝

٦٧۔ اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو بیجا اڑاتے ہیں اور نہ
تنگی کرتے ہیں اور انکے درمیان معتدل گذران کرتے ہیں ۝

٦٨۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا۝

٦٨۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں
پکارتے اور کسی جان کو جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے،
ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام
کرے وہ بڑے وبال سے ملاقات کرے گا ۝

٦٩۔ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ

٦٩۔ اور قیامت کے دن اسکو دگنا عذاب دیا جائے گا اور

عِبَادُ الرَّحْمٰن

ف١ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی صفات بتائی ہیں۔ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو اللہ کے صحیح معنوں میں بندے ہیں۔ اور ان کو رحمٰن کی غلامی اور نیاز مندی کا فخر حاصل ہے؛

ارشاد ہے کہ وہ دنیا میں ظلم و معصیت سے علو و برتری نہیں چاہتے۔ نہایت نرم اور مرنجاں مرنج ہوتے ہیں۔ عجز و انکسار کا یہ عالم ہے کہ چلتے ہیں تو ہولے ہولے، وقار و حشمت کے باوجود ان میں شیخی اور گھمنڈ نہیں ہوتا۔ متانت اور سنجیدگی کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اپنے وقت کی قیمت کو پہچانتے ہیں۔ وہ ان لوگوں سے خوب آگاہ ہوتے ہیں جن میں جہالت ہوتی ہے۔ اسلئے جہاں ایسے لوگوں سا جھگڑا ہوتا ہے تو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ اور انکا شعار ہوتا ہے کہ راتوں کی تاریکیوں میں اللہ کے ذکر سے کسب انوار کرتے ہیں۔ اور رات کا اکثر حصہ سجود و قیام میں گزار دیتے ہیں۔ مگر اپنی عبادت پر انہیں ناز نہیں ہوتا۔ پھر بھی لرزاں اور ترساں رہتے

ترجمہ۔ اور عذاب خدا سے پناہ مانگتے رہتے ہیں؛
ان کے مزاج میں توازن و اعتدال کا مادہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو بے دریغ ہوتے ہیں۔ ہاں معصیت کے کام میں ایک حبہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ اور نہ یہ حقوق اللہ میں خرچ کرنے سے کوتاہی کرتے ہیں کہ اہل میں کوئی تنگی یا تنگیں محسوس کرتے ہوں۔

توحید کے قائل

رہے واضح رہے کہ اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دینا بھی اسراف نہیں مگر معصیت اور گناہ کی راہ میں ایک پائی بھی اٹھانا بڑا اسراف ہے۔ اس لئے لَمْ يُسْرِفُوْا اور لَمْ يَقْتُرُوْا کے معنے یہی ہوں گے۔ جو ہم نے بیان کئے ہیں؛ (باقی صفحہ ٨٥٥ پر)

حل لغات:۔ هَوْنًا۔ آہستگی سے۔ ہولے ہولے۔ بشکل آرام وآہستگی وہ وقار و نرمی دیکھی۔
غَرَامًا۔ عذاب۔ ہلاک۔ ہمیشہ اور چمٹ رہنے والی بدی۔ تشنگی۔ حرص۔

يَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ○
٧٠- إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ
حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ○
٧١- وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ
إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ○
٧٢- وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا
بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ○
٧٣- وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ○
٧٤- وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا

(رہ) ہمیشہ اس میں خوار ہو کر پڑا رہے گا ○
٧٠- جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے سو
ایسوں کی بدیوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○
٧١- اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے سو وہ اللہ
کی طرف رجوع ہونے کی جگہ رجوع ہوتا ہے ○
٧٢- اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ شخص
یا کام کے پاس گزرتے ہیں تو بزرگانہ روش پر گذر جاتے ہیں ○
٧٣- اور وہ کہ جب انکو انکے رب کی آیتوں کیساتھ نصیحت کیجاتی
ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے ○
٧٤- اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری عورتوں
اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک بخش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٨٧٣)

عباد الرحمٰن میں ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ توحید کے قائل اور حقوق العباد میں بہت زیادہ محتاط ہوتے ہیں۔ ان سے قتل و غارتگری کے واقعات ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ اور نہ یہ کہ وہ دولت عفاف و عصمت سے محروم ہیں۔ وہ انتہا درجے کے پاکباز ہوتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ اللہ کے بندوں میں کیا کیا خوبیاں ہوتی ہیں۔ اور اللہ کا بندہ ہونا کن صفات پر موقوف ہے۔

کیا وہ پیشہ ور لوگ جو انتہا درجے کے مغرور اور ضدی ہوتے ہیں۔ جن کی راتیں عیاشی اور بدمستیوں میں گزرتی ہیں۔ جو عذاب الٰہی سے قطعاً بے خوف ہوتے ہیں۔ اور جلب منفعت جن کا مقصد ہوتا ہے، جو خدا کے سوا قبروں اور مزاروں کو معبود جانتے ہیں۔ اور ادنیٰ فروعی اختلاف پر قتل و غارت گری پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ زنا اور بد معاشیوں سے جن کو عار نہیں۔ کیا اللہ کے نیک بندے اس کے محبوب ہو سکتے ہیں؟ کیا اس قماش کے لوگ ولایت اور عبودیت کے مقام بلند پر فائز ہو سکتے ہیں؟ اور کیا ان لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور دینا سود مند ہو سکتا ہے؟

حاشیہ صفحہ ہذا

بالاخانوں کے مکین

ف عباد الرحمٰن کی تفصیل کے بعد ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ وہ لوگ ان ہیں۔ جو جنت میں بالاخانوں پر رہیں گے۔ جن کے مرتبے بلند ہوں گے۔ اور فرشتوں کی جانب سے جن کا دعا و سلام کے ساتھ خیر مقدم ہوگا۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ ہیں۔ جو مجالس فسق و فجور میں شریک نہیں ہوتے اور عفیف اور پاکباز رہتے ہیں۔ جو نہایت باوقار اور متین ہوتے ہیں۔ بے ہودہ محفلوں سے باعزت و کرامت گزر جاتے ہیں۔ ادھر نگاہ اٹھا کر بھی انکی جانب نہیں دیکھتے۔ پھر ان میں یہ بھی خوبی ہوتی ہے۔ کہ جب اللہ کی باتیں انکو سمجھائی جاتی ہیں۔ تو وہ فکر اور غور سے سنتے ہیں۔ اور اندھا دھند ان پر لوٹ نہیں پڑتے۔

اپنی بیوی بچوں کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ نیک اور سعادت مند ہوں۔ اور ان کی راحت و آسائش (باقی صفحہ ٨٧٥)

لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○
۷۵- اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○
۷۶- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○
۷۷- قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ○

دکہ وہ نیکو کار ہوں،) اور متقیوں کا پیشوا بنا ○
۷۵- ایسے لوگ صلے میں بسبب اسکے کہ انہوں نے صبر کیا، بالاخانے لیں گے اور وہاں انکا دعا اور سلام کیساتھ استقبال کیا جائیگا ○
۷۶- ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ ٹھہراؤ اور مقام کی خوب جگہ ہے ○
۷۷- کہدو کہ میرا پروردگار تمہاری کچھ پروا، نہیں کرتا اگر تم اسکو نہ پکارو سو تم تو قرآن کو جھٹلا چکے (ف۱) سو جلدی اسکے وبال میں مبتلا ہوگے ○

اٰيَاتُهَا ۲۲۷	سُوْرَةُ الشُّعَرَاۗءِ مَكِّيَّةٌ	رُكُوْعَاتُهَا ۱۱

سورت شعراء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱- طٰسٓمّٓ ○
۲- تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○
۳- لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

۱- طسم (ف۱) ○
۲- یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں ○
۳- شاید تم (غم) میں اپنی جان کو کھو دو گے کہ وہ (لوگ) مسلمان نہیں ہوتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۴)

کے سبب نہیں۔ ان کی خواہش ہوتی ہے، کہ پرہیزگاروں کی امامت ملے اور اتباع ہے کے پارسا ہوں۔

اسکے بعد اللہ تعالےٰ کے استغنا، اور اس کی بے نیازی کا اعلان فرمایا ہے ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ کو نہیں پکارتے تو اللہ بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ چاہے تو جہنم میں تم سب کو تنکے کی طرح اٹھا کر ڈال دے۔ اُس نے جو تم کو باقی رکھا ہے۔ تو اس لئے کہ اس کی عبادت کرتے ہو، اور اپنی ضروریات کے لئے اُس کو پکارتے ہو۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ سے مراد مشرکین ہیں۔ جو اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ اور اس کی بے نیازی اور فنا، کی تکذیب کرتے ہیں۔ فرمایا عنقریب تمہیں اس کی سزا مل کر رہے گی۔

سورۃ شعراء

ف۱ طسم حروف مقطعات ہیں۔ تفصیل الٓمّ کی بحث میں دیکھئے

امام رازی کہتے ہیں۔ طا سے مراد قلوب عارفین کا طرب و نشاط ہے۔ اور سین سے مقصود عشاق کا سرور و بہجت ہے۔ اور میم مریدین کے مناجات پر دال ہے۔

کتاب مبین کے تعارف کے بعد حضورؐ کی اُس محبت و عشق کا ذکر ہے۔ جو آپ کو عام انسانوں سے تھی۔ آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک نفس انسانی بھی نجات سے محروم رہے، اور اللہ کے عذاب کا شکار ہو جائے۔ آپ نے نہایت جانسوزی سے قوم کو نجات و فلاح کی دعوت دی، اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی۔ ارشاد ہے کہ آپ ان لوگوں کی محبت میں اپنی جان کیوں کھوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اس وضاحت اور دلائل کی کثرت کے باوجود بھی اسلام قبول نہیں کرتے تو انکو جانے دیجئے۔ اور انکی چنداں پرواہ نہ کیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ حق کی پہچان کے لئے باطل کا وجود قائم رہے ورنہ اُسکی استطاعت و قدرت میں ہے۔ کہ وہ ایسا زبردست نشان ظاہر کر دے۔ جسکے سامنے ان لوگوں کی گردنیں جھک جائیں اور یہ اسلام کی صداقت قبول کر لیں۔

حل لغات:- قُرَّةَ اَعْيُنٍ۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ لِزَامًا۔ چپک جانیوالا عذاب۔ لازم ہونا۔

۴- اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً
فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝
۵- وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ
مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝
۶- فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
۷- اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝
۸- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
۹- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع
۱۰- وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ

۴- اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی نشانی ان پر نازل کریں۔ پھر
ان کی گردنیں اس نشانی کے سامنے جھکی رہ جائیں ۰
۵- اور رحمٰن کی طرف سے جب ان کے پاس جب کبھی کوئی نئی نصیحت
آئی اسی سے انہوں نے منہ موڑا ۰
۶- سو یہ جھٹلا چکے اب عنقریب انہیں اسکی حقیقت معلوم
ہو جائیگی جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ۰
۷- کیا انہوں نے زمین کی طرف نہ دیکھا کہ اس میں ہم نے کس قدر ہر طرح
کی نفیس چیزیں اُگائی ہیں ۰
۸- بے شک اس میں نشانی ہے اور اکثر ان میں ماننے
والے نہیں ۰
۹- اور اللہ تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۰
۱۰- اور جب تیرے رب نے موسٰی کو پکارا کہ ظالم لوگوں

ف۱ مقصد یہ ہے۔ کہ ان کی گھٹیوں میں انکار و الحاد کے جراثیم ہیں۔ ان کے لئے قرآن حکیم کی کوئی آیت بھی موجب ہدایت و برکت نہیں۔ جب قرآن نازل ہوتا ہے۔ ان کا اعراض اور بے اعتنائی بڑھتی جاتی ہے۔ اور یہ مسخر اڑاتے ہیں۔ اور ہنسی دل لگی میں حقائق کو ٹال دیتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اللہ کے کلام سے استہزاء کرنے کی سزا کس درجہ کڑی اور سخت ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ۔ سے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ بہت کوتاہ نظر ہیں۔ اگر یہ زمین کی گوناگوں [illegible] کی افادیت پر غور کرتے اور نباتات کے انواع و اقسام اور نفاست کو دیکھتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ فطرت بہت فیاض ہے۔ اور اس کی پیدا کردہ کوئی چیز بھی فائدے سے خالی نہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ قرآن [illegible] اور قرآن کی ہر آیت کو [illegible] تکذیب کریں۔

حضرت موسٰی کا مطالبۂ آزادی

ف۲ حضرت یوسف سے تقریباً چار سو سال بعد بنی اسرائیل کی حالت مصر میں بہت خراب ہو گئی۔ اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے۔ اللہ تعالےٰ کو یہ منظور ہوا۔ کہ ان کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایک پیغمبر کو بھیجا جائے۔ جو ان کی غلامی اور بندگی کی زنجیروں کو توڑ دے۔ اور جو اپنے القائی تدبیر سے ان لوگوں کے دل میں ایمان کی شمع کو روشن کر دے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے حضرت موسٰی منتخب کیا گیا۔ اور آپ سے کہا گیا۔ کہ فرعون کی قوم بہت ظالم ہو چکی ہے۔ اور اس کی سرکشیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ تم جاؤ۔ (بقایا صفحہ ۸۷۷ پر)

حل لغات:-

باخع۔ ہلاک کرنے والا۔ فرط [illegible] وجہ سے تو آپ کو ہلاکت میں جلنے والا۔ ع [illegible] الباخع الواحد نفسہ و [illegible] ۳۔ [illegible]۔ یعنی ہر آیت جو نازل ہوتی وہ لوگوں کی معلومات کے اعتبار سے نئی اور جدید ہوتی۔ [illegible] نازل ہے ان کے لئے کوئی بات بھی نئی اور پرانی نہیں۔ [illegible] بہتے خیر و تکریم کی لیے۔ منھہ صنف ۰

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

١١- قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝

١٢- قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ؕ

١٣- وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ
فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝

١٤- وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ؕ

١٥- قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ
مُّسْتَمِعُوْنَ ۝

١٦- فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ۙ

١٧- اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ؕ

١٨- قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

کے پاس جا ۰

١١- جو فرعون کی قوم ہے کیا ان کو ڈر نہیں ! ۰

١٢- بولے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں ۰

١٣- اور میرا دل رُک جاتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی، تو ہارون کی طرف پیغام بھیج ۰

١٤- اور ان کا مجھ پر ایک جرم بھی ہے کہ میں نے ایک مصری کو مارا تھا، سو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں ۰

١٥- فرمایا ہرگز نہیں۔ تم دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں ۰

١٦- سو فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم جہان کے مالک کا پیغام لائے ہیں ۰

١٧- کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے ۰

١٨- بولا کیا ہم نے تجھے تیرے لڑکپن کے زمانہ میں اپنے گھر میں نہیں پالا تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٨٧٦)

اور اس کو رشد و ہدایت کی طرف دعوت دو۔ آخر کیوں ان لوگوں کے دلوں میں خشیت و تقویٰ کے جذبات پیدا نہیں ہوتے ؟

حضرت موسیٰ نے کہا۔ کہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ وہ مطالبے کو ٹھکرا دیں۔ اور میرے پیغام کی تکذیب نہ کر دیں۔ یہ بھی خیال ہے کہ ان کا سامنا کرنے سے میرے دل میں ایک قسم کی تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور زبان بھی جوہر بلاغت و فصاحت سے محروم ہے۔ اور ایک یہ بات بھی ہے۔ کہ قبطی کو مار ڈالنے کا جرم بھی مجھ پر ہے۔ اس لئے مجھے اپنے ڈر جانے کا بھی خوف ہے۔ غرضیکہ میری انتہا درجہ کی مخالفت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ ان میں سے کوئی خوف بھی تمہارے دل میں نہیں رہے گا۔ تمہارے سینے کی تنگی اور ضیق کو انشراح سے بدلے دیتے ہیں۔ زبان فصیح و بلیغ ہو جائے گی۔ اور ہاتھ بٹانے کے لئے ہارون کو ساتھ کئے دیتے ہیں۔ ہماری نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ۔ ہم تمہاری دعاؤں کو سننے والے ہیں۔ فرعون سے جا کر صاف صاف طور پر کہہ دو۔ ہم رب العلمین کی طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں۔ اس لئے اب بنی اسرائیل کی غلامی کا دور ختم ہو چکا۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ تو ان کو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کا موقع دے۔ اب یہ محکومیت اور ذلت کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

حل لغات :-

لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ - میری زبان رواں نہیں۔

ذَنْبٌ - الزام۔ گناہ۔

نُرَبِّكَ - تربیت سے ہے۔ معنی پالنا۔ پوسنا۔ پرورش کرنا۔

فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝	اور تو ہم میں اپنی عمر کے کتنے برسوں تک رہا ۝
١٩- وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَ أَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝	١٩- اور تو اپنا کام کر گیا۔ جو کر گیا۔ اور تو ناشکروں میں سے ہے ۝
٢٠- قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَ أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝	٢٠- بولا وہ کام میں نے اس وقت کیا تھا اور میں بھٹکنے والوں میں
٢١- فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝	٢١- پھر جب میں تم سے ڈرا تو تمہارے پاس سے بھاگ گیا۔ پھر میرے رب نے مجھے حکم عطا کیا اور مجھے رسول بنایا ۝
٢٢- وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ ۝	٢٢- اور کیا یہی احسان ہے۔ جو تو مجھ پر رکھتا ہے۔ کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ۝ ف١
٢٣- قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝	٢٣- فرعون نے کہا رب العالمین کیا چیز ہے ؟ ۝
٢٤- قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۭ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝	٢٤- کہا آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے۔ اس کا مالک۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو ۝

موسیٰ اور فرعون کی بحث

ف١ حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل کی بندگی اور غلامی کے خلاف احتجاج کیا۔ اور فرعون سے کہا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تو فرعون نے کہا۔ یہ یکایک تجھے نبوت کیونکر مل گئی ؟ کیا ہم نے تیری تربیت نہیں کی۔ اور تمہیں پال پوس کر بڑا نہیں کیا۔ اور کیا تو ایک مدت تک ہمارے پاس نہیں رہا۔ اور کیا تو نے اس قبطی کو بلا وجہ نہیں مار ڈالا تھا ؟ حضرت موسیٰ نے جواباً کہا۔ کہ قبطی کے معاملہ میں مجھ سے واقعی لغزش ہو گئی تھی۔ اور ڈر کر میں بھاگ گیا تھا۔ اب اللہ نے مجھے سمجھ بوجھ عنایت فرمائی ہے۔ اور مجھے نبوت کا عہدہ عطا کیا ہے۔

اس نے تیری راہنمائی کے لئے آیا ہوں۔ باقی تربیت وغیرہ کا احسان، تو کیا پوری قوم کو غلام بنا کر ایک فرد کی تربیت کرنا کوئی بہت بڑا احسان ہے۔ جو تو جتلا رہا ہے۔ اور پھر یہ بھی تو اس وجہ سے ہوا۔ کہ تو نے بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کر ڈالنے کا حکم دے رکھا تھا۔ یہ تیرے استبداد اور ظلم کا نتیجہ ہے۔ کہ میں تیرے ہاتھ لگا اور تیرے محل میں میری تربیت ہوئی۔

اب فرعون نے جب دیکھا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے نہایت معقول جواب دیئے ہیں۔ اور اس کے بعد ان سوالات پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں۔ تو اس نے پہلو بدلا۔ اور کہا۔ کہ یہ رب العالمین کون ہے ؟

... جس کی طرف سے تو رسول ہو کر آیا ہے۔ اور جس کی جانب تو ہمیں دعوت دیتا ہے۔ اور جس کا نام بار بار تیری زبان پر آتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جواباً کہا۔ رب العالمین وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اس پر وہ اپنے حواریوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ سنتے ہو۔ موسیٰ کیا کہہ رہے ہیں ؟ گویا وہ چاہتا تھا کہ اپنے اہل موالیوں کو مشتعل کیا جائے۔ اور اگر بتایا جائے۔ کہ موسیٰ تمہارے معتقدات کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔

موسیٰ نے بات کا رخ بدل کر کہا۔ کہ رب وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی۔

(باقی صفحہ ٨٧٩ پر)

٢٥۔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝

٢٥۔ فرعون نے ان لوگوں سے جو اس کے گرد تھے کہا تم نہیں سنتے ہو؟

٢٦۔ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

٢٦۔ موسیٰ نے کہا۔ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا رب ۝

٢٧۔ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝

٢٧۔ فرعون نے کہا۔ البتہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ دیوانہ ہے ۝

٢٨۔ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

٢٨۔ موسیٰ نے کہا۔ مشرق اور مغرب۔ اور جو ان کے درمیان میں ہے سب کا رب۔ اگر تم عقل رکھتے ہو ۝

٢٩۔ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝

٢٩۔ فرعون نے کہا۔ اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود ٹھہرایا تو میں تجھے قیدخانہ میں بھجوا دوں گا ۝

٣٠۔ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝

٣٠۔ بولا۔ اگرچہ میں تیرے پاس ایک روشن چیز لاؤں ۝

٣١۔ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

٣١۔ کہا اگر تو سچا ہے۔ تو وہ چیز لا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٨٧٨)

فرعون اس مزید تشریح سے گھبرا گیا۔ اور جواب بن نہ آیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ قطعی دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے اس کے جواب کو قابل جواب نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ کہ وہ خدا مشرق و مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ سب کا مالک ہے۔ مگر تم نافہمی کی وجہ سے محسوس نہیں کرتے۔ فرعون اس جواب سے بالکل بوکھلا گیا۔ اسے پہلی دفعہ معلوم ہوا۔ کہ کوئی ذات ایسی ہے۔ جو اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور اس کی حدود و سلطنت مشرق سے مغرب تک وسیع ہیں۔ اس نے غصہ سے بے تاب ہو کر کہا۔ خبردار! جو میرے سوا کسی دوسرے خدا کو مانا۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ میں تمہیں قید کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ نے بالکل بے خوف ہو کر کہا۔ کیا دلیل و معجزہ کے بعد بھی تم سختی کرو گے۔

اس نے کہا۔ اگر تم میں صداقت ہے۔ تو دلائل پیش کرو۔ موسیٰ نے اپنی لاٹھی کو ڈالا۔ تو وہ اژدھا بن گئی۔ اور بغل میں سے ہاتھ دبا کر نکالا۔ تو سفید چمکتا ہوا نظر آنے لگا۔ یہ معجزے دراصل فرعون کے لئے بطور تنبیہ کے تھے۔ اس کو ان معجزات سے یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ اللہ کی قدرت سے بے جان خشک لکڑی بھی اژدھا بن سکتی ہے۔ اس لئے تم بنی اسرائیل کو اپنے لئے بے ضرر نہ سمجھو۔ اور ہاتھ کا براق ہونا کامیابی و کامرانی کی طرف اشارہ ہے۔

حلِ لغات:- مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ ضال کی جمع ہے۔ ضلالت کا لفظ لغزش اور غلطی پر بولا جاتا ہے۔ اور گمراہی پر بھی۔ یہاں مقصود لغزش ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ نے قبطی کو عمداً قتل کیا تھا۔ بلکہ نادانستہ ہو گیا تھا۔ وہ کمزور ہونے کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا۔

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یہاں منطقی تعریف کے لئے نہیں۔ بلکہ اسکا مقصود یہ تھا۔ کہ موسیٰ خدا کا صحیح صحیح تخیل پیش کریں۔

الْمَسْجُوْنِيْنَ۔ سجن سے ہے۔ جس کے معنے قیدخانے کے ہیں۔

٣٢- فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝

٣٢- جب اس نے اپنی لاٹھی ڈال دی۔ تو وہ اسی وقت صریح اژدھا بن گئی ۝

٣٣- وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝

٣٣- اور اپنا ہاتھ اندر سے نکالا تو وہ اسی وقت نظریں کے لئے (سفید) چمکتا ہوا تھا ۝

٣٤- قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝

٣٤- فرعونؒ نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا۔ یہ کوئی (بڑا ہی) دانا جادوگر ہے ۝

٣٥- يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝

٣٥- چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے۔ سو اب تم کیا صلاح دیتے ہو ۝

٣٦- قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝

٣٦- بولے اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے۔ اور شہروں میں اکٹھا کرنے والے بھیج ۝

٣٧- يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝

٣٧- کہ ہر دانا جادوگر کو تیرے پاس لائیں ۝

٣٨- فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ

٣٨- پھر ایک مقررہ دن کے وعدہ پر جادوگر جمع

جادوگروں سے مقابلہ

فؒ فرعون نے جب موسیٰ کے معجزات کو دیکھا۔ تو اپنے ہالی موالی سے کہنے لگا۔ یہ تو بہت سمجھدار جادوگر ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ تم کو سحر و جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے۔ اور بنی اسرائیل کو مصر کی حکومت سونپ دے۔ یہ انقلاب پسند اور باغی ہے۔ کہو تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا۔ حضور ان دونوں کو چندے مہلت دیجئے اور اس اثنا میں شہروں میں اور دیہات میں ہرکارے دوڑا دیجئے۔ تاکہ وہ تمام بڑے بڑے جادوگروں کو لے آئیں۔ فرعون کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس کے ملک کے ہر گوشہ سے جادوگر بلائے۔ اور ایک دن مقابلے کے لئے مقرر کیا۔ تمام لوگوں میں اعلان کے ذریعے مشتہر کر دیا گیا۔ کہ سب اکٹھے ہوں۔ اور مقابلہ دیکھیں۔ تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں۔ تو ہم سب ان کی پیروی کرنے پر مجبور ہوں؟

چنانچہ جب فرعون کے پاس جادوگر آگئے۔ تو کہنے لگے۔ حضور اگر ہم غالب آگئے۔ اور موسیٰ و ہارون کو شکست دے دی۔ تو کیا ہم کو انعام بھی ملے گا؟

فرعون نے کہا۔ ہاں تمہیں انعام بھی دیا جائے گا۔ اور مقربین میں بھی شمار ہوگا۔

حضرت موسیٰ نے جادوگروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم بھی کرشمہ سازی کا اظہار کرنا چاہتے ہو کرو۔ تمہیں میری طرف سے اختیار ہے۔ انہوں نے لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں۔ اور وہ دیکھنے والوں کو سانپ کی شکل میں نظر آنے لگیں۔ کہنے لگے۔ کہ ہم فرعون کے اقبال اور قوت کی برکت سے یقیناً غالب رہیں گے۔ اس پر حضرت موسیٰ جوش میں آگئے۔ اور آپ نے اپنی لاٹھی جو زمین پر ڈالی۔ تو وہ اژدھا بن گئی۔ اور ان تمام چھوٹے چھوٹے سانپوں کو نگل گئی۔ جادوگر جو سمجھ دار تھے۔ اور اپنی فنی قوتوں سے آگاہ تھے۔ (باقی صفحہ ۳۷۹ پر)

مَّعْلُومٍ ۝

کئے گئے ۵

۳۹- وَّقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ۝

۳۹. اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو؟ ۵

۴۰- لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝

۴۰- شاید ہم جادوگروں کی اگر وہی غالب ہوں پیروی کریں ۵

۴۱- فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝

۴۱. پھر جب جادوگر آئے۔ تو فرعون سے کہنے لگے بھلا اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں کچھ صلہ بھی ملے گا؟ ۵

۴۲- قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝

۴۲. کہا ہاں۔ اور تم اس وقت مقرب بھی ہوگے ۵

۴۳- قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ۝

۴۳. موسیٰ نے انہیں کہا۔ جو تم ڈالتے ہو ڈالو ۵

۴۴- فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ

۴۴- اس پر انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۰)

فوراً پہچان گئے۔ کہ یہ جادو یا کرشمہ سازی نہیں۔ یہ اللہ کی حکمت ہے۔ اور اسی کی قدرت ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس معجزہ کو دیکھ کر فوراً کہہ دیا۔ کہ ہم تو ہتھیار ڈال دیتے۔ ہم رب العالمین کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور موسیٰ و ہارون کے خدا کو مانتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں جادو اور سحر کا بہت زیادہ رواج تھا۔ اسی لئے آپ کے معجزات کو بھی جادو سمجھے۔ اور اسی لئے حضرت موسیٰ کو اس نوع کے دلائل سے نوازا گیا۔ تاکہ وہ قوم کو یقین دلا سکیں۔ کہ وہ اللہ کی جانب سے ہیں۔

معجزہ اور سحر میں باریک اور دقیق فرق یہ ہے کہ سحر وہ علم ہے۔ جس کو ہر شخص سیکھ سکتا ہے۔ اور جس کے اثر سے جو تحول و انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ اس کے اسباب و ذرائع معلوم ہو سکتے ہیں۔ مگر معجزہ اللہ کے تقرب خاص کی نشانی ہے۔ اور ہر شخص کے بس کا نہیں۔ اکتساب سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے ذریعے سے جو انقلاب یا تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس کے اسباب و ذرائع کو معلوم کرلینا انسانی وسعت و طاقت سے باہر ہے۔ معجزات کو وہ لوگ خوب جان سکتے ہیں۔ جو خود جادوگر ہوں۔ اور فن تحویل و تصرف سے آگاہ ہوں۔

حل لغات

أَرْجِهْ۔ ڈھیل دیجئے۔ یا توقف کیجئے۔

أَرْجِهْ ارجاء سے امر ہے۔ جس کے معنے تاخیر و توقف میں ڈالنے کے ہیں۔

حِبَالَهُمْ۔ حبل کی جمع ہے۔ بمعنی رسی۔

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ○
٤٥- فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ
مَا يَاْفِكُوْنَ ○
٤٦- فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ○
٤٧- قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
٤٨- رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○
٤٩- قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ
فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ
لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

ڈالیں اور بولے فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب ہیں ○
٤٥- پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو وہ فوراً ہی ان کے
جھوٹ کو جو انہوں نے بنا رکھا تھا نگلنے لگا ○
٤٦- پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے ○
٤٧- بولے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے ○
٤٨- جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ○
٤٩- فرعون نے کہا۔ پیشتر اسکے کہ میں تمہیں حکم دوں تم اس پر
ایمان لے آئے۔ بیشک یہی تمہارا بڑا ہے۔ جس نے
تمہیں جادو سکھلایا۔ سو البتہ تمہیں معلوم ہو جائے گا ○
میں تمہارے اُلٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔
اور تم سب کو سُولی پر چڑھاؤں گا ○

نشۂ ایمان اور حلاوتِ اسلامی

ف فرعون نے جب دیکھا۔ کہ جادوگر موسیٰ کے معجزات و کمالات
کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور غیر متوقع طور پر انہوں نے اسلام قبول
کر لیا ہے۔ تو سخت گھبرایا۔ اور غصے سے بے تاب ہو گیا۔
کہنے لگا۔ کہ تم نے بغیر میری اجازت کے موسیٰ و ہارون کے
مسلک کو قبول کر لیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بڑا جادوگر ہے
اور تمہارا استاد ہے۔ تم نے پہلے سے آپس میں سمجھوتہ کر
رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ موسیٰ کے غالب آتے ہی تم نے تبدیلی
مذہب کا اعلان کر دیا۔ یہ بہت بھاری جرم ہے۔ میں تمہیں
سخت عبرتناک سزا دوں گا۔ تمہارے ہاتھ پاؤں آڑا سے
ترچھے کٹوا دوں گا۔ اور تم سب کو بالآخر سولی پر چڑھوا
دوں گا۔ انہوں نے اس دھمکی کو سنا۔ اور کمال بے خوفی سے
پکار کر کہا۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم اگر سولی پر مریں
گے۔ تو اپنے رب ہی پاس جائیں گے۔ اور ہم دل سے چاہتے
ہیں۔ کہ اس طرح کی موت ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ
ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ ایمان
میں پیش قدمی کی وجہ سے ہماری لغزشوں اور ہمارے گناہوں
عفو و کرم کی نظر سے دیکھے گا۔ اور ہمیں بخش دے گا۔
غور فرمائیے۔ کہ ایمان کی حلاوت کس درجہ زبردست ہوتی ہے
اور اس کے مقابلہ میں زندگی کی شیرینی بھی کڑوی معلوم
ہوتی ہے۔ کتنا بڑا انقلاب ہے۔ جو ان لوگوں میں پیدا
ہو گیا۔ یا تو یہ مقابلہ کے لئے آئے تھے۔ دلوں میں بغض
و عناد تھا۔ دشمنی اور عداوت تھی۔ اور یا اب یہ فدائیت
اور جانبازی ہے کہ فرعون آنکھیں دکھاتا ہے۔ اور ان کے
دلوں میں قطعاً خوف پیدا نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا وہ مرتبہ اور مقام ہے جو
تبدیلی و تحول کا باعث ہوتا ہے۔ اور جو مسلمان دل و دماغ
کے لحاظ سے بالکل بدل دیتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھ لیجئے۔ کہ
ایمان مسلمان کو دوسرا دل اور علیحدہ دماغ عنایت کرتا
ہے۔ جس میں بجز اللہ کی محبت اور شیفتگی کے اور کچھ
نہیں ہوتا۔

حلِّ لغات:۔ اٰذَنَ لَكُمْ۔ ایذان سے ہے۔
بمعنی اجازت دینا۔

ع

٥٠۔ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝

٥٠۔ بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ۝

٥١۔ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

٥١۔ ہماری یہی طمع ہے۔ کہ ہمارا رب ہمارے گناہ بخش دے اس لئے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ۝

٥٢۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝

٥٢۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی ف کہ میرے بندوں کو رات میں لے نکل۔ البتہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا ۝

٥٣۔ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝

٥٣۔ پھر فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے ۝

٥٤۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝

٥٤۔ کہ یہ اسرائیل تھوڑے سے لوگ ہیں ۝

٥٥۔ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝

٥٥۔ اور وہ ہمیں غصہ میں لائے ہیں ۝

٥٦۔ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝

٥٦۔ اور بے شک ہم ہتھیار بند جماعت ہیں ۝

٥٧۔ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

٥٧۔ پھر ہم نے اُن (مصریوں) کو باغوں اور چشموں ۝

٥٨۔ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝

٥٨۔ اور خزانوں اور عمدہ مقام سے باہر نکالا ۝

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ اگر بنی اسرائیل کی نجات چاہتے ہو۔ تو ان کو مصر سے لے کر چل جاؤ۔ یقیناً تمہارا تعاقب ہوگا۔ اور پیچھا کیا جائے گا تو گھبرانا نہیں ٭

چنانچہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر چل کھڑے ہوئے۔ فرعون کو پتہ چلا۔ تو اس نے فوراً اپنے آدمی دوڑا دیئے۔ اور کہنے لگا۔ کہ یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ مگر اس نے ہمیں بہت پریشان کر رکھا ہے۔ ہم ان کی حرکتوں سے بہت نالاں ہیں۔ ہم سب کے سب مسلح ہیں۔ مگر پھر بھی نہ جانے کیا بات ہے۔ کہ یہ لوگ بالکل ہم سے نہیں ڈرتے ٭

یہ بڑی جماعت کی جماعت مصر سے تعاقب کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ اور اس ترکیب سے اللہ تعالےٰ نے ان کو ان کے باغوں اور چشموں سے ان کے مال و دولت اور عمدہ عمدہ مکانوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ (باقی صفحہ آئندہ)

حلِ لغات:-

مِنْ خِلَافٍ۔ یعنی آگے سے اور پیچھے ٭

اَلْمَدَآئِن۔ مدینہ کی جمع۔ یعنی شہر ٭

لَغَآئِظُوْنَ۔ غیظ و غضب ٭

۵۹- كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ
۶۰- فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝
۶۱- فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى
اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ
۶۲- قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ۝
۶۳- فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ
الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝
۶۴- وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۚ
۶۵- وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۚ
۶۶- ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ؕ

۵۹- ایسا ہی کیا اور کیے وہ (مصر کے باغ اور چشمے اور خزانے) وارث بنی اسرائیل ۵
۶۰- پھر انہوں نے ان کا سورج نکلتے وقت تعاقب (پیچھا) کیا ۵ ف
۶۱- پھر جب دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے اصحاب نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے ۵
۶۲- اس نے کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ مجھے راستہ بتائے گا ۵
۶۳- پھر ہم نے موسیٰ کو کہا۔ کہ اپنی لاٹھی سے سمندر کو مار۔ پس سمندر پھٹ گیا۔ سو پانی کا ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی مانند کھڑا ہو گیا ۵
۶۴- اور ہم اس جگہ دوسروں کو نزدیک لے آئے ۵
۶۵- اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو نجات دی ۵
۶۶- پھر دوسروں کو غرق کر دیا ۵

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۳)

اور ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنا دیا ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف جب یہ لوگ تعاقب کے لئے نکلے۔ تو سورج نکلتے وقت یعنی صبح کو انہوں نے بنی اسرائیل کو آ لیا۔ اور ان کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ جب دونوں گروہ ایک دوسرے کے روبرو ہوئے اور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا۔ تو اسرائیلی مارے خوف کے چلا اٹھے۔ کہ موسیٰ ہم تو پکڑے گئے۔ ہرگز نہیں۔ ڈرو مت۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ ضرور کوئی راہ نجات کی نکال دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ سے کہا۔ کہ دریا میں عصا مارو۔ چنانچہ انہوں نے عصا مارا۔ اور دریا پھٹ گیا۔ اور اس میں راستہ بن گیا۔ دونوں طرف پانی کی اونچی اونچی دیواریں پہاڑ کی طرح کھڑی ہو گئیں ۔

(بقایا صفحہ [illegible])

حل لغات :-

فِرْقٍ - حصہ - پارہ - جزء -
الطَّوْد ... کوہ [illegible] و ... وغیرہ ۔
اَزْلَفْنَا - قریب کرنا ۔

۶۷- اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○
۶۸- وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○
۶۹- وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ○
۷۰- اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○
۷۱- قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ○
۷۲- قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ○
۷۳- اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ○
۷۴- قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ○
۷۵- قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○
۷۶- اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○

۶۷- بے شک اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (مصریوں) میں اکثر لوگ مومن نہ تھے ○
۶۸- اور بے شک تیرا رب غالب وہی مہربان ہے ○
۶۹- اور ان کو ابراہیم کی خبر پڑھ کر سنا ○ ف۱
۷۰- جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجتے ہو؟ ○
۷۱- وہ بولے کہ ہم بت پوجتے ہیں پھر سارے دن انہی کے پاس جمے بیٹھے رہتے ہیں ○
۷۲- کہا جب تم پکارتے ہو کیا وہ تمہاری پکار سنتے ہیں!
۷۳- یا تمہیں کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا نقصان ○؟
۷۴- بولے نہیں، پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے ○
۷۵- ابراہیم نے کہا بھلا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جنہیں تم
۷۶- پوجتے ہو وہ تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادے بھی ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۴)

دریا میں راستہ دیکھ کر فرعون کا لاؤ لشکر بھی آگے بڑھا۔ مگر ہم نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو تو عبور ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اور فرعونیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔ ارشاد ہے کہ اس سارے قصہ میں عبرت و بصائر کی زبردست نشانی ہے مگر باوجود اس کے بہت سے لوگ موسیٰ پر ایمان نہ لائے۔ اور دولت ایمان سے محروم رہے۔

غرض یہ ہے کہ حضور کو تسلی دی جائے۔ ابتدائے سورۃ میں کہا گیا تھا۔ کہ آپ مخالفین کے غم میں جی ہلکان نہ کیجئے۔ اس کے بعد موسیٰ کے معجزات بیان کئے۔ اور یہ بتایا کہ کس طرح فرعون اور اس کی قوم نے ہر مرحلہ پر شکست کا اعتراف کیا۔ مگر پھر بھی یہ کیفیت ہے کہ سوائے چند سعید روحوں کے اکثر اس سعادت سے بہرہ ور نہیں ہو سکے۔ پھر اگر یہ مشرکین آپ کے دلائل نبوت کو دیکھ کر نہیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ پرواہ نہ کیجئے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

حضرت ابراہیم کا قوم سے تخاطب

حاشیہ صفحہ ہٰذا

ف۱ ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ کس طریق سے حضرت ابراہیم نے توحید کی آواز کو بت پرستوں کے کانوں تک پہنچایا۔ اور اس راہ میں کن مشکلات اور دشواریوں کو برداشت کیا۔ اور یہ کہ حضرت ابراہیم کے دماغ میں توحید کا کس درجہ روشن اور صحیح تخیل موجود تھا۔

بات یہ تھی۔ کہ جس عہد میں حضرت ابراہیم مبعوث ہوئے۔ اور اس عہد میں بابل میں سخت ترین جہالت رائج تھی۔ لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ ستاروں کے نام پر اپنے معابد تعمیر کرتے تھے۔ اور اللہ کو قطعاً فراموش کر بیٹھے تھے۔ اور بڑی مصیبت کی بات یہ تھی۔ کہ حضرت ابراہیم کی قوم۔ اور خود ان کا باپ شرک کی لعنتوں میں گرفتار تھے۔

(باقی صفحہ ۸۸۶ پر)

٧٧ - فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

٧٧ - وہ تو میرے دشمن ہیں مگر جہان کا رب دوست ہے۔

٧٨ - الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝

٧٨ - جس نے مجھے پیدا کیا۔ سو وہی مجھے راہ بتاتا ہے ٥

٧٩ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝

٧٩ - اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ٥

٨٠ - وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝

٨٠ - اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے چنگا کرتا ہے ٥

٨١ - وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝

٨١ - اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے جلائے گا ٥

٨٢ - وَالَّذِيْٓ أَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝

٨٢ - اور وہ جس سے مجھے توقع ہے۔ کہ انصاف کے دن میرے گناہ بخشے ٥

٨٣ - رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

٨٣ - اے رب مجھے حکم دے اور نیکوں میں ملا ٥

٨٤ - وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

٨٤ - اور پچھلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ ٥

٨٥ - وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

٨٥ - اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں شامل کر ٥

٨٦ - وَاغْفِرْ لِأَبِيْٓ إِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

٨٦ - اور میرے باپ کو بخش دے وہ گمراہوں میں تھا ٥

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۵)

حضرت ابراہیم نے جرأت سے کام لے کر توحید کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اور سب سے پہلے اپنی قوم اور اپنے باپ سے پوچھا۔ کہ تم لوگ کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ مورتیوں کو پوجتے ہیں۔ اور اس عقیدے سے ہٹنے کے نہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ اپنے معتقدات پر سختی سے قائم ہیں۔ حضرت ابراہیم نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ اور تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ یہ بات تو نہیں مگر باپ دادا کا یہی مذہب ہے۔ اس لئے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کیا تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ان معبودوں کے متعلق غور کیا ہے۔

حاشیہ صفحہ ھذا بعد یہ تحریر اور۔

تمہارے یکطے دشمن ہیں۔ انکی عبادت اور پرستش کرنا تو اپنی ذات سے عداوت کرنا ہے۔ ہاں اللہ نے ماننے والوں کا دوست ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ مجھے اسی نے خلعت وجود بخشا۔ اور وہی دین و دنیا کی مشکلات میں میری راہ نمائی کرتا ہے۔ وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں۔ تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے۔ وہی مجھے مارے گا۔ اور تیامت کے دن پھر مجھے زندہ کرے گا۔ اسی سے میں متوقع ہوں۔ کہ قیامت کے دن میری لغزشوں پر خط عفو کھینچ دیگا۔ اور مجھے اپنی آغوش رحمت میں لے لیگا یعنی حضرت ابراہیم نے ان لوگوں کو بتایا۔ کہ خدا وہ ہے جو ضرور کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اور سچے معنوں میں ہمارا اور تمہارا معاون اور مددگار ہے۔ یہ مٹی اور ریت کے بت تو نہ اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کی ٭ حَلِّ لُغَات:۔ آمَنَّا بِمَعْنَی کا ہیں

۸۷- وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝

۸۸- يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝

۸۹- اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

۹۰- وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

۹۱- وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝

۹۲- وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝

۹۳- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

۹۴- فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝

۹۵- وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝

۹۶- قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۝

ف۱

۸۷- اور جس دن مردے اٹھائے جائیں مجھے رسوا نہ کر ۝

۸۸- جس دن نہ مال کام آئے گا۔ نہ بیٹے ۝

۸۹- مگر جو اللہ کے پاس بے عیب دل لے کر آئے گا ۝

۹۰- اور جنت متقیوں کے پاس لائی جائیگی ۝

۹۱- اور گمراہوں کے لئے دوزخ ظاہر کی جائے گی ۝ ف۲

۹۲- اور ان سے کہا جائیگا جنہیں تم پوجتے تھے، کہاں ہیں ۝

۹۳- خدا کے سوا کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں ؟ ۝

۹۴- پھر وہ (انکے معبود) اور سب گمراہ ہیں اوندھے منہ گرائے جائینگے ۝

۹۵- اور ابلیس کا تمام لشکر بھی ۝ ف۳

۹۶- وہ وہاں آپس میں جھگڑتے ہوئے یوں کہیں گے ۝

حضرت ابراہیمؑ کی دعاء

ف۱ حضرت ابراہیمؑ جب اللہ تعالٰے کا صحیح تعین پیش کر چکے۔ اور حمد و ثنا کے فرائض ادا کر چکے۔ تو اپنے باپ کے لئے دعا کی۔ فرمایا۔ اے مولا میرا باپ راہ راست پر گامزن نہیں ہے اس کی لغزشوں سے درگزر فرمائیے۔ اور اس دن کی رسوائی و ذلت سے بچا لیجئے۔ جس دن نہ مال و دولت کے انبار کام آسکیں گے۔ اور نہ بیٹے ہی سود مند ثابت ہوں گے۔

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ سے مقصد یہ ہے۔ کہ وہاں عالم حشر میں بجز سلامتی قلب کے اور کوئی چیز مخلص اور نجات کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اور سلامتی قلب تعبیر ہے۔ تذکیر باطن سے۔ اخلاق کی بلندی اور رفعت سے عقائد کی صحت اور پاکیزگی سے۔

ف۲ یعنی اللہ کے نیک بندے اس کے مقام رضا کے بالکل قریب ہوں گے۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ جنت کی تمام نعمتیں ان کے سامنے ہیں۔ اور وہ لوگ جو گمراہ ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں ہمیشہ اللہ تعالٰے کے دین کی مخالفت کی۔ اور شرک کی لعنتوں میں گرفتار رہے۔ اپنے کو جہنم کے نزدیک تر پائیں گے۔ اور محسوس کریں گے۔ کہ جہنم ان کے وجود کو گھیرے کھڑا ہے۔

ف۳ گمراہوں اور مشرکوں سے کہا جائے گا۔ کہ وہ تمہارے معبودان باطل کہاں ہیں۔ کیا آج وہ اس بے چارگی اور بے کسی میں تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ اور تم کو جہنم کے عذاب سے بچا سکتے ہیں اور یا وہ خود کو اللہ کے غضب سے اور غصہ سے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

(باقی صفحہ ۸۸۸ پر)

حل لغات: بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ یا دل۔ اسکے معنی ڈسے ہوئے کے بھی ہیں۔ یعنی وہ دل جس کو عشق الٰہی کے سانپوں نے ڈسا ہو۔ قتیل محبت۔

فَكُبْكِبُوْا۔ كَبَّ الْاِنَآءَ کے معنے برتن کو اوندھا کر دینے کے ہیں۔ اور كَبْكَبَ اس کی تضعیف ہے۔

جُنُوْدٌ۔ جُنْدٌ کی جمع ہے۔ یعنے لشکر و گروہ و مددگار۔

۹۷۔ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

۹۸۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۹۹۔ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝

۱۰۰۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝

۱۰۱۔ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝

۱۰۲۔ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۱۰۳۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

۱۰۴۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

۱۰۵۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

۱۰۶۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

۹۷۔ کہ اللہ کی قسم ہم صریح گمراہی میں تھے ۰

۹۸۔ جب کہ ہم تم (معبودوں) کو جہان کے رب کے برابر ٹھہراتے تھے ۰

۹۹۔ اور ہمکو سوا ان گنہگاروں کے اور کسی نے گمراہ نہیں کیا ۰

۱۰۰۔ سو اب ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے ۰

۱۰۱۔ اور نہ کوئی غمخوار دوست ۰

۱۰۲۔ سو کاش ہمارے لئے ایکبار پھر دنیا میں لوٹ کر جانا ہو کر ہم ایمان

۱۰۳۔ اس بیان میں البتہ نشانی ہے۔ اور اکثر ان میں ماننے والے نہیں تھے ۰

۱۰۴۔ اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۰

۱۰۵۔ نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۰

۱۰۶۔ جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۰

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۷)

لا کلام تو کسی شخص میں جرأت نہیں۔ کہ اس کے غیظ و غضب کا سامنا کر سکے۔ آج تمام معبودان باطل کو ان کے عقیدت مندوں کے ساتھ جہنم میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا۔ اور تمام ابلیسی لشکر آگ میں جھونک دیا جائے۔ آج وہ لوگ معلوم کریں گے کہ یہ بت پرستی محض فریب نفس کی نیرنگیاں تھیں۔ ورنہ حاکم و قاہر اور مختار و قادر ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ لوگ اس وقت اپنے مقتداؤں اور گمراہ معبودوں سے کہیں گے کہ واللہ ہم نے تم کو خدا کا شریک قرار دے کر سخت غلطی کا ارتکاب کیا۔ یقیناً ہم گمراہ ہو گئے۔ اور ہماری گمراہی کا موجب یہ ہمارے پُرمعاصی پیشوا ہی ہیں۔ یعنی وہ بڑے بڑے مذہبی جرائم پیشہ لوگ۔ جنہوں نے توحید کی روشنی سے ہمیں ہمیشہ بیگانہ رکھا۔ اور یہ حالت ہے۔ کہ ان مدعیان طریقت میں سے کوئی شخص جرأت سفارش نہیں کرتا۔ وہ لوگ جو دنیا میں ہم کو تسلیاں دیتے تھے۔ اور اپنے کو نجات و خلاصی کا اجارہ دار سمجھتے تھے۔ اور وہ جو اپنے اور اپنے مریدوں کے سوا سب کو جہنمی قرار دیتے تھے۔ آج خود عذاب الٰہی کا شکار ہیں۔ اور ان کی زبانیں گنگ ہیں۔ اُن سے اتنا بھی تو نہیں ہو سکتا۔ کہ اپنے عقیدت مندوں اور نیاز مندوں کی طرف سے کچھ کہہ سکیں۔ دوستی اور آشنائی کے تمام تعلقات منقطع ہیں۔ یہ لوگ اس وقت اس خواہش کا اظہار کریں گے۔ اگر اب بھی دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔ تو ہم سچے مومن ثابت ہوں گے۔ ارشاد ہے۔ کہ اب اس بے مائیگی و اضلال کی صورت میں ان کو حقیقت حال کا احساس ہونا محض بیکار ہے۔ اور اس پورے قصہ میں عبرت و تذکیر کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو دولت ایمان سے بہرہ ور ہیں۔ یہ مشرکین مکہ ان کو [illegible] اسلام کی سچائیوں کا اعتراف نہیں کرتے۔ اور ان کے دلوں سے تبدیلی اور اصلاح کی استعداد یکسر مفقود ہو چکی ہے۔

• حلِ لغات۔ حَمِیْمٍ۔ مخلص۔ دوست •
اَخُوْهُمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ انبیاء شفقت اور محبت کے اعتبار سے کس درجہ قریب ہوتے ہیں •

١٠٧- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○
١٠٧- بے شک تمہارے لئے میں امانتدار پیغمبر ہوں ○

١٠٨- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○
١٠٨- تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

١٠٩- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○
١٠٩- اور میں اس (پیغام) پر تم سے اُجرت نہیں مانگتا۔ میری اُجرت صرف جہانوں کے رب پر ہے ○

١١٠- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○
١١٠- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

١١١- قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ○
١١١- وہ بولے کیا ہم تجھے مانیں حالانکہ کمینے لوگ تیرے تابع ہیں ○

١١٢- قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○
١١٢- بولا مجھ کو انکے معلوم کرنے سے کیا غرض جو وہ پیشہ کرتے رہے ہیں ○

١١٣- إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ○
١١٣- ان کا حساب پوچھنا صرف میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھو ○

١١٤- وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ○
١١٤- اور میں مومنوں کو نکال نہیں سکتا ○

١١٥- إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ○
١١٥- میں تو صرف کھول کر سنانے والا ہوں ○

حضرت نوح

ف ان آیات میں حضرت نوح کا ذکر ہے۔ جنہوں نے حیرت انگیز استقلال کے ساتھ قوم کے کفر اور ان کی سرکشی کا مقابلہ کیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک مسلسل رشد و ہدایت کی دعوت دی اور اپنے خلوص اور محبت سے مجبور ہو کر کمال دلسوزی سے منکرین حق کو سچائی کی طرف بلایا۔ ان کا زمانہ ٹھیک طور پر تو معلوم نہیں تاریخ کی اصطلاح میں یہ آدم ثانی ہیں۔ البتہ انجیل اور قرآن سے ان کے تبلیغی کارنامہ پر روشنی پڑتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اس دور کے والی ہیں۔ جب کہ انسانوں کی عمریں عموماً بہت زیادہ طویل ہوتی تھیں۔

ارشاد ہے۔ کہ حضرت نوح نے قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ تم کیوں پاکبازی کی زندگی بسر نہیں کرتے۔ کیا تمہارے دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہارے لئے زبردست امانت دار اور معتمد ہوں۔ پس تم کو اللہ سے اتقاء و خشیت کی دعوت دیتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ میری اطاعت شعاری میں سعادت دینی و اخروی حاصل کرو۔ اور اس پر میں پیغمبرانہ وفاکی کی طرح کسی سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ اللہ جو تمام کائنات کا مالک اور پروردگار ہے۔ مجھے فراموش نہیں کرے گا۔ میں اپنی کسی حاجت کے لئے تمہارے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ بلکہ مخلصانہ دلسوزی اور محبت سے کہتا ہوں۔ کہ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت قبول کرو۔

نوح کے مخاطبین نے جب یہ وعظ سنا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہم تمہارے دین کو قبول کر کے ذلیل اور کمینے نہیں بننا چاہتے۔ کیونکہ جس قدر لوگ تم پر ایمان لائے ہیں وہ سب کے سب ارذل پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت نوح نے فرمایا۔ کہ کبر و غرور کے نشہ میں چور سرمایہ دارو۔ -

(باقی صفحہ ۸۹۰ پر)

حل لغات:۔

بطارد۔ طرد سے ہے۔ یعنے ہٹانا، نکالنا۔ دور کر دینا۔

۱۱۶- قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ○

۱۱۷- قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ○ النصف

۱۱۸- فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِيْ
وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۱۱۹- فَاَنْجَيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○

۱۲۰- ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ○

۱۲۱- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

۱۲۲- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ع

۱۲۳- كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ○

۱۱۶۔ بولے اے نوح اگر تو باز نہ آیا ۔ تو پتھروں سے مارا
جائے گا ۔

۱۱۷۔ بولا اے رب میرے میری قوم نے مجھے جھٹلایا ○

۱۱۸۔ تو میرے اور ان کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر اور مجھے اور
میرے ساتھیوں کو جو مومن ہیں نجات دے ○

۱۱۹۔ پھر ہم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا ○

۱۲۰۔ پھر اس کے بعد ان باقیوں کو ڈبو دیا ○

۱۲۱۔ بے شک اس بیان میں البتہ نشانی ہے ۔ اور ان میں بہت
لوگ ماننے نہیں تھے ○

۱۲۲۔ اور بے شک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ○

۱۲۳۔ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۹)

ایک داعی حق، مساوات کو لوگوں کے پیشوں سے کیا بحث ؟ کیا عزت و وجاہت کا تعلق صرف دولتمندی اور حرام خوری سے ہے ۔ کیا تقویٰ و خشیت ۔ فسق و فجور کا نام ہے اور کیا تم محض اس لئے رذیل نہیں ہو ۔ کہ تمہارے پاس باوجود تمام جرائم اور گناہوں کے دولت ہے ؛

ارشاد ہے ۔ کہ ان لوگوں کا معاملہ اللہ سے ہے ۔ میں کوئی حق نہیں رکھتا ۔ کہ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دوں ! اور کہہ دوں کہ چونکہ تم بڑے بڑے منصبوں اور عہدوں پر فائز نہیں ہو ۔ اس لئے اللہ کے نزدیک بھی تمہارا کوئی مرتبہ نہیں ۔ میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں ۔ اور مجبور ہوں ۔ کہ یکساں طور پر ۔ اللہ کا پیغام سب کو پہنچا دوں ۔

دنیا کے ان حریص بندوں نے جب مساوات کا وعظ سُنا ۔ تو بے تاب ہو گئے ۔ کہنے لگے ۔ کہ ہم ایسی تبلیغ و اشاعت کو نہیں چلنے دیں گے ۔ اگر آپ نے چندے اور ان مشاغل کو جاری رکھا ۔ تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

وط وہ لوگ جن کی عمر کا حاصل ہی تفوق و اقتدار کا جذبہ ہے ۔ کیونکر اس قسم کی تعلیم کو قبول کر سکتے تھے ۔

حضرت نوحؑ نے ان کے اس بغض و عناد کو دیکھ کر اللہ سے دعا کی ۔ کہ مولا یہ لوگ تکذیب کی آخری حد کو پہنچ چکے ہیں ۔ اور اب اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہی ۔ اس لئے ہمارے اور ان کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیجئے ۔

چنانچہ حضرت نوحؑ کی پکار سنی گئی ۔ اور یہ مشرکین باحسرت و یاس طوفان میں نیست و نابود ہو گئے ۔

ارشاد ہے کہ اس قصہ میں بھی مشرکین مکہ کے لئے نصیحت و تذکیر کی نشانی ہے ۔ مگر ان میں اکثر لوگ ایمان کی دولت سے محروم ہیں ۔

حل لغات :- اَلْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۔ بھری ہوئی کشتی ۔

١٢٤- إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

١٢٤- جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۝

١٢٥- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

١٢٥- بے شک میں تمہارے لئے امانتدار پیغمبر ہوں ۝

١٢٦- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

١٢٦- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝

١٢٧- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ
إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

١٢٧- اور میں اس پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا میری
مزدوری صرف جہان کے رب پر ہے ۝

١٢٨- أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝

١٢٨- کیا تم ہر ٹیلے پر کھیلنے کو ایک نشانی بناتے ہو ۝

١٢٩- وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝

١٢٩- اور ایسے استوار محل بناتے ہو کہ گویا تم ہمیشہ رہو گے ۝

١٣٠- وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝

١٣٠- اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو ظلم سے پنجہ مارتے ہو ۝

١٣١- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

١٣١- اور اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝

١٣٢- وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝

١٣٢- اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جو تم جانتے ہو ۝

١٣٣- أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝

١٣٣- مدد کی تمہاری چوپایوں اور بیٹوں سے ۝

قومِ عاد کی تباہی

ط انسانی فطرت کا عام قانون ہے۔ کہ جب انسان کو مال و دولت سے بہرہ وافر قرار دیا جائے۔ اور اس کی اہلیت سے زیادہ اس کو نوازا جائے۔ تو پھر یہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تفاخر و تکبر کے جذبے۔ دنیا کو دائمی اور ابدی سمجھنے کا تخیل اور تفرد و اختصاص کے ولولے پیدا ہو جاتے ہیں ۔

چنانچہ حضرت ہود مبعوث ہوئے۔ تو قوم عاد کی بالکل یہی کیفیت تھی۔ مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ یہ ہر بلندی پر عیش و عشرت کے قصر تعمیر کرتے۔ تاکہ یہ ان کی عزت اور وقعت کے نشان قرار پائیں۔ اور وہ بڑے بڑے قلعے بناتے۔ تاکہ نفس کو یہ فریب دے سکیں۔ کہ یہ مقام عارضی و فانی نہیں ہے بلکہ آفات و حادثات سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رہنے والا ہے۔ اور اختصاص و تفرد کے لئے عام لوگوں پر سختی کرتے اور یہ چاہتے۔ کہ تمام راحتیں اور تمام ان کی قوم سے مختص ہو جائیں ۔

حضرت ہود نے ان کی اس مادیت پرستی کو دور کرنے کے لئے "تقویٰ" کا نسخہ تجویز فرمایا۔ اور ان کو یقین دلانے کی کوشش کی۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تم سے کسی معاوضے کا طالب نہیں۔ کیونکہ معاوضہ طلب کرنے کی صورت میں تبلیغ بالکل بے اثر ہو جاتی ہے ۔

یہ واضح رہے۔ کہ پیغمبر وعظ والوں سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ اور نبوت کو جلب منفعت کا ذریعہ نہیں بناتا۔ (ربانی صفحہ ۲۹۰ جلد ۲)

حلِّ لغات :-

رِيعٍ ۔ ٹیلہ۔ بلندی ۔

آيَةً ۔ نشان۔ یعنی اونچی اونچی عمارتیں۔ جو ان کی فارغ البالی کی علامت ہوں ۔

مَصَانِعَ ۔ جمع مصنع۔ قلعے۔ محلات۔ حوض اور کنوئیں ۔

۱۳۴ - وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝
۱۳۴ - اور باغوں اور چشموں سے ۝

۱۳۵ - اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝
۱۳۵ - بیشک میں تمہاری نسبت ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۝

۱۳۶ - قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝
۱۳۶ - وہ بولے خواہ تو نصیحت کرے یا نصیحت کرنیوالوں میں سے نہ ہو ہمارے لئے سب برابر ہے ۝

۱۳۷ - اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
۱۳۷ - یہ نصیحت دینا اور کچھ نہیں اگلوں کی عادت ہے ۝

۱۳۸ - وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝
۱۳۸ - اور ہم پر عذاب نہ آئے گا ۝

۱۳۹ - فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
۱۳۹ - پس انہوں نے اسے جھٹلایا[ف۱] تو ہم نے انہیں ہلاک کیا بیشک اس بیان میں نشانی ہے اور بہت لوگ ماننے والے نہیں تھے ۝

۱۴۰ - وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝
۱۴۰ - اور بیشک تیرا رب اللہ وہی غالب مہربان ہے ۝

۱۴۱ - كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
۱۴۱ - ثمود[ف۲] نے رسولوں کو جھٹلایا ۝

۱۴۲ - اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝
۱۴۲ - جب اُن سے اُنکے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۝؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۱)

وہ خالصۃً اللہ کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیتا ہے۔ اور اپنی خدمات اس کے حضور میں پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ دنیا طلبی میں اس کو بھی عام انسانوں کی طرح دوڑتا بھاگتا دیکھیں۔ وہ دولت کو تقسیم کرنے کے لئے آتا ہے۔ دولت کو سمیٹنے کے لئے نہیں آتا۔ اس کا نصب العین یہ ہوتا ہے۔ کہ ماننے والوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا کئے جائیں اور ان کے دلوں میں مادیت کے خلاف نفرت و حقارت کا جوش پیدا کیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ حضرت ہودؑ نے جب قوم سے کہا۔ کہ مادیت پرستی میں اس حد تک غلو کرنا تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تو وہ ہنسے۔ اور کہا۔ کہ جناب آپ کے وعظ کا ہمارے دلوں پر تو کوئی اثر نہیں۔ ہم تو عیش و عشرت کی زندگی کو ایک معمولی اور ناگزیر بات جانتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ کوئی بڑا جرم نہیں۔ پہلی قوموں میں بھی اس نوع کے جذبات موجود تھے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم عذاب الٰہی سے ڈریں۔ اور خائف ہوں۔

قوم کے اس متکبرانہ جواب پر حضرت ہودؑ بالکل مایوس ہو گئے۔ تب اللہ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور تفاخر و تکبر کے علم سرنگوں کر دیئے گئے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عاد کی تمام شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ اور نشہ دولت و قوت کے سرشار قضا کی آغوش میں جا سوئے۔

حلِ لغات :-

خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ - پہلوں کی عادت۔ گذشتہ لوگوں کا وتیرہ۔

١٤٣- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

١٤٣- بیشک میں تمہارے لئے امانتدار پیغمبر ہوں ۝

١٤٤- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

١٤٤- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝

١٤٥- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

١٤٥- اور میں اس پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری صرف جہان کے رب پر ہے ۝

١٤٦- أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝

١٤٦- کیا تم ان چیزوں میں جو یہاں ہیں نڈر چھوڑ دیئے جاؤ گے ۝

١٤٧- فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝

١٤٧- باغوں اور چشموں میں ۝

١٤٨- وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝

١٤٨- اور کھیتوں اور کھجوروں میں جنکے گچھے نازک ہیں ۝

١٤٩- وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝

١٤٩- اور پہاڑوں میں تکلف سے گھر تراشتے ہو ۝

١٥٠- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

١٥٠- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝

١٥١- وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝

١٥١- اور بیباک لوگوں کا حکم نہ مانو ۝

١٥٢- الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

١٥٢- جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ۝

قوم ہود کی سرکشی اور ہلاکت

ف۱ جس طرح کفر و انکار کی ماہیت یکساں ہے۔ اسی طرح ایمان و ایقان کی حقیقت ایک ہے۔ جس طرح آدم نے توحید کی اولین شمع روشن کی۔ اسی طرح انبیا مابعد نے تفرید کا اجالا پیش کیا۔

چنانچہ آپ انبیا کی تعلیم میں ایک نوع کی وحدت دیکھیں گے۔ اور محسوس کریں گے۔ کہ ان لوگوں کا منبع ایک ہے۔ ماخذ ایک ہے۔ تعلیم ایک ہے۔ اور پیغام ایک ہے۔ اور یہ واقعہ ہے۔ کہ صداقت ہمیشہ حقیقت ہوتی ہے۔

حضرت ہود نے قوم کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی دعوت دی تھی۔ اسی طرح حضرت صالح نے فرمایا۔ کہ دل میں تبدیلی پیدا کرو۔ قلب سے دنیا کی محبت نکال دو۔ اور اس کو معارف ایمان سے معمور کر دو۔ اور اتنا پاکیزہ بناؤ کہ گناہ اس میں اپنا نشیمن نہ بنا سکے۔ میں تم سے معاوضہ نہیں چاہتا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تمہیں دنیا کے عیش و عشرت کے سامان سے ہمیشہ یونہی بہرہ ور ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ اور تمکو چشموں اور باغوں میں اور کھیتوں اور درختوں میں بلا کسی بازپرس کے عیش و نشاط رکھا جائے گا۔ یہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔

مقصود یہ ہے کہ اللہ کے قانون مکافات کی تشریح اور مکافات عمل غافل مشو کی تلقین کی جائے۔

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ سے غرض یہ ہے کہ تم نے نشاط و بہجت اور تفریح و نزہت کے لئے پہاڑوں میں اپنے مکانات بنائے ہیں۔

(باقی صفحہ ۸۹۴ پر)

حل لغات :۔

طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۔ یعنی پھل کے بوجھ کی وجہ سے خوشے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ یا جن کے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں۔

فَارِهِينَ ۔ فارہ کی جمع ہے۔ جس کے معنے نہایت شاد و خوش مرد کے ہیں۔ و یعنے حذاقت و جمال۔

اَلْفَارِهَةُ ۔ خوبصورت اور جوان لونڈی کو کہتے ہیں۔

١٥٣۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝

١٥٣۔ بولے سوائے اسکے نہیں کہ تجھ پہ(ف۱) کسی نے جادو کیا ہے ○

١٥٤۔ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

١٥٤۔ تو بھی ہماری مانند ایک آدمی ہے۔ سو اگر تو سچا ہے۔ تو کوئی نشان لا ○

١٥٥۔ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

١٥٥۔ کہا یہ اونٹنی ہے پانی پینے کی۔ ایک باری اس کی ہے اور ایک مقرروں کی باری تمہارے لئے ہے ○

١٥٦۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

١٥٦۔ اور اس کو بُری طرح ہاتھ نہ لگانا۔ کہ ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ پکڑے گا ○

١٥٧۔ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝

١٥٧۔ پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر پچھتاتے رہ گئے ○

١٥٨۔ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

١٥٨۔ سو انہیں عذاب نے آپکڑا بے شک اس بیان میں نشانی ہے۔ اور اُن میں اکثر ماننے والے نہیں تھے ○

١٥٩۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع

١٥٩۔ اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۲)

طرح کی نشاط کے لئے بھی تم نے کچھ سوچا ہے۔ منشاء یہ ہے کہ اللہ کی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔ اور مجھ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو ۔

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ سے مُراد یہ ہے کہ نافرمانی کا ارتکاب نہ کرو۔ اسراف قرآن کی اصطلاح میں حدود اعتدال سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔ اور مسرف وہ لوگ ہیں جو حدود شریعت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور خواہشات نفس کے پیرو ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ حضرت صالح کی قوم نے جواب دیا۔ وہ یہ تھا کہ تم کچھ ہی۔ تمہارا دماغ درست نہیں۔ تم آسیب زدہ ہو۔ نیز بشری ضروریات اور خواہشات سے متصف ہو۔ گویا ان کے نزدیک پیغمبر کا انسان ہونا۔ نبوت کے منافی تھا۔ بہر حال انہوں نے معجزہ طلب کیا۔ اور کہا۔ اگر تم واقعی راست باز ہو تو ہم کو خرق عادت کے طور پر کوئی نشانی دکھاؤ ۔

حضرت صالح نے فرمایا۔ یہ اونٹنی نشانی ہے۔ اس کو آزادی ہے وقت مقررہ پر پانی پینے دو۔ اور اسکو کوئی تکلیف نہ دینا۔ ورنہ مطلوبہ معجزہ کا ظہور نہ ہوگا۔ اور تم عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں کو چونکہ حضرت صالح سے کوئی عقیدت نہ تھی اس لئے انہوں نے ازراہ شرارت اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اور اونٹنی کو نشان مقرر کرنے کے معنے بھی یہ تھے۔ کہ دیکھیں ان میں رواداری کا جذبہ موجود ہے یا نہیں۔ اس نے جب اونٹنی کے مارے جانے سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ یہ لوگ حضرت صالح سے کسی نوع کا تعلق رکھنا گوارا نہیں کرتے۔ اور ان میں اتنی اخلاقی حس بھی نہیں کہ انکی اونٹنی کو گھاٹ سے پانی پینے دیں۔ تو اللہ کا غضب آیا اور یہ لوگ مٹا دیئے گئے۔ ارشاد ہے کہ اس آیت سے متنبہ ہونے والوں کو عبرت اور بصیرت حاصل ہونی چاہئے تھی۔ مگر ان کی محرومی کا یہ عالم ہے کہ اکثر ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہیں ہوتے ۔

حلِ لغات ۔

اَلْمُسَحَّرِيْنَ۔ سحر سے ہے۔ جادو زدہ۔ اور آسیب زدہ ۔

١٦٠- كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝
١٦١- إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝
١٦٢- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝
١٦٣- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝
١٦٤- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ
إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
١٦٥- أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝
١٦٦- وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ
أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝
١٦٧- قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ
الْمُخْرَجِينَ ۝

١٦٠- قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا۔
١٦١- جب اُن سے اُن کے بھائی لوط نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔
١٦٢- بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں۔
١٦٣- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔
١٦٤- اور میں اس پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے رب پر ہے۔
١٦٥- کیا تم جہانوں کے مردوں پر دوڑتے ہو۔
١٦٦- اور اپنی بیویوں کو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں۔ چھوڑتے ہو بات یہ ہے کہ تم ایسے لوگ ہو کہ حد سے باہر نکل گئے ہو۔
١٦٧- بولے اے لوط اگر تو باز نہ آیا۔ تو تُو ضرور جلاوطن کیا جائے گا۔

حضرت لُوطؑ کا اخلاقی مشن

ف۱ حضرت لُوطؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور ایک خاص اخلاقی مشن کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ان کا اخلاقی نصب العین یہ تھا۔ کہ سدومیوں کے جذبۂ ناپاک کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کے غیر فطری رجحانات کو فطرت کے صحیح اور پاکیزہ راستے کی جانب منتقل کر دیا جائے۔ بات یہ تھی کہ سدومی ہوس اور شہوت کے مجسّم پیکر تھے ان کے دلوں سے مذہب کا احترام اُٹھ چکا تھا۔ روحانیت بالکل مفقود تھی۔ اور گو وہ بظاہر انسان تھے۔ مگر جذبات و خیالات کے اعتبار سے بالکل حیوان تھے۔ وہ زندگی کو محض وسیلۂ عیش و عشرت سمجھتے۔ اور ہر وقت معصیت میں مبتلا رہتے۔ حضرت لُوطؑ نے اس صورتِ حالات کو دیکھا۔ اور ان کو اس فعل شنیع سے روکا۔ فرمایا کم بختو! اللہ نے تمہاری جنسی ضروریات کی تکمیل کے لئے عورتوں کو پیدا کیا ہے۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم ان کو چھوڑ کر لونڈوں کے پیچھے بھاگے پھرتے ہو۔ آخر اس تجاوز اور غیر طبعی مشاغل سے تمہارا مقصد کیا ہے۔ میں تمہاری ان حرکات کو قابلِ نفرت سمجھتا ہوں۔ اور تمہارے اعمال کا سخت مخالف ہوں۔ اُن بدبختوں نے بجائے اس کے کہ اس گناہ سے باز آتے۔ اور توبہ کرتے۔ حضرت لُوطؑ کی نصیحتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر آپ نے وعظ و نصیحت کے اس سلسلہ کو بند نہ کیا۔ تو ہم آپ کو اس بستی سے نکال باہر کریں گے۔

(باقی صفحہ ٨٩٦ پر)

حلِ لغات:-

عٰدُوْنَ - تجاوز کرنے والے۔ حد اعتدال سے بڑھنے والے۔

۱۶۸- قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ۝

۱۶۹- رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ۝

۱۷۰- فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝

۱۷۱- اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝

۱۷۲- ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝

۱۷۳- وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ

الْمُنْذَرِیْنَ ۝

۱۷۴- اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ

مُّؤْمِنِیْنَ ۝

۱۷۵- وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ ربع

۱۷۶- کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

۱۶۸- کہا بیشک میں تمہارے اعمال کا دشمن ہوں ۝

۱۶۹- اے رب ف جو یہ کرتے ہیں اسکے وبال سے مجھے اور میرے گھر والوں کو بچا ۝

۱۷۰- پھر ہم نے اسے اور اسکے سب گھر والوں کو نجات دی ۝

۱۷۱- مگر ایک بڑھیا کہ باقی رہنے والوں میں رہی ۝

۱۷۲- پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کیا ۝

۱۷۳- اور ان پر ایک مینہ برسایا۔ سو ان ڈرائے ہوؤں کا کیا برا مینہ تھا ۝

۱۷۴- بیشک اس بیان میں نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں ۝

۱۷۵- اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۝

۱۷۶- بن کے رہنے والوں کے رسولوں کو جھٹلایا ۝

ف حضرت لوطؑ نے اللہ سے پناہ مانگی۔ اور دعا کی۔ کہ اللہ مجھے اور میرے گھر والوں کو ان ظالموں سے خلاص عطا فرما۔ اور انکی بداعمالیوں کے وبال سے نجات دے۔ نتیجہ ہوا۔ کہ ان لوگوں پر پتھروں کی سخت بارش ہوئی۔ اور یہ ہمیشہ کے لئے حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بداخلاقی بھی کسی قوم کی تباہی اور ہلاکت کا باعث ہوسکتی ہے۔ بلکہ اخلاق و جنسی کی اصلاح، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس درجہ اہم ہے۔ کہ اسکے لئے ایک خاص پیغمبر مبعوث اور مامور کیا گیا۔

کیا مسلمانوں نے کبھی غور کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان واقعات کو کیوں بیان فرماتے ہیں؟ آخر لوطؑ کی قوم کے غیر فطری رجحانات ہمارے لئے کیوں قابل تشریح ہیں؟ کیوں ان کے اس گندے مذاق کی تشہیر ضروری سمجھی گئی۔ بلکہ کئی دفعہ اسکو بیان فرمایا؟

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ جب کہ مسلمانوں میں بھی یہ مرض پھیلے گا۔ اور وہ جذبات و خیالات کے لحاظ سے بالکل سدومیوں کے ہم مشرب ہوں گے۔ اور ان کی طرح پاکبازی کو نفرت کے قابل سمجھیں گے۔ موجودہ تہذیب اور کلچر کی وجہ سے قوم کے بیشمار بچے اس ابتلائے عظیم میں مبتلا ہیں۔ نسلیں کمزور ہو رہی ہیں۔ حوصلہ اور جسارت کے ولولے تقریباً ختم ہیں۔ کیا علمائے قائدین اس مرض کے ازالہ کے لئے حضرت لوطؑ سے سبق لیں گے۔ اور آئندہ نسلوں کو ہلاکت و تباہی کے عذاب سے نجات دلائیں گے۔

حلِّ لغات:- الْقَالِیْنَ۔ قالی کی جمع ہے۔ بمعنے نفرت کرنے والا۔

اَهْلَهٗ۔ گھر والے۔ مردم شماری۔

اِلَّا عَجُوْزًا۔ مگر ایک بڑھیا۔ یہ حضرت لوطؑ کی بیوی تھیں۔ جنہوں نے انکے مسلک سے بوجہ اپنی جہالت اتفاق نہیں کیا۔ اور ان کو پیغمبر تسلیم نہیں کیا۔

۱۷۷۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ

۱۷۷۔ جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○

۱۷۸۔ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ

۱۷۸۔ میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں ○

۱۷۹۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ

۱۷۹۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ (ف)

۱۸۰۔ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ
اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

۱۸۰۔ اور میں تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو
صرف جہانوں کے رب پر ہے ○

۱۸۱۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
الْمُخْسِرِيْنَ ۚ

۱۸۱۔ پیمانہ بھر کر دو۔ اور نقصان دینے والے
نہ بنو ○

۱۸۲۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ

۱۸۲۔ اور سیدھی ترازو سے تولو ○

۱۸۳۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا
تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۚ

۱۸۳۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں
فساد کرتے نہ پھرو ○

۱۸۴۔ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۗ

۱۸۴۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور اگلی مخلوقات کو پیدا کیا ○

ف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصحاب ایکہ بادیہ پیما لوگ تھے۔ اور ان کا کوئی مستقل مسکن نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کو اصحاب ایکہ سے موسوم کیا گیا۔ ایکہ کے معنے درختوں کے اجتماع اور جھنڈ کے ہو سکتے ہیں۔

دوسرے قصوں اور اس میں ایک بات امتیاز کی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان سب قصوں میں پیغمبر ان کو ان کی قوم کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ جیسے اَخُوْهُمْ نُوْحٌ۔ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ۔ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ۔ مگر اس قصے میں کہا گیا ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ۔ جس کی وجہ مفسرین نے یہ بیان کی ہے۔ کہ حضرت شعیب تو نسب کے اعتبار سے ان لوگوں میں سے نہیں تھے۔ مگر اس سے زیادہ موزوں اور دقیق وجہ یہ ہے۔ کہ اصل میں انبیاء کو اخوان قوم باعتبار نسب کے نہیں کہا گیا۔ بلکہ باعتبار اس شفقت اور محبت کے کہا گیا ہے۔ جو انبیاء کو اپنی امت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی پنہاں ہے۔ کہ لوگ باوجود انتہائی عقیدت اور منزلت کے ان کو دائرہ بشریت کے اندر سمجھیں۔ اور ان کے مرتبے کو حد سے زیادہ نہ بڑھائیں۔

حضرت شعیب کے لئے اخ کا لفظ غالباً اس لئے استعمال نہیں فرمایا۔ تاکہ شعیب کی قوم کے متعلق معلوم ہو کہ ان کی بد معاملگی کی وجہ سے ان کے نبی کا رشتہ اخوت ان سے منقطع ہے۔ اور جب تک یہ خلق معاملات میں دیانت دار نہ ہوں گے۔ اخوت ان میں قائم نہ ہو سکے گی۔ اور یہ برابر منتشر اور متفرق افراد کی صورت میں رہیں گے۔

اس لفظ کے یہاں ترک کر دینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر جرم بد معاملگی کے جرم سے نسبتاً ہلکا ہے۔

(باقی صفحہ ۸۹۸ پر)

حلِ لُغات

اَلْقِسْطَاسُ۔ ترازو۔ آلۂ وزن۔

وَلَا تَبْخَسُوْا۔ بخس سے ہے۔ جس کے معنے نقصان پہنچانے کے ہیں۔

اَلْجِبِلَّةُ۔ مخلوق۔ خلقت۔

١٨٥- قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝

١٨٥- بولے سوا اس کے نہیں کہ تجھ پر کسی نے جادو کیا ہے ۝

١٨٦- وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ
لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

١٨٦- اور تو تو ہماری مانند ایک آدمی ہے۔ اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے ۝

١٨٧- فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

١٨٧- سو اگر تو سچا ہے۔ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے ۝

١٨٨- قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

١٨٨- بولا میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو تم کرتے ہو ۝

١٨٩- فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

١٨٩- پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تب سائبان کے دن کے عذاب نے انہیں آپکڑا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا ۝

١٩٠- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝

١٩٠- بیشک اس بیان میں نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں تھے ۝

١٩١- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

١٩١- اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٨٩٧)

بغیر کاروبار تجارت منظم نہیں ہوا کرتا۔ مگر بدمعاملگی کی صورت میں بغیر کسی قوم سے کسی قسم کا واسطہ نہیں رکھتے۔

بات یہ تھی کہ اصحاب الایکہ تجارت پیشہ لوگ تھے۔ جنگلوں میں پھر کر تجارت کرتے۔ اور اپنا وقت گزارتے۔ مگر ان میں یہ برائی پیدا ہو گئی کہ ناپ تول میں بددیانتی کرنے لگے۔ اور اس طرح نظام تمدن سے دشمنی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب کو ان کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا۔ تاکہ ان کو اس حقیقت کی جانب توجہ دلائی جائے۔ کہ رشتہ انسانیت کو استوار کرنے کیلئے دیانتداری شرط اول ہے۔ وہ یہ ہرگز ضروری نہیں کہ تجارت کے لئے ضرور بے ایمانی کی جائے۔ بعض تمدنی اشخاص نے یہ بات غلط طور پر مشہور کر دی ہے۔ کہ تجارت اور دیانت دو مختلف چیزیں ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں دیانت وامانت دونوں چیزیں تجارت کو فروغ دینے کیلئے بمنزلہ راس المال کے ہیں۔

اسلئے جو قوم معاملات اور لین دین میں حدود اخلاق کو ملحوظ نہیں رکھتی۔ کبھی سچی اور حقیقی کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔ جھوٹ سے تجارت کو کبھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ عارضی طور پر کوئی شخص یا کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے مگر ہمیشہ لوگوں کو دھوکے میں رکھنا ناممکن ہے۔ حضرت شعیب نے جب ان سے کہا کہ ناپ تول میں دیانتداری سے کام لو۔ کیونکہ یہی تمدن کا بھی تقاضا ہے تو انہوں نے اس صاف گوئی کو ناگواری کیساتھ سنا۔ اور انکار کیا۔ نتیجہ وہی ہوا۔ جو سنت اللہ کے مطابق عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اور مٹ گئے۔

حل لغات: یوم الظلۃ۔ ابر کا دن سائبان کی طرح چھا گیا اور یہی بادل ان کے لئے غضب کا باعث ہوا۔ اس لئے اس عذاب کے دن کو سائبان کا دن کہا جاتا ہے۔

١٩٢- وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

١٩٢- اور بیشک یہ قرآن جہانوں کے رب کا اتارا ہوا ہے ۝

١٩٣- نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝

١٩٣- اسے روح الامین (جبرائیل) نے اتارا ہے ۝

١٩٤- عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

١٩٤- تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانیوالوں میں ہو جائے ۝

١٩٥- بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝

١٩٥- فصیح عربی زبان میں ۝

١٩٦- وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

١٩٦- اور بیشک یہ قرآن اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں مذکور ہے ۝

١٩٧- اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

١٩٧- کیا ان (اہل مکہ) کے لئے یہ نشانی کافی نہیں۔ کہ اس قرآن کو
علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں ۝

١٩٨- وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝

١٩٨- اور اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی شخص پر نازل کرتے ۝

١٩٩- فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝

١٩٩- پھر وہ اسکو ان (عربیوں) کے سامنے پڑھتا تو اس پر بھی ایمان نہ لاتے ۝

٢٠٠- كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

٢٠٠- اسی طرح اس کا انکار ہم نے مجرموں کے دلوں میں بٹھا رکھا ہے ۝

٢٠١- لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

٢٠١- وہ قرآن کو نہ مانیں گے یہاں تک کہ دکھ کی مار دیکھیں ۝

٢٠٢- فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

٢٠٢- پھر وہ ان پر ناگہاں آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو ۝

٢٠٣- فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝

٢٠٣- پھر کہیں کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے ۝

قرآن

ف قصص و اخبار کو ذکر کر کے یہ بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے۔ جو اقوام و ملل کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور جس میں زندگی کے ہر شعبہ پر کافی بحث ہے۔ جو انتہا درجہ کی فصاحت و بلاغت سے متصف ہے اور جو تعلیمات اور پیغام کے لحاظ سے کائنات کی جامع ترین کتاب ہے۔ اللہ کا پیغام ہے جو عوام مادی و روحانی مسب کا مجمل لب ہے۔ اس کو روح الامین یعنی جبرئیل لاتے ہیں۔ جبرئیل الامین اللہ تعالے کے مقرب فرشتے ہیں۔ اور پیغمبر اعظم پیغمبر ہیں جن کے قلب پر اللہ کی جانب سے تعلیم کا نزول ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے آیات سن کر آپ کے دل تک پہنچاتے ہیں۔ یہ کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی ہے۔ یعنی ایک ایسی زبان میں جو معانی و مطالب کو

ادا کرنے کے لئے بہت زیادہ موزوں ہے۔ اور اس کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اسی کو آتشیں شریعت کہا گیا ہے۔ اس کی آمد آمد کے ترانے گائے گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ فاران کی چوٹیوں سے ایک نور چمکنے والا ہے۔ اور ایک سردار آنے والا ہے۔ ایک سرخ و سپید انسان کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اور بہ وضاحت مذکور ہے۔

حل لغات :- زُبُر۔ زبور کی جمع ہے۔ یعنی کتاب یا نوشتہ۔ الاعجمین۔ عجم کی جمع۔ یعنی غیر عرب لوگ۔ عجم اس شخص کو کہتے ہیں جو فصاحت کے ساتھ بات نہ کر سکے۔ عمدگی سے بات کرنے پر قادر نہ ہو۔ خواہ اہل عرب ہو۔ سَلَکْنٰهُ۔ سلک سے مشتق ہے۔ اور چلانے کے معنی ہیں یعنی سلکناہ کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ ہم نے داخل کیا۔

۲۰۴۔ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ○
۲۰۵۔ أَفَرَءَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ○
۲۰۶۔ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ○
۲۰۷۔ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ○
۲۰۸۔ وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ○
۲۰۹۔ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ○
۲۱۰۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ○
۲۱۱۔ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ○
۲۱۲۔ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ○
۲۱۳۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ○
۲۱۴۔ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ○
۲۱۵۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○
۲۱۶۔ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ○

۲۰۴۔ پس کیا وہ ہمارا عذاب جلد چاہتے ہیں ○
۲۰۵۔ بھلا دیکھ تو اگر ہم چند برس ہم انہیں بہرہ مند رکھیں ○
۲۰۶۔ پھر ان کے پاس وہ آ نکلے جس کا ان سے وعدہ تھا ○
۲۰۷۔ تو ان کا چند برس بہرہ مند ہونا ان کے کیا کام آئے گا ○
۲۰۸۔ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے ڈرانے والے رہتے تھے ○
۲۰۹۔ نصیحت دینے کے لئے اور ہم ظالم نہیں ○
۲۱۰۔ اور اس قرآن کو شیطان نے نہیں اُتارا ○
۲۱۱۔ اور انہیں لائق نہیں کہ قرآن اُتاریں اور وہ ایسا اُتار بھی نہیں سکتے ○
۲۱۲۔ بیشک وہ تو قرآن سننے سے بھی دور کئے گئے ہیں ○
۲۱۳۔ پس تو اے محمدؐ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو نہ پکار کہ تو بھی عذاب میں گرفتار (نہ) کیا جائے ○
۲۱۴۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا ○
۲۱۵۔ اور جو مسلمان تیری تابع ہیں ان کے لئے اپنے بازو نیچے کر (نرمی کر) ○
۲۱۶۔ پھر اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو کہہ کہ میں تمہارے کاموں سے بے تعلق ہوں ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۹)

کہ دنیا میں ایک نیا یروشلم آباد ہونے والا ہے۔ اس بات کا بھی ذکر ہے کہ نئے نئے ممالک اس صاحب شریعت کی راہ تکیں گے۔ اور ساری دنیا اس کے نغموں سے گونج اُٹھے گی۔

ارشاد ہے کہ ان حقائق سے بنی اسرائیل کے علماء آگاہ ہیں اور وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ سب باتیں صحیح اور درست ہیں۔

فرمایا ہے کہ گو عربی میں قرآن کو نازل کرنے کی یہ مصلحت تھی کہ مطالب کو زیادہ وضاحت کے ساتھ اس میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ دوسری زبانیں ادائے مطالب کے حق میں اس کی ہمسری نہیں کر سکتیں۔ تاہم اگر اس کو کسی دوسری زبان میں ہم نازل کرتے۔ تو یہ لوگ جب بھی منکر رہتے۔ کیونکہ ان کے [illegible] کی حالت کچھ اس نوع کی ہے۔ کہ یہ بجز انکار حق کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھتے۔ ان کی طبیعتیں مسخ ہو چکی ہیں۔ اور رشد و ہدایت کی استعداد چھن چکی ہے۔

اس کے بعد یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ عذاب الیم کے منتظر ہیں۔ اور جب تک یہ عذاب نہ آئے گا۔ یہ لوگ سچائی اور حق کا اعتراف نہ کریں۔

قرآن حکیم کے متعلق یہ کہنا کہ انسانی کلام ہے۔ سراسر ناواقفیت اور جہالت پر دال ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان جو زیادہ تعلیم یافتہ ماحول میں پیدا نہیں ہوتا۔ جو کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کرتا۔ جس کے حالات عادی اور معمولی نہیں۔ وہ یکایک حکمت و فلسفہ اُگلنے لگے اور احکام و علل کے فلسفہ موت و حیات پر تبصرہ فیصلے فرمانے لگے۔

کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایسی کتاب انسانی دماغ کا نتیجہ ہو۔ جو فصیح و بلیغ بھی ہے۔ آسان بھی ہے۔ اور تمام انسانی ضروریات و داعیات کو پورا کرنے والی بھی ہے۔

حل لغات:۔ عشیرتک۔ عشیرۃ کے معنے کنبے اور قبیلے کے ہیں۔

٢١٧ - وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○
٢١٨ - الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○
٢١٩ - وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ○
٢٢٠ - إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○
٢٢١ - هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ○
٢٢٢ - تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ○
٢٢٣ - يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ○
٢٢٤ - وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ○
٢٢٥ - أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ○
٢٢٦ - وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ○
٢٢٧ - إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا
اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ
الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ○

٢١٧ - اور اس غالب مہربان پر بھروسہ رکھ ○
٢١٨ - جو تجھے اٹھتے وقت دیکھتا ہے ○
٢١٩ - اور نمازیوں میں تیرا پھرنا دیکھتا ہے ○
٢٢٠ - بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ○
٢٢١ - میں تمہیں بتا دوں کہ شیاطین کس شخص پر اترتے ہیں ○ ف
٢٢٢ - وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں ○
٢٢٣ - سنی ہوئی بات لا ڈالتے ہیں۔ اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ○
٢٢٤ - اور شاعروں کی بات وہی مانتے ہیں جو گمراہ ہیں ○ ف
٢٢٥ - کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ شاعر ہر میدان مضامین میں سرگرداں پھرتے ہیں ○
٢٢٦ - اور وہ باتیں کہتے ہیں جو نہیں کرتے ○
٢٢٧ - مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور بعد ظلم ہونے کے بدلہ لیا تو ان کی شاعری میں مضائقہ نہیں اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس کروٹ الٹتے ہیں ○

ف عام عربوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ خیالات و افکار کا بھی ایک شیطان ہوتا ہے۔ جو ملہم و شاعر کو عجیب باتیں بتلا دیتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ حضور کا یہ الہام بھی معاذ اللہ شیطان کے القاء کا نتیجہ ہو۔

ارشاد فرمایا۔ کہ یہ محض وہم باطل ہے۔ شیاطین اور جنات میں یہ استعداد اور طاقت ہی نہیں اور نہ وہ اس قدر اہم کام کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ قلب جبریل سے اس کو چھڑا لینے کا یارا نہیں۔ اور نہ لوح محفوظ سے اس ذکر کو معلوم کر لینے پر قادر۔ کیونکہ اب ان کو سماعت اسرار سے روک دیا گیا ہے۔

حضور شاعر نہ تھے

ان آیات میں دراصل حضور کی سیرت طیبہ بیان ہوئی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ آپ کن خصوصیات کے حامل ہیں۔ ارشاد ہے کہ آپ موحد ہیں۔ اور ایک خدا کو پوجتے ہیں۔ کیونکہ شرک دونوں جہان میں بدترین لعنت اور موجب ہلاکت ہے۔ آپ تبلیغ و راہنمائی کے اصولوں سے آگاہ ہیں۔ آپ نے پہلے اپنے قریبی متعلقین کو اصلاح کی طرف بلایا۔ اور پھر دوسرے لوگوں کو مخاطب کیا۔ مومنین کے حق میں آپ انتہا درجے کے شفیق ہیں۔ اور مجرموں سے سراسر بیزار۔ اللہ کے سامنے شب و روز جھکتے ہیں اور راتوں کو قیام فرماتے ہیں۔ اور نمازیوں اور پاکبازوں سے محبت سے پیش آتے ہیں۔ انہیں بکمال الفت و محبت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ کیا ہے پیغمبر کو تم ان لوگوں جیسا سمجھتے ہو۔ جو دروغ گو اور جھوٹے ہیں۔ جن کا کوئی کیرکٹر نہیں۔ ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ شیطان کن لوگوں پر نازل ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے جھوٹے ٹھکانوں پر جو بیٹھ کر غیب و حقیقت کی باتوں پر کان لگائے رہتے ہیں۔ اور دنیا میں محض جھوٹ کی اشاعت کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۲ میں)

حل لغات:- وَتَقَلُّبَكَ گھومنا۔ پھرنا۔ — اَفَّاكٍ افک سے ہے۔ بالغہ سے جھوٹ بولنے والا۔
اَلْغَاوٗنَ - غاوی کی جمع - بھٹکے گمراہ۔

ع

اٰيَاتُهَا ٩٣ — (٢٧) سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ (٤٨) — رُكُوْعَاتُهَا ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

١- طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○

٢- هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

٣- الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○

٤- اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ
اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ○

٥- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ○

٦- وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○

٧- اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ
اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○

مکی آیتیں ٩٣ — (٢٧) سورۂ نمل — رکوع ٧

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

١- طٰسٓ۔ یہ سورت قرآن اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔

٢- مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

٣- جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ آخرت پر یقین
رکھتے ہیں۔

٤- بیشک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے اعمال
ہم نے انکو اچھے کر دکھلائے ہیں سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔

٥- یہ وہی لوگ جنکو بری طرح کا عذاب ملنے والا ہے اور وہی آخرت
میں سب سے زیادہ نقصان اٹھائیں گے۔

٦- اور تجھکو تو یہ قرآن ایک حکمت والے باخبر کیطرف سے ملتا ہے۔

٧- جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں اس سے
تمہارے پاس کوئی خبر لاؤنگا یا تمہارے پاس سلگتا ہوا انگارا لاؤنگا تاکہ تم تاپو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰۱ ف حضورؐ کے متعلق ایک شبہ یہ بھی تھا
کہ آپ شاعر ہیں۔ اور محض وقتی قسم کی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتے
ہیں۔ ورنہ در اصل ان میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تم لوگ
منصب نبوت سے آگاہ نہیں۔ تم جانتے۔ کہ نبوت کیسی تقدس مآب شے کی
چیز ہے۔ کیا نہیں معلوم ہے کہ شعراء کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور
انکا اتباع کس قماش کے لوگ کرتے ہیں۔ نبوت و شاعری میں کیا نسبت۔
نبوت تو سراسر عمل کا نام ہے۔ اور شاعری بے عملی و بے عملی۔ شعراء کا
کوئی خاص نصب العین نہیں ہوتا۔ وہ محض بیکار اور بے عمل لوگ ہوتے
ہیں۔ اور ہرزہ میں بہ جاتے ہیں۔ بخلاف انکے انبیاء سراپا فکر و عمل کا مجموعہ
ہوتے ہیں۔ اور انکے سامنے ایک نصب العین ہوتا ہے
جسکو وہ پیش کرتے ہیں۔
اس آیت سے نفس شاعری کی مذمت مقصود نہیں۔ بلکہ شعراء کی نفسیاتی
حالت کا تجزیہ کرنا منظور ہے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ نبوت اور شاعری
میں مابہ الامتیاز کیا ہے!

سورۂ نمل

ف ان آیات سے سورۂ نمل کا آغاز ہوتا ہے۔ طٰسٓ حروف مقطعات
میں سے ہے۔ تفصیل الٓمٓ کی بحث میں گزر چکی۔
سورۃ کا آغاز قرآن کے تعارف سے ہوتا ہے۔ ارشاد ہے کہ یہ قرآن اور
کتاب مبین کی آیتیں ہیں۔ قرآن کے معنے اس کتاب کے ہیں جسکی
کثرت سے قرأت اور تلاوت ہو۔ یہ مصدر بمعنی مفعول ہے۔
غور فرمائیے۔ انجیل کی اشاعت آج دنیا میں سب کتابوں سے زیادہ
ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں مشنری موجود ہیں۔ اور ہر وہ زبان اور
ہر قوم میں اس کو سرعت سے پھیلا رہے ہیں۔ مگر وہ کتاب جس
کی دن رات تلاوت ہوتی ہے۔ صرف قرآن ہے۔ کتاب مبین سے
غرض یہ ہے۔ کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے۔ (باقی صفحہ ۹۰۹ پر)

حل لغات:۔ هُدًى۔ سے غرض ہدایت۔ درجات و مراتب ہے
اٰنَسْتُ۔ میں نے دیکھی۔ محسوس کی۔
تَصْطَلُوْنَ۔ اصطلاء سے ہے۔ آگ تاپنا۔

۸- فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ
حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
۹- يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
۱۰- وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ
مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ
الْمُرْسَلُونَ ۝
۱۱- إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝
۱۲- وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي
تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝
۱۳- فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝
۱۴- وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا
فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝
۱۵- وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ

۸- پھر جب وہاں آیا تو آواز دی گئی کہ جو کوئی آگ میں ہے اور جو اس کے گرد ہے برکت والا ہے ف۱ اور اللہ کی ذات پاک ہے جو سب جہانوں کا رب ہے ۔
۹- اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں اللہ غالب حکمت والا ہوں ف۲ ۔
۱۰- اور تو اپنا عصا ڈال پھر جب اس کو اس طرح ہلتے دیکھا جیسا سانپ تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ مت ڈر بیشک میں جو ہوں میرے پاس پیغمبر نہیں ڈرتے ۔
۱۱- مگر جس نے ظلم کیا پھر اسکے عوض برائی کے پیچھے نیکی کی تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ۔
۱۲- اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر بغیر برائی (یعنی کسی بیماری) کے سفید نکلے گا۔ یہ (دو معجزے) ان نو معجزوں میں (ہیں) جنکے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف (جا) کہ وہ فاسق لوگ ہیں ۔
۱۳- پھر جب انکے پاس ہماری آنکھیں کھولنے والے معجزات آئے کہنے لگے یہ صریح جادو ہے ۔
۱۴- اور بے انصافی اور غرور سے انکا انکار کیا اور جی ان کے دل ان معجزات کا یقین کر چکے تھے پس دیکھ کہ مفسدوں کا انجام کیا ہوا ۔
۱۵- اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو ایک علم دیا اور ان دونوں نے کہا اللہ کا شکر ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰۲)

جس میں تمام ضروریات انسانی کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی بھی ابہام یا اجمال نہیں ہے۔ ہر قسم کی فروگذاشت اور اغلاط سے پاک ہے۔ ہر شخص کے لئے موقع ہے کہ وہ اس سے اکتساب فیض ہو سکے۔ ارشاد ہے کہ قرآن اور کتاب مبین ان لوگوں کی راہنمائی کیلئے ہے جو ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہیں۔ اور نماز و زکوٰۃ کے پابند ہیں۔ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان بالآخرت کے متعلق فرمایا۔ کہ اسکے بغیر دلوں میں خلوص اور نیکی کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی عقیدہ ہے جو اعمال کو درست کر دیتا ہے۔ اور ذمہ داری کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔ اسی عقیدہ کی وجہ سے نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی کے طفیل انسان تمام برائیوں سے حقیقی طور پر نفرت کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہر عمل کی جوابدہی ہے۔ اور حساب ہونا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ ایک وقت آئیگا جب اُسکو خدا کے حضور میں اٹھا ہونا پڑیگا۔ اور وہاں یقیناً اعمال کی سخت باز پرس ہوگی۔ قرآن حکیم کہتا ہے جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ شیطان کے اغوا سے سخت گمراہ ہو رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ دنیا میں خیر و برکت کا وافر ذخیرہ جمع کر سکیں اور اپنے لئے زاد راہ کا سامان کر سکیں۔ یعنی قرآن حکیم کو جو آپ حاصل کرتے ہیں تو اللہ کے حضور سے قریب ترین روح و مقام سے۔ اس طرح کہ قلب کے تمام حجابات بالکلیہ جاتے ہیں۔ اور انوار و برکات اس کو براہ راست مستنیر بنا دیں۔ غرض یہ ہے کہ قرآن کا کلام الٰہی ہونا بالکل قطعی اور یقینی ہے۔ اس میں کسی طرح بھی فریب نفس یا غلط فہمی کا دخل نہیں ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ حضرت موسیٰ مدین سے جدا ہو کر چلے ہیں انکے ساتھ اس وقت انکی بیوی تھیں۔ جنگل میں آگ کی طرح کچھ روشنی معلوم ہوئی (باقی صفحہ [illegible])

حل لغات:- مَن فِي النَّارِ سے مفسرین نے مختلف معانی مراد لئے ہیں۔ بعض ابن عباس کی طرح کہتے ہیں اللہ کا نور ہے۔ قتادہ کا مذہب ہے حضرت [illegible] ہیں۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ [illegible] تَعَلَّقَ [illegible] لَمْ يُعَقِّبْ [illegible] مِنْ غَيْرِ سُوءٍ یعنی بلا عیب [illegible]

* یعنی اس واقعہ کی تخلیط کی ہے۔ جو بائیبل میں ملتا ہے۔ [illegible]

لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
١٦- وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ
الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ
الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝
١٧- وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝
١٨- حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ
یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ
سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝
١٩- فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ
اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ
عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت بخشی ۝
١٦- اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور بولا لوگو ہمیں پرندوں
کی بولی سکھلائی گئی ہے اور ہمیں ہر شے میں دیا گیا ہے
بیشک یہ صریح فضل ہے ۝
١٧- اور سلیمان کے لئے اسکے لشکر جنوں اور آدمیوں
اور پرندوں میں سے جمع کئے گئے پھر وہ مسلسل
اسکے سامنے کھڑے کئے گئے ۝
١٨- یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک
چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔
کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اسکا لشکر تمہیں کچل ڈالے
اور انہیں خبر نہ ہو ۝
١٩- تب سلیمان اس چیونٹی کی بات سے مسکرا کر ہنسا
اور کہا اے رب مجھے توفیق دے کہ تیرے احسان کا
جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے شکر کروں
اور ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو اور مجھے
اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر ۝

(حاشیہ صفحہ ۹۰۳) وہاں گئے پہنچے تو دیکھا کہ جسکو وہ آگ سمجھے رہے تھے وہ اللہ کی ایک تجلی تھی۔ فرمایا کہ موسیٰ با برکت ہے اور اللہ جو عالم پروردگار ہے تجسم و تحیز سے پاک ہے! اے موسیٰ میں ہی حضرت حکیم یعنی غالب برتر اور جمیع علوم حکمت کا مالک خدا ہوں۔ اور میں نے تمہیں نبی منتخب کیا ہے۔

حضرت موسیٰ اور فرعون

حضرت موسیٰ جب حضرت شعیب سے جدا ہو گئے تو انہوں نے جنگل میں اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھی تجلی کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ بعض لوگ سمجھے کہ تجلی کے معنی کسی قسم کے اظہار کے ہیں نے کہ تجلی وہ ہوتی ہے جسکو وہ نور بخت اپنے اظہار کا ایک عنوان ٹھہرا دے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو رسالت عطا کیا اور فرمایا۔ دیکھو میں تمہارا خدا ہوں اور اسکے بعد انکو بتایا کہ تمہارا لاٹھی جو ناگ سانپ بن سکتا ہے اور تمہارا ہاتھ سفید براق ہو جائے گا۔ غرضیکہ اسی طرح کے نور و خوارق انکو دیئے گئے اور کہا گیا کہ اب فرعون اور اسکی قوم کے پاس جاؤ۔ وہ بہت ظالم ہو گیا ہے اور اسکی سرکشیاں حد سے بڑھ چکی ہیں۔ وہ فاسق ہے! وہ چاہتا ہے کہ بنی اسرائیل ہمیشہ غلامی کی تمام برائیاں پھیل جائیں لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا سفید براق ہو جانا۔ غالباً اس سے مقصود یہ تھا۔ کہ حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو تسلی ہو اور فرعون کو معلوم ہو جائے کہ بنی اسرائیل جیسی بے جز و قوم میں بھی زندگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور میری نگاہ میں قوم کے لئے نور دعا ہیں سکتی ہے۔ اگر اللہ کو انکی زندگی منظور ہے اور خدا یہ چاہتا ہے کہ انکو غلامی کے خلاف آمادہ کیا جائے! انہیں حریت کا احساس پیدا ہو جائے! اور انکو بتایا جائے کہ تم میں ظلم کے مقابلہ کی پوری قوت موجود ہے! وہ دشمن کے لئے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ فرعون کے پاس تربیت و آزادی کا مطالبہ لیکر آئے! اور خوارق و معجزات سے انکو یقین دلایا کہ میں اللہ کی جانب سے آیا ہوں! اور بنی اسرائیل کی رہائی اب مقدرات میں سے ہے! اب یہ ناممکن ہے کہ تم زیادہ عرصہ انپر ظلم کو جاری رکھ سکو۔ یہ سنکر فرعون اور اسکی قوم نے موسیٰ کے مطالبات سے قطعی انکار کر دیا! اور صاف کہہ دیا کہ وہ جھوٹ ہے۔ آپ ہم لوگوں پر جادو کر کے ہماری حکومت چھیننا چاہتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ یہ لوگ دل میں حضرت موسیٰ کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ آفتاب نبوت کے اور انکی نبوت کا اقرار نہ کریں اور ظلماً وغرور سرکشی کا نتیجہ ہے

۲۰- وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ
أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ○
۲۱- لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ
أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ○
۲۲- فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ
بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ○
۲۳- إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن
كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ○
۲۴- وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن
دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ○
۲۵- أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ○

۲۰- اور انہوں نے پرندوں کی خبر (یعنی حاضری) لی تو کہا کیا سبب ہے کہ میں
ہُدہُد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ غیر حاضر ہے ○
۲۱- میں اسے سخت سزا دوں گا۔ یا ذبح کر ڈالوں گا۔ یا وہ کوئی صاف
دلیل میرے پاس لائے ○
۲۲- پھر تھوڑی دیر کے بعد ہُدہُد آ گیا۔ اور کہا کہ مجھے ایک بات معلوم
ہوئی ہے جو تجھے معلوم نہیں۔ اور میں شہر سبا سے تیرے پاس
ایک یقینی خبر لایا ہوں ○
۲۳- میں نے ایک عورت پائی جو ان پر بادشاہت کرتی ہے اور اس کو
ہر چیز ملی ہے اور اس کے پاس ایک بڑا تخت ہے ○
۲۴- میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ
کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں بھلے دکھائے ہیں
اور انہیں راہ سے روکا ہے سو وہ راہ نہیں پاتے ○
۲۵- اللہ کو کیوں نہ سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی چھپی چیز نکالتا
اور جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو جانتا ہے ○

حاشیہ صفحہ ۹۰۴:-

پرندوں کی بولیاں

ف فرعون اور حضرت موسیٰ کے قصہ کے بعد داؤد اور سلیمان علیہ السلام کے حالات بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ فرعون کی تنگ ظرفی کو ظاہر کیا جائے اور بتایا جائے کہ اللہ کے نیک بندے باوجود کج و رنگ کے کس طرح اللہ کے شکر گزار رہتے ہیں اور وہ کبھی مغرور و گمراہ نہیں ہو جاتے۔ دیکھیے داؤد و سلیمان علیہ السلام کو انہوں سیاسی فہم و فراست کا بہرہ وافر دیا گیا۔ اور بتایا گیا کہ کس طرح سلطنت کی حدود کو وسیع کیا جا سکتا ہے۔ اور کس طرح اختیارات کو انسانوں۔ جنوں اور پرندوں پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کی سلامتی عقل ملاحظہ ہو کہ وہ دائرہ عبودیت سے باہر نہیں نکلے اور جیسے اس فضیلت و برتری کو اللہ کی نوازش سمجھتے رہے۔

عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ سے غرض یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں یہ علم عطا فرمایا ہے کہ ہم پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے ہیں۔ چنانچہ ماہرین حیوانات نے یہ ثابت کیا ہے کہ حیوانات بھی بولتے ہیں اور اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتے ہیں اور بعض لوگوں نے تو بعض پرندوں کی آوازوں سے ان کے حروف بھی مرتب کیے ہیں۔ اور ان کو سمجھنے کی ابتدائی کوشش بھی کی ہے۔

چیونٹی اور سلیمان

ف حضرت سلیمان کے متعلق بائبل میں بھی مذکور ہے کہ بہت شان و شوکت کے نبی تھے۔ اس آیت میں ان کی حشمت جلال اور تسخیر کا ذکر ہے۔ فرمایا۔ ان کے عساکر میں جن و انس کے علاوہ طیور بھی تھے جن سے جنگی خدمات لی جاتی تھیں۔ ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جس سے ان کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت سلیمان اپنے عساکر کے ساتھ کہیں گزرتے ہوئے ایک میدان سے گزرے یہ میدان چیونٹیوں کا مسکن تھا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت سلیمان کا لشکر نہایت حشمت و صولت کے ساتھ ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے تو ایک چیونٹی کے کہنے پر سب کی سب اپنے اپنے سوراخوں میں گھس گئیں۔ انکو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں بے خبری میں یہ پاؤں تلے نہ روند ڈالے۔ حضرت سلیمان چیونٹی کی اس بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکریہ ادا کیا۔ وہ وسعت سلطنت اور فوج کی کثرت سے خوش ہوئے۔

دیکھیے ایک فرعون ہے کہ بنی اسرائیل کو غلام رکھنے پر نازاں اور مغرور ہے اور اپنے کو خدا سمجھتا ہے اور ایک سلیمان ہیں کہ ان وسیع اختیارات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۰۶ پر)

حل لغات:- یُوزَعُونَ۔ بعیں باضابطہ انکو تقسیم کر رکھا تھا۔ اَوْزِعْنِي۔ مجھے توفیق دے۔

السجدۃ

۲۶- اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

۲۶- اللہ وہ ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہی عرش عظیم کا رب ہے ۝

۲۷- قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

۲۷- سلیمان بولا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے ۝

۲۸- اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ
فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝

۲۸- میرا یہ خط لیجا اور انکی طرف ڈال پھر انکے پاس سے واپس آ۔
پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۝

۲۹- قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝

۲۹- وہ بولی اے دربار والو بیشک میری طرف ایک عزت کا خط ڈالا گیا ہے ۝

۳۰- إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

۳۰- بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ اور بیشک اللہ کے نام سے
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے شروع کیا گیا ہے ۝

۳۱- أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝

۳۱- کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور تابعدار بن کر میرے پاس چلے آؤ ۝

۳۲- قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ
قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝

۳۲- بولی اے دربار والو میرے معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کسی امر کا
فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم حاضر نہیں ہوتے ۝

۳۳- قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَ
الْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝

۳۳- وہ بولے ہم لوگ بڑے زور آور اور سخت لڑنے والے ہیں اور کام
تیرے اختیار میں ہے سو تو سوچ سمجھ لے کہ کیا حکم
دیتی ہے ۝

۳۴- قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا
وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝

۳۴- بولی بیشک جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوتے ہیں۔ تو
اسے خراب کرتے ہیں اور وہاں کے عزتداروں کو بے عزت کرتے
ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے ۝

حاشیہ صفحہ ۵۰۴

چیونٹی کے متعلق جدید ترین تحقیقات یہ ہے کہ یہ خطرات کو بہت دور سے محسوس کر لیتی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بارش ہونی ہوتی ہے تو یہ پانی پڑنے سے پہلے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتی ہے۔ اس واقعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے جب عساکر کو دور سے دیکھا اور گرد و غبار سے معلوم کر لیا کہ [illegible] قریب ہے۔ سب چیونٹیوں کو خبر کر کے جلدی جلدی بلوں میں گھس گئیں۔ ایک ادنیٰ سی مخلوق کا اس طرح [illegible] آسان ہے کہ چند چیونٹیوں کو بچایا جا سکے جو معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان کا لشکر تمام جنگل میں پھیلا ہوا تھا اسلئے صورت حال یہ تھی کہ چیونٹیوں کو پاؤں تلے روندا جانا ضروری تھا۔ قَالَتْ نَمْلَةٌ کے معنے یہ نہیں کہ اس نے انسان کی زبان میں سلیمان اور اسکے عسکر کا نام لیا اور کہا کہ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ بلکہ اپنی زبان میں جیسی اس کی [illegible] حرکات سے دوسری چیونٹیوں کو خطرات سے آگاہ کر دیا۔ اور سلیمان اور اسکے عسکر کا نام قرآن نے بطور حکایت واقعہ کے ذکر کیا۔

فلا حضرت سلیمان کی تسخیر اور وسعت کے متعلق یہ دوسرا نقطہ ہے۔ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت سلیمان کے لشکر میں جن و انس کے علاوہ طیور بھی تھے

اور انہیں ہُدہُد کے متعلق یہ خدمات تھیں کہ وہ شاہی جنگ میں پانی تلاش کرتے اور عسکر کو پانی کا پتہ دے۔ چنانچہ ہُدہُد کے متعلق مشہور ہے کہ وہ زمین کے نیچے سوتوں کو معلوم کر لیتا ہے۔ دور بین میں مشہور مثل ہے کہ اُنْظُرْ مِنَ الْهُدْهُدِ کہ وہ ہُدہُد سے بھی زیادہ تیز نگاہیں رکھتا ہے۔ ایک دن ہُدہُد لشکر میں نظر نہ آیا گم ہو گیا۔ اس پر حضرت سلیمان کو اس کی تلاش ہوئی اور جب دریافت کیا تو غصّے سے کہا کہ اگر وہ معقول عذر پیش نہ کر سکا تو میں اسکو سزا دوں گا۔ ابھی اتنا ہی ہوا تھا کہ وہ آ گیا۔ اور اس نے ایک ملک اور اس کی حکومت کی خبر دی۔ اس قصہ میں ہُدہُد کا بولنا اور ملک سبا کی سلطنت کا عرض کرنا اور انکے مذہب کا پتہ دینا یہ سب ایسی باتیں ہیں جو عام لوگ مشکل سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم تفسیر کے بارہ میں حسب ذیل شرح کرتے ہیں۔

(۱) یہ ایک خاص ہُدہُد تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ سمجھ بوجھ دے رکھی تھی۔

(۲) طیور بھی ان معاملات کو سمجھتے ہیں اور انکے متعلق یہ غلط مشہور ہے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔ چنانچہ ماہرین علم الحیوانات نے انکی زبان کے چند اصول دریافت کئے ہیں۔

(۳) ہُدہُد کسی آدمی کا نام ہے۔ جیسے صقر، ذئب، ابوعامر وغیرہ انسانوں کے نام ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ دونوں قول [illegible] نہیں۔ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ مِنَ الْعَسْكَرِ

مو مو ہوں جا ... بعد ... فَقَدْ هَدَىٰ ... [illegible]

۳۵۔ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ○

۳۵۔ اور میں انکی طرف کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں، پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر آتے ہیں ○

۳۶۔ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ○

۳۶۔ پھر جب قاصد سلیمان کے پاس آیا، تو اس نے کہا تم مجھے مال سے مدد دیتے ہو سو جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے۔ بلکہ تم اپنے ہدیہ سے آپ ہی خوش رہو ○

۳۷۔ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ○

۳۷۔ ان کی طرف پھر جا، اب ہم ان پر ایسی فوجیں لیکر چڑھائی کریں گے جنکا مقابلہ وہ نہ کرسکیں گے اور ہم انہیں انکی بستی سے ذلیل کرکے نکالیں گے اور وہ خوار ہوں گے ○

۳۸۔ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ○

۳۸۔ کہا اے درباریو تم میں کوئی ہے کہ اس عورت کا تخت میرے پاس اس سے پہلے اٹھا لائے، کہ وہ مسلمان ہوکر میرے پاس حاضر ہوں ○

۳۹۔ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ○

۳۹۔ جنوں میں سے ایک دیو بولا وہ تخت میں تیرے پاس لاؤں اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور میں اس کے اٹھالانے پر امانت دار اور زور آور ہوں ○

۴۰۔ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ

۴۰۔ وہ شخص جس کو کتاب کا علم تھا، بولا کہ میں تیرے پاس پلک جھپکنے

حاشیہ صفحہ ۹۰۶:۔

ملکۂ سبا کی طرف حضرت سلیمان کا مکتوب

ف ہُدہُد نے یا صاحب ہُدہُد نے جب یہ عذر پیش کیا کہ میں نے ایک عجیب سلطنت دریافت کی ہے، جہاں کے بسنے والے آفتاب کی پوجا کرتے ہیں، اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں، تو حضرت سلیمان نے اس کو ایک رقعہ دیا اور کہا کہ اسکو لیکر وہاں جاؤ، اور معلوم کرو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں، تاکہ [illegible] اور [illegible] عیاں ہو جائے۔ ارشاد ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جو مشرق کے مستور افق سے جلوہ گر ہوتا ہے، اور وہ کون ہے جو سینے کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب پرستی کی ابتداء اس خیال سے ہوئی کہ آفتاب روشنی اور [illegible] کا مرکز ہے، اور خدا کا بھی نور ہے، اس لئے ممکن ہے کہ سورج اس کے حسن و جمال اور تجلیات کا بہت بڑا آئینہ دار ہو۔ قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ یہ عقیدہ اور خیال غلط ہے، اُسکے نور اور اسکی قدرتوں میں دنیا کی کوئی چیز شریک یا سہیم نہیں۔ وہ نور ہے اور بصیرت ہے مگر اسکے نور ہونے کے معنے یہ نہیں کہ وہ کوئی جرم منور ہے یا کوئی مادی روشنی اور اُجالا ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ کائنات کا وجود اسکی وجہ سے قائم ہے اور اگر وہ نہ ہو تو پھر تمام دنیا عدم کے اندھیروں میں گم ہو اور کسی چیز کا بھی وجود دکھائی نہ دے۔ وہ واحد مسجود ہے اور کوئی شخصیت بجز اسکے اس قابل نہیں کہ انسان کی پیشانی اسکے سامنے جھکے۔ غرض یہ ہے کہ ملکۂ سبا کی قوم آفتاب کی پرستش کرتی تھی۔ حضرت سلیمان نے تحقیق احوال کے لئے ہدہد کو بھیجا تاکہ وہ اس قوم کے پاس جائے اور اصل معاملہ دریافت کرے۔

ف ملکۂ سبا کی زبانی سے۔ رقعہ کا مضمون ملاحظہ ہو کس قدر مختصر اور کس قدر جامع ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر گویا اسکو یقین دلایا کہ میں ظالم نہیں، ہم اس خدا کو مانتے ہیں جو رحمن اور رحیم ہے اور مجھے [illegible] سے کہیں زیادہ وہی اچھا ہے۔ اس سے مطالبہ کیا ہے کہ مطیع ہوکر میرے پاس چلے آؤ، اور کسی قسم کی سرکشی کا اظہار نہ کرو۔

حاشیہ صفحہ ۹۰۷:۔ ف ملکۂ سبا نے حضرت سلیمان کا خط سنکر اس معاملہ میں اہل دربار سے مشورہ طلب کیا۔ مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم زمانے میں بھی طرز حکومت یہ تھی کہ اہل دربار سے مشورہ لیا جائے۔ [illegible] کے اختلافات [illegible] سے اس عہد کی جمہوری حکومت کا پتہ چلتا ہے۔ (باقی صفحہ ۹۰۸ پر)

حل لغات:۔ سَبَأ، نام شہر بلقیس۔ حرم حضرت سلیمان علیہ السلام شہر مذکور ملک یمن میں واقع ہے۔ اَلْخَبْءُ پوشیدہ و مستتر چیز۔ اَلْمَلَأُ سرداران قوم۔ [illegible]

بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا
مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ
اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ
كَرِيْمٌ ○
۴۱- قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ
اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ○
۴۲- فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ
قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ
مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ○

سے پہلے لادوں گا۔ پھر جب سلیمانؑ نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا
دیکھا اور کہا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ آزمائے
کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرتا ہے
وہ اپنی ہی جان کے لئے شکر کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری
کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ سخی ہے○
۴۱- سلیمانؑ نے کہا کہ اس ملکہ کے آگے اس کے تخت کی شکل بدل دو ہم
دیکھیں کہ آیا وہ راہ پر آتی ہے یا ان میں کی ہے جو راہ نہیں پاتے○
۴۲- پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا کہ تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ بولی گویا
یہ وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی (معاملہ) معلوم ہو گیا تھا
اور ہم مسلمان ہو گئے تھے○

حاشیہ صفحہ ۵۰۷:-

حضرت سلیمانؑ نے تحائف واپس کر دیئے!

ف۱ اس آیت میں بلقیس نے عام بادشاہوں کی اور ملوک کی جو حیثیت بیان کی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ حدود مملکت کو وسیع کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اور جب کسی ملک پر قبضہ کر لیتے ہیں تو پھر بڑی بربادی ہو جاتی ہیں۔ وہاں کا انتظام یکسر بدل دیتے ہیں اور وہاں کے معززین اور اکابرین ان انقلابات میں پس جاتے ہیں۔ اس لئے یہ طے تو درست نہیں کہ سلیمانؑ کو یہاں آنے اور حملہ کرنے کا موقع دیا جائے البتہ کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس نے وفد سے کہا، کہ بہتر ہوگا کہ سلیمانؑ کے یہاں کچھ تحفے تحائف بھیجے جائیں، اگر اس نے انکو قبول کر لیا، تو معلوم ہوگا کہ وہ بہت زیادہ حریص نہیں ہے! دوسرا فائدہ یہ ہوگا، کہ وہ ہمارا ممنون ہو جائے گا اور اگر اس نے انکار کر دیا تو معلوم ہوگا کہ وہ جنگ پر آمادہ ہے۔ اس تجویز سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سبا بہت عقلمند اور سمجھدار خاتون تھی حالانکہ وزراء نے کہا تھا کہ ہم بہت بہادر ہیں اور ہر طرح مرنے مارنے پر تیار ہیں مگر اس نے یہ مناسب خیال نہ کیا۔

ف۲ غرضیکہ تحفے تحائف بھیجے گئے۔ لیکن حضرت سلیمانؑ نے انکو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بلقیس کا خیال تھا کہ سلیمان بھی دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح ہوں گے! اور وہ ان تحائف کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے! اسی طرح دو سلطنتوں میں سیاسی تعلقات زیادہ استوار ہو جائیں گے۔ چونکہ حضرت سلیمانؑ اللہ کے پیغمبر بھی تھے اسلئے طبعاً دنیا اور دنیا کے املاک سے بے نیاز تھے انہوں نے جب دیکھا کہ ملکہ سبا نے ان کے پیغام کو نہیں سمجھا اور انکو معمولی حریص اور دنیادار بادشاہ خیال کیا، تو غضب میں آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ تو تحائف واپس بھیج دو، ہم ان پر حملہ کریں گے اور بہت جلد انکو وہاں سے نکال باہر کریں گے، اور معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے پاس نبوی قوت بھی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ف۳ بات یہ تھی کہ حضرت سلیمانؑ نے بغرض تبلیغ اسلام ہی انہوں نے اس کو دعوتی خط بھیجا تھا آپ چاہتے تھے کہ اس ملک کے لوگ اسلام کی دعوت کو قبول کر لیں، اور بت پرستی چھوڑ دیں۔ آپکی خواہش تھی کہ یہ لوگ قرآن کتاب کو سمجھیں جیسا کہ اس خط کے ذریعے سے پہنچیں جس نے آفتاب کو چھپا رکھا ہے انہوں نے اس خط پر قطعاً غور نہ کیا اور جس عنوان سے جواب دیا، وہ توہین کے مترادف تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ سلیمانؑ کا مقصد جہاد سے محض حدود سلطنت کو وسیع کرنا ہے اور مال و دولت کو حاصل کرنا ہے۔ اسلام کی اشاعت اور حق کی تبلیغ مدنظر نہیں۔ حالانکہ واقعہ اسکے برعکس تھا، دیکھو حاشیہ صفحہ ۵۰۹

حل لغات:- عفریت:- دیو، خبیث، قوی، طاقتور، چالاک۔ ... دونوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ وَالْاَمْرُ اِلَيْكِ۔ یعنی غور و فیصلہ آپکے اختیار میں ہے ... اَذِلَّةً۔ ذلیل کی جمع ہے ... اَعِزَّةً۔ عزیز کی جمع ہے عزت والے، غالب، شریف ...

٤٣ - وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ
دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ
كَافِرِينَ ○

۴۳ - اور سلیمان نے اس عورت کو ان چیزوں سے روکا جنکو وہ خدا کے سوا پوجتی تھی۔ کیونکہ وہ کافروں میں سے تھی ○

٤٤ - قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا
رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ
عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ
مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ
نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

۴۴ - اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو۔ سو جب اس نے اس کو دیکھا، تو گہرا پانی خیال کیا۔ اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا۔ بیشک یہ تو محل ہے۔ اس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ بولی اے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ کے جہانوں کے رب کیواسطے مسلمان ہو گئی ہوں ○

٤٥ - وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ
صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ

۴۵ - اور ہم نے ثمود کی طرف انکے بھائی صالح کو بھیجا۔ کہ اللہ کی بندگی کرو، تو وہ اسکے آتے ہی دو فریق (مومن ۔ کافر)

بقیہ صفحہ ۹۰۸

بلقیس کا تخت اور علم الحرکت

حضرت سلیمان کی ابتداء میں تو غصہ آیا ... [illegible]

[illegible]

حیرت و تسلیم کر چکی تھی، اور مان چکی تھی کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

[illegible]

حل لغات ۔ لجۃ ۔ [illegible]

فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ○

ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے ○

٤٦- قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

۴۶۔ صالح نے کہا اے قوم بھلائی سے پہلے برائی مانگنے میں کیوں جلدی کرتے ہو اللہ سے مغفرت کیوں نہیں مانگتے۔ شاید تم پر رحم ہو ○

٤٧- قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ○

۴۷۔ بولے ہم نے تجھے اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس قدم دیکھا۔ کہا تمہاری نحوست خدا کے پاس ہے، بلکہ تم آزمائش میں ڈالے ہوئے لوگ ہو ○

٤٨- وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ○

۴۸۔ اور اس شہر میں نو آدمی تھے۔ جو فساد کرتے اور اصلاح نہ کرتے تھے ○

٤٩- قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

۴۹۔ وہ بولے باہم اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم صالح اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے پھر ہم اس کے ولی (یعنی دعوے کرنے والے) سے کہیں گے کہ ہم اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور یقیناً ہم سچے ہیں ○

حاشیہ صفحہ ۹۰۹۔

حضرت سلیمان کا شیش محل!

ف یہ وہ سربستہ قصہ ہے جس سے بلقیس کو حضرت سلیمان کی عظمت اور دانائی کا حال معلوم ہوا۔ اور جس کی وجہ سے وہ اس درجہ متاثر ہوئی کہ فوراً اسلام کا اعلان کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک عالیشان شیش محل تعمیر کرایا تھا۔ اور اس کی خصوصیت یہ تھی کہ بلور کا فرش بنوایا جس کے نیچے پانی رواں تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سامنے صحن میں پانی بہہ رہا ہے۔ بلقیس جب محل میں داخل ہونے لگی تو اس نے اپنے پائنچے اٹھا لئے۔ جب معلوم ہوا کہ پانی نہیں بلور ہے۔ تو اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ بات یہ تھی کہ حضرت سلیمان اصل میں یہ بتانا چاہتے تھے۔ کہ آفتاب کی نسبت عقیدہ کا دھوکا اور فریب ہے۔ اور اسکا ظہور نے اصل ثابت کیا۔ بلور کے نیچے پانی رواں کر دیا۔ تاکہ بلقیس کا ذہن فوراً اس حقیقت کی جانب منتقل ہو کہ جس طرح یہ بلور پانی نہیں ہے۔ بالکل اس میں سے پانی نظر آتا ہے اسی طرح آفتاب بھی تجلیات الٰہی کا مظہر ہے۔ بجائے خود خدا یا معبود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جس وقت اپنی غلطی کا احساس کرتی ہے تو فوراً اسلام قبول کر لیتی ہے! اور اسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا سابق عقیدہ غلط تھا آفتاب پرستش کے لائق نہیں ہے۔ بلکہ پرستش کے لائق وہ ہے جس کی روشنی کا یہ آئینہ دار محض ہے بعید نہیں عرش سے بھی کوئی اس قسم کا اشارہ مقصود ہو یعنی وہ عظمت و اقتدار دیکھ لو جو تمہارے اس دنیا کی جانب سمجھ کر منتقل کرنا مطلوب ہو کہ جس طرح تخت اپنے تبدیل شدہ تخت کو پہچان نہ سکیں اسی طرح دین الفطرت کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی حقیقت کو پہچانو۔ یہی وہ دین ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے فطرت کو منانے کے لئے نازل فرمایا ہے۔ ان کو سمجھ میں نہیں آیا تو اسے تخت کی طرح بگڑ گیا ہے اور اب تبدیل ہو چکا ہے اور تم جیسے عقلمند لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اصل حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت سلیمان تبلیغ کے لئے اس قسم کے مظاہرے فرمایا کرتے تھے کیونکہ اس زمانے کے لوگ کرامات، کمال اور معجزوں و خوارق کی باتوں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف ان آیات میں حضرت صالح اور قبیلہ ثمود کے حالات بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد ہے کہ ہم نے ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اور انہوں نے اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور اللہ کی جانب بلایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں دو فریق پیدا ہو گئے ایک ماننے والوں کا اور دوسرا نہ ماننے والوں کا۔ ماننے والے کم تعداد میں تھے اور منکرین زیادہ۔ منکرین نے حضرت صالح اور مومنین کی سخت مخالفت کی اور یہاں تک بدبختی کا مظاہرہ کیا کہ عذاب کا مطالبہ کرنے لگے اور حضرت صالح کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنے لئے منحوس خیال کرنے لگے۔ پھر ان میں سے نو آدمی ایک بڑا مکر و فریب کرنے لگے۔

(باقی صفحہ ۹۱۱)

حل لغات: ۴۷۔ اطّیّرنا: فال بد، بدشگونی اور بدگمانی۔ ۴۸۔ تفتنون: آزمائے جاتے ہو۔ تسعۃ رھط: نو شخص۔ رھط تین سے دس تک لوگوں پر بولا جاتا ہے

۵۰۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

۵۰۔ اور انہوں نے مکر کیا اور ہم نے بھی مکر کیا۔ اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی ○

۵۱۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ○

۵۱۔ سو دیکھ کہ ان کے مکر کا انجام کیا ہوا۔ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا ○

۵۲۔ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُونَ ○

۵۲۔ سو انکے گھر انکے ظلم (یعنی انکار) کے سبب اجاڑ پڑے ہیں بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں نشانی ہے ○

۵۳۔ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○

۵۳۔ اور ہمنے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور ڈرتے رہتے تھے بچا لیا ○

۵۴۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ○

۵۴۔ اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو؟ ○

۵۵۔ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○

۵۵۔ کیا تم عورتیں چھوڑ کر مردوں پر شہوت سے دوڑتے ہو؟ بلکہ تم جاہل لوگ ہو ○

حاشیہ صفحہ ۹۱۰

...حضرت صالح کو معہ ان کی جماعت کے شہید کر دیا جائے۔ اور رات
...سے انکار کر دیا جائے۔ تاکہ کسی شخص پر ذمہ داری عائد نہ ہو۔ فسادیا
...طرف تو یہ لوگ یہ تدبیر کر رہے تھے۔ تو دوسری جانب ہم نے
...کے فنا دینے کی تدبیر کی۔ اور آخر وہ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی
...سے مٹا دیئے گئے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

سدومیت کیخلاف جہاد کی ضرورت

...اللہ تعالے کا قانون مکافات یا قانون عذاب انہیں لوگوں پر
...نازل ہوتا ہے۔ جو اس پیغام سے روگرداں ہیں۔ اور اپنے گناہوں
...پر اصرار کرتے ہیں۔

...حضرت لوط قوم سدوم کی طرف آئے۔ اور دنیا کی بدترین قوم
...سب سے پہلے انہیں لوگوں کے خلاف وضع فطری عمل کیا
...اور اس میں اس درجہ غلو اختیار کیا۔ کہ یہ بدعملی ان میں عام
...ہو گئی۔ حضرت لوط نے کہا۔ کہ یہ بہت بے حیائی کا کام
...تمہیں اپنی ان حرکات پر شرمانا چاہیئے۔ اور اپنی اس جہالت کا
...احساس ہونا چاہیئے۔ کہ مردوں سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہو

تو انہوں نے بجائے نکتہ رسی کے، ساتھ ان نصیحتوں کو سننا۔ اور
گیا۔ کہ لوط اور اس کے ماننے والوں کو بستی سے نکال دو۔ یہ
لوگ بڑی پاکبازی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس وقت نہیں ہیں
کہ ہمارے ساتھ رہیں۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے اصرار گناہ۔ اور انتہائی بداخلاقی
کے باعث اللہ تعالے کا غضب بھڑکا۔ اور یہ لوگ شدید
عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

حل لغات

خَاوِيَةً ۔ خوی البیت سے ہے۔ یعنے مکان کے گر جانے کے ہیں۔

اَلرِّجَالَ ۔ جمع رجل بمعنے مرد۔ تنفر پیدا کرنے کے لئے کہا ہے مقصود اس سے لونڈے ہیں۔

۵۶۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○

۵۶۔ سو اس کی قوم کا اس کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا۔ کہ انہوں نے کہا کہ اپنی بستی سے لوط کے گھرانے کو نکال دو یہ لوگ ستھرا رہنا چاہتے ہیں ○

۵۷۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

۵۷۔ پھر بچالیا اُسے اور اسکے گھر والوں کو بچالیا سوا اسکی عورت۔ ٹھہرا لیا تھا ہم نے اسکو کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں رہے گی ○

۵۸۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○

۵۸۔ اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا۔ سو ان ڈرائے ہوؤں کا مینہ کیا بُرا تھا ○

۵۹۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

۵۹۔ تو کہہ تعریف ہے اللہ کی اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام۔ بھلا اللہ اچھا ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں؟ ○

افسوس ہے۔ کہ آج کل بھی تقریباً یہی حالت رونما ہیں۔ لوگوں میں یہ مرض سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور نوجوان اس شنیع افعال سے قطعاً شرم اور ندامت محسوس نہیں کرتے۔ اور اب ان کے روزمرہ میں یہ چیز داخل ہوگئی ہے۔ کہ وہ پاکباز نوجوانوں پر آوازے کستے ہیں۔ اور مختلف مذاق کو روشن خیال سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے۔ کہ جو بیماری قوموں کی ہلاکت و تباہی کا باعث ہے۔ آج ہم اس بیماری پر فخر کر رہے ہیں۔ ہماری مجلسوں میں، کالجوں اور مدرسوں میں۔ تربیت گاہوں اور مذہبی اداروں میں ہر وقت اس طرح کے چرچے رہتے ہیں۔ گویا فضا بالکل شہوانی ہوچکی ہے۔ اور وقت آگیا ہے۔ کہ بدکاروں کی نسل دنیا سے مٹ جائے اور اس کی جگہ کوئی صالح اور نیک نسل لے۔ کیونکہ اس مرض سے ہمیشہ تباہی پھیلتی ہے اور گو آسمان سے پتھر کی بارش نہ ہو۔ مگر نسلیں ضرور بیکار کم حوصلہ اور بزدل ہو جاتی ہیں۔ اور یہ عذاب پتھراؤ سے زیادہ شدید اور ہولناک ہے۔ کیونکہ اس میں تو یہ ہوتا ہے کہ قوم بالکل مٹ جاتی ہے۔ اور اس کا وجود دوسروں کے لئے باعث رسوائی نہیں ہوتا۔ اور اس میں یہ ہوتا ہے۔ کہ بظاہر زندہ رہتی ہے مگر روح اور عمل کے لحاظ سے بالکل مُردہ اور آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے مجسم عذاب اور مجسم یاس و ناامیدی۔ اسلئے ضرورت ہے کہ علماء اور اکابر قوم حضرت لوط کی طرح میدان میں آئیں اور قوم میں اخلاق کی اصلاح کے لئے ٹھوس کام کریں۔ اور اس سے ہرگز نہ شرمائیں کہ یہ کس نوع کا کام ہوگا۔ جب ایک پیغمبر خاص اس مشن کی تکمیل کیلئے آسکتا ہے۔ تو پھر اس سنت پر عمل کرنے سے علماء اور اکابر کیوں شرمائیں ●

۶۰ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ
أَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ
حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ
أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ
هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ○

۶۰- بھلا آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا؟ اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر جس سے اس سے رونق والے باغ اگائے۔ تمہاری طاقت نہ تھی کہ تم ان باغوں کے درخت کو اگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ راہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں ○

۶۱- أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا
أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

۶۱- بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا۔ اور اسکے درمیان نہریں بنائیں اور اسکے لئے پہاڑ پیدا کئے! اور دو سمندروں کے درمیان پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے؟ کوئی نہیں بلکہ ان میں سے بہتوں کو سمجھ نہیں ○

۶۲ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ
السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ
أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ○

۶۲- بھلا کون بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسکو پکارتا ہے اور کون برائی کو دفع کرتا ہے اور کون ہے کہ تمکو اگلوں کا خلیفہ زمین پر بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے؟ تم بہت کم سوچ کرتے ہو ○

معبودِ حقیقی کون ہے؟

ف یہاں سے بیسواں پارہ شروع ہوتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں۔ کہ یہاں سے کسی نئے مضمون کا آغاز ہو۔ کیونکہ پاروں کی تقسیم مضامین کے اعتبار سے نہیں ہے ۔

اس سے قبل کی آیت میں سوال کیا گیا تھا۔ ءآللّٰہ خیر اما یشرکون۔ یعنی ان گذشتہ واقعات کو دیکھو اقوام و ملل کی تاریخ کو پڑھو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عذاب سے بچایا۔ اور کیونکر مخالفین کو سرنگوں کر دیا۔ پھر فیصلہ کرو۔ کہ عزیز و غالب خدا بہتر ہے۔ یا وہ جو تمہارے بے جان بت ہیں۔ اور جن میں نفع و ضرر کی کوئی استعداد موجود نہیں ۔

ان آیات میں قرآن نے نہایت جیبی اور دلنشین انداز میں مناظر قدرت کی جانب انسان کی توجہ کو مبذول کیا ہے۔ اور دریافت کیا ہے۔ کہ جمال و کمال کے ان مشاہدات کے بعد تمہاری رائے کیا ہے؟ کیا تم اس خدا کو ماننے کے لئے آمادہ ہو جس کی قدرت سے کائنات زندہ اور قائم ہے۔ یا ان کو جن کا دنیا میں کوئی حصہ نہیں اور وہ محض بیکار اور مہمل ہیں ۔

(باقی صفحہ ۹۱۳ پر)

حلِ لغات:-

حدائق۔ حدیقۃ کی جمع ہے۔ یعنی محفوظ باغ یعنی جس باغ کے گرد گرد دیوار ہو یا چاروں طرف لکڑی وغیرہ کوئی چیز لگائی گئی ہو ۔

یعدلون۔ عدول سے ہے۔ یعنی کجروی یا راہ راست سے ہٹ جانا ۔

حاجزا۔ پردہ۔ آڑ ۔

السوٓء۔ تکلیف۔ دکھ۔ برائی ۔

۶۳- اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ
بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

۶۳- بھلا کون جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں تمہیں راہ بتلاتا ہے
اور کون اپنی رحمت ف۱ کے آگے آگے خوشخبری دینے کے
لئے ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے
اللہ اُن کے شرک سے بہت بلند ہے ۝

۶۴- اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ
الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

۶۴- بھلا کون ہے جو سرے سے پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے
دُہراتا ہے۔ اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق
دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہے۔ تو کہہ ف اپنی
دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ۝

۶۵- قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

۶۵- تو کہہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے اللہ
کے سوا غیب کی بات کوئی نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں جانتے
کہ کس وقت اُٹھائے جائیں گے ۝

۶۶- بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ

۶۶- بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم عاجز آگیا۔ بلکہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۳:-

قرآن حکیم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے۔ کہ وہ انسان کے دل میں مواہب۔ وجدان کو بیدار کر دیتا ہے۔ اور اس کے دل و دماغ پر نفس، دلائل و براہین کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان ذاتی مطالعہ سے ان نتائج تک پہنچے جن کو وہ پیش کرتا ہے اور براہ راست ان معارف اور معلومات سے جو فطرت کے حسن و جمال سے حاصل ہوں توحید و تجرید تک رسائی حاصل کر لے جنکو بار بار بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن کا منشا یہ ہے کہ لوگ خود بخود سوچ سمجھ کر اسکے ہمنوا ہوں ۰

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ چنانچہ ارشاد ہے۔ بتاؤ کہ الوہیت اور خدائی کے لئے وہ ذات زیادہ موزوں ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ جس نے آسمان کی بلندیوں سے تمہارے لئے پانی نازل کیا۔ اور نباتات عمدہ عمدہ باغ پیدا کئے۔ جن کو تم سرسبز و شاداب نہیں کر سکتے تھے۔ یا وہ خود اصنام خیالی جو تم نے بنا رکھے ہیں کہ وہ عقیدت اور نیاز مندی کے لئے سزاوار و لائق ہے۔ جس نے زمین کو جائے قرار بنایا۔ اس میں نہریں رواں کیں اور اسکے استقرار کیلئے پہاڑ پیدا کئے۔ اور دو دریاؤں میں باوجود اتصال حجت ایک قسم کی آڑ بنادی تاکہ آپس میں مخلوط نہ ہونے پائیں۔ ان میں ایک میٹھا ہے اور دوسرا کھاری یا تمہارے معبودان باطل۔ قرآن پوچھتا ہے کہ آیا وہ ذات رحمت آیات عبادت اور بندگی کے لئے بہتر ہے۔ جو بے قرار اور بے چین انسان کی دُعاؤں کو سنتا ہے۔ اور جس نے تمہیں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے یا وہ ذات جنکو تم نے از خود ہی خدا سمجھ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ سمندر اور جنگل کی تاریکیوں میں تمہاری کون راہ نمائی کرتا ہے۔ اور ٹھنڈی ٹھنڈی فرحت ناک ہواؤں کو باران رحمت سے پہلے کون بھیجتا ہے ۰

مقصد یہ ہے کہ ان واقعات پر صبر اور نظر دوڑاؤ۔ اور پھر دل کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھو کہ ان میں تو حید کے چشمے بہتے ہیں۔ شرک سراسر افک ہے ۰

مشرکین مکہ سے قرآن حکیم کو یہ شکایت ہے۔ بل ھم قوم یعدلون بل اکثرھم لا یعلمون قلیلا ما تذکرون۔ یہ لوگ ان نصیحتوں کے باوجود عدل اور کجروی کو پسند کرتے ہیں ان میں اکثر بے علم اور جاہل ہیں اور بہت کم میں نصیحت پذیری کی استعداد ہے۔ تو جیسے کہ ہم بتا و مقرر ادا حق تک پہنچیں

هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ۝

وہ آخرت کی نسبت شبہ میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں ○

۶۷- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ۝

۶۷- اور کافروں نے کہا کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادے مٹی ہو گئے تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے ○

۶۸- لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝

۶۸- نہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں کو بھی وعدہ ملتا رہا ہے۔ کچھ نہیں۔ یہ صرف اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں ○

۶۹- قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۝

۶۹- تو کہہ تم ملک میں سیر کرو۔ پھر دیکھو مجرموں کا انجام کیا ہوا ہے ○

۷۰- وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ۝

۷۰- اور تو ان پر غم نہ کر۔ اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ رہ ○

۷۱- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

۷۱- اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (عذاب دُنیا کا) وعدہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۴

توحید یا دہریت

ف یہ آیات توحید کا بقیہ حصہ ہیں۔ اس میں وہی سوال چھیڑا ہے کہ بتاؤ۔ خالق اور رازق خدا عبادت اور بندگی کا مستحق ہے یا تمہارے مقرر کردہ معبود۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ سے مراد ہے کہ شرک کے جواز کے لئے کوئی عقلی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور کسی دلیل سے یہ نہیں ثابت کیا جا سکتا۔ کہ ربّ الارباب کا کوئی شریک بھی ہے۔ کیونکہ عقل و بصیرت کیلئے صرف دو راہیں ہیں۔ جن کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ایک توحید کی راہ۔ یعنی خدا ایک ہے وہ بے مثل ہے اور بے نظیر ذات ہے۔ اور اسکے تخیل میں کثرت اور تعدد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا نفس تصور ہی شرکت اور کثرت کو مانع ہے۔ دوسری راہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس ذات سے انکار کر دیا جائے۔ اور دنیا کو محض مادہ کے مختلف مظاہر سے تعبیر کیا جائے۔ چونکہ موخر الذکر مسلک مشاہدہ کے سراسر خلاف ہے۔ دنیا کا حسن و نظم و نسق اور اس کا حسن و جمال ایک شاہد حسین کا پتہ دے رہا ہے۔ اور بتا رہا ہے کہ کوئی مشفق ہے جو اس پردہ زنگاری میں ہے۔ اس لئے غور و فکر کے لئے صرف یہ گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ توحید کے عقیدے ہی کو قرآن حکیم روشن قرار دے۔ اور شرک کو یکسر غیر عقلی اور غلط کہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

علم غیب کی تعریف

ف قرآن حکیم نے بار بار اس حقیقت کی صراحت فرمائی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی علوم غیب سے آگاہ نہیں۔ اسی نے کائنات کو پیدا کیا اور وہی کائنات کے اسرار سے آشنا ہے۔ بہت کم لوگ غیب کی اصلیت سے واقف ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۱۶ پر)

حل لغات:-

بُرْهَانَكُمْ - برہان کے معنے دلیل قاطع اور روشن حجت جو مقصود اور دعوے کو بالکل واضح کر دے۔

بَلِ ادّٰرَكَ - اصل میں تدارک تھا۔ یعنی آخرت کی بابت ان کا علم ختم ہو چکا ہے۔

صٰدِقِیْنَ۝

کب آئے گا؟ ۝

۷۲- قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ رَدِفَ لَکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۝

۷۲- تو کہہ جس کی تم جلدی مچا رہے ہو شاید اس میں سے کچھ تمہاری پیٹھ پیچھے آلگا ہو ۝

۷۳- وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ۝

۷۳- اور بیشک تیرا رب لوگوں پر فضل کرتا ہے۔ لیکن اس میں بہت ناشکرے ہیں ۝

۷۴- وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ۝

۷۴- اور تیرا رب البتہ جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے اور وہ ظاہر کرتے ہیں ۝

۷۵- وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۝

۷۵- اور آسمان اور زمین میں کوئی چھپی ہوئی شے نہیں جو کتاب میں لکھی ہو ۝

۷۶- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۝

۷۶- یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں ۝

۷۷- وَاِنَّهٗ لَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۝

۷۷- اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۵۔

اور غیب کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کے جاننے کو غیب کہتے ہیں جن کا پیشتر سے علم نہ ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ ان معنوں کے اعتبار سے ہر شخص عالم الغیب ہے۔ کیونکہ ہر شخص کچھ نہ کچھ ایسی باتیں معلوم کرلیتا ہے۔ جس کا پیشتر سے اسکو علم نہیں ہوتا۔ اور اس طرح اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایجادات و اختراعات کیا ہیں۔ کیا یہ پیشتر سے انسانوں کو معلوم تھیں؟ اور اگر معلوم نہیں تھیں اور آگہی ان سے ہو گئی ہم غیب ہے! اور اگر اس نوع کی معلومات علم غیب کی تعریف میں آسکتی ہیں تو پھر صرف خدا کے عالم الغیب ہونے کے کیا معنی ہیں؟ یہ سوالات ہیں جو قدرتاً غیب کی صحیح تعریف نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ غیب کے معنی مطلقاً کسی چیز کو اس طرح جاننے کے ہیں۔ کہ استدلال اور استنباط کی درمیانی کڑیاں مفقود ہوں۔ یعنی اس چیز کو معلوم کرنے کا کوئی منطقی اور طبعی ذریعہ نہ ہو اور باوجود اسکے قطعی و یقین کے ساتھ اس کا پتہ دیا جائے۔ اس قسم کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو بلا کسی توسط کے بطور خود جانتا ہے اور اس کو کسی استدلال اور استنباط کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ انسان کا علم اکتسابی ہے اسلئے وہ علوم غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

منکرین کیلئے وعدۂ عذاب کی تکمیل

ف۱ منکرین نے جب یہ سنا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے اور سب لوگوں کو عالم موت سے نکال کر عالم حشر میں اٹھا کر کھڑا کیا جائیگا۔ تو وہ ہنسے اور کہنے لگے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا دوبارہ زندگی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں گے؟ یہ تو محض افسانہ معلوم ہوتا ہے اور اس قسم کے افسانے ہم پہلے بھی سن چکے ہیں۔ اور اسکے بعد کمال شوخ چشمی سے کہنے لگے کہ وہ وعدۂ عذاب کب آئیگا؟ جسکے متعلق تم کہتے ہو کہ مکذبین کے لئے مقدر ہے اور جسکے لئے اقوام و ملل کی تاریخ ہم سے بیان کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ۔

(باقی صفحہ ۹۱۷ پر)

حل لغات — عسیٰ۔ یعنی یقیناً قرآن میں حرف مقاربہ کا استعمال ہمیشہ تحقیق کے معنوں میں ہوتا ہے۔

مَا تُکِنُّ۔ اکنان سے ہے۔ یعنی چھپانا، مستور رکھنا۔

۷۸۔ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝
۷۹۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ
الْمُبِينِ ۝
۸۰۔ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝
۸۱۔ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ
إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا
فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝
۸۲۔ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ
أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ
تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا

۷۸۔ تیرا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اور
وہ غالب جاننے والا ہے ○
۷۹۔ سو تو اللہ پر بھروسہ رکھ بے شک تو صریح راہ
پر ہے ○
۸۰۔ تو مُردوں کو سُنا نہیں سکتا اور نہ بہروں کو پکار سُنا
سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر جائیں ○
۸۱۔ اور نہ تو اندھوں کو انکی گمراہی سے ہدایت پر لا سکتا ہے
تو تو صرف انہیں کو سُناتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان
لاتے ہیں سو وہی مسلمان ہیں ○
۸۲۔ اور جب ان پر بات پوری ہو جائے گی۔ تب
ہم ان کے لئے زمین سے ایک دابہ یعنی چارپایہ
(جانور) نکالیں گے۔ وہ ان سے کلام کرے گا۔ کہ

حاشیہ صفحہ ۹۱۶ء

ارشاد ہوتا ہے۔ کہ وہ وعدۂ عذاب بہت قریب ہے۔ تم عجلت نہ کرو۔ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے۔ کہ حتی الامکان اس کے بندے اس کے غضب و غصہ کا باعث ہوں۔ وہ ہمیشہ عفو و کرم سے کام لیتا ہے۔ ہاں اگر بندوں کو اسی بات پر اصرار ہو کہ عذاب آئے اور ضرور آئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی تادیب و اصلاح کے لئے ضرور عذاب بھیج دیتے ہیں۔ چنانچہ جب مکہ والوں کی سرکشیاں حد سے بڑھ گئیں۔ اور انہوں نے طے کر لیا۔ کہ ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا جائے گا۔ تو معرکۂ بدر کے سامان پیدا ہو گئے۔ اور مشرکین نے اس معرکہ میں سخت شکست کھائی۔ اور بصد حسرت و یاس باقی ماندہ واپس لوٹ گئے ٭

ف۲ اس آیت میں کفار کے قتل ارادے اور بھید جو تھے انکے متعلق ارشاد ہے کہ وہ ہم سب کو معلوم ہیں۔ تم مت سمجھو۔ کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے منصوبے سے آگاہ نہیں ٭

ف۳ کتاب مبین لوح محفوظ ہے اور لوح محفوظ باری تعالیٰ کے علم سے تعبیر ہے ٭

ف۴ یعنی قرآن حکیم کا نزول اس لئے ہوا ہے۔ کہ اہل کتاب نے جو اختلافات پیدا کر رکھے ہیں۔ انکو دُور کرے۔ اور ان میں حقیقی اور سچا فیصلہ صادر فرمائے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو مومن ہیں انکا وجود باعث ہدایت و رحمت ہے ٭

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ غرض یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دنیا میں اختلافات کو دُور نہ کریں اور اسلام کی نعمتوں سے محروم رہیں۔ تو آپ چنداں پرواہ نہ کیجئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان میں عملی طور پر فیصلہ کر دیگا۔ اور اس وقت انکو معلوم ہوگا۔ کہ دنیا میں یہ راہ راست پر نہ تھے ٭

ف۲ قرآن حکیم کے عمدہ و برکت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور یہ حقیقت بھی غیر مشکوک اور قطعی ہے کہ حضور کا وجود کائنات کیلئے سرتاسر رحمت و ہدایت ہے۔ مگر باوجود اسکے یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ اس فیض سے استفادہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ مُردہ قلب ہیں۔ زندگی کی اصل استعداد ان سے چھن چکی ہے اور قوت سماعت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس لئے بہرے ہیں ٭

حل لغات: اَلْمَوْتٰی۔ واحد مَیِّت۔ مسافر کے مُردہ ٭ صُمّ اَلصُّمُّ۔ اصم کی جمع ہے۔ یعنی بہرہ ٭ دَآبَّۃٌ۔ ہر وہ جانور جو زمین پر چلے ٭

بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ○
۸۳- وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
يُوْزَعُوْنَ ○
۸۴- حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ
بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا
ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
۸۵- وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا
فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ○
۸۶- اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ
لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(فلاں فلاں)، لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے ○
۸۳۔ اور جس دن ہم ہر فرقہ میں سے ان لوگوں کو جو ہماری
آیتوں کو جھٹلاتے تھے ایک فوج جمع کریں گے۔ پھر
ان کے پرے باندھے جائیں گے ○
۸۴۔ یہاں تک کہ جب وہ آ پہنچیں گے۔ تو خدا کہے گا کہ کیا
تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا باوجودیکہ تم نے ان
کو پوری طرح سمجھا بھی نہ تھا، بھلا تم کیا کرتے تھے ○
۸۵۔ اور ان کے ظلم کے سبب ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو گا۔
پھر وہ کچھ نہ بولیں گے ○
۸۶۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ اس میں آرام
کریں اور دن بنایا دیکھنے کو۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان
رکھتے ہیں نشانیاں ہیں ○ ع

حاشیہ صفحہ ۹۱۷۔

دابۃ الارض

جو لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور یہ مانتے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ یہ عالم کون و فساد سے بدل جائے گا۔ چاند اور ستارے بے نور ہو جائیں گے۔ آفتاب اپنی حرارت کھو دے گا۔ اور یہ بزم کائنات منتشر ہو جائے گی۔

جو لوگ اتنی بڑی حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ آسمان کی بلندیاں اور زمین کی وسعت یہ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ اور صرف ایک خدا کی ذات باقی رہ جائے گی۔

جن لوگوں کو اس بات کے ماننے میں کوئی تامل نہیں کہ یہاں کا ذرہ ذرہ خوارق و عجائب کا مجموعہ ہے۔ ان کے لئے دابۃ الارض کا وجود قطعاً حیرت و استعجاب کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور وہ بالکل اس قوی العقل چیز کا انکار نہیں کر سکتے۔

جب ایک قطرۂ آب سے ایک پرشکوہ انسان پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تو زمین سے ایک جانور پیدا کرنے میں کیا اشکال ہے۔ اس کا گفتگو کرنا بھی بلحاظ حیرت انگیزی بات نہیں۔

ارشاد ہے کہ ایک بڑا خرق عادت وقوع پذیر ہوگا۔ یعنی جس وقت منکرین کے بارہ میں (عذاب) کا وعدہ پورا ہو گا۔ تو اس سے پہلے دابۃ الارض زمین سے ایک جانور نکلے گا۔ اور زبان سے یا حالت و کیفیت سے بتائے گا۔ کہ اللہ کی نشانیاں برحق ہیں اور اس کے وجود و تحقق میں کوئی شبہ نہیں۔

(باقی صفحہ ۹۱۹ پر)

حل لغات:۔

فَوْجًا: ایک جماعت۔

۸۷- وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ○

۸۷- اور جس دن نرسنگا پھونکا جائے گا۔ تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے گھبرا جائے گا۔ مگر وہ جسے اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجزی کرتے چلے آئیں گے ف۱ ○

۸۸- وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○

۸۸- اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر خیال کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح رواں ہوں گے یہ اللہ کی صنعت (کاریگری) ہے جس نے ہر شے کو استوار کیا جو تم کرتے ہو وہ اس سے خبردار ہے ○

۸۹- مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○

۸۹- جو نیکی لائے گا اس کو نیکی سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور اس دن وہ گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے ف۲ ○

۹۰- وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

۹۰- اور جو بدی لائے گا تو اُن کے مُنہ آگ میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۷

وہ بجائے خود اللہ کی ہستی اور قیامت کی حقانیت پر بہت بڑی دلیل ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے۔ اس لئے زیادہ تفصیلات کی ضرورت نہیں۔ بس اس قدر جان لینا کافی ہے۔ کہ قیامت سے پہلے اس عجیب نشانی کا ظہور ہوگا۔

ف۱ یعنی قیامت میں ہر جماعت میں سے منکرین کے گروہ کو جمع کیا جائے گا۔ اور اُن سے زجر و توبیخ کے طور کہا جائے گا۔ کہ تم لوگ دنیا میں ان حقائق کا انکار کرتے تھے۔ اور میری نشانیوں کی تکذیب کرتے تھے۔ حالانکہ تمہیں ان کا پورا علم نہ تھا۔ آج بتاؤ وہ تمہاری تکذیب کیا ہوئی۔ اور تمہاری شوخیاں کہاں گئیں۔

ارشاد ہے۔ کہ اس وقت یہ لوگ خاموش ہو جائیں گے۔ ان کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔ اور یہ کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔

(حاشیہ صفحہ ۹۱۸)

ف۱ اس آیت میں تذکیر بآلاء اللہ کے اصول پر انسانی توجہات کو عجائبات دنیا کی طرف مبذول فرمایا ہے!

ارشاد ہے کہ یہ رات اور دن کے نظام و افادیت پر غور کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون اور آرام کے لئے بنایا ہے۔ اور کیونکر دن کو روشن بنایا ہے۔ تاکہ تم اس میں کام کرو۔ اور اپنے فرائض منصبی کو انجام دے سکو۔

ف۲ یہ نفخہ ثانیہ کا ذکر ہے کہ جب صور پھونکا جائیگا تو اس وقت آسمانوں اور زمین کی تمام کائنات گھبرا اٹھے گی۔ بجز اُن لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ اس فزع سے محفوظ رکھے۔ اور سب کے سب اس کے حضور میں بندھے چلے آئیں گے۔ (باقی صفحہ ۹۲۰ پر)

حلّ لغات: دٰخرین۔ ذلیل و منقاد کے ساتھ

وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ
إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○
۹۱- إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ
الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ
شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ ○
۹۲- وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ
فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ
ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ
الْمُنْذِرِينَ ○
۹۳- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ
آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ

اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔ وہی بدلہ پاؤ گے جو تم
کرتے تھے ○
۹۱۔ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب
کو پوجوں جسے اس نے حرمت دی ہے اور ہر شے
اسی کی ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ میں
حکم برداروں میں رہوں ○
۹۲۔ اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سنا دوں۔ پھر
جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنے ہی نفس
کے لئے ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی گمراہی میں رہا
تو کہہ دے کہ میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں ○ ف۱
۹۳۔ اور کہہ کہ سب تعریف اللہ کو ہے وہ عنقریب تمہیں
اپنی نشانیاں دکھلائیگا۔ سو تم انہیں پہچان لو گے اور تیرا رب

کون لوگ گھبراہٹ سے محفوظ رہینگے!

(تسہیل تفسیر ۹۱۹)

ف اس سے قبل کی آیتوں میں بتایا تھا۔ کہ صور پھونکے جانے کے وقت لوگ گھبرا جائیں گے! اور اس ہولناک منظر کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ اس آیت میں یہ بتایا ہے۔ کہ جو لوگ نیک اور صالح ہیں جنکے نامۂ اعمال میں حسنات کا ذخیرہ وافر ہے۔ وہ اس دن کے خوف و ہراس سے محفوظ رہیں گے۔ اور جو لوگ ایسے ہیں اور جنکی زندگی کا مشن تو حق کا انکار اور بدعملیوں کو پھیلانا ہے۔ وہ جہنم میں اوندھے منہ گرینگے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ کہ یہ تمہارے اعمال کا نتیجہ اور جزا ہے۔

(از حاشیہ صفحہ ۹۳۱)

اسلام دینِ صداقت ہے

ف سورۂ نمل میں مکہ والوں کے تمام اعتراضات اور شکوک کو دور کیا گیا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ جن کا تعلق رشد و ہدایت کے سلسلہ میں ضروری تھا۔ اب ان آیات میں یہ بتلایا ہے۔ کہ ان حقائق کی وضاحت کے بعد بھی اگر تم لوگوں کو توفیق سعادت نصیب نہ ہو۔ تو میں اس بات کیلئے مسئول نہیں تمہارے تعصبات اور خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا۔ میں تو مجبور ہوں کہ رب کعبہ کی پرستش کروں جس نے کعبہ کو حرمت بخشی۔ اور اسکو ساری کائنات کیلئے مرکز بنایا۔ میں مجبور ہوں۔ کہ شعائر اسلام کو حق و صداقت سے تعبیر کروں کیونکہ یہی ایک مسلک ہے جو انسانیت کیلئے مفید ہے۔ جہل کی تاریکیوں کو دور کر سکتا ہے اور جسکی وجہ سے انسانی دماغ کو سکون و اطمینان کی نعمتیں میسر آسکتی ہیں۔

میں مجبور ہوں۔ کہ تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤنگا۔ اور اسی کی روشنی میں غلط اور صحیح کو تم سے جدا کر دونگا۔ مجھ سے تم یہ توقع نہ رکھو کہ میں تمہیں محض افسانوں اور کہانیوں سے خوش کرنے کی کوشش کرونگا۔ یا لا طائل اور بے معنی باتیں تمہارے گوش گزار کرونگا۔ میرے پاس تو زندگی اور روحانی امراض کے لئے ایک ہی نسخہ کیمیا ہے! اور وہ قرآن ہے۔ میں اسکو ہر مرض کیلئے استعمال کرونگا۔ اور ان شاء اللہ ہر مریض کامیاب ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔ کہ آج تم اسلام کی صداقتوں کے قائل نہیں ہو۔ اور حقائق کا انکار کرتے ہو۔ مگر ایک وقت آئیگا جبکہ اسلام کی صداقت پر زمین و آسمان بھی گواہ ہونگے۔ تمہارا تجربہ اور تمہارا انتقاد خود تم کو ان حقائق تک پہنچا دیگا ایک وقت آئیگا۔ جبکہ الحاد و کفر کو جدت اور روشن خیالی کے نام سے یاد کیا جائیگا۔ اور دنیا میں اسلام کی سچائی کیلئے مستحکم شہادتوں اور دلائل کا انتظام ہوگا کہ کسی طرح انکار نہ کیا جاسکے گا۔ چنانچہ موجودہ علوم اور موجودہ تحقیقات نے اسلام کے بہت سے حقائق کو منکشف کر دیا ہے۔ اور علم بہت حد تک اسلام کے قریب آ پہنچا ہے۔

حلِ لغات ۔ حرّمھا ۔ تحریم سے ہے یعنی حرمت و عزت بخشنا۔ اتلوا ۔ قرآن کی اصطلاح میں تلاوت کے معنے کتاب کے پڑھنے کے ہیں [illegible]

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

اٰيَاتُهَا	سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ	رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱۔ طٰسٓمّٓ ○

۲۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○

۳۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ
بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۴۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَ
جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ
طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ
وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○

ان باتوں سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو ○

مکی آیتیں ۸۸ | (۲۸) سورۂ قصص | رکوعات ۹

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱۔ طسم ○

۲۔ یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں ○

۳۔ ہم تجھے ایمان دار لوگوں کے لئے موسیٰ اور فرعون کے سچے حالات سناتے ہیں ○

۴۔ فرعون ملک میں بڑھ چڑھ رہا تھا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو فرقے فرقے بنا رکھا تھا۔ ان میں سے ایک فرقہ کو ضعیف سمجھتا تھا۔ ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بیشک وہ مفسدوں میں سے تھا ○

قصہ غلامی و آزادی

۱ سورہ قصص کی ابتدا موسیٰ اور فرعون کے قصے سے ہوتی ہے کیونکہ یہ قصہ اپنے اندر مظلوموں اور بےکسوں کے لئے ایک عجیب کشش رکھتا ہے۔ اس کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ کچلے کے زبردست انسانوں کے دل میں اُبھار اور بلندی کی خواہشات پیدا کی جائیں۔ اور انہیں بتایا جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی کیونکر مدد کرتا ہے۔ اور کس طرح حضیض غلامی سے اُٹھا کر حکومت و وراثت کے بام بلند تک پہنچا دیتا ہے۔

یہ قصہ حقیقت میں فرعون اور موسیٰ کا قصہ ہی نہیں۔ بلکہ حق و باطل کی معرکہ آرائی کا مکمل نقشہ ہے۔ فرعون اور فرعون جیسے ظالموں کی داستان عبرت ہے۔ بلکہ یوں کہیئے۔ کہ آزادی اور غلامی کا کامل فوٹو ہے۔

اس میں وہ تمام واقعات بیان کئے گئے ہیں، جو غلام اور برسر اقتدار قومیں، غلامی کی زنجیروں کو مستحکم کرنے کے لئے اختیار کرتی ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے۔ کہ فرعون نے بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے ذلیل اور غلام رکھنے کے لئے دو تجویزوں کو نافذ کیا۔ ایک یہ کہ ان میں افتراق و تشتت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ اور وحدت و یکسانی کی مخالفت کی جائے۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں کو ذبح کر ڈالا جائے۔ اور لڑکیوں کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ اس غلامانہ زندگی پر قانع رہیں۔

بتایئے۔ کہ کیا آج کا فرعون اُس فرعون سے زیادہ دانائی سے انہیں دو طریقوں کو استعمال نہیں کر رہا؟

یہ لڑائی اور ہنگامے۔ یہ اختلافات کے طوفان اور جھگڑے یہ جماعت بندیاں اور گروہ سازیاں۔ کیا محض اس لئے نہیں پیدا کی جا رہی ہیں۔

(باقی صفحہ ۹۲۲ پر)

حلِ لغات۔

شِيَعًا۔ گروہ گروہ۔ شِيعَة کی جمع ہے۔

۵- وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ
اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ
أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ○

۵۔ اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور پڑے تھے۔ ان پر احسان کریں اور انہیں امام بنائیں اور وارث ٹھہرائیں ○

۶- وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ
نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا
مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ○

۶۔ اور انہیں زمین میں قدرت دیں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو اسرائیلیوں کے ہاتھ سے وہی بات دکھلائیں۔ جس سے وہ ڈرتے تھے (کہ اسرائیلی غالب ہو جائیں) ○

۷- وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ
أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ
فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي
إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ
الْمُرْسَلِينَ ○

۷۔ اور ہم نے موسٰی کی ماں کی طرف وحی بھیجی۔ کہ اُسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس کی نسبت خوف ہو تو اُسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ ہم اُسے پھر تیری طرف لائیں گے۔ اور اُسے رسول بنائیں گے ○

۸- فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ

۸۔ پھر اُسے (رسول) کے گھر والوں نے اُٹھا لیا تاکہ وہ اُن کے

(حاشیہ صفحہ ۹۲۱)

کہ اس طرح سے آزادی اور حریت کے جذبات کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اور قوم اپنے اختلافات میں اُلجھ کر اپنے غالب دشمن سے غافل ہو جاتی ہے۔

یہ کالج اور یونیورسٹیاں، یہ مدارس اور تعلیم گاہیں۔ کیا مسلخ اور مذبحوں سے کم ہیں۔ جہاں لاکھوں نوجوانوں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ جو دور میں آوارگی اور فیشن کی ترویج کیا موجودہ تعلیم کا نتیجہ نہیں ہے؟

بہرحال فرعون ہمیشہ ایک رہتا ہے۔ صرف ظلم و ستم کا انداز ذرا بدل جاتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف ارشاد ہے کہ ایک طرف تو فرعون نے ان لوگوں کو ذلیل ٹھہرانے کی ٹھانی، اور دوسری طرف ہم نے ارادہ کر لیا۔ کہ غریبوں اور کمزوروں کی مدد کریں گے۔ ان کو شرف و عزت کی نعمتوں سے نوازیں گے۔ انہیں لوگوں کے لئے نمونہ بنائیں گے۔ اور ارض مصر کی وراثت بخشیں گے۔ اور فرعون و ہامان کو بتائیں گے۔ کہ تمہاری کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں۔ اور اب تم بنی اسرائیل کو زیادہ دیر غلام نہیں رکھ سکتے۔

ف۲ اس کے بعد قصہ کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں کہ کیونکر ہم نے موسٰی کو ان کی ماں کی گود سے اُٹھا کر فرعون کی آغوش میں پہنچا دیا۔ اور پھر کیونکر ہم نے موسٰی کو موقع دیا۔ کہ وہ مادرانہ جذبات محبت و شفقت کی تکمیل کرے

حل لغات:۔ أَئِمَّةً۔ قائمین۔ امام کی جمع

لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا
خٰطِـِٕيْنَ ○
۹- وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ
عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۗ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى
اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
۱۰- وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۗ
اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ
اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
۱۱- وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫

لئے ایک دشمن اور باعث غم ہو۔ بے شک
فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر خطاکار
تھے ○
۹- اور[ف۱] فرعون کی عورت نے کہا۔ کہ (یہ لڑکا) میرے
اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔
اسے قتل نہ کرو۔ شاید ہمیں نفع دے یا ہم
اسے بیٹا بنائیں اور وہ نہ جانتے تھے[ف۲] ○
۱۰- اور موسیٰ کی ماں کا دل بیقرار ہوگیا۔ اگر ہم اسکے
دل کو ڈھارس نہ بندھاتے تو قریب تھا کہ وہ اس
بیقراری کو ظاہر کر دیتی (مگر ہم نے اسکے دل کو اس
لئے ڈھارس بندھائی) کہ مومنین میں رہے[ف۳] ○
۱۱- اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا۔ کہ تو اس

ف۱ حضرت موسیٰ کی ماں جب فرعون کے ڈر سے اپنے بچہ کو دریا میں ڈال دیا۔ تو وہ کسی طرح سے قصر شاہی میں پہنچ گیا۔ فرعون چاہتا تھا کہ اس بچہ کو بھی قتل کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ مگر بیوی نے روکا اور کہا۔ اسکو اپنا متبنیٰ بنا لیں گے۔ بڑا پیارا بچہ ہے۔ ممکن ہے یہ ہمارے لئے نفع وغیرہ کا باعث ہو۔ اس لئے اس کو نہ مارو۔

خدا کی تدبیر دیکھئے۔ کہ کیونکر فرعون کو لاولد رکھا۔ پھر کس طرح سے اسکی بیوی کے دل میں شفقت و محبت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ اور کس حکمت سے موسیٰ کو شاہانہ ٹھاٹھ دیکھنے کے مواقع بہم پہنچائے۔

غرض یہ تھی۔ کہ جو شخص فرعون جیسے شاندار بادشاہ کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی تربیت ایسی کے محل اور ایسی کی شاندار قصر میں ہو۔ تاکہ ابتدا ہی سے اس کے حوصلے بلند ہوں۔ اور خیالات شاہانہ ہوں۔ وہ اس کے ساز و سامان کو دیکھ کر مرعوب نہ ہو جائے۔ اور پوری خود داری۔ بےخوفی اور شانِ استغنا کے ساتھ بنی اسرائیل کی راہ نمائی کر سکے۔

ارشاد ہے کہ یہ سب کچھ فرعون کی تباہی کے لئے ہو رہا تھا۔ وہ اتنا سمجھدار تھا۔ مگر ہماری تدبیر کی باریکیوں کو نہ سمجھ سکا۔ اس کے گھر میں اس کا دشمن جوان ہو رہا تھا۔ اور وہ اس سے بالکل بے خبر تھا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔

ف۲ حضرت موسیٰ کی والدہ آخر عورت ہی تو تھیں۔ بچے کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر گھبرا گئیں۔

ارشاد ہے کہ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے۔ اور اس کو تسلی نہ دیتے۔ تو قریب تھا۔ کہ راز افشا کر دیتیں۔

ف۳ جب موسیٰ فرعون کے محل میں جا رہے تھے۔ تو اس کی ماں نے اُن کی بہن کو پیچھے لگا دیا۔

(باقی صفحہ ۹۲۳ پر)

حلِ لغات۔

قُرَّةُ عَيْنٍ۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ یعنی باعث سرور۔

فٰرِغًا۔ یعنی صبر و قرار سے خالی ہوگیا۔

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ○
۱۲- وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ
قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ
عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ
لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○
۱۳- فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ
تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ
وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
۱۴- وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ

پیچھے چل جا۔ پھر وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی
اور انہیں معلوم بھی نہ ہؤا ○
۱۲۔ اور ہم نے تو پہلے ہی سے سب دودھ پلانے والی
عورتیں موسیٰ پر حرام کر دی تھیں۔ پھر بہن نے کہا۔ کہ
تمہیں ایک گھر والے بتلاؤں۔ کہ وہ اسے تم کو پال دیں
اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں ○
۱۳۔ پھر ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کی طرف پہنچا
دیا۔ تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے
اور تاکہ اُسے معلوم ہو کہ بیشک اللہ کا وعدہ سچا
ہے۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ○
۱۴۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور سنبھلا اور ہم نے
اُسے حکم اور علم دیا ف۔ اور یوں ہم نیکوں کو جزا

بقیہ حاشیہ صفحہ
(۹۲۳)

کہ وہ دُور سے حالات کا مطالعہ کرتی رہے
اور دیکھتی رہے کہ کیا ہوتا ہے ٭
ف ان آیات میں اس بات کا ذکر ہے۔ کہ
جب فرعون کی بیوی نے دیکھا۔ کہ بچہ مطلق
دودھ نہیں پیتا ہے تو اس کو تشویش ہوئی۔
اور اس سوچ میں بھی کہ کیا کیا جائے۔ بچہ
دودھ نہیں پیتا ہے۔ کہ اتنے میں اس کی
بہن کو جو کسی طرح سے محل میں پہنچ گئی۔
کچھ کہنے کا موقع ملا۔ انہوں نے کہا کہ میں تم
کو ایسے گھر والے بتلائے دیتی ہوں۔ جو اس
بچے کی عمدگی کے ساتھ پرورش کریں گے۔
اور بچہ ان کے ساتھ زیادہ خوش و خرم رہے
گا۔ ارشاد ہے۔ اس طرح سے ہم نے پھر موسیٰ

کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اور تسلی دی۔ تاکہ
اسکو معلوم ہو۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ فرمایا۔
مگر افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ اللہ پر بھروسہ
نہیں رکھتے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے
بندوں کی ہر حال رعایت کرتا ہے ٭

ف یعنی موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے
تو ہم نے انہیں علم بخشا۔ اور پیغمبرانہ سوجھ
بوجھ عنایت فرمائی ٭
وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ سے غرض یہ ہے کہ جو
لوگ نیک اور صالح ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح
انکے علم اور حکمت میں اضافہ کرتا رہتا ہے ٭

حل لغات:- عَنْ جُنُبٍ۔ بُعد اور دوری سے ٭
حَرَّمْنَا۔ اس سے مقصود تحریم
طبعی ہے یعنی موسیٰ طبعاً دودھ پینے سے متنفر تھے
اَشُدَّهٗ۔ قوت۔ توانائی۔ جوانی ٭

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

۱۵۔ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلٰى حِينِ
غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيعَتِهٖ
وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي
مِنْ شِيعَتِهٖ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ
فَوَكَزَهٗ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ
هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ
عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ○
۱۶۔ قَالَ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي
فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ ○

دیتے ہیں ○
۱۵۔ اور وہ شہر میں آیا۔ جب وہاں کے لوگ بے خبر
تھے تو وہاں اس نے دو آدمی لڑتے پائے۔ یہ اس
کے رفیقوں میں سے تھا۔ اور یہ اس کے دشمنوں
میں سے تھا۔ تو اس نے جو اس کی قوم
کا تھا اس کے مقابلہ میں جو اس کے دشمنوں
تھا۔ موسیٰ سے مدد مانگی۔ تب موسیٰ نے اُسکے
مکا مارا۔ پھر اس کو تمام کر دیا۔ تو کہا کہ یہ شیطانی
کام ہوا۔ بیشک وہ کھلم کھلا بہکانیوالا دشمن ہے ○
۱۶۔ کہا اے رب میرے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو
مجھے بخش دے۔ پھر اسکو بخش دیا۔ بیشک وہی بخشنے
والا مہربان ہے ○

حضرت موسیٰ کی جوانی کا ایک واقعہ

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی تربیت جس ماحول میں ہوئی تھی۔ اُس کا تقاضا یہ تھا۔ کہ وہ بالکل بے خوف اور نڈر ہوتے ہوتے۔ اور ان میں زبردست جرأت اور جسارت ہوتی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ (حضرت) موسیٰ فرعون کے گھر میں رہ کر ایسے جسور ہو جائیں۔ کہ آئندہ چل کر بنی اسرائیل کے صحیح معنوں میں راہنما ثابت ہوں۔

ان آیات میں موسیٰ کے عنفوانِ شباب کا ایک واقعہ ہے۔ کہ انہوں نے ایک دن ایک قبطی اور اسرائیلی کو آپس میں لڑتے ہوئے پایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس زمانے میں حضرت موسیٰ فرعون کی تربیت سے آزاد ہو چکے تھے۔ اسی لئے مصر میں وہ رات کے وقت آئے جب کہ سب لوگ سو رہے تھے۔ اس اسرائیلی نے جب یہ دیکھا۔ کہ موسیٰ آ رہے ہیں۔ تو مدد کے لئے بلایا۔

حضرت موسیٰ نے عصبیتِ قومی کے جوش میں آکر قبطی کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اب موسیٰ کو احساس ہوا۔ کہ انہوں نے غلطی کی۔ فوراً جنابِ باری میں جھک گئے اور اپنے گناہ کی معافی چاہی اور کہا۔ پروردگار بے شک مجھ سے قصور ہوا۔ میں ہرگز نہیں چاہتا۔ کہ مجرم کی مدد کروں۔ اس لئے میری لغزش کو معاف کر دیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ہم نے معاف کر دیا۔ کیونکہ ہم غفور اور رحیم ہیں۔

یاد رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہ قبطی کو جان سے مار ڈالا جائے۔

(باقی صفحہ ۹۲۶ پر)

حلِ لغات:-

فَاسْتَغَاثَهُ۔ مدد طلب کی۔
فَوَكَزَهُ۔ ٹھوکا۔ مکا مارا۔

۱۷- قَالَ رَبِّ بِمَآ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ
أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ○

۱۸- فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَآئِفًا يَتَرَقَّبُ
فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ
يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ
لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ○

۱۹- فَلَمَّآ أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ
بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ
يَٰمُوسَىٰٓ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي
كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِن
تُرِيدُ إِلَّآ أَن تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ
وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ○

۱۷- کہا اے رب جیسا تو نے مجھ پر نعمت کی۔ میں بھی آئندہ مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا ○

۱۸- پھر صبح کو ڈرتے ہوئے راہ دیکھتا شہر میں گیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے۔ کہ وہی جس نے کل اس سے مدد چاہی تھی۔ پھر اس کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے کہا کچھ شک نہیں کہ تو صریح گمراہ ہے ○

۱۹- پھر جب اس نے اس پر جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ ہاتھ ڈالنا چاہا۔ تو وہ بولا۔ کہ اے موسیٰ تو مجھے قتل کیا چاہتا ہے؟ جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تو یہی چاہتا ہے کہ ملک میں بردستی کرتا پھرے۔ اور مصلح کاروں میں ہونا نہیں چاہتا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۵۔

یہ تو اس کی قسمت میں مقدر تھا۔ کہ وہ اس ضرب کو برداشت نہ کر سکے۔ اور مر جائے۔ ورنہ عموماً ایک گھونسے کی معمولی چوٹ ہوتی ہے۔

اس واقعہ سے یہ چلتا ہے۔ کہ مقام نبوت کس درجہ بلند ہوتا ہے۔ اور خدا کے نیک بندے کس جرأت اور صفائی سے اپنی لغزشوں کا اعتراف کر لیتے ہیں۔

از بسکہ وہ قبطی دشمن کا ایک فرد تھا۔ اور اس دشمن قوم کا جس نے کہ بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔ جو سینکڑوں اسرائیلی بچوں کو زندگی سے محروم کر چکی تھی۔ اور جس کے نزدیک خون اسرائیل کی کوئی قیمت نہ تھی۔ مگر باوجود اسکے حضرت موسیٰ نے اپنے فعل کو غلطی سے تعبیر کیا۔ اور اللہ سے عفو و رحم کے طالب ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام چونکہ بشر تھے۔ جوان تھے

مقابل میں مخالف گروہ کا ایک فرد قبطی تھا۔ اسرائیلی مدد کا طالب تھا۔ اس لئے یقیناً اس وقت کے حالات کا تقاضا یہی تھا۔ کہ حضرت موسیٰ مدد کے لئے آگے بڑھتے مگر وہ اس ناخوشگوار حادثہ کے متوقع نہ تھے۔ اس لئے جب انہوں نے دیکھا۔ کہ قبطی مر گیا۔ تو ان کو قدرتاً ندامت محسوس ہوئی۔ یہ کوئی ایسی گناہ کی بات نہ تھی صرف حالات کا تقاضا تھا۔ مگر شان نبوت کا اقتضا تھا کہ ترک اولیٰ کو بھی گناہ سمجھا جائے۔ اور اللہ سے غیر مشروط طور پر معافی مانگی جائے۔

حل لغات:۔

ظَهِيرًا۔ مددگار۔ اِسْتَنصَرَهُ۔ مدد کے لئے چیخنا۔
جَبَّارًا۔ ظالم۔ اس لفظ کا انتساب جب اللہ کی طرف ہو۔ تو اس کے معنے ضروریات کو پورا کرنے والے کے ہوتے ہیں۔

۲۰- وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ
يَسْعٰى ؗ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ
بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ
مِنَ النّٰصِحِيْنَ ○
۲۱- فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ
رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ؑ
۲۲- وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ
عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ○
۲۳- وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ
عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ؗ
وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

۲۰- اور شہر کے پرلے سرے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا
کہا اے موسٰی اہل دربار تیرے بارہ میں مشورہ کر رہے
ہیں کہ تجھے قتل کریں۔ سو تو یہاں سے نکل بھاگ
میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں ○ [ف۱]
۲۱- تب وہ ڈرتا اور راہ تکتا ہوا شہر سے نکلا۔ بولا اے میرے
رب ظالم لوگوں سے مجھے بچا ○
۲۲- اور جب مدین کی سیدھ پر متوجہ ہوا۔ بولا،
اُمید ہے کہ میرا رب مجھے راہ راست
دکھلائے گا ○
۲۳- اور جب مدین کے پانی پر آیا تو اس پر لوگوں کی
جماعت پائی جو پانی پلا رہے تھے۔ اور اُن سے
الگ دو عورتیں پائیں کہ اپنی بکریاں، روکے کھڑی

موسٰیؑ مدین کے کنوئیں پر

ف۱ موسٰی علیہ السلام کے قبطی کو مارنے کے واقعہ سے مصر میں سنسنی پھیل گئی۔ اور طبقہ امراء میں ہل چل مچ گئی۔ ان کو تشویش لاحق ہوئی۔ کہ کہیں یہی نوجوان بنی اسرائیل کی نجات کا باعث نہ ہو۔ اس لئے سب نے مل کر مشورہ کیا۔ کہ اس کو پکڑ کر مار ڈالو۔ حضرت موسٰی کے مخلصین میں سے ایک آدمی تھا۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس نے حقیقت حال سے موسٰی کو آگاہ کر دیا۔ اس نے کہا۔ کہ کہیں بھاگ جائیے۔ آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں۔ اب حضرت موسٰیؑ پریشان ہوئے۔ اور مدین کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ان کو معلوم تھا۔ کہ وہاں اُن کے عزیز و اقارب رہتے ہیں۔ لیکن راستہ معلوم نہیں تھا۔ ڈرتے ڈرتے مصر سے نکلے۔ اور اللہ تعالٰی سے دعا کی۔ کہ مولا اس ظالم قوم سے مخلصی عطا فرمایئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسٰی مصر سے گئے ہیں۔ اس وقت نبوت سے باقاعدہ نہیں نوازے گئے تھے۔ مگر وجدانی طور پر بنی اسرائیل کی محبت ان کے دل میں غور باز رہی تھی۔ اور وہ قطعاً فرعون اور اس کی قوم کو ظالم خیال کرتے تھے۔

دوسری بات جو اس ہجرت سے مستفاد ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ مصائب و مشکلات کے وقت صرف اللہ سے طلب اعانت کرنا چاہیئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہجرت فرمائی۔ تو آپ نے بھی کہا۔ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ۔ کہ میں اپنے رب کے لئے ہجرت کر رہا ہوں۔ میری وہی راہ نمائی کرے گا۔ اور حضرت موسٰی اب جانے لگے ہیں تو یہی فرماتے ہیں۔ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔

(باقی صفحہ ۹۲۸ پر)

حلِ لغات:-

يَاْتَمِرُوْنَ ۔ اِئْتِمَار سے ہے۔ باہم کسی بات کے متعلق سوچنا۔ مشورہ کرنا۔

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي
حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ
كَبِيرٌ ○
٢٤- فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى
الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا
أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ○
٢٥- فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى
اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ
لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا
جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ
لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○
٢٦- قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ

تھیں۔ بولا تمہارا کیا حال ہے۔ وہ بولیں ہم نہیں پلائیں گے.
جب تک چرواہے اپنے مویشی لوا پس نہ لے جائیں اور
ہمارا باپ بڑھا بڑی عمر کا ہے ○ ف۱
۲۴۔ تب موسیٰ نے اُن کے مویشیوں کو پانی پلایا۔ پھر سایہ
کی طرف لوٹ آیا اور بولا اے میرے رب جو بھلائی
تو نے میری طرف نازل کی ہے میں اس کا محتاج ہوں ○
۲۵۔ پھر ان دو میں سے ایک عورت شرم سے چلتی ہوئی
اس کے پاس آئی۔ کہا کہ بیشک میرا باپ تجھے بلاتا ہے
تاکہ تجھے اس کا بدلہ دے۔ کہ تو نے ہمارے جانوروں کو
پانی پلایا پھر جب وہ اسکے پاس آیا اور اس سے سارا حال بیان
کیا۔ تو وہ بولا کہ خوف نہ کر تو نے اُن ظالموں سے نجات پائی ○
۲۶۔ ان دو میں سے ایک بولی کہ اے باپ اسے نوکر رکھ لے.

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۷:۔

جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ ہر واقعہ میں جب انسان اپنے کو کسی اُلجھن میں دیکھے۔ تو اللہ سے استعانت چاہے۔ اور فی الحقیقت جو لوگ اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور اسے اپنا کارساز اور وکیل سمجھتے ہیں۔ اللہ ان کو کبھی ذلیل اور رُسوا نہیں کرتا۔ وہ ضرور ان کی آرزوؤں کو سنتا اور خواہشوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کی نسبت یہی ہے۔ کہ تم اس کو پکارو۔ وہ سنے گا۔ اس سے مانگو۔ تو وہ ضرور دے گا۔ اور اگر اس پر مستحکم ایمان نہ ہو۔ اس پر پورا بھروسہ اور توکل نہ ہو۔ تو پھر وہ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اس حالت میں اس پر کوئی الزام بھی عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کو آزمانے کی ضرورت نہیں۔ وہ آزمائشوں سے قطعاً منزہ ہے۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا

ف۱ جب حضرت موسیٰ ڈھونڈتے اور تلاش کرتے ہوئے مدین پہنچ گئے۔ تو وہاں ایک پانی کے مقام پر لوگوں کا مجمع دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔ اور ان سے الگ دو عورتیں چپ چاپ کھڑی ہیں۔ اور دیکھ رہی ہیں۔ موسیٰ اپنی مصیبت کو بھول گئے۔ اور انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر پوچھا۔ خاتون محترم! یہاں کیوں کھڑی ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہم جانوروں کو اس وقت تک کیسے پانی پلا سکتی ہیں۔ جب تک کہ یہ بھیڑ نہ چھٹ جائے۔ اور پھر یہ خیال کر کے کہ کہیں یہ اجنبی دل میں ہمارے متعلق کوئی بُری رائے قائم نہ کر لے۔ اور یہ نہ سمجھے۔ کہ یہ پانی پلانے کے لئے یہاں کیوں آئی ہیں؟ انہوں نے وضع دفع مقدر کے طور پر کہہ دیا۔ کہ ہمارے ابا بوڑھے ہیں۔ وہ یہاں تک نہیں آ سکتے۔ یہ بات سُن کر آپ آگے بڑھے۔ اور ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ایک طرف درخت کے سایہ میں کھڑے ہو کر کہا۔ کہ میں تیری رحمت اور نعمت کا محتاج ہوں۔

حل لغات۔ مَا خَطْبُكُمَا بمعنی کے معنوں میں ہے یعنی تمہاری خواہش کیا ہے۔ اَجْرٌ۔ مزدوری۔ ہو سکتا ہے جناب شعیب نے انہیں غریب اور مزدور سمجھ کر باپ سے سفارش کی ہو کہ انہیں کچھ دیدیا جائے۔ اور موسیٰ علیہ السلام جوان کے ساتھ چلے گئے تو اس لئے ہو کر شاید ان کے ساتھ جانے میں موافق اور مساعد حالات پیدا ہو جائیں۔

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ○

البتہ بہتر نوکر جو تو رکھے وہ ہے جو زور آور اور امانت دار ہو ○

۲۷۔ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ○

۲۷۔ کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک تیرے نکاح میں دوں۔ اس شرط پر کہ تو آٹھ برس میرا نوکر رہے۔ اور جو تو دس برس پورے کرے تو وہ تیری طرف سے (مہربانی) ہے اور میں تجھے مشقت ڈالنا نہیں چاہتا اگر اللہ نے چاہا تو مجھے نیکوں میں پائیگا ○

۲۸۔ قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ○

۲۸۔ وہ بولا میرے اور تیرے درمیان یہی اقرار رہا۔ ان دونوں مدتوں میں سے جونسی مدت میں پوری کروں تو مجھ پر کچھ زیادتی نہ ہوگی۔ اور جو ہم اس پر کہتے ہیں خدا گواہ ہے ○

۲۹۔ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ

۲۹۔ پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں

شادی کے سامان

ف۱ حضرت موسیٰ کی دُعا قبول ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے رحمت کا سامان مہیا کر دیا۔ ایک لڑکی شرماتی، اور لجاتی ہوئی اُن کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی میرے ابا آپکو بلاتے ہیں۔ تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلا کر جو احسان کیا ہے۔ اُسکا معاوضہ آپکو دیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب یہ بہنیں اپنے جانوروں کو پانی پلا کر پہنچی ہیں۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ کی ہمدردی کا تذکرہ اپنے والد حضرت شعیب سے کیا ہوگا۔ اور حضرت شعیب نے اس بنا پر انہیں بُلا لیا ہوگا ۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتیں اگر حالات وقیعہ سے مجبور ہو کر کام کاج کریں۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اجنبی عورت سے بیہودہ گفتگو میں کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی بطیب خاطر مدد کی جائے ۔

غرض کہ حضرت موسیٰ ۔ حضرت شعیب کے ہاں پہنچے تو انہوں نے سارا قصہ سنایا۔ کہ میں فلاں ہوں اور اس طرح مصر سے بھاگا ہوں۔ انہوں نے واقعہ سُن کر کہا۔ کہ تم خوف نہ کھاؤ۔ خاطر جمع رکھو۔ اب ظالم فراعنہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔

ف۲ جب ابتدائی رسمی گفتگو ختم ہو گئی۔ تو اللہ نے انتظام فرما دیا۔ کہ مہاجر موسیٰ قصر فرعون سے آزاد ہو کر حضرت شعیب کی صحبت سے استفادہ کرے۔ چنانچہ حضرت شعیب کی لڑکی کی اس سفارش پر کہ ابا انہیں اپنے ہاں ملازم رکھ لیجئے۔ آدمی مضبوط اور دیانت دار ہیں۔ حضرت موسیٰ وہاں رہ پڑے۔ اور حضرت کرم اللہ نے یہ کیا۔ کہ اُن کی خانہ آبادی کی طرح ڈال دی ۔ (بقایا صفحہ ۹۳۰)

حل لغات:-

اِسْتَأْجِرْهُ ۔ یعنے انہیں "اجیر" بنا کر رکھ لیجئے۔ حِجَجٍ ۔ حِجَّةٌ کی جمع ہے۔ یعنی سال ۔

بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝

کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا آگ کا انگارا لاؤں تاکہ تم تاپو ۝

۳۰- فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۳۰۔ پھر جب وہاں آیا تو اس مبارک قطعہ میں میدان کے داہنے کنارہ کی طرف سے درخت سے یوں آواز آئی۔ کہ اے موسیٰ بیشک میں اللہ رب العالمین ہوں ۝

۳۱- وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا

۳۱۔ اور یہ کہ اپنی لاٹھی نیچے ڈال دے۔ پھر جب اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا۔ کہ گویا وہ سانپ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۹ :-

حضرت شعیب نے کہا۔ تم یہاں رہو یہ تمہارا گھر ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی تمہارے نکاح میں دے دوں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ پورے آٹھ سال تک میری خدمت میں رہو۔ اور اگر دس سال رہ جاؤ۔ تو یہ تمہاری مرضی ہوگی۔ میری طرف سے جبر نہ ہوگا۔ تم انشاء اللہ یہاں رہ کر محسوس کروگے۔ کہ میں خوش معاملہ آدمی ہوں۔

حضرت موسیٰ نے بخوشی یہ شرط مان لی۔ اور کہا۔ کہ ان دونوں مدتوں میں سے جو چاہوں پوری کردوں۔ آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بس یہ طے ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان اللہ گواہ ہے۔

ع یہ آٹھ سال کی خدمت اصل میں نکاح کے لئے شرط نہ تھی۔ بلکہ بات یہ تھی۔ کہ حضرت شعیبؑ بذریعہ الہام جانتے تھے کہ موسیٰ آئندہ چل کر بڑے جلیل القدر پیغمبر ہونے والے ہیں۔ اور اب نوجوان ہیں۔ ان کو تقوٰی اور متین ہونے کے لئے کڑی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ اس لئے انہوں نے اس حیلے سے ان کو اپنے ہاں رہنے پر مجبور کر دیا۔ کہ وہ ان کی صحبت اور تربیت سے اس قابل ہو جائیں۔ کہ فرعون کا مقابلہ کر سکیں۔

جَذْوَةٍ ۔ شعلہ۔ چنگاری۔

حل لغات:- شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ ۔ یعنی مبارک میدان کے کنارے سے یا میدان کے داہنی جانب سے ایمن کا لفظ دونوں معنوں میں مشترک ہے یمن سے بھی اس کا اشتقاق ہو سکتا ہے۔ اور یمین سے بھی۔

تَهْتَزُّ ۔ اہتزاز سے۔ یعنی جنبش کرنا۔

وَ لَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا
تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ○
٣٢- اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫
وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ
الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ
رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○
٣٣- قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا
فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○
٣٤- وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ

ہے۔ تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اپنے پیچھے پھر کر نہ دیکھا
اے موسیٰ آگے آ اور نہ ڈر بیشک تجھ کو خطرہ نہیں ہے ○
٣٢- اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر بغیر برائی سفید
نکلے گا ۔ اور خوف کے سبب اپنا بازو اپنی طرف
ملا ۔ (یعنی سینے پر رکھ) غرض فرعون اور اس
کے درباریوں کی طرف یہ تیرے رب کی
طرف سے دو سندیں ہیں ۔ کیونکہ وہ
بدکار لوگ ہیں ○
٣٣- بولا اے رب میں نے اُن میں سے ایک آدمی کا
خون کیا ہے سو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کریں ○
٣٤- اور میرا بھائی ہارون جس کی زبان مجھ سے

تجلیات

۱۔ حضرت شعیب کے گھر سے موسیٰ علیہ السلام جس وقت رخصت ہوتے ہیں ۔ اس وقت ان کی بیوی اُن کے ساتھ تھیں ۔ جنگل میں جا رہے تھے ۔ تاریکی اور سردی تھی ۔ آگ کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ موسیٰ نے دُور سے دیکھا ۔ کہ آگ کا شعلہ نظر آتا ہے ۔ بیوی سے کہا ۔ میں نے آگ دیکھی ہے ۔ ذرا دور ہے ۔ میں جاتا ہوں ۔ شاید آگ مل جائے ۔ اور کچھ پتہ لگے ۔ تم یہیں ٹھہرو ۔ یہ کہہ کر موسیٰ آگے بڑھے ۔ دیکھا ۔ تو وہاں آگ نہ تھی ۔ تجلیات الٰہیہ کا ظہور تھا ۔

ارشاد ہوا ۔ کہ موسیٰ میں تمہارا خدا ہوں ۔ ساری کائنات کا رب ہوں ۔ غرض یہ تھی ۔ کہ موسیٰ کو عہدہ نبوت پر سرفراز کیا جائے ۔ ان کو معجزات عطا کئے جائیں ۔ اور بتایا جائے ۔ کہ اب تمہاری زندگی کا اصل دور شروع ہوتا ہے ۔ یہ تجلی توجہ کا طلب کرنے کا ایک ذریعہ تھی ۔

تجلیات کی حقیقت تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے ۔ مظہروں کو سمجھئے ۔ کہ جس طرح الفاظ معنی کے اظہار کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں ۔ اسی طرح تجلیات اللہ کے منشا کے اظہار کی تعبیرات ہیں ۔ اور بس ۔

ارشاد ہوا کہ یہ عصا جو تمہارے ہاتھ میں ہے ۔ زمین پر ڈال دو ۔ اور جب موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی ۔ تو دیکھا ۔ کہ یہ اژدہا بن گیا ہے ۔ اس پر وہ ڈرے ۔ اور ڈر کر بھاگے ۔ حکم ہوا ۔ کہ ڈرتے کیوں ہو ۔ واپس آ جاؤ ۔ تم بالکل محفوظ اور مامون ہو ۔ دوسرا حکم ہوا ۔ کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو ۔ اور پھر نکالو ۔ اور دیکھو ۔ کہ کیسا سفید براق ہو گیا ہے ۔

یہ وہ معجزے ہیں ۔ جو تمہیں دیئے گئے ہیں ۔ اُن کو سمجھو ۔ (باقی صفحہ ٩٣٢ پر)

حلِ لغات :-

مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۔ یعنی برص نہ ہونا ۔ جیسا کہ بائبل میں لکھا ہے ۔

لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْأً
يُّصَدِّقُنِيٓ إِنِّيٓ أَخَافُ أَنْ
يُّكَذِّبُوْنِ ○
٣٥- قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيْكَ
وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا
يَصِلُوْنَ إِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ أَنْتُمَا
وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○
٣٦- فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ إِلَّا
سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا
بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْأَوَّلِيْنَ ○
٣٧- وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ أَعْلَمُ بِمَنْ

زیادہ فصیح ہے سو اسے میرے ساتھ مدد کے
لئے بھیج دے۔ کہ وہ میری تصدیق کرے۔
میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ○
٣٥- فرمایا۔ ہم تیرے بھائی سے تیرے بازو کو زور
دیں گے۔ اور تم دونوں کو غلبہ بخشیں گے سو
وہ (قبطی) ہماری نشانیوں کے سبب تم تک نہ پہنچیں گے۔ ہماری نشانی
لیکر جاؤ۔ تم دونوں اور تمہارے تابعین ہی غالب رہیں گے ○
٣٦- پھر جب موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں
لے کر آیا۔ تو بولے کچھ نہیں یہ تو افترا کیا ہوا
جادو ہے۔ اور ہم نے تو اپنے اگلے باپ دادوں
سے ایسی باتیں سنی نہیں ○
٣٧- اور موسیٰ نے کہا۔ میرا رب خوب جانتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۹۳۱)
کہ فرعون کے عظیم کبر و غرور کو توڑنے کے لئے وہ
مجزے ہیں دلیلیں ہیں۔ ان کو لے کر اس کے اور
اس کی قوم کے پاس جاؤ۔ کہ وہ فسق و فجور کو اپنا
شیوہ و خصلت بنا چکے ہیں۔ تم ان کی اصلاح
کرو۔

ان دو معجزوں سے ایک تو یہ مقصود تھا
کہ بے سر و سامان موسیٰ کا دل مضبوط ہو جائے
اور وہ معلوم کر لے۔ کہ اللہ کی مدد ہمیشہ سے
شامل حال ہے۔ اور دوسری جانب فرعون اور
اس کی قوم کو یہ محسوس ہو کہ جس طرح یہ خشک
لکڑی اژدھا بن سکتی ہے۔ اور گوشت پوست
کا ہاتھ براق اور چمکیلا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح
بنی اسرائیل جیسی بے ضرر قوم ہمارے لئے
خطرہ اور خوف ثابت ہو سکتی ہے۔ اور اس کا
نصیبہ چمک سکتا ہے۔ اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب
ہو سکتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)
ف۱ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ میں اس خدمت
پر خوش ہوں۔ اور میں بنی اسرائیل کی آزادی
کے لئے ضرور کوشش کروں گا۔ مگر دقت یہ
ہے کہ تنہا اس ذمہ داری کو اپنے لئے گراں سمجھتا
ہوں۔ ہارون کو میرے ساتھ کر دیجئے۔ کیونکہ اس
کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔ اور یہ بھی خوف
ہے کہ شاید مجھے وہ قتل والے معاملہ میں مار نہ
ڈالیں۔
ف۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہاری درخواست قبول ہے
ہم تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائیں گے۔ اور
تم دونوں کو غلبہ دینگے۔ مخالفین عداوت کا ہاتھ تمہاری
طرف نہیں بڑھا سکیں گے۔ اور تم مع اپنے ماننے
والوں کے غالب و منصور ہو گے۔
حل لغات:۔ رِدْأً۔ مددگار اور معاون۔

جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ
وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ
الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ○

جو اس کی طرف سے ہدایت لایا ہے
اور جس کو آخرت کا گھر ملے گا۔
بے شک ظالموں کا بھلا
نہ ہوگا ○

۳۸- وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ
مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ
عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ
صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ
مُوْسٰى ۙ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ○

۳۸- اور فرعون نے کہا۔ اے اہل دربار میں
تو جانتا نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی
معبود ہو۔ پس اے ہامان میرے واسطے
گارے کو آگ دے (یعنی پکی اینٹیں بنا) پھر
میرے ایک محل بنا کر تاکہ میں (اس محل پر
چڑھ کر) موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں۔
اور میرے خیال میں تو وہ جھوٹا ہے ○

۳۹- وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ

۳۹- اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق تکبر

حق و صداقت کا ایک انوکھا معیار

ف ان آیات میں اس بات کا ذکر ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام جب خوشخبریوں اور معجزوں سے مسلح ہو کر فرعون کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ سب جادو اور کرشمہ سازی ہے۔ اور یہ تمہارا پیغام توحید تجرید تو ہماری سمجھ میں آتا نہیں۔ ہم نے کبھی اپنے باپ دادا سے اس قسم کی باتیں نہیں سنیں۔ گویا حق و صداقت کا یہ بھی ایک معیار ہے۔ کہ فرعون کے باپ دادا یا اس کے اکابر اس سے آشنا ہوں حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ وہ قدیم اعتراض ہے۔ جو اہل کفر و عصیان کی جانب سے ہمیشہ پیش کیا جاتا رہا ہے چنانچہ جب کبھی اللہ کے پیغمبروں اور رسول آئے۔ اور انہوں نے لوگوں کو دعوت کی جب دی تو انہوں نے یہی اعتراض پیش کیا کہ ہمارے باپ دادا بھی اس طرح کی باتوں سے آگاہ نہ تھے ○ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ تم ہم کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ اللہ ہماری صداقت پر گواہ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ کون حق و ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ اور کون عاقبت کے لحاظ سے کامیاب ہے۔ پھر اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اگر ہم جادوگر ہیں اور جھوٹے ہیں۔ تو ہم کو کامیابی میسر نہیں ہوگی۔ اور ہمیشہ اپنے مشن میں ناکام اور خائب و خاسر رہیں گے ○

حل لغات

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۔ حسن انجام سے تعبیر ہے۔ مراد جنت سے ہے ○

صَرْحًا ۔ محل ○

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا
لَا يُرْجَعُوْنَ ۝
۴۰- فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ
فِى الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الظّٰلِمِيْنَ ۝
۴۱- وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى
النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝
۴۲- وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ
الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝
۴۳- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ
مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ

اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف پھر
نہ آئیں گے ۝
۴۰- سو ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو
پکڑا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈال دیا۔
سو دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا ۝
۴۱- اور ہم نے انہیں امام بنایا۔ کہ آگ کی طرف بلاتے
تھے۔ اور قیامت کے دن ان کو مدد نہ ملے گی ۝
۴۲- اور اس دنیا میں ہم نے اُن کے پیچھے لعنت
لگائی۔ اور قیامت کے دن وہ بُرے
لوگوں میں ہوں گے ۝
۴۳- اور تحقیق اُن کی اُمتوں کو ہلاک کرنے کے
بعد موسیٰ کو کتاب دی کہ لوگوں کو راہ

ف فرعون در اصل بڑا مکار اور چالاک تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ موسیٰ کی تعلیم لوگوں میں اثر کر رہی تو اس نے اطلع الٰی الٰہ موسیٰ کو جملہ استخفاف اڑایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اے معززین دربار شاید تم یہ جانتے ہوں گے کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ اور موسیٰ کے کلام سے سمجھ یہ مستفاد ہوتا ہے۔ کہ اللہ آسمان پر ہے۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے اچھا ہامان سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ ہامان ایک اونچا سا محل تو تعمیر کرو۔ میں دیکھوں تو سہی کہ موسیٰ کا خدا کہاں ہے اور کیا ہے۔ یہ جملہ محض موسیٰ کے عقیدہ کے استخفاف کیلئے کہا گیا۔ ورنہ انہوں نے کبھی بھی یا کسی قوم سے یہ نہیں کہا۔ کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے۔ اور نہ حقیقتاً فرعون یہ سمجھتا تھا۔ کہ موسیٰ کا یہ مذہب ہے۔ یہ تو محض اپنے حاشیہ برداروں کو مطمئن کرنے کا ایک حیلہ تھا۔

ارشاد ہے کہ فرعون کی قوم نے اس پیغام کو ٹھکرا دیا۔ اور سخت کبر و غرور کا اظہار کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ کا قانون ہلاکت حرکت میں آیا۔ اور یہ لوگ دریا میں غرق کر دیئے گئے۔

عذابِ الٰہی کب آتا ہے

ف مقصد یہ ہے۔ کہ فرعونیوں پر اس وقت تک عذاب نہیں آیا۔ جب تک کہ انہوں نے کفر و عصیان میں غلو کا درجہ حاصل نہیں کر لیا۔ کیونکہ خدا کا قانون ہے۔ کہ مجرمین کو مہلت دی جاتی ہے۔ ان کے اعمال سے تعرض نہ کیا جائے۔ اور کردار و عمل کے لئے پوری آزادی دی جائے حتیٰ کہ دل سیاہ ہو جائے۔ طبیعت میں تاثیر و انفعال کی تمام قوتیں مفقود ہو جائیں۔ اور گناہوں کا پیالہ چھلک جائے۔ قرآن کی اصطلاح میں لعنت سے مراد اللہ کے فیوض و برکات سے محرومی ہے۔ اور اسکی رحمت سے دوری سب و شتم کے قسم کی کوئی چیز مراد نہیں۔

حلِ لغات :- اَئِمَّةً ۔ امام کی جمع ہے۔ یعنی گناہوں میں پیش پیش۔

بَصَآئِرَ :- جمع بصیرت۔ بمعنی دلیل۔ یقین۔ عبرت۔ زیرکی۔ بینائی۔

لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ○

بصائر ف۱ اور ہدایت اور رحمت تھی۔ کہ شاید وہ نصیحت
پکڑیں ○

۴۴۔ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ
قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ مَا كُنْتَ
مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۙ

۴۴۔ اور تو کوہ طور کی جانب غربی میں نہ تھا۔ جب ہم نے موسیٰ
کی طرف حکم بھیجا تھا۔ اور تو حاضرین میں
نہ تھا ○

۴۵۔ وَ لٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ ۚ وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ
مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا
كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○

۴۵۔ اور لیکن ہم نے بہت سی اُمتیں پیدا کیں پھر اُن پر
لمبی مدتیں گزر گئیں اور تو اہلِ مدین میں مقیم نہ
تھا۔ کہ اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھتا۔ لیکن
ہم رسول بھیجتے رہے ہیں ○

۴۶۔ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا
وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

۴۶۔ اور تو کوہ طور کے کنارے پر موجود نہ تھا۔ جب ہم نے
(موسیٰ کو پکارا تھا) لیکن یہ تیرے رب کی رحمت سے
ہے۔ کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے ف۲ پہلے

اتمامِ حجت

ف۱ ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ کو تورات اس وقت دی۔ جبکہ عاد اور ثمود کی بربادیوں کے واقعات رُونما ہو چکے تھے۔ جب کہ عمالقہ جیسی شاندار قوم باوجود ساز و سامان کی کثرت اور فراوانی کے فنا کے گھاٹ اُتر چکی تھی۔ اور جب کہ کئی قومیں اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہو چکی تھیں۔ مقصد یہ تھا۔ کہ فرعون لوگ اِن واقعات سے عبرت پکڑیں۔ اور نصیحت حاصل کریں اور تورات کو اپنے لئے رحمت و ہدایت کا سبب قرار دیں۔ مگر ہوا یہ کہ باوجود واقعات کی تفصیل اور وضاحت کے یہ لوگ آخر وقت تک گمراہی پر مصر رہے۔ تا آنکہ اللہ کے عذاب نے انہیں آپکڑا۔ اور یہ بے بس ہو کر رہ گئے ؀

آنحضرتؐ کی نبوت پر ایک دلیل

ف۲ ان آیات میں واقعات اور قصص کی اس تفصیل کو اللہ تعالیٰ نے بطور اعجاز کے پیش کیا ہے۔ اور حضورؐ کی نبوت پر دلیل ٹھہرایا ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ جب موسیٰ کو جبل طور کی غربی جانب مخاطب کیا گیا۔ اور اس کو تورات دی گئی۔ تو آپ اس وقت موجود نہ تھے۔ اور نہ آپ مدین میں مقیم تھے۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب میں ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ تو آپ اس وقت بھی حاضر نہ تھے۔ اور نہ اس وقت موجود تھے۔ جب کہ ہم نے موسیٰ کو پکارا۔ اور خلعتِ نبوت سے نوازا۔ پھر جو آپ یہ واقعات مع جزئیات تفصیل کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔ تو کیونکر؟ ارشاد ہے کہ یہ محض ہمارے فضل و رحمت سے تمہیں یہ علم اور معارف عطا کئے گئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو راہ راست پر گامزن کرو۔ اور گناہ کے نتائج و عواقب سے آگاہ کرو۔ کہ اس سے قبل ان کے پاس کوئی نذیر نہیں آیا ؀

(باقی صفحہ ۹۳۶ پر)

حلِ لُغات :-

قُرُوْنًا ۔ زمانے کی جمع ہے۔ مراد اہلِ زمانہ سے ہے۔ قومیں۔ اُمتیں ؀

يَتَذَكَّرُونَ ○
۴۷- وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا
لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ
وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○
۴۸- فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا
لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ أَوَلَمْ
يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ قَالُوا
سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ
كَافِرُونَ ○
۴۹- قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ
مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ شاید وہ نصیحت پکڑیں ○
۴۷۔ اور (پیغمبرؐ و نزول قرآن) اس لئے ہے کہ (مبادا) ان
اعمال بد کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے
ہیں ان پر کوئی آفت پڑے تو وہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے
(پروردگار) تو نے کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور مومنوں میں ہوتے ○
۴۸۔ سو جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آیا تو یوں کہنے لگے کہ
اس (رسول) کو وہ چیزیں کیوں نہیں ملیں جو موسیٰ کو ملی تھیں کیا وہ لوگ ان
چیزوں کے جو پہلے موسیٰ کو ملی تھیں انکار نہیں کر چکے کہنے لگے کہ وہ
(تورات و) قرآن دونوں جادو (گر) ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور
کہنے لگے کہ ہم تو دونوں کو نہیں مانتے ○
۴۹۔ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب
لے آؤ جو ہدایت میں ان دونوں سے بڑھ کر ہو میں بھی اسی پر چلنے لگوں گا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۵۔

یعنی قرآن حکیم میں اقوام و امم کے حالات کو صحت اور تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا، اور مشکل واقعات کی گتھیوں کو سلجھانا۔ حالانکہ ایام و قرون نے صدہا پردے درمیان میں حائل کر رکھے ہیں۔ یقیناً اعجاز ہے۔ اور حضرتؐ کی نبوت پر زبردست دلیل ہے پھر اس چیز پر بھی غور کیجئے۔ کہ آپ اُمّی اور ان پڑھ ہیں۔ اور خود تورات میں بھی واقعات کو اس رنگ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ان حالات میں اگر ایک شخص قوموں کے عروج و زوال پر بحث کرتا ہے اور ان کے اسباب و علل بیان کرتا ہے۔ اور انکی تہذیب و تمدن کے خط و خال دکھاتا ہے۔ تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ تائید غیبی یقیناً اس کے ساتھ ہے۔ ورنہ انسانی طاقت و وسعت میں تو یہ ممکن نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

منکرین قرآن کی بہانہ جوئی

۱ لولا ان تصیبھم میں لولا امتناعیہ ہے۔ اور اس کی خبر محذوف ہے۔ اور دوسرا لولا تحضیض ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہم نے جو آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تو محض اتمام حجت کے لئے۔ کیونکہ یہ لوگ اس قسم کے ہیں۔ کہ جب ان کو مصیبت پہنچ آتی ہے۔ اور عذاب الٰہی کو دیکھتے ہیں۔ تو اس وقت حسرت سے کہتے ہیں کہ لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا۔ یعنی مولا آپ نے ہم میں رسول کیوں مبعوث نہیں فرمایا۔ کہ ہم اس کی پیروی کرتے۔ اور گناہ و معصیت کے کاموں کو چھوڑ دیتے۔ پھر جب وہ وقت آ گیا کہ اللہ نے آپ کو حق و صداقت دے کر بھیجا۔ تو اب انکی جو ادائی یہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی تورات کی طرح کی کتاب ملنا چاہیے تھی۔ قرآن کو ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ کسی قدر مختلف ہے۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں۔ کہ انہیں لوگوں کے آباؤ اجداد نے تورات کا بھی انکار کیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ و ہارون کے متعلق صاف کہہ دیا تھا۔ کہ یہ دو جادوگر ہیں۔ ہم ان کو نہیں تسلیم کر سکتے۔ (باقی صفحہ ۹۳۷)

حل لغات۔ — الحق۔ پیام صدق و صداقت۔
تظاہرا۔ ایک دوسرے کے ہم نوا ہیں۔

۵۰- فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ
اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ
اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ
هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۠

۵۰۔ پھر اگر وہ تیرا کہا پورا نہ کر سکیں تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے پیرو ہیں۔ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو پیغمبر خدا کی ہدایت کے اپنی خواہش کا مطیع ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا ۠

ع ۵

۵۱- وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ۠

۵۱۔ اور ہم نے ان کے لئے پے در پے قرآن اتارا۔ کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ۠

۵۲- اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۠

۵۲۔ جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن کریم سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں ۠

۵۳- وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ
مُسْلِمِيْنَ ۠

۵۳۔ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے وہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے۔ اور ہم تو اس سے پہلے بھی فرمانبردار تھے ۠

۵۴- اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا

۵۴۔ انہیں ان کا اجر دوہرا ملے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۶ :-

ارشاد ہے۔ ان سے کہو۔ کہ اگر تمہارے پاس تورات و قرآن سے کوئی بہتر کتاب موجود ہے تو اس کو پیش کرو۔ میں اس کی پیروی کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

غرض یہ ہے کہ ان لوگوں کی بہانہ جوئی اور ضد و مقصد کو دور کرنے کے لئے ہم نے رسول بھیجا کہ یہ نہ کہیں۔ اللہ نے ہمارے مطالبہ کو پورا نہیں کیا۔ ورنہ حق واضح تھا۔ اور بعثت رسول کی چنداں ضرورت نہ تھی ۔

فرمایا۔ کہ اگر یہ لوگ تمہارے اس سوال کا جواب دیں اور ان دونوں جلیل مقدر کتابوں سے بہتر کوئی کتاب نہ دکھا سکیں۔ تو پھر آپ سمجھ لیجئے۔ کہ یہ لوگ نیک نیت نہیں ہیں محض ہوا و ہوس کے بندے ہیں۔ اور انکار کے لئے بلند بہانہ ڈھونڈتے ہیں اور جہالت کی باتیں کہتے ہیں ۔

اس کے بعد اس حقیقت کو بیان کیا۔ کہ اصل گمراہی کیا ہے۔ اور کون شخص ہدایت سے جتنا دور ہے۔ اور کون ظالم ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف فرمایا۔ ضلالت اور بے راہ روی کی جڑ ہوائے نفس کا اتباع ہے۔ اور گمراہ وہ شخص ہے۔ جس کے سامنے کوئی اصول نہیں۔ جس کی زندگی کا کوئی نصب العین نہیں۔ جو کسی دستور العمل کو نہیں مانتا۔ اور بجز خواہشات نفس کے اور کسی چیز کا احترام نہیں کرتا۔ اور ظالم کی زندگی بالکل حیوانات کی زندگی ہے۔ کہ کھایا پیا بچے جنے۔ اور مر گئے۔ ظالم اپنی رائے کو صائب اور صرف اپنے ارادوں کو درست خیال کرتا ہے۔ اور اللہ کے احکام سے روگردانی کرتا ہے۔ اور اپنی ہی بات کو بہر طور معقول اور قرین و منطق سمجھتا ہے۔ وہ مغرور ہے۔ ہوائے نفس کا پیرو ہے۔ اور ذلیل ہے۔ جس کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں اور جس کو کبھی توفیق ہدایت نہیں ملی ۔

حل لغات :- [illegible] ترغیب [illegible] کے اس بہیر [illegible] کی باتیں [illegible] ۔

صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○
٥٥- وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ
وَ قَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○
٥٦- اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِيْنَ ○
٥٧- وَ قَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ
نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ
لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ
كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ

صبر کیا۔ اور بدی کو نیکی سے دفع کرتے اور جو ہم نے ان کو دیا
ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○
٥٥۔ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑتے اور کہتے
ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے
لئے سلام ہو تم پر ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے ○
٥٦۔ اے محمدؐ تو جسے چاہے راہ پر نہیں لا سکتا۔ لیکن اللہ جسے
چاہے راہ پر لائے۔ اور وہ راہ پر آنے والوں کو خوب
جانتا ہے ○
٥٧۔ اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت کے پیرو ہوں۔ تو
ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں۔ کیا ہم نے انہیں
ادب کے با امن مکان میں جگہ نہیں دی۔ جس کی طرف
ہر جنس کے میوے کھچے چلے آتے ہیں، ہماری طرف سے روزی

اہلِ کتاب میں سے سعادت مند گروہ

ف ان آیات میں اہل کتاب میں سے اس طبقہ کی تعریف کی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق ہدایت سے بہرہ ور کیا ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں نے قرآن کو تسلیم کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یقیناً یہ پیغام رشد و ہدایت ہے۔ حق اور سچائی ہے۔ اور ہم تو اس کو تورات کی روشنی میں پہلے سے تسلیم کرتے تھے۔

فرمایا۔ ان لوگوں کو قیامت کے دن دوہرا اجر دیا جائیگا۔ کہ انہوں نے تورات کو بھی حرز جان بنایا۔ اور اب قرآن کو بھی مانتے ہیں۔ ان لوگوں نے ایمان کے سلسلہ میں انتہائی صبر اور تحمل سے کام لیا ہے۔

ان کی عادت ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مخالفین کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا جواب حسن سلوک سے دیتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ اس درجہ حلیم اور سلیم ہیں۔ کہ خرافات سے تعرض کرتے جب کبھی بازاری کے لوگ ان کو ہدف ملامت و استہزاء بنانا چاہتے ہیں۔ یہ سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور عزت و کرامت سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم اپنے اعمال کے پوری طرح ذمہ دار ہیں۔ تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو۔ جھگڑے سے کیا فائدہ۔ جاؤ ہم تم سے جاہلوں اور حقیقت نا شناسوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔

ف اہل کتاب کے اس نصفت شعار گروہ کے ساتھ ایک ایسی جماعت بھی تھی۔ جو قرآن کی روشنی سے دلوں کی ظلمتوں کو دور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور حضور کی یہ انتہائی خواہش تھی۔ کہ یہ لوگ بھی اسلام کی ضیا باریوں سے دلوں کو منور کریں۔

(باقی صفحہ ۹۳۹ پر)

حلِ لغات:- يَدْرَءُوْنَ - درء سے ہے۔ یعنی دور کرنا۔
اللَّغْوَ - خلاف عقیدہ کوئی بات۔ بیہودہ اور باطل بات۔
نُتَخَطَّفْ - اچک لئے جائیں گے۔ یعنی ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کیا جائے گا۔

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝
۵۸- وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ
مَعِيشَتَهَا ۚ
فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِ
هِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۝
۵۹- وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ
يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَ
أَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۝
۶۰- وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ
وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ع

مگر اُن میں بہت لوگ نہیں جانتے ۝
۵۸۔ اور ہم نے ایسی بہت سی بستیاں کھپا (یعنی ہلاک کر) دیں
جو اپنی معیشت میں اترا چکی تھیں ؟
سو یہ اُنکے گھر پڑے ہیں۔ جو ان کے ہلاک ہونے کے پیچھے شاذ و نادر
ہی آباد ہوئے اور آخر ہم ہی وارث ہوئے ۝
۵۹۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں تھا جب تک
کہ اُن کے بڑے شہر میں ایک رسول نہ بھیجے جو اُن کے
سامنے ہماری آیتیں پڑھے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں
کرتے۔ جب تک کہ وہاں کے لوگ ظلم اختیار نہ کریں ۝
۶۰۔ اور جو چیز تمہیں ملی ہے سو دُنیا کے جینے ہی کا فائدہ اور اسکی
زینت ہے۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے
والی ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے ؟ ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۸۔

قرآن نے کہا۔ کہ آپ ہدایت کی جانب دعوت دے سکتے ہیں اور پکار سکتے ہیں۔ کہ صبح و شام انہیں ان کے اعمال بد کے نتائج سے آگاہ کرتے رہیں۔ مگر توفیق ہدایت آپ کے بس کی بات نہیں۔ یہ آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ کہ جس کو چاہیں دائرہ فلاح و فوز میں شامل کر لیں۔ اور اس کے سینے کو حق و صداقت کے لئے کھول دیں۔ مفسرین کی رائے ہے۔ کہ یہ آیت عام نہیں ہے۔ بلکہ جناب ابو طالب سے متعلق ہے۔ کہ ہر چند حضور نے ان سے کہا۔ چچا ایک دفعہ تو میرے سامنے توحید و رسالت کی گواہی دے دیجئے مگر انہوں نے جانتے بوجھتے یہی کہا۔ کہ بھتیجے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اعیان قریش کی مخالفت کروں۔ اور اسلام قبول کر لوں گویا باوجود اعتراف علم اور حضور کی خواہش کے ابو طالب رشد و ہدایت کی برکتوں سے محروم رہ گئے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے توفیق و استعداد ارزانی نہیں ہوئی تھی۔ اور خدا کو منظور نہیں تھا۔ کہ ابو طالب دنیائے ایمان و ایقان کی دولت لے کر جائے ۔

ابتلا اور عذاب میں منطقی فرق

ف۱ آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ عذاب الٰہی سے پیشتر اتمام حجت کے طور پر انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ مگر بعض اہل لغت نے اس کے معنے یہ سمجھے ہیں۔ کہ ہر مصیبت اور ہر ابتلاء سے قبل لازمی ہے کہ ایک پیغمبر فرض کر لیا جائے۔ اور اس مصیبت یا ابتلاء کو اس کے انکار کا نتیجہ ٹھہرایا جائے۔ اس مفہوم کے پیش کرنے میں ایک وجہ کہ یہ بھی ہے۔ کہ ہر مصیبت کو عذاب کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ ان دونوں میں منطقی لحاظ سے عموم و خصوص مطلق ہے یعنی ہر عذاب تو یقیناً مصیبت ہے مگر ہر مصیبت عذاب نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ نیک بندوں کیلئے بطور آزمائش کے ہو۔ اور بس ۔

ف۲ اُمّہا رسولا سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء ہمیشہ مرکزی شہروں میں آتے ہیں دیہات میں نہیں۔ الا واھلھا ظالمون سے معلوم ہے۔ کہ خدا ہرگز تنگ نہیں آتا جب تک کہ ظلم اور عصیاں کی عادتیں راسخ نہ ہو جائیں ۔

حل لغات :۔ بطرت ۔ تکبر اختیار کی۔ بطر سے جس کے معنے غرور اترانا کے ہیں۔ اُمّہا ۔ قریہ کی ماں یعنی مرکزی شہر یا مشہور بستی ۔

ف۔ اُمّ القریٰ کے معنے ہر چیز کے اصل مرکز اور شہر کلاں کے ہیں ۔

٦١ - أَفَمَنْ وَعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ
لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ
الْمُحْضَرِيْنَ ۝

٦١۔ بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے پانے والا ہے کیا اس شخص کی مانند ہو جائے گا جسے ہم نے حیاتِ دنیا کے فائدوں سے بہرہ مند کیا۔ پھر وہ قیامت کے دن پکڑے ہوؤں میں آئے گا ۝

٦٢ - وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ
الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

٦٢۔ اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا۔ تو کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تم دعوے کرتے تھے کہاں ہیں؟ ۝

٦٣ - قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا اَغْوَيْنٰهُمْ
كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا
يَعْبُدُوْنَ ۝

٦٣۔ (شرکاء) جن پر بات پوری ہو گئی یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب یہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا جیسے ہم گمراہ تھے ویسے ہی ہم نے انہیں بھی گمراہ کیا تھا ہم تیرے آگے ان سے دست بردار ہوتے ہیں وہ فی الحقیقت ہم کو نہ پوجتے تھے۔ بلکہ اپنی خواہشوں کو ۝

٦٤ - وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ
لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ۝

٦٤۔ اور کہا جائے گا کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ۔ پھر وہ بلائیں گے تو وہ انکو جواب نہ دیں گے۔ اور عذاب دیکھیں گے۔ کاش وہ راہ پر ہوتے ۝

دیندار اور مادہ پرستی

ف اس آیت میں مشرکین کے اس شبہ کا جواب ہے کہ اگر ہم اسلام قبول کریں گے۔ تو نتخطف من ارضنا یعنی ہمیں ہماری سرزمین سے نکال باہر کیا جائے گا۔ اور ملک و دولت سب کچھ چھین لیا جائے گا۔ ارشاد ہے۔ کہ کیا تم دولتِ عقبیٰ کا مقابلہ دنیا کے دولت کے سامان بیش و عشرت سے کرتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ یہ سب کچھ عارضی و فانی ہے۔ اور آخرت کی نعمتیں باقی رہنے والی اور دائمی ہیں اور منافع کے لحاظ سے کہیں بہتر اور موزوں ہیں۔

فرمایا۔ پھر اس بات پر بھی غور کرو۔ کہ دیندار اور دنیا دار کیا اجر و صلہ میں برابر ہیں؟ دیندار اور متقی کے لئے جنت کے پر بہار درخت کھلے ہوں گے۔ اور دنیا کے طالب کو چند روزہ عیش کے بعد عذاب کے حضور میں پکڑ کر حاضر کیا جائے گا۔

بات اصل میں یہ ہے کہ لوگوں کو عقبیٰ اور دینداری پر کامل یقین نہیں ہے۔ ورنہ حقیقت میں سچا دیندار انسان ہرگز دنیا میں ایک مادہ پرست سے کم خوش حال نہیں رہتا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مادہ پرستی میں قناعت نہیں ہے۔ اور مسرت مفقود ہے۔ اور دینداری میں طمانیت ہے تسکین ہے اور مسرت و قناعت ہے۔

مادہ پرستی حرص و آز کے جذبات کو بڑھا دیتی ہے۔ خلفشار اور خود غرضی پیدا کر دیتی ہے۔ اور انسان کو جانور کے قریب تر کر دیتی ہے۔ کہ وہ انہیں کی طرح چند قسم کے سطحی تفکر سے محروم ہو جاتا ہے۔

بخلاف اس کے دینداری میں قناعت ہے۔ ایثار ہے۔ خلوص و محبت ہے۔ اور انسانیت کا جذبہ ترقی پذیر ہے۔ اسکی وجہ سے خدا تعالیٰ کا قرب اور عظیم برکت و بے پناہی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور انسان یہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ خداوندِ عرش سے متصل ہے۔ اور عالم جہاد سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (باقی صفحہ ۹۳۱ پر)

حلِ لغات

المحضرین۔ محضر کی جمع یعنی مجرم۔ جن کو پکڑ کر کسی عدالت کے سامنے حاضر کیا جائے۔

٦٥- وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ
أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ○

٦٥. اور جس دن ان کو پکارے گا تو کہے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا
جواب دیا تھا ○

٦٦- فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَآءُ يَوْمَئِذٍ
فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ○

٦٦. پھر اس دن انہیں کوئی بات نہ سوجھے گی سو وہ آپس میں
بھی پوچھ گچھ نہ کریں گے ○

٦٧- فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا
فَعَسَىٰٓ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ○

٦٧. سو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے ۔ سو
اُمید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہو ○

٦٨- وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَـٰنَ اللَّهِ وَتَعَـٰلَىٰ
عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

٦٨. اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرے اور پسند کرے ان کا کچھ
اختیار نہیں ہے ۔ اور اللہ پاک ہے اور ان کے شرک
سے بلند ○

٦٩- وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ
وَمَا يُعْلِنُونَ ○

٦٩. اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے ۔
اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ○

٧٠- وَهُوَ اللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ

٧٠. اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ دنیا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۰

...میں آج تو مریدان باعقیدت اپنے مرشدوں پر بہت بھروسہ رکھتے ہیں اور انہیں نجات کا اہم مرتبہ سمجھتے ہیں مگر قیامت کے دن معاملہ بالکل برعکس ہوگا ۔ بحقیقت کیشان ازلی تو رہبران کامل کے پیچھے ہوں گے ۔ اور پیران طریقت آگے آگے ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور یہ کہیں گے کہ ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ۔ اور وہ جواب دیں گے غلط ہے ۔ جس طرح ہم گمراہ ہوئے ۔ اسی طرح یہ لوگ بھی بہک گئے اور حقیقت میں یہ محض ہوائے نفس کے تابع تھے ۔ انہوں نے ہماری اصل عبادت نہیں کی ۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا

اس سے قبل کی آیتوں میں تو مشرکین سے توحید کے متعلق پوچھا گیا تھا ۔ اس آیت میں بتلایا گیا ۔ کہ نبوت کے سلسلہ میں بھی سوال کیا جائے گا ۔ کہ تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آئے ۔ انہوں نے تم تک ہمارا پیغام پہنچایا ۔ اور تمہاری راہنمائی کی ۔ بتاؤ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ۔ اس وقت ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ مارے خوف اور ندامت کے ان سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا ۔ خاموش رہیں گے ۔ اور آپس میں دریافت بھی نہ کر سکیں گے ۔ کہ کسی ساتھی سے

پوچھیں اور بتادیں ۔ ارشاد ہے کہ یہ حساب کی گھڑی نہایت شدید اور سخت ہوگی ۔ وہی لوگ اُن سے عہدہ برآ ہو سکیں گے اور خود کو عذاب سے بچا سکیں گے ۔ جو گناہوں سے اس دنیا ہی میں دست بردار ہوگئے ۔ اور جنہوں نے دولت ایمان سے بہرہ وافر حاصل کر لیا ۔

اللہ جسکو چاہے اپنی خدمات کے لیے مختص کر لے

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ سے مقصود اس میں ایک شبہ کا ازالہ ہے ۔ مکہ والوں کو ہمیشہ یہ بات کھٹکتی تھی کہ خدا نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بے یار و مددگار شخص کو نبوت و رسالت کیلئے کیوں منتخب کیا ۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تو سردار ہیں معزز ہیں ۔ پڑھے لکھے لوگ ہیں اور دنیا کے لحاظ سے وجیہہ ہیں جلیم الشان ہیں ۔ ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے آخر اللہ نے یہ کیا سوچا کہ ایک یتیم بچہ کو سرداری بخش دی ۔ کیا ہم میں کوئی اس قابل نہ تھا ۔

حل لغات

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَآءُ محاورہ ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی جواب ان کو نہیں سوجھے گی ۔

وَيَخْتَارُ ۔ یعنی جس کو منصب چاہے چن لے ۔ جس کو چاہے دین کی خدمت

فِي الْأُولٰى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَ
إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
۷۱- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
الَّيْلَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ أَفَلَا
تَسْمَعُوْنَ ○
۷۲- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ
فِيْهِ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○
۷۳- وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ
النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف
تم پھیرے جاؤ گے ○
۷۱۔ تو کہہ بھلا دیکھو اگر اللہ قیامت کے دن ہمیشہ تم پر رات
رکھے۔ تو اللہ کے سوا اور کون سا معبود ہے۔
کہ تم کو روشنی لا دے۔ پھر کیا تم سنتے
نہیں ؟ ○
۷۲۔ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت کے دن تک
ہمیشہ تم پر دن رکھے تو اللہ کے سوا اور کون سا
معبود ہے کہ تم کو رات لا دے۔ جس میں تم آرام
پاؤ۔ پھر کیا تم دیکھتے نہیں ؟ ○
۷۳۔ اور اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا
تاکہ تم اس میں آرام پاؤ۔ اور اس کا فضل (روزی) تلاش کرو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۱۔

کرنے سے پر تہمت کا نتیجہ دیکھا جاتا کیا ہم سب نالائق تھے؟ اور انکی ماننے میں یہ تحت تکلیف دہ اور ناقابل برداشت فرو گذاشت تھی۔ وہ حسب مائل اور یہودی بھی اسی طرح کے اعتراضات کرتے۔ وہ بھی یہ کہتے کہ نبوت کے اعزاز کیلئے ایک بنی اسرائیل کو اہل سمجھا گیا ہے۔ اور بنی اسمٰعیل کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا۔ اسلئے ضروری تھا کہ اگر عرب میں کسی پیغمبر کو بھیجنا منظور تھا۔ تو وہ بنی اسرائیل میں سے ہوتا بنی اسمٰعیل میں سے نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم لوگ ہماری مصلحتوں سے آگاہ نہیں ہو تمہاری نظریں بالکل سطحی ہیں۔ تم یہ نہیں جان سکتے۔ کہ کون شخص نبوت کے عہدۂ جلیلہ کے لئے مناسب اور موزوں ہے۔ تم صرف یہ دیکھتے ہو کہ کس میں کون زیادہ سرمایہ مال و دولت اور زیادہ اعوان و انصار رکھنے والا ہے۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کون قلب و دماغ کے لحاظ سے سب سے بلند ہے اور کون ہے جو اس کا اہل ہے۔ کہ ہم اسے منتخب کریں۔ اور افکار کو اپنے مجددی بنا دیں۔

غرض یہ ہے کہ تم کو اللہ کے معاملات میں دخل اندازی کا حق نہیں ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ جس شخص کو چاہے برگزیدہ کرے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ایک واضح حقیقت

یہ بالکل سادہ اور واضح حقیقت ہے۔ کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ اتنی سی بات بھی مشرکوں کے دماغ میں نہیں آتی کہ وہ اس کے سوا دوسروں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کائنات کا نظم و نسق انکے ہاتھ میں ہے۔ ارشاد ہے کہ کیا تم نے کبھی اپنے معبودوں کی قوتوں کا جائزہ بھی لینے کی کوشش کی ؟ کیا کبھی تم نے سوچا ہے کہ وہ کن اختیارات کے مالک ہیں ؟ اور کیا انکی بیچارگی اور عجز بھی تم نے نظر کی ؟ بتاؤ اگر آفتاب اور ماہتاب کا پیدا کرنے والا خدا روک دے اور آفتاب کو غروب ہونے نہ دے۔ تو پھر تمہارے خدا اور تمہارے مزعومہ معبود کیا تمہارے لئے پُر سکون رات کا بندوبست کر سکتے ہیں ؟ یہ تو اسکی رحمت و نوازش ہے کہ اس نے لیل و نہار کے ادوار کو باقی رکھا تاکہ رات کو تم آرام کرو اور دن بھر کی تکان دور کرو۔ اور دن میں معاش ڈھونڈو۔ لیکن تم ہو کہ ان حقائق پر غور نہیں کرتے۔ اور نہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو۔

(باقی صفحہ ۹۴۳ پر)

حل لغات:- سرمدًا:- دائمی ہمیشہ ۔

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
۷۴- وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝
۷۵- وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا
فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا
اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ ع
۷۶- اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى
فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ
مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ
اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا
تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝

اور شاید کہ تم شکر کرو ۝
۷۴- اور جس دن وہ پکارے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن
کا تم دعوے کرتے تھے ۝
۷۵- اور ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھینچ لیں گے۔ پھر
کہیں گے۔ کہ اپنی سند لاؤ۔ تب کہیں گے کہ حق
بجانب خدا ہے۔ اور جو باتیں وہ جوڑتے تھے۔
اُن سے گم ہو جائیں گی ۝
۷۶- قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا سو وہ ان پر
ظلم کرنے لگا اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے
تھے کہ ایک زوردار جماعت اسکی کنجیاں اُٹھانے سے
تھک جاتی تھی۔ جب اسکی قوم نے اس سے کہا۔ کہ اترا
مت۔ اللہ کو اترانے والے پسند نہیں آتے ۝

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ۔ کہ کر اس حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ کہ مال و دولت کا حصول تقویٰ اور پرہیزگاری کے منافی نہیں۔ بلکہ اللہ کے فضل کا اکتساب ہے۔ افلاس فی نفسہٖ اسلامی نقطہ نگاہ سے کوئی بہتر چیز نہیں ہے۔ بلکہ بعض حالات میں نہایت مذموم ہے۔ اس طبیعت کی مسکنت اللہ کو پسند ہے۔ اور کبر و غرور ناپسند ہے کہ ایک دولت مند آدمی طبیعت کا نہایت غریب ہو اور ایک مفلس کا دماغ بہت متکبر اور مغرور ہو۔ اس لئے اصل چیز اخلاق کے باب میں تونگری اور افلاس نہیں۔ بلکہ دل کا غنا اور دل کی مسکنت ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ یعنی اس وقت جو لوگ اپنے مقتداؤں کو عرش بریں پر متمکن سمجھتے ہیں۔ قیامت کے دن جب ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ کہ اپنے عقیدہ شرک پر دلیل لاؤ۔ اور وہ اسباب و علل بیان کرو۔ جنکی وجہ سے تم نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کی۔ تو وہ بالکل خاموش اور ساکت ہو جائیں گے۔ اور کوئی معقول وجہ پیش نہ کر سکیں گے۔ بلکہ اس وقت انہیں محسوس ہوگا۔ کہ حق اور درست بات اللہ ہی کی تھی۔ اور ہم نے اسکے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرا کر سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

قارون

ف۲ یہ آیات قارون کے متعلق ہیں۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ انسان بعض وقت مال و دولت کے نشہ میں کس درجہ سرشار ہو جاتا ہے اور تمام انسانی حقوق کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ عیش و عشرت کی یہ فراوانی اللہ کے فضل اور بخشش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ میری اپنی قوت بازو کا ثمرہ ہے۔ اور میری عقل و فراست کا پھل ہے۔ اس لئے میرے مال و دولت میں خدا کا کوئی حصہ نہیں۔ اس قسم کے لوگ عموماً کم ظرف ہوتے ہیں۔ ہاں باحوصلہ اور جید تمام لوگ باوجود تمول کے منکسر ہوتے ہیں اور بڑی فراخدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۴۴ پر)

حلِ لغات:- وَنَزَعْنَا۔ یعنی ہر امت کی صفوں میں سے ایک گواہ کھینچ لائیں گے۔
اَلْكُنُوْزِ۔ کنز کی جمع ہے۔ یعنی خزانہ۔
مَفَاتِحَهٗ۔ مَفَاتِح۔ جمع ہے مِفْتَح اور مِفْتَاح کی۔ مِفْتَح بالکسر کے معنے کنجی کے ہیں۔ اور مَفْتَح بالفتح کے معنی خزانہ۔
لَا تَفْرَحْ۔ یعنی جامے سے باہر نہ ہو اور اترا نہیں۔

۷۷- وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ
الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ
الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ
اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۖ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

۷۷- اور جو اللہ نے تجھے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور دنیا سے اپنا حصہ فراموش نہ کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے تو بھی نیکی کر۔ اور زمین میں فساد نہ چاہ۔ بیشک اللہ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں ○

۷۸- قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ
عِنْدِيْ ۖ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ
مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ
جَمْعًا ۖ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ
الْمُجْرِمُوْنَ ○

۷۸- کہا یہ مال تو مجھے اس علم سے ملا ہے جو میں جانتا ہوں۔ کیا اس نے نہ جانا کہ اس سے پہلے اللہ نے قرنوں میں سے ان لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ جو اس سے زیادہ زور رکھتے تھے۔ اور مال میں بھی اس سے زیادہ تھے ؛ اور کیا گناہگاروں سے ان کے گناہوں کی بابت باز پرس نہ ہوگی ؟ ○

۷۹- فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۖ

۷۹- پھر اپنے ٹھاٹھ سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔

: قارون کی شخصیت کے متعلق مفصل معلوم نہیں۔ کہ کون تھا۔ مفسرین نے مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں۔ بعض کے نزدیک موسیٰ کے چچازاد بھائیوں میں سے تھا۔ اور بعض کے نزدیک چچا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ موسیٰ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ بہر حال قرآن کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسرائیلی تھا۔ اور موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ اللہ نے اس کو خوش حالی بخشی۔ مال و دولت سے نوازا۔ اور بے انتہا خزائن و دفائن کا مالک بنایا۔ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ یہ اللہ کی ان بخششوں کا شکر ادا کرتا۔ اور مخلوق خدا سے نہایت انکسار و عجز سے پیش آتا۔ مگر یہ اکڑنے اور اترانے لگا۔ قوم نے کہا۔ دیکھو بہت زیادہ غرور اور تمکنت اچھی نہیں۔ اپنے جامے میں رہو کیونکہ اللہ کو ایسی حرکتیں پسند نہیں ہیں۔ مال و دولت میں سے کچھ آخرت کے لئے بھی خرچ کرو۔ اور دنیا میں خدا کو نہ بھولو۔ کہ آخرت میں خسارہ اٹھاؤ۔ لوگوں سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔ جس طرح کہ اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور غرور و کبر سے ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

قارون نے جب یہ نصیحتیں سنیں۔ تو ازراہ عجب و تکبر کہنے لگا۔ اپنے وعظ کو رہنے دو۔ میرے مال میں اللہ کی بخششوں کو کوئی دخل نہیں۔ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ اپنی قابلیت سے حاصل کیا ہے۔

فرمایا۔ اس کمبخت کو معلوم نہیں۔ کہ اس سے قبل کئی قوموں کو اللہ تعالیٰ ان کے غرور اور دنیا پرستی کی وجہ سے ہلاک کر چکا ہے۔ اور وہ قومیں دولت و قوت میں، اعوان و انصار میں اس سے کہیں بڑھی ہوئی تھیں۔ یہ اپنے تھوڑے سے مال پر اترا رہا ہے اور یہاں چشم زدن میں زندگی کی تمام لذتیں چھین لی جاتی ہیں۔ اور پوچھا تک نہیں جاتا۔

(باقی صفحہ ۹۴۵ پر)

حلِّ لغات :۔ وَلَا تَنْسَ الخ۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جہاں عقبےٰ کیلئے توشے کہا جاتا ہے۔ کہ اس کیلئے زاد مہیا کرو۔ وہاں یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ دنیا بالکل فراموش کر دو۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ دولت بھی جمع کرو۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرو۔

فِيْ زِيْنَتِهٖ ۔ اپنی سج دھج میں۔

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ
اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○
۸۰- وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○
۸۱- فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ قف فَمَا
كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ○
۸۲- وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ
بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

جو لوگ حیاتِ دنیا کے طالب تھے یوں بولے
کاش کہ جو قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملے۔
بے شک اُس کی بڑی قسمت ہے ○
۸۰- اور جنہیں علم ملا تھا بولے کمبختی تمہاری جو کوئی ایمان
لایا اور نیک کام کئے انکے لئے اللہ کا ثواب ہی بہتر
ہے۔ اور یہ بات صرف صابروں کو سکھلائی جاتی ہے ○
۸۱- پھر ہم نے قارون کو مع اُس کے گھر کے زمین میں
دھنسا دیا سو اللہ کے سوا اُس کے لئے کوئی جماعت
نہ تھی کہ اُسکی مدد کرتی۔ اور نہ وہ خود اپنا انتقام لے سکا ○
۸۲- اور جو لوگ کل اس کے رتبہ کی آرزو کرتے تھے۔
صبح کو اُٹھ کر بولے۔ ارے غضب یہ تو اللہ ہی
اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۴)
یہ تو ایک مخصوص واقعہ ہے۔ مگر مقصد یہ ہے۔ کہ لوگ عموماً عیش و عشرت میں مصروف دیکھ کر عموماً کمزور طبیعت کے دنیادار بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ دیکھئے تو یہ لوگ کس درجہ خوش قسمت ہیں۔ مگر اہل علم و عقل محض جاہ و ثروت کے نظاروں سے فریب میں نہیں آتے ان کی نگاہیں عاقبت پر لگی ہوتی ہیں۔ وہ ان ضعیف الایمان لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ تم دنیا کو کیوں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو۔ آخرت کی طرف دھیان رکھو۔ کہ وہ ایمانداروں کے لئے کہیں بہتر ہے۔ اور یاد رکھو عقبیٰ کا اجر صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا۔ افلاس و غربت سے گھبرا جانے والوں کو نہیں۔

نفسیاتِ انسانی کا ادق تجزیہ

ف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نفسیات انسانی کا نہایت عمدہ تجزیہ کر کے دکھایا ہے۔ کہ کس طرح اس کو کسی پہلو قرار نہیں۔

یا تو یہ کیفیت تھی۔ کہ جب قارون کو کج دھج میں محل سرا سے نکلتے دیکھتے تو اُن کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوتی۔ کہ کاش کہ ہم بھی کسی طرح مال و دولت سے بہرہ ور ہوتے اور یا اب یہ حالت ہے۔ کہ قارون جب اپنے غرور کی وجہ سے زمین میں دھنس گیا۔ تو یہ لوگ اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اُس نے اُن کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور گویا اب انکو احساس ہوا۔ منکرین کیلئے فوز و فلاح نہیں۔

حلِ لغات:-

حَظٍّ- حصّہ۔ نصیب اور قسمہ۔
فَخَسَفْنَا- دھنسا دیا۔
بِالْاَمْسِ- گزشتہ۔ کل۔
وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ- دیکھو۔ کَاَنَّ سے بالکل الگ ایک کلمہ ہے اس کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی اپنی غلطی پر متنبہ ہو۔ اور ندامت کا اظہار کرے۔

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۗ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

روزی کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ارے غضب کافروں کا بھلا نہیں ہوتا ۝

۸۳۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

۸۳۔ یہ آخرت کا گھر ہم انہیں لوگوں کو دیں گے۔ جو جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے۔ اور نیک انجام متقیوں کا ہے ف۱ ۝

۸۴۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

۸۴۔ جو نیکی لائے گا۔ اس کو اس سے بہتر ملے گا۔ اور جو بدی لائے گا۔ سو برائی کرنیوالے اسی قدر سزا پائیں گے ف۲ جو کرتے تھے ۝

۸۵۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

۸۵۔ جس نے اے محمد تجھ پر قرآن فرض کیا ہے وہ تجھے پھر پہلی جگہ لوٹانے جانیوالا ہے ف۳۔ تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لایا ہے اور کون صریح گمراہی میں ہے ۝

ف۱ ارشاد ہے۔ کہ آخرت کی مسرتیں اور آسائشیں ان لوگوں کے لئے مقصود ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں مال و دولت اور اختیار و قوت دیتا ہے۔ اور وہ اس کا غلط استعمال نہیں کرتے۔ وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ خواہ مخواہ دوسرے لوگوں سے اونچا رہنے کی کوشش کی جائے۔ اور نہ وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں ظلم و ستم سے فساد پھیلائیں۔ اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ کہ انجام نہیں لوگوں کا بہتر ہے۔ جو پاک باز اور متقی ہیں ؂

ف۲ اللہ کے قانون مکافات کی تشریح ہے۔ کہ وہ کسی شخص پر ظلم نہیں کریگا۔ وہ لوگ جو نیک ہیں۔ انکا اجر انکے اعمال سے بڑھا دیگا۔ اور جو لوگ گناہ گار ہیں انکے لئے سزا ویسی ہی تجویز کرتا ہے کہ انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے یعنی وہ اجر و ثواب میں تو اپنے فضل و کرم کا مظاہرہ کریگا مگر سزا اور عذاب میں سخط و غضب نہیں دکھائے گا ؂

مراجعت وطن کی پیشگوئی

ف۳ حضور نے جب مکہ والوں کو رشد و ہدایت کا پیغام پہنچایا۔ تو ان لوگوں کو سخت ناگوار گزرا۔ اور انہوں نے انتہائی درجہ کی مخالفت کی۔ اور اس حد تک عناد اور دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ کہ حضور ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو پھر مکہ میں لوٹا دیا جائے گا۔ اور موقع دیا جائے گا۔ کہ آپ اپنے وطن مالوف میں رہیں اور خیر و برکت کا پیغام ان کے کانوں تک پہنچائیں ؂

غور فرمائیے۔ ایک شخص بے کسی اور بے چارگی کے عالم میں ہجرت کرتا ہے۔ وطن سے تین سو کوس دور جا رہا ہے۔ مگر اس کو یہ مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ کہ تم ضرور وطن پہنچو گے چنانچہ قرآن کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ حضور مکہ میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاتحانہ داخل ہوئے اور وہی مکہ والے جنہوں نے حضور کو ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ بالآخر اللہ کے سامنے جھکے اور ان میں سے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ؂

حل لغات :۔ معاد۔ اصل مقام۔ وطن۔ جہاں آدمی گھوم گھام کر پہنچ جاتے۔ عالم آخرت ؂

٨٦- وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ
الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا
تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

٨٧- وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ
اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

٨٨- وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ
هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اٰيَاتُهَا ٦٩	سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ٨٥	رُكُوْعَاتُهَا ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

١- الٓمّٓ ۝

٨٦- اور تجھے یہ توقع نہ تھی کہ تجھ پر کتاب نازل کی جائے گی۔
مگر تیرے رب کی رحمت سے نازل کی گئی۔ پس تُو
کافروں کا مددگار نہ ہو ۝

٨٧- اللہ کی آیتوں سے اس کے بعد کہ وہ تیری طرف
نازل ہو چکیں۔ کافر تجھے روکیں اور اپنے رب کی
طرف بلاتا رہ اور مشرکوں میں سے نہ ہو ۝

٨٨- اور تو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکار
اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے
سوا ہر چیز فانی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی
طرف پھر لوٹائے جاؤ گے ۝

(۲۹) سورۂ عنکبوت

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱- الٓمّٓ ۝

انبیاء منصب نبوت کے اُمیدوار نہیں ہوتے

ف انبیاء علیہم السّلام کو جو منصب نبوت سے نوازا جاتا ہے۔ تو اس طرح نہیں۔ کہ وہ نبوت و رسالت کے اُمیدوار ہوتے ہیں اور بتدریج نبوت کے درجہ علیا تک ترقی کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس طرح سے نبوت عطا کی جاتی ہے کہ ان کو پہلے سے مطلقاً معلوم نہیں ہوتا۔ اور یکایک قدرت حق ان کو منتخب کر لیتی ہے۔ اور وہ معارف و نکات کا دریا بہانے لگتے ہیں۔ اس یہ درست ہے۔ کہ نبوت کی استعداد کا ہونا انبیاء میں ضروری ہے۔ تاکہ ان میں اور دوسرے لوگوں میں ایک قسم کا امتیاز ہو۔ ارشاد ہے کہ آپ کو پہلے سے توقع نہیں تھی۔ کہ نبوت کی گرانبار ذمہ داریاں آپکے کندھوں پر ڈال دی جائیں گی۔ یہ تو آپ کے رب کا فضل اور اسکی مہربانی ہے۔ کہ اس نے آپکو ان خدمات پر مامور فرمایا ہے۔ یہ واضح رہے۔ کہ قرآن میں بعض دفعہ حضورؐ کی سیرت کو بصیغہ امر بیان کیا جاتا ہے۔ جسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان آپکے اسوہ کی پیروی کریں۔ اور اپنے لئے حضورؐ کی زندگی کو مستقل راہ بنائیں۔ مگر جو لوگ قرآن کے اسلوب بیان سے آگاہ نہیں۔ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ شاید یہ باتیں حضورؐ میں موجود نہیں تھیں۔ یا خطرہ تھا کہ ان باتوں کی آپ مخالفت کریں گے! اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بصورت اوامر و احکام پیش کیا ہے۔
مثال کے طور پر ان آیات پر غور کیجئے۔ انمیں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) آپ کافروں اور مجرموں کی تائید نہ فرمائیے۔ (۲) اللہ کے احکام کی پیروی سے یہ لوگ آپکو روک نہ دیں۔ (۳) آپ اللہ کی دعوت دیتے رہئیے اور شرک نہ کیجئے۔ (۴) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو ساجھی سمجھ کر نہ پکارا کیجئے۔

(بقایا صفحہ ۹۴۸ پر)

حل لغات:-

ظَهِيْرًا۔ پشت پناہ۔ مددگار

ہو ظہیراً۔ قال ابیلطنہ۔ دونوں متعدی کے لئے مستعمل ہیں۔ جیسے خلقہ وقرّبہ۔ یا خلقہ انقاذہ۔

۲- اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ
یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝

۲- کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف اتنا کہنے پر کہ ہم ایمان
لائے وہ چھوٹ جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے ۝

۳- وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ
صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝

۳- اور جو لوگ اُن سے پہلے تھے ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا۔ سو البتہ
اللہ ان لوگوں کو معلوم کریگا۔ جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی
معلوم کریگا جو جھوٹے ہیں ۝

۴- اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ
السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سَآءَ
مَا یَحْكُمُوْنَ ۝

۴- کیا وہ لوگ جو بُرائیاں کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ ہم
سے بچ جائیں گے، یہ لوگ کیا بُرا فیصلہ
کرتے ہیں ۝

۵- مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ
فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ وَ هُوَ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

۵- جو کوئی اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے، تو
بیشک اللہ کا وعدہ آنے والا ہے۔ اور وہ سنتا
جانتا ہے ۝

۶- وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ

۶- اور جو کوئی خدا کے کام میں محنت کرتا ہے تو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۷۔

ظاہر ہے کہ یہ سورۃ جو محکم نہیں ہیں۔ آپ نے ساری زندگی میں کبھی جرم اور گناہ کی تائید نہیں فرمائی کبھی اصنام کی پرستش کی قطعاً قبول نہیں فرمایا۔ ہمیشہ ایک اللہ کی دعوت دیتے رہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ آپ نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا ہو۔

ان حالات میں بعض بد باطن مشنریوں کا ان آیات سے غلط استفادہ کرنا۔ اور کہنا۔ کہ معاذ اللہ حضورؐ سے ان گناہوں کے صدور کا احتمال تھا۔ اس لئے ان سے روکا گیا ہے۔ محض نادانی اور علوم قرآن سے ناواقفیت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سُورۃ عنکبوت

ف مکے کی زندگی میں مسلمانوں کو جب تکلیفیں پہنچیں۔ تو بعض ضعیف الایمان مسلمان گھبرا اُٹھے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ صرف اٰمنّا کہہ دینا کافی نہیں۔ بلکہ آزمائش فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ واقعات کے رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کون لوگ قول و عمل کے لحاظ سے صادق ہیں اور کون لوگ قول و عمل کے لحاظ سے کاذب ہیں۔ کن لوگوں کے دلوں میں ایمان مضبوط ہو چکا ہے۔ اور کون لوگ ابھی ضعیف الایمان ہیں۔

حلِّ لغات:-

لَیَعْلَمَنَّ ۔ اللہ کا علم ازلی ہے۔ اس میں واقعات و حوادث سے کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سے مراد علم مستانف نہیں ہے۔ بلکہ وہ علم ہے۔ جو حالات کے بروئے کار آنے سے ہوتا ہے۔

لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ
الْعٰلَمِیْنَ ○
۷۔ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ
وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ
كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○
۸۔ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ
وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا
لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ
اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

وہ اپنی ہی ذات کے نفع کے لئے محنت کرتا ہے اللہ کو
جہانوں کے لوگوں کی پرواہ نہیں ○
۷۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال
کئے ہم اُن سے ان کے گناہ دور کریں گے
اور جو کام وہ کرتے تھے ان کاموں سے بہتر
ہم انہیں بدلہ دیں گے ○
۸۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی
کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ اور اگر والدین تجھ
سے ضد کریں تو اس چیز کو جس کا تجھے علم نہیں میرا شریک
مان پس تو والدین کی اطاعت نہ کر۔ تم کو میری طرف پھر
آنا ہے سو میں تمہیں جتاؤں گا جو تم کرتے تھے ○

نجات کا سچا اور سادہ نظریہ

ف اگر انسان یہ چاہے۔ کہ گناہوں اور لغزشوں سے وہ بالکل پاک رہے اور قطعاً اس سے کسی نوع کی غلطی کا صدور نہ ہو۔ تو یہ ایک ایسی آرزو ہے۔ جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ انسان فطرت اور ساخت کے لحاظ سے مجبور ہے۔ کہ کبھی کبھی تقاضاء نفس کی رو میں بہہ جائے۔ اس لئے وہ مذہب جو انسان سے سو فی صدی نیک رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ غلط ہے اور اس کا پیش کرنے والا۔ انسانی نفسیات سے محض ناآشنا اور ناواقف ہے۔

دیکھئے اللہ تعالےٰ نے جب آدم کو پیدا کرنا چاہا۔ تو فرشتوں نے کہا۔ کیا آپ ایسے شخص کو نیابت سے سرفراز کرنا چاہتے ہیں جو شدید گناہوں کا ارتکاب کریگا۔ یُفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ۔ تو اللہ نے اس کے جواب میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ نہیں بنی آدم بڑے پاک اور پارسا ہونگے اور تزہد و تقدس میں وہ تم سے بھی آگے ہوں گے۔ بلکہ ارشاد فرمایا کہ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی میں تمہاری اس پاکبازی کو دیکھ چکا۔ اب بنی آدم کے گناہ اور لغزشیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم صحیفہ اسرار و مصالح سے آگاہ نہیں۔ اس لئے شاکی ہو رہے ہو۔

معلوم ہوا کہ لغزشیں یا گناہ بیان اور جن حالات میں گناہوں کا صدور انسان سے ممکن ہے سوال پیدا ہوتا ہے۔ پھر نجات کیا معنی ہوا؟ گناہوں سے خلاصی کیسے ہو سکتی ہیں۔

جواب یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے۔ تم اللہ پر ایمان رکھو۔ اس کے کلام کو سچے دل سے ماننے پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے بعد جو غلطیاں بتقاضاء بشریت تم سے سرزد ہو جائیں گی۔ ان کو اللہ تعالیٰ بخش دیگا۔ اور پھر تمہارے اعمال حسنہ کا ثواب بھی تاکید کہ اپنی طرف سے بڑھا دیگا اور تم کو جنت و نعیم کے فوائد سے بہرہ اندوز ہونے کیلئے آزاد چھوڑ دیگا۔ یہ ہے نجات اور طریق خلاصی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ اس میں کس درجہ فطرت کے ساتھ توافق ہے۔ اور نجات کا یہ کس قدر صحیح اور سچا نظریہ ہے جس میں تناسخ کا چکر ہے نہ صلیب کی الجھن ہے۔ سیدھی سادی بات ہے کہ بالعموم خدا کی فرمانبرداری کرو اور آقا کے احکام بجا لاؤ۔ وہ تمہیں بہترین انعام دیگا۔ اور تمہاری لغزشوں اور گناہوں کو معاف بھی کر دیگا۔

ف یعنی والدین کی اطاعت مذہب اور دین کا اہم جزو ہے۔ پھر ایمان بہ اسلام ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اور ہر حالت میں ان کا احترام کرے بجز اس صورت کے کہ وہ شرک۔ بدعت کی باتوں پر آمادہ کریں۔

حل لغات: ۸۔ وصّینا۔ توصیہ کے معنی تاکید کے ساتھ کسی بات کو کہنا ہے۔

۹- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ○

۹- اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔
انہیں ہم نیکوں میں داخل کریں گے ○

۱۰- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ
فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ
لَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ○

۱۰- اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ پھر جب اسے اللہ کی راہ میں تکلیف ہے۔ تو لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کی برابر ٹھہراتا ہے اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد آئے تو ضرور کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھ تھے بھلا کیا یہ بات نہیں کہ جو کچھ جہان کے دلوں میں ہے ف۱ اللہ سے خوب جانتا ہے ○

۱۱- وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ○

۱۱- اور اللہ ضرور اہل ایمان کو معلوم کریگا۔ اور منافقوں کو بھی معلوم کرے گا ○

۱۲- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ

۱۲- اور کافروں نے مومنوں سے کہا کہ تم ہماری راہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہ ف۲ اٹھالیں گے۔

ف۱ اس آیت میں منافقین کا ذکر ہے۔ کہ زبان سے تو ایمان کا دعوے ہے۔ مگر جب مصائب وتکالیف کا سامنا ہوتا تو گھبرا اٹھتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے۔ اور جب یسر وآسانی کے لمحات میسر ہوتے ہیں۔ اس وقت پھر جذبۂ ایمان ان میں عود کر آتا ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

ف۲ بات یہ ہے کہ جب منکرین اسلام مسلمانوں سے کہتے۔ کہ تم باوجود افلاس وغربت اور تکالیف ومصائب کے اسلام کی امانت عزیز کو کیوں سینوں سے چمٹائے ہوئے ہو۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ تم ہمارے ساتھ نہ مل کر ان نعمتوں سے محروم رہو۔ تو مسلمان کہتے کہ یہ تمہارا کہنا درست ہے۔ کہ اسلام کو ترک کر کے ایک گونہ دنیا کی مسرتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ مگر آخرت اور عقبیٰ میں کیا ہوگا۔ وہاں کون شخص اللہ کے عذاب سے چھڑائیگا۔ اور کون ہے جو وہاں کی کلفت لیتا ہے اور عذاب سے رہائی کا ٹھیکہ دار بنتا ہے۔ تو اس پر وہ نہایت دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے کہتے کہ پرواہ نہیں۔ تم ہمارے مسلک کفر وگمراہی کو قبول کر لو ہم تمہارے گناہوں کی ذمہ لیتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے یہ لوگ ان مسلمانوں کو گناہوں کے بارے میں کوئی مخلصی عطا کریں گے البتہ خود اپنی پیٹھ پر اپنے گناہوں کے علاوہ ان کے گناہ بھی لادینگے اور دگنے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے گناہوں کی ذمہ داری کوئی شخص نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں اپنے عقیدتمندوں اور مریدوں کے گناہوں کو بخشوا دونگا۔ کیونکہ گناہ کا تعلق براہ راست ہر فرد سے ہے۔ اور ہر فرد اللہ تعالے کے سامنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہے۔

حل لغات:- فِتْنَةَ النَّاسِ۔ لوگوں کی ایذا دہی کو۔

۴ صُدُوْر۔ صدر کی جمع ہے۔ یعنی سینہ۔

وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ
مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ○

حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہ اٹھائیں گے۔ بے
بالکل جھوٹ بک رہے ہیں ○

۱۳- وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا
مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ ع

۱۳- اور البتہ اٹھاویں گے بوجھ اپنے اور بوجھ ساتھ بوجھوں اپنے کے
اور قیامت کے دن ان باتوں کی نسبت جو وہ جھوٹ
بناتے تھے باز پرس ہوگی ○

۱۴- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ
فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا
فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ○

۱۴- اور نوح کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پھر وہ
ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہا۔ پھر انہیں
طوفان نے آپکڑا اور وہ ظالم تھے ○

۱۵- فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا
آيَةً لِلْعَالَمِينَ ○

۱۵- پھر ہم نے اُسے اور سب کشتی والوں کو بچا لیا۔ اور ہم نے کشتی
کو اہل جہان کے لئے ایک نشانی ٹھہرایا ○

۱۶- وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

۱۶- اور ہم نے ابراہیمؑ کو بھیجا۔ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا۔
کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس سے ڈرو یہ تمہارے

---

(۱) جملہ امم سے اس بات پر استشہاد ہے کہ نافرمانی کرنے
والے کیونکر تباہ ہوتے ہیں۔ اور آخرکار حق کس طرح کامیاب
و کامران رہتا ہے۔

(۲) ارشاد ہے کہ حضرت نوحؑ نے پچاس کم ہزار برس تک تبلیغ
کی اور قوم کو گمراہی کی ظلمتوں سے نکالنے اور ہدایت کی روشنی
میں لانے کی انتہائی جدوجہد فرمائی۔ مگر انہوں نے بہرحال
انکار کیا۔ اور ان کے پیغام سے روگردانی کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔
کہ باد و باران کے طوفان نے ان کو آ لیا۔ اور بجز حضرت
نوحؑ اور اہل سفینہ کے سب لوگ ڈوب گئے۔

(۳) حضرت نوحؑ کے بعد جب [illegible] بابل میں [illegible] کی
[illegible] اور ساری کی قوم خدا کی نافرمان ہو گئی۔
تو حضرت ابراہیمؑ مبعوث ہوئے۔ انہوں نے بڑی جرأت
و دانائی اور جرأت و جسارت سے لوگوں کو ایک اللہ
کی پرستش پر جھکنے کی دعوت دی۔ اور اللہ کے عذاب
سے ڈرایا۔

حل لغات:

وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ سے مراد یہ ہے کہ وہ گنہگاروں
کے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکیں گے۔

وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ سے مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے گناہ
اور ان لوگوں کے گناہوں کی سزا بھگتیں گے جنکو انہوں نے گمراہ
کیا۔ اس لئے دونوں میں معاً کوئی تضاد نہیں۔

إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا۔ ہزار سال کہہ کر پچاس کم کرنے کے طریق
کے بیان اور طرز استثناء کے اختیار کرنے میں تین فائدے مذکور ہیں
(۱) اس سے تقریب و تخمین کی نفی ہوتی ہے۔
(۲) عدد اکبر اس بات پر دال ہے کہ حضرت نوحؑ نے بہت
زیادہ صبر اور استقلال کا اظہار کیا۔ اور چونکہ اس مقام پر آنحضورؐ
کو کفار کی ایذاؤں پر تسلی دینا مقصود ہے۔ اس لئے یہی
انداز بیان مناسب اور زیادہ مفید تھا۔ کہ پہلے عدد اکبر ہو اور
اسکے بعد استثناء ہو (۳) یہ نہایت موثر اور دلکش و ادبی
طرز بیان ہے۔ تسعمائة وخمسين سنة۔ میں وہ موسیقی
موجود نہیں جو الف سنة الا خمسين عاما میں ہے۔

تَعْلَمُونَ ○

۱۷- إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

۱۸- وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

۱۹- أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ○

لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ○

۱۷- تم تو اللہ کے سوا صرف بتوں کو پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں سو تم اللہ سے رزق طلب کرو۔ اور اس کو پوجو اور اس کا شکر کرو اسی کی طرف تم بھیجے جاؤ گے ○

۱۸- اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے بہتیری اُمتوں نے جھٹلایا ہے اور رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○

۱۹- کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ کس طرح مخلوق کو اوّل بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دہرائے گا بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ○

ابراہیمؑ کے مواعظِ توحید

ف۱ ان آیتوں میں حضرت ابراہیمؑ کا وعظ مذکور ہے۔ جو کیونکر انہوں نے قوم کے بُت پرستانہ خیالات کی تردید فرمائی۔

ارشاد ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوج رہے ہو۔ جن میں کوئی حقیقت نہیں۔ اور جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ یقیناً وہ رزق کے مالک نہیں۔ اگر رزق حاصل کرنا ہے۔ تو اللہ کے پاس آؤ۔ اور اس کا شکر ادا کرو۔ یعنی کشائش رزق کی تمام راہیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اُسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ کہ جس کو چاہے۔ فراوانی کے ساتھ دے۔ اور جس کو چاہے نانِ شبینہ تک محتاج کر دے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اگر تم اس پیغام کو نہ مانو۔ تو میں تم کو مجبور نہیں کرتا۔ تم سے پہلے بھی قوموں نے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور تکذیب کی سزا پائی۔ میرا فرض تو صرف یہ ہے۔ کہ اللہ کے احکام بلاکم و کاست تم تک پہنچا دوں۔

لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا میں لفظ رزق کو تنکیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور جب اسی رزق کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے تو اَلرِّزْقَ کہا ہے۔ یعنی بصورت معرفہ۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ نکرہ جب معرض نفی میں ہو۔ تو عموم نفی کا فائدہ دیتا ہے معنے یہ ہوں گے۔ کہ تمہارے معبودوں کے پاس تو کسی قسم کا رزق موجود نہیں۔ اور معرفہ ہونے کی شکل میں استغراق مدنظر ہے۔ یعنی ہر قسم کا رزق اللہ کے اختیار میں ہے۔

امکانِ حشر پر ایک منطقی دلیل

ف۲ توحید اور نبوت کی تشریح کے بعد اب تیسرے اصل کے اثبات میں دلائل پیش فرماتے ہیں۔ اور یہ تیسرا اصل نکتہ آخری یعنی عالم حشر ہے۔

(بقایا صفحہ ۹۵۳ پر)

حلِ لغات۔

اُمَمٌ۔ اُمّۃٌ کی جمع ہے۔ بمعنے قومیں۔

۲۰- قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

۲۰- آپ کہہ دو تم زمین میں سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ کیونکر اللہ نے پیدائش کو شروع کیا۔ پھر اللہ پچھلا اُٹھان اُٹھائے گا۔ بے شک اللہ ہر شئے پر قادر ہے ۝ ف

۲۱- يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝

۲۱- وہ جسے چاہے عذاب کرے جس پر چاہے رحم کرے اور تم اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ۝

۲۲- وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

۲۲- اور تم زمین میں اور آسمان میں اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے۔ اور سوائے اللہ کے تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ۝

۲۳- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَاۗىِٕهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

۲۳- اور جو اللہ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کے منکر ہوئے وہی میری رحمت سے ناامید ہیں اور انہیں کیلئے دکھ دینے والا عذاب ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۲:-

ارشاد ہے۔ کہ یہ لوگ اس حقیقت پر غور کریں۔ کہ سب سے پہلی مخلوق کو کس نے وجود بخشا۔ اس کے دو ہی جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مخلوق کسی دوسری علت مخلوقہ کا نتیجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کو منصۂ شہود پر لانے والی ذات اللہ کی ذات ہے۔ پہلا جواب خلاف مفروض ہے۔ اور تسلسل کا متقاضی ہے۔ جو عقلاً ناشق بخش، اور ناممکن ہے۔ اس لئے منطقی طور پر دوسرا جواب درست ہو گا۔ اس صورت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب پہلی دفعہ میں نے کائنات کو پیدا کیا ہے تو پھر اس کے دوبارہ پیدا کرنے میں کون چیز مانع ہو سکتی ہے۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:-

ف غرض یہ ہے کہ غور و فکر بھی عالم حشر کے امکانات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور تجربہ و آزمائش بھی۔ ارشاد ہے کہ تم زمین میں چل کر دنیا پر نظر دوڑاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ کیا کائنات کی ہر چیز یہ نہیں بتا رہی ہے کہ اسکو پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اور نشاۃ اخری کے تسلیم کر لینے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات اور شکوک اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب اللہ کی قدرت کامل پر ایمان نہ ہو۔ اور جب اسکو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر تمام اعتراضات اُٹھ جاتے ہیں۔

يُنْشِئُ. انشاء سے ہے پیدا کرے گا۔

حل لغات:- يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ. جس کو چاہے گا۔ عذاب میں مبتلا کریگا۔ یعنی اُسکے ارادات میں دنیا کی کوئی قوت حائل نہیں۔ ورنہ درحقیقت اصل مشیت عذاب میں وہ لوگ داخل ہیں۔ جو

۲۴- فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ
اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
۲۵- وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ
يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّ مَاْوٰىكُمُ
النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ۙ
۲۶- فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

۲۴- پھر اس (ابراہیمؑ) کی قوم کا بجز اس کے اور کچھ جواب
نہ تھا۔ کہ انہوں نے کہا کہ اُسے قتل کر دو یا جلا دو پھر
اُسے خدا نے آگ سے بچایا۔ بے شک ان میں ایماندار لوگوں
کے لئے نشانیاں ہیں ○
۲۵- اور کہا کہ تم اللہ کے سوا بتوں کو مانتے ہو کہ
صرف تمہاری آپس کی دوستی کا سبب ہے جو دُنیا
کی زندگی تک ہے۔ پھر قیامت کے دن تم میں
ایک کا ایک منکر ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا
اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور کوئی تمہارا
مددگار نہیں ○
۲۶- پھر لوط اس پر ایمان لایا اور کہا میں اپنے رب کی
طرف ہجرت کرتا ہوں۔ بے شک وہی زبردست

نارِ نمرود میں تحویل و تبدیل

ف۱ یہاں سے پھر حضرت ابراہیمؑ کے قصہ کو بیان فرمایا ہے
کہ جب انہوں نے اللہ کے پیغام کو وہاں کے لوگوں میں
پہنچا دیا۔ اور بتوں کی بے چارگی اور عجز کو سختی کے ساتھ بیان
کیا۔ اور توحید کی تائید میں ایسے دلائل قاہرہ ارشاد فرمائے۔
کہ منکرین سے کوئی جواب نہیں پڑا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس کو
زندگی سے محروم کر دو۔ مار ڈالو۔ اور آگ میں جھونک دو۔ یہ ہمارے
مذہب اور دین کے لئے زبردست خطرہ ہے۔ چنانچہ آگ کا
ایک بڑا الاؤ تیار کیا گیا۔ اور ابراہیمؑ کے ایمان کا امتحان ہونے
لگا۔ منکرین اور کفار کی جماعت خوش تھی۔ کہ ہمارے بتوں کی
توہین کرنے والا چشم زدن میں آگ میں جل کر بھسم ہو جائیگا۔
اور ہم اپنے دشمن کو اپنے سامنے فنا ہوتا اور مٹتا دیکھیں گے۔
ان کا خیال تھا۔ کہ اس قربانی سے ان کے دیوتا بھی مسرور
ہوں گے۔ کہ ہمارے عقیدت مندوں نے ہمارے ایک نہ ماننے
والے سے خوب انتقام لیا۔ مگر اللہ کی تدبیر ان کی اس فساد

قلبی اور محرومی پر جس سے ان کی نیت تھی کہ وہ آگ گلزار ہو گئی جو انہوں نے
بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ ابراہیمؑ کے اس میں کودنے سے بالکل
سرد ہو گیا۔ بھر سلامتی سے تبدیل ہو گیا کیونکہ یہ اللہ کا فیصلہ
ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ذلیل اور رسوا نہیں کرتا۔
اب یہ سوال کہ ایسا کیونکر ہو گیا۔ کیا آگ اپنی فطرت کو
بھول گئی۔ یا ابراہیمؑ کی سوزش پنہانی نے اس کو مغلوب کر لیا
فی الحقیقت یہ سوال ہی مہمل ہے۔
(باقی صفحہ ۹۵۵ پر)

حلِ لغات:-

اَوْ حَرِّقُوْهُ - اَوْ یہاں بَل کے معنوں میں ہے۔
یا استدراک کے لئے ہے۔ جیسے ارشاد ہے۔
قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ ۔
اَوْثَانًا - وثن کی جمع ہے۔ بمعنی بت۔

الْحَكِيْمُ ○
٢٧- وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ
جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ
وَ اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ
فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○
٢٨- وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ
لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ
بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○
٢٩- اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ
فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ

حکمت والا ہے ○
٢٧- اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب بخشا اور اس کی
اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور ہم نے اس
کا اجر اسے دنیا میں دیا اور بیشک آخرت میں
وہ البتہ نیکوں میں ہے ○
٢٨- اور لوط کو بھیجا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ
تم بے حیائی کرتے ہو دنیا میں تم سے پہلے کسی
نے ایسی بے حیائی نہیں کی ○
٢٩- البتہ تحقیق مردوں پر گرتے ہو اور راہ
مارتے ہو (نسل کی) اور اپنی مجلس میں برے
کام کرتے ہو۔ سو اس کی قوم کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۴:-

کیونکہ کسی کی عقل تسلیم کرے یا نہ کرے۔ واقعہ یہی ہے۔ کہ آگ بجھ گئی اور ابراہیم ان کے مکر اور سوچی ہوئی تدبیر سے نکل گئے۔
ہم جب خدا کو اس کی قدرت و عظمت کے ساتھ مانتے ہیں تو اس کے بعد اس نوع کے اعتراضات اور شکوک کی گنجائش نہیں رہتی۔ وہ چاہے تو جہنم کی آگ کو جنت کی نہروں میں تبدیل کر دے۔ اور کرہ آفتاب سے حرارت چھین کر اس کی بجائے برف کی سی برودت رکھ دے۔ یہ سب چیزیں ممکن ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ خوارق عقل ہیں جو اس کے سامنے صف بستہ کھڑے حکم کے منتظر ہیں۔
اس اپنی تسلی کیلئے اتنا سمجھ لیجئے۔ کہ جل جانا یا سوزش کا احساس اصل میں آگ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اپنے احساس یقینی سے متعلق ہے۔ آگ جسم کے احساس کو پیدا کرنیکا موجب ہے۔ اس نے سمجھا جاتا ہے کہ آگ جلاتی ہے اور سوزش پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا وہ شخص جو یہ یقین رکھے کہ آگ بجھ کر رہ جائے گی۔ وہ آگ میں نہیں جلے گا۔ البتہ یہ یقین بمدرجہ حق الیقین ہو۔ چنانچہ اب تک لوگ نظر آتے ہیں۔ کہ وہ دہکتے ہوئے انگاروں پر سے با اطمینان گزر جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کیونکر آگ کی بھری کھائی پر سے گزر گئے۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ توجہ و ارادے کی مضبوطی سے۔

ف یعنی پیر اور مرید کے مشرکانہ تعلقات بس یہیں تک ہیں۔ قیامت کے دن یہ لوگ ایک دوسرے سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں گے۔

ف حضرت ابراہیم کی دعوت کو حضرت لوط نے قبول کیا۔ اور ارض بابل سے ہجرت کر کے سدوم میں پہنچ گئے۔ تاکہ وہاں کے لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچائیں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف مقصد یہ ہے۔ کہ جو شخص اللہ کے دین کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ اس کو ضرور برکات دین و دنیا سے بہرہ ور کرتا ہے۔

حل لغات:- نَادِيْكُمْ۔ مجلس نادی کے معنے اصل میں اس بزم کے ہیں۔ جو بات کو منعقد کی جائے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ
إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ
اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○
۳۰- قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ
الْمُفْسِدِينَ ○
۳۱- وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ
بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو
أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ إِنَّ
أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ○
۳۲- قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ
أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ

اس کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا۔ بولے اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ ○

۳۰- لوط نے کہا۔ کہ اے رب میرے مفسد لوگوں پر میری مدد کرو ○

۳۱- اور جب ہمارے ابراہیمؑ کے پاس بشارت دینے آئے۔ تو کہا۔ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کریں گے۔ بیشک اس کے باشندے ظالم ہیں ○

۳۲- بولے وہاں لوط رہتا ہے۔ بولے ہم خوب جانتے ہیں جو کوئی اس میں رہتا ہے۔ ہم

لواطت کے نقصانات

ف۱ حضرت لوطؑ کا پیغام خصوصی یہی تھا۔ کہ وہ سدومیوں کو اس لعنت سے بچائیں۔ اور ان کو بتائیں کہ یہ حرکات نوع انسانی کے لئے نہایت شرمناک اور مضر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں سے جذبات شہوت کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتے ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نسل انسانی منقطع ہو جائے گی۔ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ سے یہی مقصود ہے۔ کہ تمہارے ان افعال سے افزائش نسل کی راہیں مسدود ہو جائیں گی۔

سوال یہ ہے کہ یہ فعل عند اللہ اس درجہ مبغوض کیوں ہے۔ کہ اللہ نے اس کے انسداد کے لئے حضرت لوط کو رسول بنا کر بھیجا۔ اور آخر میں انکار کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ بعض یونانی اخلاقیین نے اس کو بے ضرر کچھ کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن انہوں نے اس کی قباحتوں پر گہری نظر نہیں ڈالی۔ جن میں سے کچھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱- طبی اور عضویاتی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اس مرض کے مریض جنسی اعتبار سے بالکل بے کار اور عنین ہو جاتے ہیں۔

۲- اخلاقی لحاظ سے قوم میں بزدلی۔ بد عملی۔ یاس اور قنوط کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔

۳- اجتماعی نقصانات یہ ہیں۔ کہ سماج میں فواحش کا رواج اور غلبہ ہو جاتا ہے۔

۴- دماغی پستی اس کا لازمی اور فوری نتیجہ ہے۔

۵- جو نسل پیدا ہوتی ہے۔ وہ کمزور۔ بیمار۔ اور موت کا جلد لقمہ ہوتی ہے۔

۶- عورتیں مردوں کی فطری رفاقت سے عمر بھر محروم ہو جاتی ہیں۔

سب سے بڑا جامع نقصان وہی ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ کہ [illegible]۔ خاندان اور معاشرت کا انقطاع ہو جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۹۵۷ پر)

وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

اس کو اور اس کے اہل کو نجات دینگے مگر اسکی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں ○

۳۳۔ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ ۗ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

۳۳۔ اور جب ہمارے رسول (بھیجے ہوئے یعنی فرشتے) لوط کے پاس آئے تو وہ ان کو دیکھ کر مغموم ہوا۔ اور ان کے سبب سے دل تنگ ہوا اور رسول بولے خوف نہ کر غم نہ کھا۔ ہم تجھے اور تیرے اہل کو نجات دینگے۔ مگر تیری عورت رہے گی پیچھے رہنے والوں میں ○

۳۴۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

۳۴۔ ہم اس بستی والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ نافرمان ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۶۔

الغرض حضرت لوط نے جب ان لوگوں کو پاکبازی کی تلقین کی۔ اور بتایا۔ کہ تمہارے یہ افعال نہایت برے ہیں۔ اور اس لائق ہیں۔ کہ اللہ کا عذاب تم پر آئے۔ اور تم کو ہلاک کر دے۔ تو انہوں نے ازراہ بدبختی اور محرومی بجائے توبہ و استغفار کے عذاب طلب کیا چنانچہ اللہ کے فرشتے پہلے حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔ ان کو بیٹے کی خوشخبری دی۔ اور پھر کہا۔ کہ ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور سدوم والوں کو ہلاک کر دینے کا قصد ہے۔

ابراہیم نے کہا۔ اس بستی میں تو لوط بھی رہتے ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ہم جانتے ہیں۔ اس کو اور اس کے ماننے والوں کو بجز اس کی منکر بیوی کے ہم نجات دیں گے۔ اور عذاب سے بچالیں گے اور باقی بدکردار والوں کے لئے ہلاکت مقدر ہے۔ اس کے بعد حضرت لوط کے پاس آئے۔ وہ ان کو دیکھ کر خوف زدہ اور رنجیدہ ہوئے کہ تباہی کا وقت آگیا۔ فرشتوں نے تسلی دی اور کہا۔ کہ آپ کو اور آپ کے عقیدتمندوں کو بچا لیا جائے گا۔ البتہ آپ کی بیوی معذبین میں سے ہے کیونکہ اس نے پرانی بدرسموں کا ساتھ دیا۔ اور توحید و پاکیزگی کے پروگرام پر کان نہ دھرا۔

حل لغات۔

اَلْغٰبِرِيْنَ۔ پیچھے رہنے والوں میں۔

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا۔ رنجیدہ اور تنگ دل ہوئے۔ محاورہ ہے۔ یعنی لوط نے فرشتوں کے آنے سے ایک قسم کی تکلیف اور الجھن محسوس کی۔

۳۵- وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

۳۵۔ اور ہم نے اس بستی سے ایک ظاہر نشان اہل عقل کے لئے چھوڑ رکھا (یعنی اُلٹ دیا)، کہ سب دیکھ رہے ہیں ○

۳۶- وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

۳۶۔ اور مدین ف کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ پھر بولا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخری دن کی اُمید رکھو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو ○

۳۷- فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ۳ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○

۳۷۔ سو انہوں نے اُسے جھٹلایا پھر ان کو بھونچال نے آپکڑا پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○

۳۸- وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۗ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ○

۳۸۔ اور عاد اور ثمود کو ہلاک کیا، اور (اے اہل مکہ) ان کے بعض گھر (یعنی کھنڈرات)، تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور ان کے اعمال شیطان نے ان کے لئے مزین کئے تھے۔ پھر انہیں راہ سے روکا تھا اور حالانکہ اپنے گمان میں وہ دانشمند تھے ○

ایام اللہ

ف ان آیات میں تذکیر بایام اللہ کے تحت ہلاک شدہ قوموں کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر انہوں نے حق و صداقت کو ٹھکرایا۔ اور کیونکر عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ ارشاد ہے کہ مدین والوں کے پاس ہم نے حضرت شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے قوم ایک اللہ کی عبادت کرو۔ توحید اصل دین ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے۔ دل کی آواز ہے۔ معقول اور صحیح عقیدہ ہے۔ اور روز آخرت کے محاسبے سے ڈرو۔ کہ ایمان بالآخرت سے دلوں میں نیکی کی تحریص پیدا ہوتی ہے۔ اور کفر و طغیان کرکے زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کفر بجائے خود تخریب ہے۔ تباہی ہے اور ہلاکت ہے۔ اور جو لوگ انبیاء کے پیش کردہ نظام کو نہیں مانتے وہ عالم کون و مکان کو غارت کر دیتے ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ مفسد ہوتے ہیں۔

ان لوگوں نے حضرت شعیبؑ کی آواز پر کان نہ دھرا۔ اور روحانی بدبختی سے کام لیتے ہوئے ان کی تکذیب کی۔ اور کفر و شرک پر مصر رہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قیامت آفریں زلزلہ آیا۔ اور عبرت بنا گیا

پھر دیکھو۔ کہ عاد اور ثمود کی بستیاں کس طرح اُلٹ گئیں۔ شیطان نے اُن کے اعمال کو سنوار کر پیش کیا۔ اور راہ راست سے روکا۔ اور باوجود ہوشیار اور سمجھ دار ہونے کے اس کے داؤں میں آگئے۔

قارون کے حالات سنو۔ کہ سرمایہ داری نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ وہ دولت کے نشہ میں مسرور و سرشار ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بالکل بھول گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میرے مال میں اللہ کا کوئی حصہ نہیں۔ میں نے اپنے خزانۂ دولت کو اپنی عقل و فراست سے پیدا کیا ہے۔ اس میں اللہ کے فضل اور اس کی بخشش کو کوئی دخل نہیں۔ اس لئے میں نہ تو اس کی راہ میں کچھ دینے کو تیار ہوں۔ اور نہ اس کے دین کو مانتا ہوں۔

اسی طرح فرعون اور ہامان علو و اقتدار کی خواہش میں اندھے ہوگئے۔ اور باوجود حضرت موسیٰ نے ان کے سامنے دلائل رکھے۔ انکو حق اور سچائی کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے کبر و غرور کو نہ چھوڑا۔ اور کسی طرح بھی اسرائیل کو آزادی نہ دی۔

حل لغات:۔ رجز۔ عذاب سختی تکلیف۔
وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ کے معنے خوف اور امید دونوں کے ہیں۔

۳۹۔ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۚ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا
فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۚ

۴۰۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ
اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

۳۹۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہلاک کیا)، اور موسیٰ ان کے
پاس کھلی نشانیاں لیکر آیا۔ سو وہ زمین میں غرور کرنے لگے
اور ہم سے جیت جانے والے نہ تھے ○

۴۰۔ پھر ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا۔ سو
ان میں بعض پر ہم نے پتھر برسانے والی ہوا بھیجی اور کسی
کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ہم
نے غرق کیا۔ اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان
پر ظلم کرے۔ لیکن وہ اپنی جانوں پر
آپ ظلم کرتے تھے ○

ل اس لئے ان حالات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انتقام بھڑکا۔ اور ان سب کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ بعض پر پتھر برسے۔ اور بعض کو چیخ اور شدید آواز نے موت کی نیند سلا دیا۔ بعض زمین میں دھنس گئے۔ اور بعض پانی میں ڈوب گئے ۔

اللہ عذاب کو پسند نہیں کرتا

ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ سے مقصود یہ ہے۔ کہ اللہ کا عذاب اس طرح نہیں آتا۔ کہ وہ یونہی بلا کسی عذر اور وجہ کے غیظ و غضب سے بے تاب ہو جائے۔ اور اپنے بندوں کو ہلاک کر دے۔ بلکہ ہوتا یہ ہے۔ کہ جب بندے اس کی مہربانیوں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس کے پیغام محبت و شفقت کو نہیں مانتے۔ جب وہ بلاتا ہے۔ اور یہ اکڑتے ہیں۔ جب وہ فضل و کرم سے نوازنا چاہتا ہے۔ تو یہ اپنے غضب اور ناراضگی کو پسند کرتے ہیں۔ جب وہ جنت کے دروازوں کو وا کرتا ہے۔ اور یہ جہنم کی طرف دوڑتے ہیں۔ وہ انہیں باقی رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ فنا کی طرف لپکتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں دنیا کی سرداری بخشنا چاہتا ہے۔ تو یہ ذلت و رسوائی اختیار کرتے ہیں۔ تو اس وقت اس کا قاعدہ ہے۔ کہ ایسے ناشکروں اور نااہلوں سے زمین کو پاک کر دیا جائے ۔

ورنہ اس سے زیادہ رحیم اور کون ہو سکتا ہے۔ جس نے مخلوق کو پیدا کیا۔ خلعت وجود بخشا۔ زندگی عنایت کی۔ اور کائنات کو ان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ کیا یہ سارے انتظامات اس نے محض اس لئے کئے ہیں۔ کہ اپنے بندوں کو یونہی غصہ میں آکر ہلاک کر دے۔ نہیں وہ قطعاً نہیں چاہتا۔ کہ اس کے بندے فنا اور عذاب کی آغوش میں جائیں۔ اسی لئے وہ پیغمبر بھیجتا ہے۔ کتابیں نازل کرتا ہے۔ معجزات اور خوارق سے ان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ وہ سمجھیں۔ اور اللہ کے پیغام کو عقیدت سے سنیں۔ اور دنیا و عقبیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ مگر جب یہ لوگ باوجود ان نوازشہائے بے حد کی گمراہی پر قائم ہوں۔ تو پھر سوائے ہلاکت کے اور کیا طرز عمل ممکن ہو سکتا ہے ۔

حل لغات

حَاصِبًا ۔ حَصْبَاءَ سے ہے یعنی پتھروں کی بارش ۔

٤١- مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ
اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ
اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ
لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○
٤٢- إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن
دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ○
٤٣- وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ
وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ○
٤٤- خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ○

٤١۔ ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا دوست پکڑے ہیں ایسی ہے جیسے مکڑی۔ جس نے گھر بنایا۔ اور سب گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی ہی کا گھر ہے اگر وہ جانیں ○
٤٢۔ خدا کے سوا جس چیز کو پکارتے ہیں اللہ جانتا ہے۔ خواہ وہ کوئی چیز کیوں نہ ہو۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے ○
٤٣۔ اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم آدمیوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انکو صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں ○
٤٤۔ اللہ نے آسمان اور زمین کو جیسا چاہیے پیدا کیا۔ بے شک اس میں مومنوں کے لئے نشانی ہے ○

ایک بے مثل تشبیہ

ف۱ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین کے عقیدہ کی کمزوری اور اس کی بے چارگی کی اس سے بہتر مثال نہیں بیان کی جاسکتی ۔

غور فرمایئے ۔ کہ گھر کی غرض کیا ہو سکتی ہے۔ یہی کہ وہاں آرام اور آسودگی ہو گرمی اور سردی سے بچا سکے ۔ اور بادوباراں کے وقت آرام میسر ہو۔ مگر مکڑی کے گھر میں یہ چیزیں کہاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہوا کا ایک جھونکا اس کو برباد کر سکتا ہے۔ اور آگ کا ایک شرارہ اس کے سارے تانے بانے کو فنا کر سکتا ہے ۔

ف۲ جس طرح اس عنکبوت کے کمزور اور ناچیز گھر میں پناہ نہیں مل سکتی۔ اور یہ گھر آرام اور آسودگی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مشرک جو اوہام و خرافات اور مشرکانہ خیالات کا ایک مکان تعمیر کرنا چاہتا ہے۔ سو اسکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ مکڑی کے گھر کی طرح دنیا بھر کے گھروں سے بودا اور بوچھا ہوتا ہے۔ ذرا سی معقولیت اور ادنیٰ سی بصیرت بھی اس کو ڈھا دینے کے لئے کافی ہے ۔

یعنی شرک کا گھر جو آدمی اپنے دماغ و قلب میں خیالات کے آرام اور آسودگی کے لئے بناتا ہے اس سے ہرگز یہ ضرورت پوری نہیں ہوگی۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ امثال ان لوگوں کے لئے وجہ ہدایت ہو سکتی ہیں۔ جو علم اور سمجھ دار ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ یہ نہایت عمدہ تشبیہ ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے صحیح سلیقہ اور سلیم فہم کی ضرورت ہے ۔

حل لغات: اَلْعَنْكَبُوتُ۔ مکڑی ۔ اَوْهَنَ۔ بہت زیادہ بودا۔ بِالْحَقِّ۔ یعنی غرض و مقصد کے موافق۔ بہت درست و راست ۔

۴۵- اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ
اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝
۴۶- وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ
وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ
اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ
وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝
۴۷- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ

۴۵۔ کتاب میں سے جو کچھ تجھ پر وحی کیا گیا۔ اُسے پڑھ اور نماز
کو قائم رکھ بے شک نماز بے حیائی اور ناپسند بات
سے روکتی ہے۔ اور البتہ اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز
ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ۝
۴۶۔ اور تم (مسلمان) اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔ مگر
ایسے طور پر جو بہتر ہو۔ ہاں جنہوں نے ان میں سے
تم پر ظلم کیا (ان سے جھگڑا کرو) اور کہو کہ جو ہماری طرف
اُتارا گیا اور جو تمہاری طرف اتارا گیا ہے ہم اسے مانتے ہیں اور ہمارا
معبود اور تمہارا معبود ایک ہے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں ۝
۴۷۔ اور اسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی
ہے۔ سو جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے

نماز بُرائیوں سے روکتی ہے

ان کا مقصد یہ ہے کہ حضور کو تسلی دی جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ آپ کا کام اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ چاہے وہ قبول کریں یا رد کریں۔ یہ آپ کے فرائض میں داخل نہیں۔ کہ لابد آپ ان کے دلوں تک رسائی حاصل کریں۔ اور زبردستی ایمان کی دولت ان کے سپرد کر دیں۔ اس سلسلہ میں یہ ضروری تھا۔ کہ گزشتہ اقوام و ملل کے حالات بتلائے جائیں۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ قرآن پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ باوجود انبیاء کی سعی کو تبلیغ کے انسانوں کا کثیر طبقہ رشد و ہدایت سے محروم رہا۔ اس لئے اگر یہ لوگ بھی ان بدبختان ازلی میں داخل ہوں۔ اور قرآن کی برکات سے سعادت حاصل نہ کریں۔ تو آپ قطعاً تکلیف اور کوفت محسوس نہ کریں ؏

نماز کے متعلق یہ تصریح ہے۔ کہ اس کے قیام سے مسلمان میں ترک فواحش کی زبردست استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نمازی کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اللہ کی نافرمانی کی جرأت کر سکے۔ اس کے دل میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو اسے ہر بُرائی کے ارتکاب سے روکتے ہیں۔ نماز کے معنے یہ ہیں کہ ایک گنہگار انسان اللہ سے پاک بازی کا عہد کرتا ہے۔ اور دن رات میں پانچ وقت برابر اللہ کے حضور میں پیش ہوتا ہے۔ یہ ایسا تعلق اور ایسی وابستگی ہے۔ کہ جس کے ساتھ گناہوں کا اجتماع محال ہے۔ نمازی نفس کی تمام خواہشات کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور اپنے کو کامل طور پر اللہ کے سامنے جھکا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے عظیم عبودیت کی تکرار انسان کو مکمل مطیع و منقاد بنا دیتی ہے۔ اور اس طرح کی مشق نیاز مندی سے انسان وہ محاسن زہد و ورع کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ مگر یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ نماز کو اس کی روح اور معنویت کے ساتھ ادا کیا جائے۔ جب اسکو سچے معنوں میں عبادت قرار دیا جائے۔ اور اس کی تمام شروط لازمہ کا خیال رکھا جائے۔ خضوع و خشوع کا دل پر غلبہ ہو۔ اور عظمِ احسانی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو ؏

حلِ لغات:۔ اَلْفَحْشَآءُ۔ وہ بُرائی جس کا تعلق افراد سے ہو اور یا طبیعی ظاہر ناپاکی ہو۔ وہ بُرائی جو حد سے گزر جائے ؏ اَلْمُنْکَرُ۔ وہ بُرائی جسے سوسائٹی بُرا سمجھے۔ وہ بُرا کلام جس کو ہر ...

م ۱۵ ناپسند کرتے ؏

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا
الْكٰفِرُوْنَ ○

۴۸۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ
وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ
الْمُبْطِلُوْنَ ○

۴۹۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا
الظّٰلِمُوْنَ ○

۵۰۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ
قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا

مانتے ہیں، اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے
ہیں جو کافر ہیں ○

۴۸۔ اور اس سے پہلے تو نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اپنے
داہنے ہاتھ سے اُسے لکھتا تھا اگر ایسا کرتا ہوتا تو اس
وقت البتہ یہ جھوٹے شبہ کر سکتے تھے ○

۴۹۔ بلکہ یہ قرآن تو کھلی آیتیں ہیں اُن کے سینوں میں
جنہیں علم دیا گیا ہے۔ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف
وہی لوگ کرتے ہیں جو ظالم ہیں ○

۵۰۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اسکے رب کی طرف سے اسپر کچھ نشانیاں
کیوں نہ نازل ہوئیں۔ تو کہہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں

ف۱ اہل کتاب اور مسلمان میں مذہب کے باب میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ وہ بھی خدا کے قائل ہیں۔ ملائکہ کو مانتے ہیں۔ حشر و نشر کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور جنت و دوزخ کے معتقد ہیں۔ اس لئے ارشاد ہے کہ جب ان لوگوں سے بحث کرو۔ تو عمدہ اور احسن طریق سے۔ جواز اور خوش اندازی سے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ تمہاری سختی اور خشونت سے اپنے مسلمات کا بھی انکار کریں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو مشرک ہیں اور خدا کے ساتھ دوسروں کو ساجھی قرار دیتے ہیں۔ قرآن کی رو سے یہ لوگ کسی اخلاقی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔

اُمی نبیؐ

ف۲ اس آیت میں قرآن حضورؐ کی شان اُمیت کو پیش کرتا ہے۔ کہ وہ شخص جس نے توحید کے اسرار و رموز کو، شگفتہ طور پر بیان کیا۔ جس نے انسانوں کی صحیح راہنمائی کی۔ جس نے مذہب کی مشکل گتھیوں کو آن کی آن میں نہایت آسانی سے سلجھا دیا۔ جس نے نفس عقل کو حیران و ششدر کر دیا۔ جس کی حکمت حکمت بالغہ جس کا فرمان فرمان فطرت۔ جو دنیا جہان کا محبوب ہے۔ جس کے ادنیٰ خادموں کی غلامی فلسفہ نے صدیوں تک کی۔ جس نے قرآن ایسی عظیم الشان کتاب پیش کی۔ جس نے قیامت تک کے لئے داناؤں کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ اگر تمہیں اس کی عظمت میں کلام ہے۔ تو آؤ۔ اس کا مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ وہ اُمی تھا۔ اس نے کسی شخص کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا۔ وہ ذہن و قابلیت کے لحاظ سے کسی انسان کا ممنون احسان نہیں۔ ورنہ کہنے والوں کو موقع ملتا۔ کہ یہ کلام انسانی کلام ہے۔ جو اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

قرآن محفوظ ہے

ف۳ اس آیت میں قرآن کی اس فضیلت کا اظہار ہے۔ کہ یہ کتاب گزشتہ کتابوں کی طرح ضائع نہ ہوگی۔ اور کسی طرح کی تحریف اور تبدیلی اس میں نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ اس کی حفاظت صرف کاغذ اور روشنائی قلم پر موقوف نہیں۔ بلکہ یہ سفینوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کے سینوں میں موجود رہیگی۔ چنانچہ آج تمام دنیا کی مذہبی کتابوں میں یہ درجہ صرف قرآن مجید کو حاصل ہے کہ اس کا لفظ لفظ اہل علم کے حافظے میں مرتسم ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مذاہب پر ایسی آفت آئے۔ کہ اس کا سارا ذخیرہ دینی تلف ہو جائے۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ قیامت تک قرآن کو کسی نوع کا صدمہ پہنچ سکے۔ جبتک ایک حافظ قرآن بھی زندہ ہے۔ اس وقت تک اسلام کی تعلیمات زندہ ہیں۔

(بقایا صفحہ ۹۶۳ پر)

حل لغات: یجحد: جحد سے ہے۔ بمعنے انکار۔

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○

۵۱۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ
ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۵۲۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

۵۳۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَلَوْلَآ
اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۗ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

۵۴۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

اور میں صریح کھول کر ڈرانے والا ہوں ○

۵۱۔ کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی
جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں
ایماندار لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے ○

۵۲۔ تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ جانتا ہے اور
جو باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں
وہی سب زیادہ زیاں کار ہیں ○

۵۳۔ اور تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مقررہ
میعاد نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا اور البتہ وہ
ان پر ناگاہ آئیگا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی ○

۵۴۔ تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں۔ اور دوزخ نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۲:۔

تورات، زبور اور انجیل کے محققین برملا کہتے ہیں کہ ان کے متن میں مخلصین
نے بہت کچھ گھٹا بڑھا دیا ہے۔ تورات ضرت ہوئی کہ یہودیوں کی چیرہ دستیوں
کی وجہ سے ناپید ہے۔ اور انجیل کا تو دوسری صدی عیسوی تک نام و نشان
میں شمار ہو چکا تھا۔ اور اصل نسخہ مفقود تھا۔ تیسری صدی میں تو جعلی انجیلوں
کی یہ کثرت تھی۔ کہ جامعین کو نسخوں کے مقابلہ کرنے میں سخت مشکلات پیش
آئیں اور انکو اعتراف کرنا پڑا۔ کہ کوئی نسخہ قابل اعتماد نہیں۔

مگر قرآن کو دیکھئے کہ لیل و نہار کی ہزاروں گردشوں کے بعد بھی اسی
شکل میں ہے جو حضور نے پیش کیا تھا۔ اس وقت تک ایک حرف بلکہ ایک
زیر یا زبر کا بھی فرق نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے آج بھی مخالفین یہ کہنے
پر مجبور ہیں۔ کہ قرآن یقیناً ہر قسم کی تحریفات سے پاک ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف نزول قرآن سے پیشتر لوگوں میں معجزہ طلبی کا مرض پھیلا ہوا تھا
اور انسانی دماغ اس حد تک پست ہو چکا تھا۔ کہ جبتک کرشمہ و
عجائب سے انکی آنکھوں میں چکا چوند نہ پیدا کی جاتی کسی حقیقت
کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک صدق
و راستی کا معیار تجربہ و عقل نہ تھا۔ بلکہ یہ بات تھی کہ پیش کرنیوالا
کس درجہ خوارق کا اور پر قادر ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اسلام کی
ٹھوس اور سچی تعلیمات کو پیش کیا۔ تو ان لوگوں نے اسی ذہنیت کے تحت
کہا کہ ہم ان باتوں کو اسوقت تک ماننے کیلئے آمادہ نہیں۔ جبتک کہ
آپ معجزات نہ دکھائیں۔ اور حیرت زا نشانیوں کو پیش نہ کریں۔ ان
آیات میں انکی ذہنیت کا جواب دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ خلاف عادت چیز
پیغمبر کے فرائض میں داخل نہیں ہے کہ وہ تعلیم کے ساتھ خوارق کو
بھی پیش کرے اور نہ یہ صداقت کا معیار ہے کہ پیش کرنیوالا قدرت
اور فطرت کے امور میں تصرف کی قوت رکھتا ہو۔ پیغمبر تو صرف اس بات
کا ذمہ دار ہے۔ کہ وہ جو کچھ پیش کرے وہ حق ہو۔ درست ہو سادہ ہو
نوع انسان کے لئے ارتقاء و عروج کا باعث ہو۔ معجزہ یا نشانیاں اللہ
کے قبضہ اختیار میں ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۶۴ پر)

حل لغات:۔ ذِكْرٰى۔ نصیحت۔
اَلْخٰسِرُوْنَ۔ یعنی درحقیقت خسران میں
رہنے والے لوگ۔
بَغْتَةً۔ خلاف توقع۔ ناگاہ۔

لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِينَ ۝
٥٥- يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ
وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝
٥٦- يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ
فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ۝
٥٧- كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝
٥٨- وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ
خٰلِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِينَ ۝
٥٩- الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝
٦٠- وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

کافروں کو گھیر رکھا ہے ۝
۵۵. جس دن اُن کے اوپر سے اور اُن کے پاؤں کے نیچے
سے انہیں عذاب گھیرے گا اور کہے گا کہ جو کچھ تم
کرتے تھے چکھو ۝
۵۶. اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ(ف۱) ہے سو تم
میری ہی عبادت کرو ۝
۵۷. ہر جی موت(ف۲) کو چکھنے گا. پھر تم میری طرف آؤ گے ۝
۵۸. اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے. ہم انہیں بہشت
کے بالاخانوں میں جگہ دینگے. جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں.
وہ انہیں ہمیشہ رہینگے. اچھا اجر ہے کام کرنیوالوں کا ۝
۵۹. جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا ۝
۶۰. اور بہت جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۳ ۔

میں تو اسکی طرف سے محض اس لئے مامور ہوں. کہ تمہاری اصلاح کروں اور تم کو گناہ و معصیت کے انجام بد سے آگاہ کروں ۔ اور اگر تم معجزہ ہی دیکھنا چاہتے ہو تو قرآن کو دیکھو یہ سب سے بڑا معجزہ ہے ۔ اس میں رحمت و تذکار کا وافر سامان موجود ہے ۔ شرط یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کی روشنی ہو ۔ اور تمہارے دماغوں میں ان لینے اور تسلیم کرلینے کی صلاحیت ہو ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ہجرت

(ف۱) اسلام چونکہ تہذیب و تمدن اور عقائد و عبادات کے لحاظ سے ایسا مذہب نہیں ہے۔ جس میں کسی خاص ماحول و فضا کے ساتھ وطنی اختصاص ہو. اس لئے وہ بالطبع قیود وطن سے آزاد ہے اسکے نزدیک ہر وہ خطہ ارض وطن ہے۔ جہاں مسلمان تمکین سے اسلامی زندگی بسر کر سکے اور ہر وہ جگہ چھوڑ دینے کے لائق ہے جہاں دین کی آزادی میسر نہیں. اگرچہ وہ مکہ جیسی متبرک جگہ ہی کیوں نہ ہو. اسلام ایسا کل حدود نا آشنا اور بہ صداقت مذہب بھی گرانہ مکانی و زمان کی حدود سے بے نیاز ہے. ساری دنیا کی وسعتیں اس کا مسکن مکانی ہیں. چنانچہ ارشاد ہے ان ارضی واسعۃ یعنی میری زمین میرے مومن بندوں پر کشادہ ہے. مقصد یہ ہے کہ کسی ہم وطنی یا ملک کا مستبدانہ قانون مسلمان کی راہ آزادی کو نہ کچل سکے مسلمان کو قرآن لازم ہے. کہ اسکے دل اور جسم پر بجز رب کعبہ کے کسی کی حکومت نہ ہو وہ جب جھکے اسکے سامنے جھکے اور جب محبت کا اظہار کرے تو اسی کا کرے

(باقی صفحہ ۹۶۵ پر)

حل لغات

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ. ذوق سے ہے. جس کے معنے چکھنے کے ہیں مقصد یہ ہے کہ تم موت کی تلخیوں سے بچنا چاہتے ہو. مگر شربت فنا کے گھونٹ تمہارے حلق میں اتر کر رہیں گے. اور تم کسی طرح جبل کی کے جراحات سے کام و دہن کو محفوظ نہیں رکھ سکتے.

غُرَفًا. بالا خانے. غُرْفَۃٌ کی جمع ہے.

اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
۶۱ - وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ
فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ○
۶۲ - اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمٌ ○
۶۳ - وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ
السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ
مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○

اللہ ہی انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے اور وہی سنتا اور جانتا ہے
۶۱ - اور اگر تم ان (اہلِ حرم) سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین
کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا؟ تو کہیں گے کہ اللہ نے۔
پھر کہاں سے پھرے جاتے ہیں ○
۶۲ - اللہ اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کرتا
ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر شے
سے خبردار ہے ○
۶۳ - اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل
کیا پھر اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا؟
تو کہیں گے اللہ نے۔ تو کہو سب تعریف اللہ کے لئے
ہے۔ لیکن بہت لوگ سمجھتے نہیں ○

ربع

حاشیہ صفحہ ۹۶۴

ف ان آیات میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ ہر نفس کیلئے موت مقدر ہے۔ ہر شخص کو مرنا ہے چاہے وہ محلات قدر اور عظمت میں ساری دنیا سے بڑھا ہوا ہو۔ اسلئے اُسے دُنیا کی زندگی میں کامیاب چاہیئے کہ کوئی ہجرت و جہاد سے تعلق اس بنا پر نہیں کہ موت سے خائف ہے اور ہجرت و جہاد کو ہلاکت کا سبب سمجھتا ہے۔ اگر یہی چیز دل کا یہ جذبہ دل میں ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ موت کیلئے کوئی جگہ یا وقت اور کیفیت کا سوال نہیں۔ وہ ہر وقت اور ہر جگہ آ سکتی ہے۔ اسکے حملوں سے کوئی شخص نہیں بچا ہے اور نہ بچ سکتا ہے۔ پھر کیا یہ صورت بہتر نہیں کہ خدا کی راہ میں اسکے دین کے اعلاء میں اور دین کی آزادانہ تبلیغ و اشاعت میں ہم موت سے ہمکنار ہوں؟ وہ ارشاد ہے کہ وہ لوگ جو ایمان کی نعمت سے کما حقہ بہرہ ور ہیں، جنہیں دولت ایمان فی الحقیقت میسر ہے اور جو عمل بھی کما حقہ کرتے ہیں وہ اگر دنیا میں جانے سے اپنی محبوب ترین اشیاء کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہم بھی انکے لئے کچھ کم مہربانیوں اور شفقتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ ہم اخروی زندگی میں ان مکانوں سے کہیں بہتر مکان انکو دینے کے لئے رکھتے ہیں جنکو وہ ہماری خاطر چھوڑ رہے ہیں۔ ہمارے اس عمل و عمل کا نہایت عمدہ صلہ ہے۔ ہاں اس تصور اجر کو تسلیم کرنے کیلئے اور ہجرت پر آمادہ ہونے کیلئے زبردست صبر و توکل کی ضرورت ہے۔ ہم نفس کے لئے یہ بس کی بات نہیں ہے کہ وہ خدا کیلئے اپنا تمام متاع کو دے اور ہجرت کی مصیبتوں اور کلفتوں کو برداشت کرے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف دنیا میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنکی ساری کوششیں فکر معاش پر مرکوز ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی بہتری و ضرورتوں کی قدرت کی جانب سے ان پر عائد نہیں ہوتی ہے۔ دن رات اسی غم میں گھلے جا رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے لئے ہجرت کا مسئلہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ ٹیڑھا ہے۔ وہ سب سے پہلے یہ سوچتے ہیں کہ اس وقت تو بمشکل تنگ و دو کرکے برسوں کی محنت کے نتیجہ سے روزی مل رہی ہے۔ جب اپنا ملک چھوڑ دیں گے اور اجنبی غیروں کے ہاں جا کر بسیں گے۔ تو پھر کھائیں گے کہاں سے اس پیٹ کے دھندے کی اس آیت میں مخاطب ہے کہ کم عقلو، تم کسقدر کوتاہ ہمت ہو اللہ پر تمہارا بھروسہ نہیں وجہ کم ہے۔ تم جن حیوانات سے ہی گرد گھیرے دیکھو۔ وہ باوجود عقل و خرد کی کوتاہی کے فکر معاش سے کتنے بے پرواہ ہیں۔ وہ دن کا کھانا کھا کر کبھی رات کے کھانے کی فکر میں غلطاں و پیچاں نہیں رہتے! اور رات کو دن کی فکر میں نہیں گھلتے اللہ برابر انکو کھانا دیتا ہے تمہیں رزق کی تقسیم پر مقرر نہیں کیا گیا ہے تم خود تو اپنے رازق نہیں ہو۔ تمام کائنات کو وہی دیتا ہے۔ ہم تم کو بھی وہی دیگا۔ توکل اور صبر ضروری ہے۔

۶۴- وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ
لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝
۶۵- فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ
لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ
يُشْرِكُوْنَ ۙ
۶۶- لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝
۶۷- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ
يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

۶۴- اور یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے۔ اور آخرت کا گھر ہو ہے وہی دراصل، زندگی ہے کاش وہ جانیں ۝

۶۵- پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو خالص اس کی بندگی کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں ۝

۶۶- تاکہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اسکی ناشکری کریں[ف۱] اور فائدہ اٹھائیں۔ سو آگے وہ معلوم کرلیں گے ۝

۶۷- کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے حرم مکہ کو امن گاہ بنایا ہے۔ اور لوگ اُن کے آس پاس سے اُچکے جاتے ہیں۔ پس کیا وہ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کے احسان کی

توحید کا اقرار

ف۱ توحید کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے۔ کہ فطرت کا عقیدہ ہے۔ دل کی آواز ہے۔ اور ایسی صداقت ہے جس کا انکار ہوش و حواس کی سلامتی میں قطعاً ممکن نہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ جب ان مکے کے مشرکوں سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ بتاؤ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے اور سورج اور چاند کو کس نے تمہارے لئے مسخر کردیا ہے، تو یہ لوگ بے اختیار چلا اُٹھتے ہیں کہ خدا نے۔ وہی رزق کو بانٹتا ہے۔ اور کشائش و تنگی اُسی کے دست قدرت میں ہے۔ اسی طرح جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جس وقت زمین اپنی تروتازگی کھو بیٹھتی ہے۔ باغ و راغ پانی کے ایک ایک قطرے کو ترستے ہیں۔ جب کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں۔ تو اس وقت کون پانی برساتا ہے۔ کس کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور کون چند لمحوں میں جل تھل کر دیتا ہے۔ ان سب باتوں کا جواب یہی ہے۔ کہ خدا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حقیقت جو ان کے لبوں تک آتی ہے۔ دراصل فطرت کی آواز ہے۔ دل کی گہرائیوں کی صدا ہے۔ مگر یہ لوگ دنیا کی عشرتوں میں پڑ کر اس وجہ غافل ہو جاتے ہیں۔ کہ دل کی باتیں سننے کے لئے ان کے پاس فرصت ہی نہیں رہتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ یہ آواز ہزاروں خواہشوں تلے دب جاتی ہے اور اس وقت ظاہر ہوتی ہے۔ جب یکایک کوئی مصیبت ان کو گھیر لیتی ہے۔ اور وہ مخلصی کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ اور موجیں چاروں طرف سے موت کا پیغام لے کر آتی ہیں۔ اور بڑھ بڑھ کر ان کو ستاتی ہیں۔ اور اس طوفان میں یہ حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ تو ٹھیک اس وقت فطرت خوابیدہ بیدار ہوتی ہے۔ اور دل کی روشنی پرت کر آتی ہے اور خواہشات سے دبی ہوئی آواز لب تک آنے کی جرأت کرتی ہے۔ اس وقت یہ لوگ بڑے خلوص اور بڑی صداقت سے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور جب یہ مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ زندگی کے جذبات پھر ان کو اپنی جانب متوجہ کر لیتے ہیں۔ اور یہ پھر خدا کو بھول جاتے ہیں اور پھر وہی دیوتاؤں کو پوجنا شروع کر دیتے ہیں ۔ ۔ ۔

حل لغات:۔ لہو۔ کے معنے اصل میں بہت سے ہیں۔ یعنی دنیا ایسا مقام ہے جسکے مشاغل حقیقی کی فکر سے انسان کو برگشتہ کردیتے ہیں۔ اور ان عارضی دلچسپیوں میں پڑ کر انسان کچھ اس قدر کھو جاتا ہے کہ دنیا کا جاودانی پہلو اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۔ ۔

يَكْفُرُوْنَ ○

۶۸- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

۶۹- وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

ناشکری کرتے ہیں ○

۶۸- اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا حق کو جب اس کے پاس آیا جھٹلایا ؟ کیا دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ؟ ○

۶۹- اور جنہوں نے ہماری راہ میں محنت کی انہیں ہم اپنی راہیں دکھلائیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے [ف۱] ○

آیاتہا ۶۰	(۳۰) سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ (۸۴)	رکوعاتہا ۶

(۳۰) سُورۂ روم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓمّٓ ○

۲- غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○

۳- فِيْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○

۱- الٓمّٓ ○

۲- رومی لوگ مغلوب ہو گئے ہیں [ف۲] ○

۳- قریب تر زمین میں اور وہ بعد اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب غالب آجائیں گے ○

بقیہ صفحہ ۹۶۶ :-

انسان کی نفسیات تو کچھ اس درجہ عبرت کی متقاضی ہے کہ تصور اللہ کے قریب ہے کہ مصیبت کے وقت تو اللہ کی طرف دوڑتا اور لپکتا ہے۔ مگر مسرت میں اس کو بھول جاتا ہے ۔

ان آیات کے ضمن میں بتایا ہے ۔ کہ وہ دنیا جو اس کے لئے گمراہی کا باعث ہوتی ہے۔ اپنے رتبے اور تعلم کے لحاظ سے کس درجہ حقیر اور ذلیل ہے۔ اس کی بے ثباتی اور ناپائداری کو دیکھئے، تو معلوم ہوتا ہے ۔ محض گھروندا ہے ۔ ایک کھیل ہے۔ تماشا ہے ۔ مگر لوگ بے سمجھ ہیں ۔ کہ اس پر جان تک فدا کر رہے ہیں ۔ کیا دانائی اور عقلمندی کا یہ تقاضا نہیں ۔ کہ دائمی اور ابدی زندگی کے لئے کوشش کی جائے ۔ اور آخرت کے لئے زاد سفر مہیا کیا جائے ۔

دار آخرت کو لھِیَ الْحَیَوَانُ کے لفظ سے تعبیر کر کے قرآن کے اس نظریہ کی تائید فرمائی ہے ۔ کہ زندگی غیر منقطع اور مسلسل ہے اور موت کے معنے محض یہ ہیں ۔ کہ انسان ایک عارضی لباس کو کینچلی کی طرح اتار پھینکتا ہے ۔ اور ایک دوسرا جاودانی لباس پہن لیتا ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

فیوض رحمت کی بارش

ف۱ عرفان اور سلوک کی وسعتیں بے انتہا ہیں ۔ اور مجاہدین ذات وتقرب کے لئے راہ ہائے امین پر تصوف کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے تجلیات وانوار کا پورا پورا احاطہ کر لیا ہے ۔ جس قدر اس حظیرہ قدس کا قرب حاصل ہوگا ۔ اسی تناسب سے نظروں میں وسعت پیدا ہوگی ۔ اور معلوم ہوگا کہ ہزار وہ ہزار پردے درمیان میں حائل ہیں ۔ اور مقامات واحوال کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ ان سب پر کسی شخص کا حاوی ہونا ناممکن ہے ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جدوجہد کرنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے توفیق و تیسیر ارزانی ہے ۔ اور سالک ایک قسم کی اعانت اور شفقت محسوس کرتا ہے ۔ یعنی محبت اور خلوص شرط ہے ۔ پروردگار عالم کے فیوض رحمت کی بارش کمزور اور ناتواں انسان پر ہمیشہ ہوتی ہے ۔

غلبۂ روم

ف۲ بات یہ تھی ۔ کہ مشرکین مکہ کو حضور سے سخت عناد تھا ۔ رومی حسب ضرر

۴۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ

۴۔ چند برسوں میں۔ اس سے پہلے اور اس کے پیچھے حکم اللہ ہی کو ہے۔ اور اس دن ایماندار خوش ہوں گے ○

۵۔ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

۵۔ اللہ کی مدد سے جس کو وہ چاہے مدد دے اور وہی غالب مہربان ہے ○

۶۔ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۶۔ اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○

۷۔ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ○

۷۔ وہ حیات دنیا کا ظاہر حال جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں ○

۸۔ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ○

۸۔ کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے اس کو ٹھیک ساتھ حکمت کے اور مدت مقرر کے لئے پیدا کیا ہے؟ اور بہت لوگ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں ○

حاشیہ صفحہ ۹۶۷:- الیس لئے وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ عرب کو اور آپ کی جماعت کو کسی طرح کی کامیابی حاصل ہو۔ بلکہ وہ اس درجہ متعصب تھے کہ عربیات پرستی اور مجوسیت کی تائید کرتے کیونکہ یہ چیزیں اسلام کی ضد کے داخل متضاد واقع ہوئی ہیں۔ اور ہر اس واقعہ سے خوش ہوتے جس کا تعلق مسلمانوں کی دل گرفتگی اور آزردگی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ایرانیوں اور رومیوں میں جنگ چھڑی اور مجوسیت کو عیسائیت پر فتح ہوئی۔ تو ان لوگوں نے مسرت و ابتہاج کے شادیانے بجائے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ایرانیوں سے کوئی واقعی دلچسپی تھی بلکہ محض اسلئے کہ اسلام سے دشمنی تھی۔ اور ایرانی واضح مسلمانوں سے بہ نسبت اہل کتاب کے زیادہ دور تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ جس طرح یہ لوگ اہل کتاب پر غالب آگئے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مسلمانوں پر تسلط جما لیں گے۔ سورۂ روم کی ان آیات میں مشرکین کو متنبہ کیا ہے کہ تمہیں اس عارضی فتح پر مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ عنقریب یہ فتح و کامرانی شکست اور ناکامی میں تبدیل ہونے والی ہے۔ پھر تمہاری ہزیمت کیا ہوگی۔ اللہ کے ہاں یہ بات مقدرات میں سے ہے۔ کہ ایرانیوں کا جاہ و حشم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ محض تمہاری حمد داریاں تم کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتیں۔ بلکہ تم اس واقعہ پر ضرور خوش ہونا چاہتے ہیں۔ کہ وہ وقت دور نہیں جب مسلمان خوش ہوں گے اور ایوان عجم پر رومی پھریرا لہرا رہا ہوگا۔ چنانچہ نو برس بعد ایک طرف تو مسلمانوں نے مقام بدر پر صنادید قریش کی جڑ کاٹ دی اور دوسری طرف رومیوں کو ایرانی شان و شکوہ پر نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور گئے والوں کے گھر صف ماتم بچھ گئی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کیا اس طرح کی پیشین گوئی بجز تائید الٰہی کے ممکن ہے۔ ورانی عند [illegible]

حل لغات:- بضع۔ تین سے نو تک ہر عدد کو بضع کہتے ہیں۔ ظاہرًا من الحیٰوۃ الدنیا۔ اس جگہ لفظ ظاہر کو آخرت کے مقابلہ میں رکھا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ زندگی اصل میں نا ختم اور مسلسل ہے۔ مگر کوتاہ بینوں کو اس کا صرف وہ حصہ نظر آتا ہے جس کا تعلق دنیا سے ہے۔ اور جو ظاہر ہے۔ موت کے بعد کے واقعات جن کا مستقبل سے تعلق ہے۔ وہاں تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ بالحق۔ حق کا لفظ قرآن حکیم میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں اس سے مطلب ہے کہ کائنات کو یونہی بلا غایت

سو نہیں پیدا کیا گیا۔ اس کے پیدا کرنے میں ایک غرض پنہاں ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان رب العزت کے حضور میں پیش ہو تو اس کے لئے دینی نعمتوں سے استفادہ کرے۔

۹- اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَآ
اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ۝

۱۰- ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى
اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا بِهَا
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

۱۱- اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

۱۲- وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

۹- کیا وہ ملک میں پھرے نہیں کہ دیکھیں کہ ان لوگوں کا
انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ ان پر قوت
سے زیادہ تھے اور انہوں نے اسکو آباد کیا تھا اور انکے
پاس انکے رسول معجزے لے کر آئے تھے۔ سو اللہ ایسا
نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم نہ کرتا۔ لیکن وہ اپنی جانوں پر
آپ ظلم کرتے تھے ۝

۱۰- پھر آخر ان لوگوں کا جو بُرا کرتے تھے بُرا ہوا۔
اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا
اور ان پر ٹھٹھا کرتے تھے ۝

۱۱- اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دہرائیگا۔ پھر تم
اُس کی طرف پھیرے جاؤ گے ۝

۱۲- اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ مجرم ناامید رہ جائیں گے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۵:-

حالات یہ ہیں کہ مسلمان ایرانی اور رومی طاقت اور قوت سے تو واسطہ ہی نہیں رکھتے۔ ملک میں خیالات نہیں ہیں۔ کوئی ذریعہ نشر و اشاعت مہیا نہیں ہے۔ جس سے اندازہ ہو سکے کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے۔ مقابلہ عجم و نصیحت ایران و روم کے مرکزوں سے بہت دُور ہے۔ ایسی صورت میں ایسی صحیح پیشگوئی کرنا بجز الہام اور تائید خداوندی کے بالکل محال ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ الہامی کتاب خدا کا کلام ہے۔

اس پیشگوئی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ نفس پیشگوئی کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ بالکل مخالف یا نامعلوم حالات میں کی جائے۔ ورنہ ہر عقلمند شخص کے اختیار میں ہے۔ کہ وہ واقعات کی روشنی میں آیندہ کے لئے کچھ کہہ سکے۔

(حاشیہ ۹۶۶)

تعلیمات اسلامی عقل پر مبنی ہیں

ف قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیمات کی بنیاد فکر و غور پر رکھتا ہے۔ اور ہر شخص سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ سوچے سمجھے اور حقیقت کو خوب اچھی طرح پرکھے۔ وہ نہیں چاہتا کہ لوگ محض بغیر سوچے

ہو کر اسکو تسلیم کر لیں۔ اور ان کے دل مطمئن نہ ہوں۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ طالب حق ہر طرح کے شکوک سے دماغ کو پاک کرلے اور پوری طرح حلاوتِ ایمانی سے بہرہ ور ہو۔ قرآن حکیم کو اپنے عقائد پر اس درجہ یقین ہے۔ کہ وہ عقل و خرد کی جانچ کے سوال کو خود بیدار کرتا ہے اور غور و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ اُس کی رائے میں جہاں تک سچائی اور صداقت کا تعلق ہے۔ اسکو فطرت اور عقل سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور نہ صرف خطرہ۔ بلکہ عقل و فکر کا ارتقاء اُسکے حقائق کو اور زیادہ روشنی میں لے آتا ہے۔ کیونکہ اسلام بجائے خود نام ہے۔ صداقت کا۔ سچائی کا۔ فطرت کا۔ اور تجربات عقل و فکر کے چیدہ چیدہ نتائج کا

ف اس آیت میں یہی کہا گیا ہے۔ کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے اور اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (باقی صفحہ ۹۷۰)

حل لغات:-

اَثَارُوْا - اِثَارَۃٌ سے ہے۔ یعنی کاشتکاری کے لئے زمین کو الٹ پلٹ کرنا۔ جوتنا۔

یُبْلِسُ - ابلاس سے ہے۔ یعنی مایوس یا ملبس کے معنے میں۔ اللہ کی رحمتوں سے قطعی مایوس ہو جانے والا۔

۱۳- وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

۱۳- اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا شفیع نہ ہوگا اور وہ آپ اپنے شریکوں کے منکر ہوں گے ○

۱۴- وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○

۱۴- اور جس دن قیامت ف۱ قائم ہوگی اس دن لوگ متفرق ہو جائینگے ○

۱۵- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِىْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○

۱۵- سو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی باغ میں آؤ بھگت کی جائے گی ○

۱۶- وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

۱۶- اور جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا وہ عذاب میں پکڑے آئیں گے ○

۱۷- فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○

۱۷- پس پاک ہے اللہ کو جب تم صبح کرو ف۲ اور جب تم شام کرو ○

۱۸- وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○

۱۸- اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے تعریف ہے اور پچھلے پہر (یعنی عصر) اور جب تم دوپہر (یعنی ظہر) کرتے ہو ○

حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے:-

کہ ایک دن اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کے متعلق آخری فیصلہ سننا ہے اگر چاہئے کہ عقل و ہوش سے کام لیں اور سوچیں کہ اگر مکافاتِ عمل کا اصول غلط اور بے معنی ہے۔ تو پھر اس نظام کائنات کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر انسان اپنے اعمال میں بالکل آزاد ہے اور مرنے کے بعد زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کوئی پرسش نہیں ہونے والی ہے۔ تو پھر زندگی اس بکھیڑے سے کیا مطلب ہے؟ یہ جو آسمان کی وسعتیں اور بلندیاں کیوں ہیں۔ اور ایسا کیوں ہے کہ روزانہ آفتاب ہماری خدمت کیلئے چمکتا ہے۔ اور چاند متحرک ہے اور ستارے معروف گردش ہیں۔ آخر حضرِ انسان کی یہ خاطرداری کیا محض بے مقصد ہیں؟ یا یہ درست ہے کہ ان ساری نعمتوں کے مقابلہ میں انسان سے پوچھا جائے گا۔ کہ اس نے آخرت کے لئے کیا زاد مہیا کیا ہے۔ اور کہاں توشہ جمع کیا ہے؟

(حاشیہ صفحہ ۹۶۹)

ف۲ ان دو آیتوں میں بتایا ہے کہ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے۔ بُرے اعمال کا انجام کتنا عبرت ناک ہوتا ہے۔ اس سطح معمورہ پر کئی قومیں آئیں۔ رہیں بسیں۔ اور مٹ گئیں۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے قوانین سے روگردانی اختیار کی۔

مکہ والوں سے مخاطب ہے۔ کہ انہیں اپنی دولت و ثروت پر گھمنڈ کیوں ہے۔ ان سے پہلے کی قومیں ان سے کہیں طاقت ور اور مضبوط تھیں تمدن و تہذیب کے لحاظ سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں۔ مگر تکذیب کی وجہ سے جب اللہ کا عذاب آگیا تو کیسی کی قوت اور مادی ترقی انکو بچا سکی۔ بتلاؤ۔ کہ آج وہ قومیں کہاں ہیں؟

(حاشیہ صفحہ ۹۶۹)

بہترین زاویہ نگاہ

ف۱ قیامت کے دن تمام لوگوں میں ایک قسم کا امتیاز پیدا کر دیا جائے گا۔ وہ لوگ جنہوں نے ایمان کی نعمت کو قبول کیا تھا

(باقی صفحہ ۹۷۱ پر)

حلِ لغات:- يُحْبَرُوْنَ "حبرٌ" کے معنے اصل میں حسن و جمال کے نشان کے ہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے۔ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ رَجُلٌ قَدْ ذَهَبَ حِبْرُهُ وَسِبْرُهُ۔ یعنی آدمی جب جہنم میں سے نکلیگا تو اسکا سارا جمال اور خوب صورتی ضائع ہو چکی ہوگی اور رعنائی و زیبائی کے نشانات مٹ چکے ہونگے۔ یہاں یہ مقصد ہے کہ یہ لوگ

سو لوگ اس درجہ مسرت میں ہونگے کہ انکے چہروں سے عیاں ہوگا۔

۱۹- يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ○

۱۹- وہ مُردہ میں سے زندہ اور زندہ میں سے مُردہ نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ○

۲۰- وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ○

۲۰- اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ناگہاں تم انسان ہو گئے۔ جو پھیل رہے ہو ○

۲۱- وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○

۲۱- اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم اُنکے پاس آرام حاصل کرو اور تمہارے درمیان پیار اور محبت پیدا کی بیشک انہیں ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں نشانیاں ہیں ○

۲۲- وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ○

۲۲- اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری بولیوں اور رنگت کا اختلاف ہے۔ بیشک اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ○

۲۳- وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

۲۳- اور اسکی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کا سونا اور

حاشیہ صفحہ ۹۷۰ :- اور جیسے اعمال ہوں گے ویسے ثمرات ہوں گے۔ جنات نعیم میں شادمانی و فرحاں پھریں گے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ اور خدا کی آیات کو جھٹلایا۔ آخرت کا خوف دل سے نکال دیا۔ اور بالکل سرکش ہو گئے۔ وہ جہنم کے عذاب میں پھنسے رکھے جائیں گے۔

بات یہ ہے کہ اس دنیا میں یہ ممکن ہے کہ جو لوگ مجرم ہیں۔ وہ قانون اور عدالت کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں بلکہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ عوام کی نگاہوں میں نیک اور پارسا ہوں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے سکیں اور مکافات عمل کے بے پناہ قانون سے بچ جائیں۔ وہاں تو یہ عالم ہو گا۔ کہ جن لوگوں کو آپ یہاں نہایت محترم و معزز خیال کرتے ہیں۔ اگر وہاں ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور جو لوگ بظاہر حقیر اور ناکارہ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ وہاں ایمان کی وجہ سے بڑی خوش قسمتی اور خوش بختی پر نازاں و مفتخر ہوں گے۔

قرآن حکیم نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں عموماً اعمال صالحہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ صرف اقرار باللسان نجات و صعادت کیلئے کافی نہیں۔ بلکہ عمل اور جدوجہد کی بھی ضرورت ہے۔ وہ ایمان جو عمل کا مظہر و مثمن کے مقرون نہ ہو۔ بیکار ہے۔ خدا مضبوط ایمان چاہتا ہے جو عمل کی سرحد سے بالکل ملا ہوا ہو۔ جو یکدم تمام اعضاء و جوارح کو حرکت میں لے آئے اور تڑپ کا سبب ہو۔ جو بجلی کی طرح رگ و پے میں دوڑ جائے۔ اور دل و دماغ میں آگ سی لگا دے۔ اس طرح ایمان و عمل کو باہم ذکر کرنے سے یہ بھی مقصود ہے۔ کہ اعمال صالحہ کے لئے ایمان صحیح کی اشد ضرورت ہے۔ بغیر صحت عمل اور جدوجہد کی صحت کا یقین کر لینا غلط ہے۔ ایمان کی حدود سے باہر

یکی اور صلاحیت کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ یعنی جہاں تک زاویہ نگاہ کا تعلق ہے۔ اسلام انسانیت کا آخری اور بہترین زاویہ نگاہ ہے۔ اور جو اس سے محروم ہے۔ گمراہ ہے۔ اور غلط کار ہے۔

ف۱ یہ آیات مطلقاً اس بات پر دال نہیں۔ کہ صبح و شام کے ان مختلف اوقات میں تم لوگ اسکے مظاہر جلال و قدرت کو ملاحظہ کرو۔ اور پھر اس کی تسبیح بیان کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کس طرح رات کی تاریکی کو صبح کی روشنی میں بدل دیتا ہے۔ اور کیونکر عشاء اور ظہر میں حرارت اور روشنی کا تفاوت پیدا کر دیتا ہے۔ نمازوں کی تعیین ان آیتوں میں نہیں ہے۔ وہ آگے حاشیہ صفحہ ۹۷۲ پر

ف۲ خدا کی صفت یہ ہے۔ کہ وہ جن چیزوں کو ہم اضداد سمجھتے ہیں۔ ان کو اس طرح ترکیب دیتا ہے۔ کہ ان میں تضاد بالکل دُور ہو جاتا ہے۔ اور بظاہر مختلف چیزیں اُسکی قدرت کاملہ سے واقعات کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ موت اور زندگی باہم بالضد ہیں۔ مگر وہ مُردوں کو جلاتا اور زندوں کو موت کی آغوش میں لے لیتا ہے۔ اسی طرح مٹی ایک بے جان چیز ہے مگر وہ اسی بے جان شئے سے اقسام ریاں پیدا کرتا ہے۔ جو انسانی زندگی کا ایک عنصر ثابت ہوتی ہے۔

فلسفہ ازدواج

ف۳ قرآن حکیم میں یہ عجیب خصوصیت ہے۔ کہ وہ نہایت اختصار کے ساتھ بعض دفعہ اشاروں اشاروں میں وہ وہ نکات سمجھا دیتا ہے۔ کہ عقل و فراست کے کئی دفتر بھی انکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (باقی صفحہ ۹۷۲ پر)

حل لغات :- يُحْيِ الْأَرْضَ۔ جلانے سے غرض یہ ہے۔ کہ زمین جیسی خشک ... ہو جاتی ہے۔ رحمۃ۔ آپس میں رحمت۔ سکون کا سبب قرار دیا ہے۔ اَلْسِنَتِکُمْ۔ جمع لسان۔ بمعنی زبان۔ اَلْوَانِکُمْ۔ لون۔ لون کی جمع ہے۔ بمعنی رنگ۔

وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝
۲۴- وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ۝
۲۵- وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ
اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝
۲۶- وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ
لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝
۲۷- وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى

تمہارا اسی کے فضل (روزی) کو تلاش کرنا ہے بے شک
اس میں ان لوگوں کیلئے جو سنتے ہیں نشانیاں ہیں ۝
۲۴- اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور
لالچ دلانے کے لئے بجلی دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی
اُتارتا ہے پھر اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ
کرتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں ہیں ۝
۲۵- اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اسکے
حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں زمین سے ایک بار
پکارے گا تو تم فوراً ہی نکل آؤ گے ۝
۲۶- اور جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے سب
اس کے حکم کے تابع ہیں ۝
۲۷- اور وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائیگا
اور وہ اس پر آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسکی

حاشیہ صفحہ ۹۷۱ و ۹ پر غور فرمائیے۔ معاشرتی صورت حال میں یہ کتنا
اہم مسئلہ ہے۔ کہ عورت کا وجود وہ اہمی نقطہ ہے جس سے گیا ہے۔ اور کیونکر
زندگی کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ کہ ان لطفات سے
مقصود جنسی اور معاشرتی تسکین ہے۔ قلب و روح کی طمانیت ہے۔
لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا اور سکون صحیح معنوں میں خوشگوار بنانے کا طریق یہ ہے
کہ دونوں فریق مرد و عورت ذمہ داری کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مرد اپنی
قوت و توانائی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور عورت کے حق میں سراپا
رحمت و شفقت سے کام لیں۔ اور عورت اپنے حسن و جمال پر مغرور نہ ہو
بلکہ خاوند کے لئے اپنے دل میں محبت و مودت کے جذبات کی تربیت کرے۔
وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ
اس ایک آیت میں قرآن نے معجزانہ طریق سے فلسفۂ معاشرت کا
ایک حصہ بند کر دیا ہے۔ مقام اور منصب کا تعین فرمایا ہے۔ کہ عورت
سکون و طمانیت آفرین شخصیت ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے۔ کہ اس سکون
کو کیونکر عمل زندگی میں پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی لئے ارشاد ہے۔ کہ ان
باتوں میں سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ؕ

حاشیہ صفحہ ھٰذا

ف ان تمام آیات میں فکر و علم کی دعوت ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ کائنات
کے رموز و اسرار پر غور کرو۔ اور یہ دیکھو۔ کہ یہ کارگاہ حیات کس درجہ مکمل
و جامع قوانین پر قائم ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرو۔

زبانوں اور رنگتوں کے اختلافات کو گہری نظر سے دیکھو۔ فطرت کا ہر
مظہر قیاس ہے۔ آرام اور تمہاری آسائش و آسودگی کے لئے ہے۔ رات
کو دن کے تھکے ہارے سو جاتے ہیں۔ دن کو روشنی میں اپنا کام کاج
کرتے ہو۔ یہ تقسیم کتنی ضروری ہے۔ آسمان پر بادل گھر کر آتے ہیں
بجلی کوندتی ہے۔ تم ڈرتے بھی ہو اور امید بھی رکھتے ہو۔ کہ اگر بارش
ہو جائے۔ تو مردہ اور خشک زمین زندہ ہو جائے گی۔ کھیت لہلہا
اٹھیں گے۔ اسی طرح ہواؤں اور بادلوں کا علم تمہاری زراعت کیلئے
از بس ضروری ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ پھر یہ
دیکھو کہ ستارے کیونکر اپنے مدار اور محور پر قائم ہیں۔ اور زمین کس
طرح اس کے حکم سے اپنی جگہ پر استوار ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔
کہ آفتاب اپنی طرف کھینچ لے جائے۔ اور ساری کائنات وقت مقررہ
سے پہلے درہم و برہم ہو جائے۔ جب وہ متعین وقت آجائے
گا۔ اس وقت یہ تمام قانون معطل ہو جائیں گے۔ اور ان کی جگہ دوسرے
قوانین مسلط ہونگے۔ پھر ایک صور سے سب زمین میں سے نکلو گے اور اس کے
حضور میں پیش کئے جاؤ گے۔ زمین و آسمان کی ہر چیز اسکے تابع ہے اسے
کسی معاملے میں انکار و سرکشی کی تاب و توان نہیں۔
غرض یہ ہے۔ کہ مرد مسلم کی نگاہیں آفاق گیر ہونی چاہئیں۔ اسکو اس کائنات
کی ہر چیز پر غور کرنا چاہیئے۔ ان کے طبیعیات کا علم بے پایاں بڑھنا
کائنات کے اسرار و رموز پر نظر فلسفیانہ ترنگ بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا
کہ دینی مسائل کا جاننا۔ احکام و شریعت سے آگہی حاصل کرنا۔

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

مثال سب سے بلند ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ○

۲۸- ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ
مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ
مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ
اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

۲۸۔ اللہ نے تمہارے لئے تمہارے ہی احوال سے ایک مثال بیان کی ہے کہ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کیا اس میں تمہارے مملوک غلاموں میں سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں کوئی تمہارا شریک ہیں ایسے کہ تم سب اس میں برابر ہو کہ ان سے بھی ایسا ہی ڈرو جیسا اپنوں سے ڈرتے ہو۔ یوں ہم ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں پتے کھولتے ہیں ○

۲۹- بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ
فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

۲۹۔ بلکہ ظالم بغیر علم اپنی خواہشوں کے تابع ہوتے ہیں۔ سو جس نے گمراہ کیا، اُسے کون راہ بتائے۔ اور ان کا کوئی مددگار نہیں ○

۳۰- فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ
اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۤ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۳۰۔ پس تو (اے محمدؐ) ایک طرف کا ہو کر اپنا منہ دین کے لئے سیدھا رکھ۔ اللہ کی فطرت جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا ہے وہ لازم پکڑو۔ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی نہیں یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○

اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰی

ف اس آیت میں وہ اصل مشرکین مکہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جو حشر و نشر کے منکر تھے اور یہ نہیں مانتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندگی حاصل کریں گے ارشاد ہے کہ یہ بتاؤ جب تم اس حد تک تسلیم کرتے ہو کہ ابتداً تمام کائنات کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ بھی مانتے ہو کہ جب یہ چیزیں پیدا کی گئی ہیں، اس وقت کوئی دوسری ذات اس کے شریک و سہیم نہ تھی تو پھر اس کے ماننے میں کونسی بات مانع ہے۔ کہ وہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ کیا ایک ہی چیز کو دوبارہ پیدا کرنا نسبتاً زیادہ آسان نہیں ہے۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کہنے سے غرض یہ ہے۔ کہ یہ تمہیں سمجھانے کیلئے ہم کہتے ہیں۔ کہ کائنات انسانی کو دوبارہ پیدا کرنا جانے نے نسبتاً زیادہ سہل ہے۔ ورنہ یہاں بات ہی نہیں۔ صرف ارادہ کی ضرورت ہے۔ جب جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو، وہ فی الفور عدم سے موجود ہو جاتی ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ کسی چیز کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے متعلق طور پر بھی وسائل اور ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے خدا اس کا محتاج نہیں ہے وہ بغیر وسائط ہر چیز کو بمجرد ارادہ کے پیدا کر سکتا ہے۔ اور دوبارہ بھی کوئی جدید اور الگ چیز نہیں ہے اس کے علم کا ایک عمل ہی ہوتا ہے۔

انتہائی ذلت

ف کس قدر تعجب وہ تحقیق ہے کہ انسان انسان کے سامنے جھکے اور اس درجہ اس کو عزت و تکریم کا مستحق سمجھے کہ اس کی پوجا کرنے لگے اور اس کے ڈر سے اور دل میں اس کا خوف رکھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا مالک اور مملوک کا درجہ برابر ہے۔ کیا غلام آقا کی برابری کر سکتا ہے۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کے بندوں کو اس مالک الملک اور آقا کے مقابلہ میں لا کھڑا کرتے ہو۔ کیا یہ بے علمی اور جہالت کی بات نہیں۔ کیا یہ سراسر انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی بات نہیں کتنا بڑا ظلم ہے کہ حقیر اور ذلیل انسان کو الوہیت کی مسند پر بٹھا دیا جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ گمراہی اور ضلالت کا وہ مقام ہے جہاں رشد و ہدایت کی توفیق چھن جاتی ہے اور انسان شرک و بت پرستی کی بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

حل لغات:- اَضَلَّ اللّٰهُ۔ یہ اطلاق بیانی قرآن حکیم کا۔ اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ اللہ نے براہ راست ان لوگوں کو گمراہ کیا ہے یا وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے یا ان کو گمراہ رہنا گوارا ہے بلکہ اصل میں یہ اختصار ہے مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ زندگی کی ایسی منزل تک پہنچ جاتے ہیں جہاں ان کے لئے گمراہی لازم قرار ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے مفہوم کو اَضَلَّ اللّٰهُ کے مختصر الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔

۳۱- مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
۳۲- مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝
۳۳- وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ
مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝
۳۴- لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۝
۳۵- اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا
كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝
۳۶- وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ

۳۱۔ سب اسکی طرف رجوع ہو کر (رہو) اور تم سب اس سے
ڈرو اور نماز ف۱ پڑھو اور مشرکوں میں نہ ہو ۝
۳۲۔ جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے
ہر فرقہ جو اسکے پاس ہے اس پر خوش ہے ۝
۳۳۔ اور جب آدمیوں پر سختی آتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع
ہو کر پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی طرف سے انہیں رحمت چکھاتا ہے تب
ہی ایک فرقہ ان میں سے اپنے رب کا شریک ٹھہراتا ہے ۝
۳۴۔ تاکہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اسکی ناشکری کریں۔ سو فائدہ
اٹھا لو آگے معلوم کر لو گے ۝
۳۵۔ کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے کہ جو
یہ شرک کرتے ہیں، سو وہ بتلا رہی ہے ۝
۳۶۔ اور جب ہم آدمیوں کو کچھ رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش

حاشیہ صفحہ ۹۷۳

مذہب کا جدید ترین معیار

ف۳ آج مذہب کیلئے جدید ترین معیار صداقت یہ ہے کہ وہ فطرت کے آئین کے مطابق ہو۔ آج یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان قوانین میں جو مہر و ماہ میں اور جبل و کاہ میں کارفرما ہیں۔ اور ان اخلاقی قوانین کے منبع و سرچشمہ میں کوئی فرق نہیں۔ جنکو ہم شریعت یا مذہب کہتے ہیں۔ وہ انہیں مادیت کے منافی سمجھتے ہیں۔ اور یہ دنیا کے روحانیت کے قوانین۔ دونوں کا سرچشمہ فطرت اور اس کا غیر متبدل حسن ہے۔ قرآن حکیم نے آج سے چودہ سو سال قبل اس حقیقت کو اتنا جامع اور واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ مذہب کا اتنا تخیل اور اتنا واضح انداز بیان! یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ قرآن اس ذات کا کلام ہے جسکی نظر زمان و مکان کی بعید ترین وسعتوں سے بھی کہیں آگے ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ فطری ہے اور غیر متبدل ہے اور یہی دین قیم ہے مگر لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں۔ اور وہ مذہب کو اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

نماز نہ پڑھنا شرک ہے

ف۱ ان آیتوں میں تین چیزوں پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک تو یہ بتایا ہے کہ نماز نہ پڑھنا علانیہ شرک کا ارتکاب کرنا ہے۔ دوسرے یہ فرمایا ہے کہ تفرق و تشتت پیدا کرنا مشرکین کی صفت ہے۔ اور تیسرے یہ ارشاد ہے کہ اختلاف اور گروہ بندی کیلئے کوئی وجہ جواز نہیں۔ یوں تو ہر گروہ اپنے پاس کچھ ایسے دلائل رکھتا ہے جسکی وجہ سے وہ شاداں و فرحاں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کسی عنوان گروہ بندی اور فرقہ سازی پسند نہیں۔

غور فرمایئے۔ نماز مسلمانوں کیلئے کتنی ضروری ہے۔ اسکے بغیر یہ سمجھنا کہ ہم مسلمان ہیں۔ کیا محض حسن ظن نہیں ہے؟ قرآن تو بتاتا ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا۔ وہ مشرکین کی سی عادات کا حامل ہو جاتا ہے۔ (باقی صفحہ ۹۷۵)

ضُرٌّ۔ تکلیف۔ دکھ۔ مصیبت۔

حل لغات:۔ فَتَمَتَّعُوْا۔ تمتع سے ہے۔ یعنی بہرہ اندوز ہو۔

سُلْطٰنًا۔ دلیل قاہر۔ حجت۔ استدلال۔

يَتَكَلَّمُ۔ یعنی کیا وہ منطقی طور پر اثبات شرک کیلئے کفایت کرتی ہے؟ کہ تمکو مجبور کر رہی ہے۔ کہ شرک کا ارتکاب کرو۔

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ○
۳۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ○
۳۸۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَ
ابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
۳۹۔ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ
فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ
تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الْمُضْعِفُوْنَ ○

ہوتے ہیں اور اگر ان کاموں کے سبب جو اُن کے ہاتھوں
نے آگے بھیجے ہیں انپر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو فوراً ہی ناامید ہوجاتے ہیں ○
۳۷۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کیلئے چاہے روزی فراخ
اور تنگ کرتا ہے۔ بیشک اس میں ایمان دار لوگوں کیلئے
نشانیاں ہیں ○
۳۸۔ سو تو رشتہ دار کو اس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو بھی۔ یہ
ان کے لئے جو اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں بہتر ہے اور یہی
چھٹکارا پانے والے ہیں ○
۳۹۔ اور جو کچھ کہ تم سود دیتے ہو تاکہ ان لوگوں کے مال میں بڑھتا
رہے وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو تم خدا کی رضامندی
کی طلب میں زکوٰۃ (یعنی پاک دل سے) دیتے ہو سو ایسے
ہی لوگ ہیں جن کے دُگنے ہو گئے ○

(بقیہ صفحہ ۹۷۴)۔
اور آپ نمازیں نہ پڑھیں پھر بھی مسلمان ہیں، وہ کیسا اسلام ہے؟ نماز نہ پڑھنا شرک اسلئے ہے کہ یہ اللہ کے سب احکام سے زیادہ موکدہ حکم ہے۔ پھر اگر ایک شخص مسلمان کہلا کر بھی نماز کا منکر ہے۔ تو ظاہر ہے کہ کوئی چیز اس سے بھی زیادہ اسکے نزدیک اہم ہوگی جسکو وہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور جسکے لئے نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ یہی شرک ہے کہ خدا کے احکام کے برعکس کسی دوسری چیز کو اہمیت دی جائے۔ اور یہ سمجھا جائے۔ کہ یہ چیزیں اتنی ہی ضروری ہیں جتنی کہ خدا کی باتیں ضروری ہیں۔ اور وقتی اقتضاء ہیں۔

اسلام دین اخوت ہے۔ دین وحدت ہے۔ اس کا منشا ہے کہ تمام انسانوں کو مضبوط لڑی میں منسلک کردے۔ پھر ان کا اگر آپس میں اختلاف ہو۔ تو اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ اسلامی نظام عمل کی برکات سے حقیقتاً محروم ہیں۔ قرآن حکیم کے نزدیک اس سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مختلف جماعتوں اور عصبیتوں میں بٹ جائیں۔ اور اسلامی روح سے بے بہرہ ہوجائیں۔ اس لئے طبعاً وہ ہر اس دلیل کو پسند نہیں کرتا۔ جسکو اختلاف کے جواز کے سلسلے میں پیش کیا جائے۔ وہ تمام دنیائے اسلام کو ایک نوع اور ایک جنس قرار دیتا ہے۔ وہ ایک تہذیب اور کلچر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسکی خواہش ہے کہ صرف اسلامی عصبیت اور اسلامی نظریات ہی مقبول ہوں۔ اور انسانوں میں بلحاظ عقائد کے صرف مسلم اور غیر مسلم کی تقسیم ہو۔ کوئی تیسرا گروہ نہ ہو۔ بجز اسلامی عصبیت کو وہ سب سے اور چیز کو سمجھے ماورا اپنے فرقہ کو نفس اسلام سے زیادہ اہم قرار دیتے۔

ف ان آیات میں انسانی نفسیات بیان فرمائی ہیں۔ کہ کیونکر وہ حالات کے عدم توازن سے اپنے دماغی توازن کو کھو بیٹھتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ سب انقلابات اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور ناگزیر ہیں جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو پھر خلوص قلب کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکتا ہے۔ اور رو رو کر دعائیں مانگتا ہے اور اللہ کی رحمت وشفقت سے دوچار ہوتا ہے۔ تو پھر اللہ کے ساتھ اپنی کوششوں اور نتائج کو شریک وسہیم ٹھہرا لیتا ہے۔ حالانکہ یہ کفر ہے۔ اور اس کیلئے کوئی دلیل نہیں۔ پھر زندگی کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ مسرت میں یہ انسان بہت خوش ہوتا ہے۔ اور تکلیف میں جو سراسر ان کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مایوس ہو جاتا ہے۔ (بقایا صفحہ ۹۷۶ پر)

حل لغات:- یَقْنَطُوْنَ ناامید ہوتے ہیں۔ مایوس۔ بددل ہوں

ھ زکوٰۃ پہلی عام صدقات کے معنوں میں ہے ●

۴۰۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ
يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ
وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ع ۴

۴۰۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے کہ ان کاموں سے کچھ کر سکے؟ وہ پاک ہے اور جو وہ شرک کرتے ہیں اس سے بالاتر ہے ○

۴۱۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا
كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ
الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

۴۱۔ لوگوں کی کرتوتوں سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوا ہے تاکہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے شاید وہ رجوع کریں ○

۴۲۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ○

۴۲۔ تو کہہ تم زمین میں سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ پہلوں کا انجام کیا ہوا۔ اُن میں اکثر مشرک تھے ○

۴۳۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ

۴۳۔ سو تو اپنا منہ سیدھے دین کے لئے سیدھا رکھ۔ اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلایا نہیں جائیگا

حاشیہ صفحہ ۹۷۵:۔

حالانکہ نہ مسرت میں آپے سے باہر ہونے کی ضرورت ہے۔ اور نہ تکلیف میں مایوس ہونے کی حاجت۔ رزق کی کشائش اور تنگی سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس شخص کو جب چاہتا ہے۔ دولت سے نواز دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے بڑوں بڑوں کو افلاس اور عسرت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس لئے مرد مومن کا فرض ہے کہ وہ حالات کی مساعدت اور ناموافقت سے بالکل بے نیاز ہو جائے اور ہر حالت میں اللہ کا شاکر رہے۔

ع۔ (وہ ہے نہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں)

سود خواروں کی دولت

وللہ سود خوار لوگ قوم کے لئے اس لئے باعث لعنت ہوتے ہیں۔ کہ ان کی دولت اور ثروت قومی ضروریات میں صرف نہیں ہوتی وہ دن رات مال جمع کرنے کی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ رقم جو ہم خیرات اور صدقات کے نام سے دینگے۔ بالکل ضائع جائیگی کیوں نہ ہم سود پر لگا دیں تاکہ مزید نفع ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بدبختو! تم اس حقیقت کو سمجھتے۔ کہ چاندی اور سونے کے ان ڈھیروں سے کیا فائدہ۔ جو ضرورت کے وقت میں تمہارے کام نہ آ سکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمہاری دولت جس طرح دنیا کے کاموں کو سنوارتی ہے اسی طرح عقبیٰ کے کام بھی سنوارے۔ اور تمہارے لئے موجب خیر و برکت ہو۔ اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم اپنے مال و دولت کے ذخیروں سے قوم کے غریبوں اور مسکینوں کو فائدہ پہنچاؤ۔ درحقیقت دولت کا یہی حصہ جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو محفوظ رہتا ہے اور بڑھتا ہے۔ یہی تمہارے لئے ثواب و اجر کا باعث ہے۔ اور وہ جو تجوریوں میں بند ہے۔ اور جس سے تمہیں بہت آمدنی ہوتی ہے محض ضائع جاتا ہے۔ تمہارے مر جانے کے بعد تمہیں اس سارے ذخیرۂ سیم و زر میں سے ذرہ برابر نفع نہیں پہنچے گا۔ بلکہ الٹا موجب عذاب ہوگا۔

(باقی صفحہ ۹۷۷ پر)

حل لغات

۶ وَجْهُ اللّٰهِ۔ اللہ کی رضا

مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ○
۴۴- مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ
صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ○
۴۵- لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○
۴۶- وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ
وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ
الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
۴۷- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا
اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَ

اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ○
۴۴- جو کافر ہے اس کا کفر اسی پر ہے اور جنہوں نے نیک کام
کیا وہ اپنے ہی آرامگاہ درست کرتے ہیں ○
۴۵- تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام
کئے اپنے فضل سے بدلا دے بیشک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا ○
۴۶- اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ بشارت دینے والی
ہوائیں بھیجتا ہے اور تاکہ اپنی رحمت میں سے تمہیں کچھ
چکھائے اور تاکہ اسکے حکم سے کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ اسکا
فضل (روزی) تلاش کرو اور شاید تم شکر گذار رہو ○
۴۷- اور ہم تجھ سے پہلے کتنے ہی رسول اپنی اپنی قوم کے پاس
بھیج چکے ہیں۔ پھر ان کے پاس معجزات لے کر آئے۔
پھر ہم نے اُن لوگوں سے جو گنہگار تھے بدلہ لیا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۶:-

ف۵ شرک کی تردید فرمائی ہے۔ اور مشرکین سے پوچھا ہے۔ کہ بتاؤ تمہاری اس ساری زندگی میں تمہارے معبودوں کو کس درجہ دخل حاصل ہے۔ کیا اللہ ہی نے تمہیں پیدا نہیں کیا، پھر کیا وہی تمہاری ضروریات کا کفیل نہیں رہا، موت کس کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ کون ہے جو پھر تمہیں زندہ کریگا۔ ان سب باتوں کا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ تو پھر تمہارے معبودوں کے اختیارات کیا ہیں؟ ارشاد ہے۔ کہ وہ تمہارے ان مشرکانہ خیالات سے پاک اور اعلیٰ ہے اور وہ شرک کی بات کو کسی طرح پسند نہیں کرتا۔

ف۶ یہ اس وقت کا نقشہ ہے جب قرآن دنیا میں نازل ہو رہا تھا۔ بتایا ہے کہ کائنات میں اعتقاد اور عمل کا فساد اور طوفان رونما ہے۔ شرک اور بت پرستی کی تاریکیوں نے آفاق حیات تیرہ و تاریک ہے انسانیت کے قوائے اصلی میں فتور آگیا ہے۔ اخلاق ذلیل ترین صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اور اب اگر اسلام کی روشنی اور اس کی برکات سے انسان نے استفادہ نہ کیا۔ تو ہلاکت لازم و لابد ہے چنانچہ تاریخ کے ورق الٹ کر دیکھئے۔ معذب قوموں کے حالات کا معائنہ کیجئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا محض اس بناء پر مٹی ہیں کہ انہوں نے خدا کے حکموں کو نہ مانا اور فطرت کے پیغام سے روگردانی کی۔ پھر اگر یہ مکے والے قرآن نہ مانیں گے تو اللہ کی زبردست پکڑ اور گرفت سے کس طرح بچ سکیں گے؟

لعلّہم یرجعون سے غرض یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور قوموں کی ہلاکت اور موت میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ جب یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ تو قوم میں ذلت اور ادبار اور جہالت و توہم کی تمام بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ اور اس طرح سارا جسم انسانی مفلوج ہو جاتا ہے اور ان خصائل سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو کسی قوم کے لئے حیات و زندگی کا باعث ہوتی ہیں۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:-

خدا انسان کا حریف نہیں ہے

ف۱ ان آیتوں میں بتایا ہے۔ کہ جہاں تک کفر و انکار کا تعلق ہے اس ذات صمدیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی طرح ایمان و اعمال صالحہ سے اسکی جلالت قدر میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ (باقی صفحہ ۹۷۸ میں)

حل لغات:- یصّدّعون۔ اصل میں یتصدّعون ہے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ت، ص کے ساتھ مدغم ہو گئی ہے۔ معنی جدا جدا ہو جانے کے۔ صدع سے مشتق ہے۔ یمہدون۔ مہد سے مشتق ہے۔

مہد گہوارے کے معنی میں ہے۔ فانتقمنا۔ انتقام سے مشتق ہے معنی سزا دینا۔ اردو میں لفظ انتقام جس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں اس مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا۔

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
۴۸- اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ
سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ
يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ
يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ○
۴۹- وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ
عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ○
۵۰- فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ
يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ
لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

مومنین کی مدد ہم پر لازم تھی ○
۴۸- اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ پھر وہ ہوائیں بادل اٹھاتی ہیں۔ پھر خدا اس کو جس طرح چاہے آسمان میں پھیلاتا اور اسے تہ برتہ رکھتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے مینہ نکلتا ہے پھر جب اسکو اپنے بندوں میں سے جسپر چاہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں ○
۴۹- اگرچہ وہ اس وقت سے پہلے اس سے پیشتر کہ وہ ان پر نازل ہو نا امید تھے ○
۵۰- سو اللہ کی رحمت کے نشان دیکھ کر زمین کو اس کے مرے پیچھے کیونکر زندہ کرتا ہے بیشک وہ مُردے جلانے والا ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے ○

بقیہ صفحہ ۹۷۷۔
اگر ساری دنیا کفر و عصیان کو اپنا شیوہ بنالے۔ اور برملا خدا کا انکار کر دے۔ تو اسکے وجود باجود میں اور اسکے تعلق، قدسیت میں ذرہ برابر فرق نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر دنیا میں کوئی منکر نہیں۔ تمام لوگ اپنے غلط عقائد سے توبہ کرلیں۔ اور مومن صادق بن جائیں۔ اور زہد و ورع کا لباس زیب تن کرلیں۔ تو اسکی عظمت اور رفعت میں کچھ بھی ترقی نہیں ہوتی۔ یہ کفر و عصیاں تو محض اس لئے مذموم ہے۔ کہ اس سے خود انسان کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ تمدن صالح کیلئے سخت مضر ہے! اور اسکی وجہ سے نوع انسانی اپنے مقام روحانی سے گر کر حیوانیت کے اسفل گڑھوں میں جا پہنچتی ہے کفر چونکہ سراسر فساد و اختلال ہے۔ کون و مکان کے لئے اسکا وجود باعث لعنت ہے۔ اس لئے اس سے پرہیز لازم ہے۔ ورنہ منکر اور خدائے برتر و غالب کے لئے کسی طرح حریف بن سکتے ہیں؟ اسی طرح نیکی اور تقویٰ اسکے ذاتی اقتضاء ہیں۔ کہ ان سے نوع انسان میں بھلا ہوتی ہے۔ ان سے اخلاق سنورتے ہیں اور نوع انسانیت بلند تریں، روحانی مقامات پر متمکن ہوتی ہے۔ ورنہ اس ذات بے نیاز کو جاہئے تقویٰ اور پرہیزگاری کی کیا ضرورت ہے!

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ سے غرض یہ ہے کہ گو وہ باعتبار تکوین کے کافروں اور منکروں سے تعرض نہیں کرتا۔ اور انکے افعال و اعمال میں مزاحم نہیں ہوتا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ وہ انکے اعمال کو پسند بھی کرتا ہے اور وہ لوگ باوجود سرکشیوں کے محبوب بھی رکھتا ہے۔ کائنات کی مصالح کا تقاضا ہے کہ منکر کو نکالیں اور مومن کو ایمان میں پوری چھوٹ آزادی بخشی جانے سے برائی کی طرف بڑھنے والوں کو روک نہیں بنتا ہے۔ مگر اس کی خواہش یہی ہے کہ یہ بندے کفر سے بچیں۔ اور ایمان و تقویٰ کی دعوت کو قبول کریں۔
ف: ان آیات میں مظاہر قدرت کے جمال کی طرف نظروں کو متوجہ کیا ہے۔ تاکہ قرآن کا انداز تشریح قائم رہے اور مسلمان علوم و شریعت کے ساتھ تکوینی اسرار و رموز پر بھی غور کریں۔ اور یہ یقین رکھیں۔ کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ دونوں ایک ہی ذات کے پرتو ہیں۔ ایک ہی جمال کے دو پہلو ہیں۔ اور ایک ہی حسین کی دو ادائیں ہیں۔ فرمایا ہے۔ کہ اسکی نشانیوں میں ہواؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انکی افادیت پر غور کرو دیکھو یہ تو نیلاں بارش کا پتہ دیتی ہیں۔ پھر کس طرح انکی وساطت سے کشتیاں چلتی ہیں۔ اور جہاز سطح سمندر پر رواں دواں نظر آتے ہیں یہ سب نعمتیں اسلئے ہیں۔ تاکہ تم قدرت کے ان فیوض کو دیکھو۔ (باقی صفحہ ۹۸۹ پر)
حل لغات: الودق۔ اصل میں مینہ کہتے ہیں۔ بارش کو عام طور پر کہ

م ۔ اطلاق بارش پر ہوتا ہے ۔ مُبْلِسِيْنَ ۔ ابلاس سے مشتق بمعنی نا امید ہونا۔

۵۱۔ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا
لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ○
۵۲۔ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ○
۵۳۔ وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ
إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ
مُسْلِمُونَ ○ ع
۵۴۔ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ
جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ
مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ○
۵۵۔ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۵

۵۱۔ اور اگر ہم ایک ہوا بھیجیں پھر وہ اس (کھیتی) کو زرد پڑی ہوئی
دیکھیں تو اسکے بعد وہ ناشکری کرنے لگتے ہیں ○
۵۲۔ سو بیشک تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا۔ اور بہروں کو (بھی)
سُنا سکتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر جائیں ○
۵۳۔ اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر نہیں لا سکتا۔
تو تو اسی کو سُنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے
ہیں سو وہی مسلمان ہیں ○
۵۴۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے بنایا،
پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے
بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا
کرتا ہے وہی علم اور قدرت والا ہے ○
۵۵۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ مجرم قسمیں کھائینگے کہ ہم ایک گھڑی سے زیادہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۸ -

اصحاب اور بہت سی قومیں مستقل گزر چکی ہیں جنہوں نے استفادہ کرو جگاں پر حکومت کر دی اور حب
کر دو کہ کہیں تم اللہ کے عذاب ہو ۔

ف مقصد یہ ہے کہ آپ سے پہلے بھی انبیاء آئے ہیں اور لوگوں نے انکی حسب دستور
مخالفت کی ہے۔ پھر جب انکی سرکشی حد سے بڑھ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات
حرکت میں آیا اور ان لوگوں کو سخت ترین سزائیں دی گئیں ۔

حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی لحاظ میں بھی اپنے بندوں
کو ذلیل اور رسوا نہیں کرتے۔ بہرکیف اور ہر قسمت وہ انکے لئے اعانت کا اقدام کرتے
ہیں کیونکہ ان کی نصرت کو اللہ نے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے ۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا :-

حشر و نشر

ف قرآن کا طرز استدلال اتنا سادہ اور اتنا مؤثر ہے کہ جتنا زیادہ غور و فکر کیا جائے
کم نہیں۔ جیسی آپ نے خود دل آویزی کیا اظہار وضاحت کو قرآن پیش کرتا ہے جن کو ہم
روزانہ دیکھتے ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں جسے نہ سمجھ سکیں۔ ہر ایک نہیں رہتا پھر
دیکھتے ہیں کہ انسان جیسے فلسفیانہ مسائل کا استنباط کرتا ہے کہ یہی
سب واقعات منطق کی شہادت ہیں علوم رہتی ہیں ۔

تھے۔ دونوں میں ایک گروہ احیاء موتی کا منکر تھا جسکی عقل میں یہ بات
نہیں آتی تھی کہ کرۂ زمین کے عام کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کس طرح اٹھا کھڑا کرے گا۔
وہ حشر و نشر کو اور قیامت کو محض افسانہ سمجھتے تھے اور انکی رائے میں یہ حقیقت
عقل نہیں تھی کہ موت کو پھر زندگی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن
حکیم میں انکے اس عقلی استبعاد کو دور کرنے کیلئے کئی دلائل بیان فرمائے ہیں اور
بتلایا ہے کہ جس چیز کو تم محال سمجھتے ہو اسکے مثل تم زندگی میں بار بار دیکھتے ہو مگر
سرسری نظروں سے غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ آؤ ہم تمہیں دکھائیں کہ
روزمرہ کے حقائق ہمارے اس دعوے کیلئے بطور دلیل کے کام آ سکتے ہیں۔ ہواؤں
کو چلتے ہوئے تم نے دیکھا ہوگا یہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ہیں۔ وہی ہوائیں جب
کی رو میں اٹھتی ہیں کس طرح فضا میں چلتی پھرتی رہتی ہیں اور پھر کس طرح
ساری فضا میں پھیل جاتی ہیں۔ پھر گھٹا کے ابر کی صورت میں منقسم ہو جاتی ہیں
پھر برستی ہیں۔ اس نظام میں کو جھک کر خدا کے بندے خوش ہوتے ہیں۔ ابھی ابھی یہ
ہیں۔ سے بدل جاتی ہیں ان آثار رحمت پر غور کرو۔ کیا اسی طرح مُردہ اور خشک
کھیتوں میں زندگی کی روح نہیں پیدا ہو جاتی؟ (باقی صفحہ ۹۷۰ پر)

حلِّ لُغات :- اَلصُّمُّ - اصم کی جمع ہے۔ یعنی بہرہ ۔
شَيْبَةً - بڑھاپا ۔

مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ○

۵۶۔ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○

۵۷۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ○

۵۸۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ○

۵۹۔ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

۶۰۔ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

(دنیا میں) نہیں رہے تھے۔ اسی طرح وہ (دنیا میں بھی) الٹے پھیرے جاتے تھے ○

۵۶۔ اور جنہیں علم اور ایمان ملا ہے وہ کہیں گے کہ تم اللہ کی کتاب کے موافق قیامت تک رہے ہو سو یہ قیامت کا دن ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے تھے ○

۵۷۔ سو اس دن ظالموں کو ان کا عذر نفع نہیں دیگا اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی ○

۵۸۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال بیان کی ہے۔ اور اگر تو ان کے پاس کوئی نشانی لائے تو جو کافر ہیں وہ یہی کہیں گے کہ تم تو جھوٹ بناتے ہو ○

۵۹۔ یوں اللہ ان کے دلوں پر مہر کرتا ہے۔ جو نہیں جانتے ○

۶۰۔ سو تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ جو یقین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۹۔ پھر اگر یہ ممکن ہے کہ دوبارہ شروع کیا وہ اپنی قدرت اور حکمت کے کچھ حصے سے دوبارہ انسانی پود نہیں پیدا نہیں کر سکتا۔ وہ ہمیشہ قادر ہے۔ دیکھو کتنے عظیم الشان انقلابات ہوں وہ اس کے اختلال سے انکو کس وجہ بعینہ نہیں ہے۔ کیا اب بھی حشر و نشر کے انکار کرو گے۔

ف۵ مشرکین قرآن اول کو کہتے، مگر بیکار ان پر وہ جگہ اثر نہ ہوتا۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ مردہ ہیں، انکے دلوں میں زندگی کی قوتیں ختم ہو چکی ہیں۔ یہ دل کے کانوں سے بہرے ہیں۔ ان میں حق و صداقت کو سننے کی صلاحیت نہیں۔ اسلئے اگر آپ پیغام حق سے یہ متمتع نہ ہوں۔ تو آپ متفکر نہ ہوں۔ حلال نہ کریں۔ یہ مردہ دل، عقل کے اندھے ہیں۔ زندگی کی تمام استعدادیں چھن چکی ہیں۔ یہ دل کے اندھے ہیں۔ ان میں قوت بصیرت باقی نہیں رہی۔ یہ آپ کے اقتدار میں نہیں کہ ان کی آنکھیں روشن ہوں۔ ہر وقت کیلئے قلب و ذہن کی جنت نہ بخش سکیں۔

ف۶ حشر کی بحث کے متعلق یہ دوسرا استدلال ہے ارشاد ہے کہ تم خود اپنی حالت پر غور کرو۔ اس میں کتنی تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔ جب تمہیں پیدا کیا گیا تھا۔ ہوتم کتنے ناتواں تھے۔ پھر تمہیں خود زندگی توانائی بخشی۔ جوان ہوئے اور پھر ضعف و ضعف کی طرف لوٹ گئے۔ اس طرح کیا موت کے بعد پھر کسی

دوسری تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔

حاشیہ صفحہ ھذا ا۔

اعتراف حقیقت

ف۱ گزشتہ آیتوں میں یہ بتایا تھا۔ کہ جس وقت یہ اس وقت یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں۔ مگر جب قیامت آجائیگی۔ جبکہ یہ سب اسکی حقانیت کا اعتراف کرینگے۔ اور محسوس کرینگے کہ وہ خدا کے سامنے ہیں۔ اس وقت انکے علم تو جس طرح دنیا میں ہمیشہ الٹی باتیں کہتے تھے۔ اور انکو اوقات کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ یہ کہینگے۔ کہ ہم عالم برزخ میں بس ایک ساعت ہی رہے ہیں۔ مگر ان میں کے اہل علم و ایمان بھی ان کی غلط فہمی پر انہیں ٹوکیں گے کہ یہ میدان حشر ہے۔ تم تب اللہ کے موافق یوم البعث تک اس عالم میں رہے ہو۔ اب تیار ہو جاؤ کہ احتساب کا وقت آگیا قیل و قال اور بحث و مباحثہ کا وقت نہیں ہے۔ اس وقت انکی آنکھیں کھلیں گی مگر بے فائدہ۔ اس وقت کی بیداری سود مند نہ ہوگی۔ انکی کوئی معذرت قبول نہیں کی جائیگی۔ اور کسی طرح بھی یہ اللہ کی ناراضی کو دور نہیں کر سکینگے۔ اسلئے ضرورت کا ابھی سے سب ہر بات غور و ساتھ رکھا جائے۔ اور اس سے قبل کہ عرصہ حشر میں کشاں کشاں کھینچیں۔ اپنے دین عمل کو ایمان و یقین کی نعمتوں سے بھر لیں۔ اور اپنے ہیرے سفر کیلئے کچھ زاد راہ اپنے ساتھ لے لیں۔ تاکہ اس قابل ہو جائیں کہ وقت

اَلَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ۝

ایاتہا ۳۴	(۳۱) سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ (۵۷)	رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

۱۔ الٓـمّٓ ۝

۲۔ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۝

۳۔ ھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝

۴۔ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ
وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝

۵۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ
ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۶۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ
لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ

نہیں کرتے تجھے پھسلا نہ دیں

(۳۱) سُورۂ لقمان

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ آلٓمّٓ ۝

۲۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۝

۳۔ نیکوں کے لئے ہدایت اور رحمت ۝

۴۔ اور جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ آخرت
پر یقین رکھتے ہیں ۝

۵۔ وہی اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی
فلاح پانے والے ہیں ۝

۶۔ اور آدمیوں میں کوئی ہے کہ کھیل کی باتیں خریدتا ہے،
تاکہ خدا کی راہ سے بے سمجھے گمراہ کرے اور اُسے ٹھٹھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۰:۔

ف۱ غرض یہ ہے جو حق سمجھانے اور حقائق کو دل تک اتارنے کا تعلق ہے۔ قرآن حکیم کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ہر طرح کے استدلال اور ہر قسم کے اسلوب سے سمجھایا ہے ایک جاہل سے لیکر فلسفی تک کے لئے ذہنیتوں کا خیال رکھا ہے۔ سادہ باتیں بتائی ہیں۔ اور حکیمانہ انداز میں اختیار کیا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ عبرت پذیری کیلئے جس قدر ذریعے انہام و تفہیم کے ہو سکتے ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں مگر منکرین کو کیا کیا جائے۔ کیا ان کو ان میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی وہ دلائل اور شواہد کو کھلے ہوئے بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ خدا تعالےٰ نے کے قلوب ہے اسلئے کہ ان کے دلوں میں ہدایت کو قبول کرنے کی استعداد ہی باقی نہیں رہی ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم • چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ف۲ حق کی نصرت مقدرات میں سے ہے اسلئے حضور کو تسلی دی جا رہی ہے۔ کہ آپ فکرمند اور ملول نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے یقیناً آپ کامیاب اور فائز المرام ہونگے۔ اور آپ کے دشمن ناکام اور رسوا۔ آپ گھبرائیے نہیں اور ایسا نہ ہو کہ یہ بے یقین لوگ اپنی حرکات

سے آپ کے پیمانۂ صبر کو چھلکا دیں۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:۔

سُورۂ لقمان

ف۱ اس سورۃ کو قرآن کے تعارف سے شروع کیا ہے کہ یہ آیتیں کتاب حکیم سے تعلق رکھتی ہیں ان میں منطقی اور رشد و ہدایت ہے۔ ان میں دلائل کا استحکام ہے ان میں اللہ کے دفترمیں اور یہ ان لوگوں کو ہدایت کے اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچاتی ہے جو مقام احسان پر فائز ہیں۔ جو نماز کو پوری شرائط اور معنویت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور دنیائے دوں کی دلچسپیاں پر سمجھتے ہیں۔

لَهْوَ الْحَدِیْثِ

ف۲ قرآن حکیم وہ کتاب ہے جس پر انسانیت کی فلاح و بہبود موقوف ہے جو رشد و ہدایت ہے جو اللہ کی رحمتوں کی کفیل ہے۔ تمام مشکلات میں تمہارا رہنما ہے۔ سراپا خیر و برکت ہے۔ لوگوں کے لئے قیامت تک آخری دستور العمل ہے۔ (بقیہ صفحہ ۹۸۲ پر)

حلِ لغات:۔ ھُدًی۔ یعنی مراتب علیا تک رسائی مطلق راہ نمائی مقصود نہیں۔ لَھْوَ الْحَدِیْثِ۔ افسانے، حکایتیں، نغمہ

راگ۔ اور اسی نوع کی چیزیں۔ وہ باتیں جو انسان کو حق و صداقت سے باز رکھیں۔

يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞

اڑائے ایسوں ہی کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

۷- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ
لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞

۷- اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو غرور کرتا ہوا منہ پھیر لیتا ہے گویا انکو سُنا ہی نہیں گویا انکے دونوں کان بہرے ہیں پس تو انہیں دُکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سُنا۔

۸- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۞

۸- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں ۞

۹- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۞

۹- ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست حکمت والا ہے ۞

۱۰- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى
فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۚ وَاَنْزَلْنَا

۱۰- اسی نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا کہ تم انہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ (بطور) بوجھ ڈال دیئے تاکہ وہ (زمین) تمہیں لیکر جھک نہ پڑے اور ہر طرح کے جانور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۲ :-

حضورؐ جب اس مجموعہ پاک کو سُنتے اور چاہتے کہ قوم کے مشرک اس کی روشنی سے لیتے تاکہ یہ حصوں کو تصور کریں اور اپنے اعمال کو سنواریں۔ اس لئے بدبخت لوگ ایسی گمراہ کن باتوں میں عوام الناس کو الجھاتے کہ وہ ان لغویات کو سُن کر قرآن کو نہ سنتے۔ چنانچہ نضر بن حارث انکو عجم کے جھوٹے اور غلط فسانے سناتا۔ رستم و اسفندیار کے قصے لوگوں کو نمک مرچ لگا کر بیان کرتا۔ اور وہ مزے سے ان خرافات کو سُنتے۔ حالانکہ ان میں کوئی بات بھی ان کے لئے ازدیاد علم و حکمت کا باعث نہ ہوتی۔ ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کو عذاب الیم کی خوشخبری سُنا دیجئے۔ جو قرآن حکیم کی آیات کو نہیں سُنتے اور غرور و نخوت سے گردن پھیر کر چل دیتے ۞

حاشیہ صفحہ ھذا :-

مقصد یہ ہے کہ نیکی کرنے والے مسلمانوں کو خبر دیجئے کہ انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آخرت کی نعمائے جنت انہیں ہمیشہ کے لئے ملیں گے۔ کیونکہ انہوں نے ایمان اور تقوٰی کی آواز کو سُنا اور یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے ۞

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ سے ایک ایسے نظریہ کی طرف اشارہ ہے جسے آج ہم نے معلوم کر لیا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ زمین جو ہمارا آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے۔ اور کسی وقت بھی اپنے خطوط و دوائر سے نہیں ہٹتی تو اس کی وجہ کیا ہے۔ کیوں آفتاب کی کشش اسکو اپنی طرف نہیں کھینچ لیتی۔ اور کیوں یہ کرۂ ارض ایک متناسب فاصلہ پر سورج کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم نے اس میں پہاڑوں کی وجہ سے ایسا ثقل پیدا کر دیا ہے۔ کہ اب اس میں غیر طبعی حرکت نہیں پیدا ہو سکتی۔ پہاڑ کشش اور جذب میں توازن برقرار رکھتے ہیں۔ اور اس طرح یہ کرۂ ارض محفوظ ہے اور ہمارے لئے دن رات اور موسموں کے اختلاف کا باعث ہوتا ہے ۞

حل لغات

رَوَاسِيَ - بوجھ - ثقل ۞
كَرِيْمٍ - عمدہ - نفیس - مفید ۞
غَنِيٌّ - بے نیاز - یعنی جمال و کمال کا وہ نقطۂ ارتقاء جو ہر ستائش سے بالا اور بے پرواہ ہو ۞

مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ
كَرِيْمٍ ۝
۱۱- هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
۱۲- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ
وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝
۱۳- وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝
۱۴- وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ
اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ
عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ

اسمیں پھیلائے اور آسمان سے ہم نے پانی اتارا۔ پھر اس میں
ہر قسم کے نفیس جوڑے اُگائے ۝
۱۱- یہ اللہ کی پیدائش ہے بس اب تم مجھے دکھاؤ کہ اوروں نے
جو اللہ کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے، بلکہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں ۝ ع
۱۲- اور ہم نے لقمان کو عقل مندی دی کہ اللہ کا شکر کرتا ہے تو وہ اپنے
ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو کوئی کفر کرتا ہے۔ اللہ بے پرواہ
قابل تعریف ہے ۝
۱۳- اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت اس سے
کہا کہ بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک البتہ بڑا ظلم ہے ۝
۱۴- اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارہ میں نصیحت کی
اسکی ماں نے تھک تھک کر اُسے پیٹ میں اُٹھایا اور اس کا دودھ
چھڑانا دو برس میں ہے۔ اسوئے انسان تاکید ہے کہ میرا اور اپنے والدین

والے تھے کہ مشرکوں اور بت پرستوں سے قرآن پوچھتا ہے کہ اے
بتوں اور شخصیتوں کے پوجنے والو۔ یہ آسمان تو ہم نے پیدا کئے اور پہاڑوں کو
بھی ہم نے زمین پر رکھا۔ تاکہ توازن درست رہے۔ بارش بھی ہم بھیجتے ہیں
بتاؤ اس کائنات میں تمہارے معبودوں نے کیا کارہائے نمایاں سرانجام
دیئے ہیں۔ انہوں نے کون سی دنیا بسائی ہے۔ کس عالم کو ایجاد کیا ہے؟
وہ کس آسمان اور زمین کے مالک ہیں۔ قرآن کا مطالبہ ہے۔ کہ
ان کی مصنوعات کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ ورنہ اس صریح ظلم سے
توبہ کرو۔ اور اس کھلی گمراہی کو چھوڑ دو۔ اور کہہ دو کہ اللہ کا کوئی شریک
اور ساجھی نہیں۔ وہ تنہا ساری کائنات کا مالک اور پروردگار ہے۔

حضرت لقمان

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے بلکہ ایک عظیم اور
دانشمند ولی تھے۔ اور جہاں تک اس وقت کے عربوں کا تعلق ہے۔
اُن میں اُن کے حکیمانہ اقوال کا کافی چرچا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ قرآن حکیم
نے ان کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔ کہ گویا پہلے سے مخاطبین انہیں جانتے
ہیں۔

حکمت کے معنے لغت میں کسی چیز کی حقیقت پہچاننے کے ہیں
اور اصطلاح میں دانائی اور درست کرداری سے تعبیر ہے۔ اور اسکی
اعلیٰ ترین قسم وہ ہے۔ جس میں دنیا کے معاشری عقدوں سے بحث کی
جائے اور یہ بتایا جائے۔ کہ کن اصولوں کے ماتحت ایک انسانی
ہیئت اجتماعیہ کا بہتر ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ اور کس طرح اس کا وجود اپنے
ابنائے جنس کے لئے باعث رحمت و برکت ہو سکتا ہے۔
قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ لقمان کو سب سے بڑی حکیمانہ باتیں عطا کی گئی تھیں۔
وہ یہی تھیں۔ کہ وہ شاکر تھے۔ یعنی وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ کے انعامات کی
ورد حانی کہ استعمال کو اور ان کو ظاہر کرنا، یہ سب سے بڑی فضیلت ہے انکو
یہ معلوم تھا کہ کون کون سے اعمال شکر میں داخل ہیں اور جن کو ان کر انسان
بہترین معاشری فضائل کو حاصل کر سکتا ہے اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ یہ
سب قول، عمل، عقیدہ اور اظہار نعمتوں کا اقرار، انسان کے اپنے
فائدے کیلئے ہے۔ اللہ مطلق حمد و شکر سے بے نیاز ہے وہ فی نفسہ
لائق حمد اور قابل تعریف ہے۔ جیسا کہ اس بات سے یہ سب چیزیں متعلق ہیں

حل لغات :- حکمت - دانائی
فی۔ یہاں احتیاج کے لئے ہے۔ یعنی گمراہی صریح و ظاہر عمل ہو اور اپنا

جو عطا میں بھی ہو ۔

إِلَيَّ الْمَصِيرُ ○

۱۵۔ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا
فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ
أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

۱۶۔ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ
أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ
لَطِيفٌ خَبِيرٌ ○

۱۷۔ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ

کا شکر کر۔ آخر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ○

۱۵۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر اڑیں کہ جس کا تجھ
کو علم نہیں اس کو میرا شریک کرے۔ تو تُو ان کا حکم نہ مان
اور دنیا میں اُن کے ساتھ اچھی طرح رہ اور جو میری طرف
رجوع ہوا اس کی پیروی کر پھر تم کو میری طرف آنا ہے سو میں
تمہیں بتاؤں گا جو تم کرتے تھے ○

۱۶۔ اے میرے بیٹے، اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر
بھی ہو۔ پھر وہ کسی پتھر یا آسمانوں یا زمین میں ہو اسے
بھی اللہ موجود کرے گا، بے شک اللہ باریک بین
خبردار ہے ○

۱۷۔ بیٹے نماز پڑھا کر اور بھلائی کا حکم دے۔ اور بُرائی

ف سب سے پہلے جس چیز کو حضرت لقمان نے قابل اعتناء سمجھا ہے۔ وہ مسئلہ توحید ہے۔ اس لئے اپنے بیٹے سے یہی کہتے ہیں۔ کہ دیکھو اس سے بڑھ کر انسانیت کی اور حق تلفی نہیں ہو سکتی کہ انسان اپنی فطری عظمت کھو بیٹھے۔ اور اپنے ابنائے جنس کے سامنے جھکے یا اس مخلوق کے سامنے سربسجود ہو۔ جو مرتبہ کے لحاظ سے اس سے کہیں فروتر ہے۔ یہ شرک ہے ظلم عظیم ہے۔ اور بہت بڑا گناہ ہے۔ بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ تجربہ میں یہ رشتہ سب سے زیادہ محترم ہے۔ اور سب سے زیادہ جاذب توجہ ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ ان بزرگ ترین افراد کی عزت و حرمت اس لئے ضروری ہے۔ تاکہ جذبۂ ربوبیت کو ہم چھوٹے پیمانے پر والدین کی شفقتوں میں دیکھ سکیں اور اس سے اندازہ کر سکیں۔ کہ وہ ربوبیت کبریٰ کس درجہ ہم پر مہربان ہوگی۔ جس کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔ والدین کے احترام کے ساتھ اس چیز کی تصریح ضروری ہے۔ کہ یہ احترام اسی حد تک واجب ہے۔ جس حد تک اللہ کے احکام کی نافرمانی نہیں ہوتی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔ اور جہاں یہ والدین اپنی بزرگی کا ناجائز استعمال کرنا چاہیں۔ اور اپنے بچوں کو شرک و بدعات پر مجبور کریں۔ اس وقت سعادتمندی یہ ہے کہ وہ بھی صاف طور پر انکار کر دیں۔ کیونکہ حق اور صداقت

تمام تعلقات سے زیادہ واجب الاحترام ہے۔

تیسری بات حضرت لقمان نے جو اپنے بیٹے کو بتائی۔ وہ یہ ہے۔ کہ عمل کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ حقیر سے حقیر اقدام۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت بھی نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے اور اللہ کا علم کامل ہے۔ کوئی شخص اسے دھوکہ نہیں دے سکتا۔

عزیمت واستقامت

ف حضرت لقمان کی چوتھی نصیحت یہ ہے۔ کہ بیٹا دل کو ذکر اور صلوٰۃ کی برکات سے معمور رکھو۔ اور دنیا میں بُرائیوں کے خلاف جہاد کرو۔ اور خود تقویٰ و صلاح کا نمونہ بنو۔ اور اس سلسلہ تبلیغ و اشاعت میں جس قدر بھی مصیبتیں پیش آئیں۔ برداشت کرو۔ کیونکہ یہ عزیمت و استقامت کی باتیں ہیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ ساری کائنات انسانی کو اللہ کی چوکھٹ پر جھکا دے۔ سب کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کر دے۔ اور سب کو نماز کا پابند بنا دے۔ مسلمان کی زندگی کا نصب العین یہ ہے۔ کہ وہ ہر نیکی اور تقویٰ کی بات کو پھیلائے۔ اور ہر بُرائی کو روکے۔

(باقی صفحہ ۹۶۵ پر)

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝
۱۸۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝
۱۹۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝
۲۰۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ
نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

سے منع کر، اور جو تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔ بے شک یہ
ہمت کے کام ہیں ۝
۱۸۔ اور مت موڑ اپنے گال واسطے لوگوں کے اور زمین پر
اترا کر نہ چل بے شک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز
کو پسند نہیں کرتا ۝
۱۹۔ اور میانہ چال چل اور اپنی آواز نیچی رکھ بے شک تمام
آوازوں سے بُری آواز گدھے کی ہے ۝
۲۰۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ
زمین میں ہے۔ اس کو اللہ نے تمہارا مسخر کیا ہے۔ اور
اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں
اور دہا وجود اس کے، آدمیوں میں بعض وہ ہیں کہ بغیر علم

(بقیہ صفحہ ۹۸۴)

وہ دنیا میں خدا کی حقانیت کا سب سے بڑا داعی اور رسا ہی ہے اس کے ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ ہر مصیبت کو جو خدا کی راہ میں آئے خندہ پیشانی برداشت کرے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

ف چونکہ حضرت لقمان کی خواہش یہ ہے۔ کہ ان کا بیٹا ہر طرح عمدہ اخلاق سے آراستہ ہو۔ اور صحیح معنوں میں وہ لوگوں میں صداقت کو پھیلائے۔ اس لئے آخر میں اس کو یہ بھی بتایا ہے۔ کہ عام بول چال میں ایسا نہ ہو۔ کہ لوگ تم میں کبر و نخوت کے خیالات کو محسوس کریں چال ڈھال میں بھی میانہ روی اختیار کرنا۔ نہ تو اتنا آہستہ آہستہ اور رک رک کر چلنا۔ کہ غرور ٹپکے۔ اور نہ اتنا جلدی جلدی کہ متانت و وقار کے منافی ہو۔ آواز کو بھی پست رکھنا لازم ہے۔ گدھے کی طرح اونچی آواز بدترین آواز اور سراسر انسانی حلم و وقار کے خلاف بلکہ انسانیت کے منافی ہے ملک عرب والے بہت زیادہ جاہل اور کج بحث تھے۔ چنانچہ ان آیتوں میں بھی بتایا ہے کہ اگر تم کائنات پر بنظر تحقیق غور کرو۔ اور سوچو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اور تمہیں ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا ہے جو ظاہر بھی ہیں۔ اور باطن بھی۔ مگر تم ہو کہ ابھی تک اللہ کی نعمتوں کو نہیں مانتے۔ اور بتوں کے سامنے جھکتے ہو۔ خدا نے تو ساری کائنات کو تمہارے قبضہ و اختیار میں دے دیا ہے۔ کہ اس سے استفادہ کرو۔ لیکن تم نے ان میں سے بعض کی پرستش شروع کر دی۔

نوٹ:۔ اس سے آگے صفحہ ۹۸۶ پر ف ملاحظہ فرماویں۔

حلِ لغات

تُصَعِّرْ۔ تصعیر سے مشتق ہے۔ غرور سے منہ پھیر لینا۔ یعنی بے توجہی یا تکبر سے پیش آنا۔
مَرَحًا۔ غیر موزوں نشاط۔ حد سے زیادہ خوش ہونا۔
مُخْتَالٍ۔ مغرور۔ متکبر۔
فَخُوْرٍ۔ نہایت ناز کرنا۔ سخت اترانا۔
وَاقْصِدْ۔ قصدٌ سے مشتق ہے۔ میانہ روی۔ اعتدال۔

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝
٢١- وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ
اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ
السَّعِيْرِ ۝
٢٢- وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى
اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝
٢٣- وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ
اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

اور بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے خدا کے بارہ میں جھگڑتے ہیں ۝

٢١- اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو خدا نے نازل کیا ہے، اسکے حکم پر چلو تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اسی پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ بھلا اور جو شیطان انہیں دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو تو بھی؟ ۝

٢٢- اور جس نے اپنا منہ اللہ کی طرف متوجہ کیا اور وہ نیک ہے تو اس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا اور ہر کام کا انجام خدا کی ہی طرف ہے ۝

٢٣- اور جو کوئی کافر ہوا تو اس کا کفر تجھے غمگین نہ کرے انہیں ہماری طرف پھر آنا ہے۔ پھر جو وہ کرتے تھے ہم انہیں بتائیں گے بیشک جو دلوں میں ہے اللہ جانتا ہے ف٢ ۝

ف١ پھر جب تمہیں حق و صداقت کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ تو تم نہایت بےجا جھگڑتے ہو اور بحث کرنے لگتے ہو حالانکہ تمہارے پاس نہ علم کی کوئی بات ہوتی ہے نہ عقل کی۔ اور نہ تم کسی الہام کو پیش کر سکتے ہو۔ نہ روشن کتاب کو۔ اور کیا ابھی تک تمہیں خیال ہے کہ تم صداقت پر ہو۔ تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ دیکھو صرف اللہ کے حکموں کو مانو۔ اور سوا ما انزل اللہ کے اور کسی بات پر کان نہ دھرو۔ مگر تم بدستور تقلید و جہالت کی الجھنوں میں پھنسے رہو اور یہی کہتے چلے جاتے ہو۔ کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے مسلک کو نہ چھوڑیں گے۔ تو کیا تم نے طے کر لیا ہے کہ ہم بہر حال آباؤ اجداد کے مذہب ہی کی پیروی کریں گے۔ چاہے وہ گمراہ ہوں اور ہم کو جہنم ہی میں کیوں نہ جھونک دیں۔

غرض یہ ہے۔ کہ مشرکین محض قدامت پرست ہیں۔ ان میں یہ استعداد نہیں ہے۔ کہ حقائق پر غور کر سکیں۔ اور غلط و صحیح باتوں میں امتیاز کر سکیں۔ ان کے نزدیک حق و صداقت کا معیار صرف یہ ہے۔ کہ ان کے باپ دادا اس پر عمل پیرا تھے اور بس۔

عُرْوَةِ الْوُثْقٰى

ف٢ ان سے قبل کی آیات میں فرمایا تھا۔ کہ جو شخص فکر و خیال سے لے کر حرکت و عمل تک سب چیزوں کو بربنائے اخلاص و عقیدت اللہ کے تابع کر دیتا ہے۔ وہ عقائد کے مضبوط ترین حلقہ کو تھام لیتا ہے۔ اس مقام بلند پر فائز ہونے کے بعد اسے دینی اور اخلاقی کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ جو شخص یہ سمجھ لے۔ کہ میری سمجھ بوجھ میرے جذبات اور میری خواہشات نفس سب کی سب اللہ کے ارادہ اور اسکی منشاء کے ماتحت ہیں۔ اسکی رضا میں میری نجات ہے اسکی خوشی میری زندگی کا نصب العین ہے۔ اور اسکی مرضی پر میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایسا شخص فکر و عقیدہ کی ایسی مضبوط چٹان پر کھڑا ہے۔ کہ تزلزل کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ اور اسکے برخلاف جسکو اپنی عقل پر ناز ہے۔ جسکی خواہشات نفس اس پر مسلط ہیں۔ جو اللہ کے حکموں کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حقائق کا منکر ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ ان آیتوں میں فرمایا ہے۔ کہ ایسے آدمی کیلئے آپ کیوں دکھ برداشت کریں۔ (باقی صفحہ ٩٨٧ پر)

حلِ لغات

بِالْعُرْوَةِ ۔ ہر چیز کا کنڈہ اور دستہ۔

۲۴۔ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ
عَذَابٍ غَلِيظٍ ○
۲۵۔ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○
۲۶۔ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ
الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○
۲۷۔ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ
وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ
مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○
۲۸۔ مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ

۲۴۔ ہم انہیں تھوڑا فائدہ دیں گے۔ پھر سخت عذاب
کی طرف ہم انہیں پکڑ بلائیں گے ○
۲۵۔ اور جو تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے
بنایا؟ تو کہیں گے کہ اللہ نے تو کہہ سب تعریف اللہ
کیلئے ہے۔ پر ان میں بہت لوگ نہیں جانتے ○
۲۶۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کا ہے۔ بیشک اللہ
ہی بے پروا قابل تعریف ہے ○
۲۷۔ اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب قلم بن جائیں اور سمندر کی
سیاہی ہو اسکے بعد سات سمندر اور اسکی مدد کریں تو بھی اللہ کی
باتیں تمام نہ ہونگی بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ○
۲۸۔ تمہارا پیدا کرنا اور مرے پیچھے تمہارا جلا اٹھانا ایسا ہی ہے جیسے ایک

(بقیہ صفحہ ۹۸۲) ... شخص جو عمداً ہدایت سے اعراض
کرتا ہے لطفاً آپکی شفقتوں کا مستحق نہیں ہے ان کے لئے زیادہ پریشان
... و لا یحزنک کفرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور بالطبع کفر سے
متنفر تھے اور آپکو بڑی کوفت معلوم ہوتی تھی جب کوئی شخص اپنے لئے
گمراہی کو پسند کرتا تھا آپکے دل میں اس وجہ انسانیت کے جذبہ ہمدردی تھی
کہ آپ منافقین کو بھی غلط راستے پر دیکھ کر بیقرار ہو جاتے تھے۔
... دل سے چاہتے تھے۔ کہ وہ کفر کو چھوڑ رشد و ہدایت کی برکتوں
... ہو جائے۔ فرمایا ہے۔ کہ ان سب لوگوں کو ہمارے پاس آنا ہے
... ہم بتائیں گے۔ کہ انہوں نے کیا کیا کام کئے نمایاں دنیا میں
... ہم انکے تمام اسرار سے آگاہ ہیں۔ یہ دنیا میں تو مزے لے لیں
... کی حسیں سے بہرہ مند ہو لیں مگر بالآخر ان کے لئے عذاب مقدر ہے۔
حاشیہ صفحہ ھذا:۔
... اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ توحید فطرت انسانی کے عین
مطابق ہے اور ہر شخص جس کو عقل سلیم سے بہرہ وافر ملا ہے۔ مجبور ہے
کہ اس سوال کا یہی جواب دے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ اکثریت ایسے
لوگوں کی ہے۔ جو دل کی اس سچی آواز کو نہیں سنتے۔ اور جنکو فطرت کے
اسرار سے آگاہی نہیں ہے۔

ف یعنی تمام کائنات کا وہ تنہا مالک ہے کوئی ذات اسکے کاموں میں
اس کی شریک نہیں ہے۔ وہ اس لئے تمام انسانوں کی پرستش
اور عقائد کا مرکز ہے۔ کہ وہ مالک اور آقا ہے مخلوق جیسے خود اسے
کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ اور بذاتہ لائق حمد وستائش ہے

عجائب فطرت

ف خدا کے عجائب قدرت اور غرائب فطرت کی جو تعلق و مخلوق
کا تذکرہ ہے کہ وہ غیر محدود اور لامتناہی ہیں انسانی عقل ان تک
رسائی حاصل نہیں کر سکتی۔ اگر دنیا کے تمام درخت قلم کی صورت
اختیار کر لیں۔ اور تمام سمندر روشنائی بن جائیں اور پھر آدم سے لیکر آخری
انسان تک نہیں بلکہ ہر ذی روح تک کو حکم دیا جائے۔ کہ اللہ کی صفات
اور شیئوں کو لکھتے چلے جاؤ۔ تو کئی زمانے ختم ہو جائیں گے۔ کئی نسلیں
تمام ہو جائیں گی۔ سمندر خشک ہو جائیں گے۔ (باقی صفحہ ۹۸۸ پر)

حل لغات: نضطرھم۔ کشاں کشاں لے جائیں گے
یہ اضطرار ہے ... مگر جس طرح یہ لوگ جہنم کی طرف لپک
لپک کر جا رہے ہیں۔ اللہ کو وہ سب کچھ معلوم ہے۔ اور وہ خوب
جانتا ہے کہ یہ کیوں کر عذاب شدید کو اپنے لئے پسند کر لیں گے۔
سبعۃ ابحر۔ کئی سمندر۔ سبع کا عدد تکمیل کیلئے ہوتا ہے۔

وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝
٢٩- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
٣٠- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
الْكَبِيْرُ ۝
٣١- اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ
بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝
٣٢- وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ

جی کا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا، بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے ○
۲۹- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ دن میں رات اور رات میں
دن داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر
کیا ہے۔ ہر ایک وقت معین تک چلتا ہے اور یہ
کہ جو تم کرتے ہو اللہ کو اس کی ساری خبر ہے ○
۳۰- یہ اس لئے کہ اللہ جو ہے وہی حق ہے اور جنہیں وہ اس
کے سوا پکارتے ہیں باطل ہیں۔ اور اللہ جو ہے وہی
سب سے برتر بڑا ہے ○
۳۱- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سمندر میں جہاز خدا کی نعمت
لیکر چلتے ہیں کہ وہ تمہیں کچھ اپنی قدرتیں دکھائے بیشک
اس میں ہر ایک صبر کرنیوالے شکر گذار کے لئے نشانیاں ہیں ○
۳۲- اور جبکہ ان کو مثل سائبانوں کے موج ڈھانپتی ہے تو وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۷: اور درخت بہت گھس گھسا کر بالکل ہو جائینگے اور سمندر [illegible] وہ جائیں گے جو ضبط تحریر میں نہیں آئے اور جو کچھ لکھا جائیگا اس کی حیثیت محض یہ ہوگی۔ جیسے کوئی چیونٹی کے کان سے بالو کو اپنی [illegible] کی تمام دنیا زمین کے کھیلنے قطرے اور سمندر اپنی وسعتوں کے ساتھ اس کے سامنے متلاطم ہے ۔ سہ

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ۔ ماہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

انسانی علم کی بے مائیگی اللہ کے مقابلہ میں کس درجہ واضح ہے غور فرمائیے اللہ تعالیٰ نے کتنے خوبصورت انداز میں اپنی لاتعداد قدرتوں کا اظہار فرمایا ہے۔ ہمارے سینوں کے تجربے ہماری عقل کو [illegible] کیا ہم حقیقت کے کچھ بھی قریب کرسکی ہیں؟ کیا اس وقت بھی ہم جہالت کے اسی نقطے پر نہیں ہیں جہاں آج سے کئی ہزار برس پہلے تھے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اب یہ جہالت پہلے سے زیادہ وسیع اور پہلے سے زیادہ تجربہ زدہ ہوگئی ہے۔

سمندر بہت بڑی نعمت ہے

ف سمندر پہلے صرف پانی کا ایک تھاہ ذخیرہ تھا اسکے بعد اس میں کشتیاں
چلنے لگیں اور تجارت کے غیر معلوم دروازے کھلے۔ اور پھر اس کو اقتصادی
میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہوگئی چنانچہ آج جس کے پاس بحری قوت
زیادہ ہے۔ وہ سب سے زیادہ خوشحال ہے۔ اور سب سے زیادہ مضبوط
قرآن حکیم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر سمندر کی سیاسی اور اقتصادی
اہمیت کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ
کہ سمندر کے فوائد وہ لوگ پہنچا سکیں گے جو مصائب کو برداشت کر
سکیں اور [illegible] منظم ہو جائیگی [illegible] ہوں۔
[illegible] انسان کے علوم مرتبے کی طرف

حل لغات: [illegible] انسانی مفاد کے لئے ہے

کالظُّلَلِ۔ ظُلَّة کی جمع ہے۔ یعنی سائبان۔

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى
الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ
اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝
۳۳۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا
لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ
هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝
۳۴۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ
الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا
تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا
تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

۔۔۔ اللہ کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔ پھر
جب وہ انہیں نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو کوئی انہیں
بیچ کی چال پر ہوتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار تو صرف قول کے جھوٹے ناشکرگزار ہی کرتے ہیں ○
۳۳۔ لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو کہ نہ کوئی باپ بیٹے
کے کچھ کام آئیگا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئیگا۔ بیشک
اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی فریب
نہ دے اور خدا (کے نام) سے تمہیں وہ دغاباز (یعنی)
دھوکا نہ دے ○
۳۴۔ بے شک اللہ ہی ہے جس کو قیامت کا علم ہے اور وہی
مینہ برساتا ہے اور جو ماں کے پیٹ میں ہے وہ جانتا ہے
اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا اور کوئی نہیں
جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۸ ۔ اسکی گہرائیوں اور وسعتوں سے
... جائیں۔ جو اسکے سینے پر کشتیاں کھینا اور جہاز چلانا جانتے ہوں۔
... ہوں۔ یعنی جنہیں معلوم ہو کہ سمندر کن بے شمار فوائد کا حامل ہے
... اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔
... مسلمان جب زندہ تھے۔ اس وقت ان کے بحری بیڑے دور دور تک
... سمندروں میں رواں دواں تھے۔ اور وہ قرآن کی اس آیت کو خوب
... سمجھتے تھے۔ آج وہ محروم ہیں۔ اس لئے سمندر کی تمام برکات سے
... محروم ہیں۔ اب مسلمان صرف حقیر قسم کا ملاح بے بیچارہ ہے! اور حال یہ ہے
... کہ جب سے مسلمان نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ غلامی کے ذلیل
... عذاب میں گرفتار ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)
... قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے کہ وہ نہایت خوش اسلوبی سے ایک مضمون
... سے دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں سمندر کی
... کیفیت کی طرف اشارہ ہے کہ جب توحید کے یہ منکر سمندر کا سفر
... کرتے ہیں اور جب طوفان انکو گھیر لیتا ہے۔ اور موجیں سائبانوں کی
... طرح ان پر چھا جاتی ہیں۔ تو یہ مارے ڈر کے صرف ایک خدا کو جانتے لگتے
... ہیں۔ اور اس وقت اپنے تمام معبودان باطل کو بھی بھول جاتے ہیں پھر

جب انکو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ تو کچھ لوگوں کے سوا اکثر پھر
شرک و انکار کی لعنتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یعنی صرف مصیبت کے وقت
یہ لوگ فطرت کی آواز کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں آسودگی اور
تنعم کا دور شروع ہوا۔ اور یہ پھر بھول گئے۔
ف یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذاتی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ کیونکہ
مکافات عمل کے دن کوئی شخص کسی کی معصیتوں کو برداشت نہیں کریگا نہ
کوئی باپ اپنی اولاد کو گرفت سے بچا سکیگا اور نہ اولاد اپنے باپ کے کام
آسکیں گی۔ ہر شخص براہ راست خود اپنے اعمال کیلئے خدا کے سامنے جوابدہ ہوگا۔
فٹ اسلام کہانت اور غیب گوئی کو ختم کرنے کیلئے آیا ہے۔ ... اسلام کا اعلان
ہے کہ کوئی شخص کل سے غیب کی باتوں کو نہیں جان سکتا۔ کسی شخص میں یہ قوت
نہیں ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جب چاہے سب کچھ معلوم کر لے۔ چنانچہ ارشاد
ہے کہ قیامت کا صحیح علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کب بارش ہوگی
اسی کو علم ہے کہ رحم مادر میں کیا مستتر ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے
اور کون شخص کہاں مریگا۔ خصوصیت کے ساتھ ان چیزوں کو اسلئے بیان کیا گیا
ہے کہ عرب کے کاہن عموماً انہی چیزوں کے متعلق پیشگوئیاں کرتے تھے۔ اور اسطرح قوم میں
اپنی روحانیت کی دھاک بٹھاتے تھے۔

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

۔ جاننے والا خبردار ہے ○

اٰیاتها ۳۰	(۳۲) سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۷۵)	رکوعاتها ۳

(۳۲) سُورۂ سجدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ الٓمّٓ ○

۱۔ الٓمٓ ○

۲۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۲۔ کتاب کا اتارنا اس میں شک نہیں کہ جہان کے رب کی طرف سے ہے ○

۳۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○

۳۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اسکو وہ باندھ لایا۔ کوئی نہیں بلکہ وہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تو اس قوم (عرب) کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا۔ شاید وہ راہ پائیں ○ ف

۴۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ

۴۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دن میں پیدا کیا ف۲ پھر تخت پر قرار پکڑا۔ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی دوست اور سفارشی نہیں ہے۔ پھر

ف سورہ لقمان میں زیادہ تر توحید کے مسائل کو بیان فرمایا تھا۔ سورہ سجدہ کا آغاز رسالت سے کیا ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے۔ غیر مشکوک ہے۔ اس میں وہ تنزیل ہے جو یہ بتلاتا ہے۔ کہ اس کو بھیجنے والا تمام کائنات انسانی کا رب ہے۔ اس میں ہر ذوق اور ہر قابلیت کے انسان کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس میں ہر رنگ اور ہر قوم کے لئے برابر برکات اور سعادتیں ہیں۔ یہ ہر زمانے میں لوگوں کی راہ نمائی کرتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق یہ کہنا کہ شاید یہ حضور کا افتراء ہو محض سوءظن ہے۔ یہ حق و صداقت ہے۔ واقعات اور فطرت کے مطابق ہے۔ اور عقل و دانش کے قرین ہے۔

مَآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ سے مراد یہ نہیں ہے کہ قریش سرے سے کسی پیغام سے آشنا نہیں تھے۔ اور پہلی دفعہ انہوں نے سچائی کی آواز کو سنا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کی گمراہی کے بعد یہ موقع ہے۔ کہ انہیں رشد و ہدایت سے نوازا گیا ہے۔ اور ان میں حضور کو تبلیغ و اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔

مسئلہ استواء

ف۲ ایام سے مراد بارہ گھنٹے کے دن نہیں ہیں۔ بلکہ طویل مدتیں اور فرصتیں مقصود ہیں۔ جن میں کئی قرنوں اور صدیوں کی سمائی ہو سکتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ایک دم پیدا نہیں کیا۔ بلکہ تدریجاً پیدا کیا ہے۔ جس میں کئی قرن صرف ہوئے ہیں۔ اور اس ساری مدت کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

استواء علی العرش کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ کہ خدا کی تنزیہ ہر لحاظ سے مقدم ہے۔ اور اصل عقیدہ ہے سلف سے لے کر خلف تک سب کا ایمان ہے۔ کہ ہمارا خدا زمان و مکان کی قیود سے بے نیاز ہے۔

(باقی صفحہ ۹۹۱ پر)

وَّلَا شَفِيْعٍ ۚ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ
ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ
اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○
ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ○
الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ
خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ○
ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ
مَّهِيْنٍ ○
ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

کیا تم نصیحت پذیر نہیں ہوتے ؟ ○
۵۔ آسمان سے زمین تک کام کا انتظام کرتا ہے پھر وہ کام
ایک دن میں جسکی مقدار تمہارے حساب سے ہزار برس کی ہے
اس کی طرف چڑھتا ہے ○
۶۔ چھپے اور کھلے کا جاننے والا غالب
مہربان ○
۷۔ جس نے جو شے بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش
ایک گارے سے شروع کی ○
۸۔ پھر اسکی نسل بے قدر پانی (نطفہ) کے خلاصہ سے
بنائی ○
۹۔ پھر اُسے درست کیا اور اس میں اپنی رُوح پھونکی،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۰:۔

اس کا تعلق کائنات سے قومیت کا ہے۔ احتیاج کا نہیں ہے۔ اس کے بعد اب ظاہر ہے۔ کہ استوا کے وہ معنے ہونگے۔ جو کسی طرح بھی اسکی شان صمدیت اور ذاتِ احدیت پر اثر انداز نہ ہوں اور وہ یہ ہیں۔ کہ عرش حکومت پر استواء سے مراد تدبیراتِ کونی کو اپنے احاطہ اختیار میں لینا ہے۔ اور آسمان سے اُن امور کو ساری دنیا میں بلکہ تمام عوالم میں نافذ کرتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا:۔ ف اللہ تعالیٰ بطور تفسیر کے فرماتا ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ یعنی وہ آسمانِ بلند سے زمین تک اپنے اوامر کو بھیجتا ہے۔ جس طرح کہ انسان کا دل یا دماغ یا حس شاعرہ ان کے ارادہ و امر کا مرکز یا بڑا دفتر ہے۔ کہ یہیں سے تمام اعضاء و جوارح کو احساس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خود اس کا تعلق اس مرکز سے صرف اتنا ہے۔ کہ وہ اس کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح کائنات میں عرش کو مثل دل کے مقام حاصل ہے۔ کہ تمام تدبیریں اسی بڑے دفتر سے نافذ ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے۔ کہ یہ دل کائنات کا حصہ ہے۔ خدا کا حصہ نہیں ہے۔ خدا تو اس سارے نظام کو پیدا کرنیوالا ہے۔ یہ مثال ناقص ہے۔ اور مسئلہ استواء کو سمجھانے کیلئے کوئی مثال بھی ایسی نہیں ملتی جو ناقص نہ ہو۔ تاہم اس مسئلہ پر اس مثال سے ایک گونہ ضرور روشنی پڑتی ہے۔

حلِ لغات:۔ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ۔ مقصد یہ ہے کہ اعمال و اوامر کو وہ بقضائے حکمت ایک دن میں اپنے حضور تک پہنچا دیتا ہے۔ حالانکہ تمہارے اندازے کے مطابق ان کو ایک ہزار سال میں کہیں پہنچنا چاہیئے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ۔ یعنی جو باتیں تم سے اوجھل ہیں۔ وہ ان کو بھی جانتا ہے۔

رُوْحِهٖ۔ اضافت محض تشریف و تفضل کے لئے ہے۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے تم
تھوڑا شکر کرتے ہو ۝

۱۰- وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا
لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ
رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝

۱۰- اور کہتے ہیں کہ جب ہم مٹی میں رل جائینگے تو کیا ہم نئی
پیدائش میں ہوں گے؟ بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات
کے منکر ہیں ۝

۱۱- قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

۱۱- تو کہہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے[ف] تمہیں قبض کریگا
پھر تم اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے ۝

۱۲- وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا
رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا
وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا
مُوْقِنُوْنَ ۝

۱۲- اور کاش تو دیکھے۔ جب مجرم اپنے رب کے سامنے اپنے
سر نیچے کئے ہونگے۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن
لیا اب ہمیں دنیا میں، پھر بھیج کہ ہم نیکی کریں۔ اب
ہمیں یقین آگیا ۝

۱۳- وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا

۱۳- اور اگر ہم چاہتے تو ہر جی کو اس کے راہ ہدایت کرتے

ملک الموت

ف مکہ والوں کو دو عقیدوں سے بہت زیادہ اختلاف تھا۔ ایک تو یہ کہ خدا ایک ہے، اور سب انسانوں کو اس ایک خدا کے سامنے جھکنا چاہیئے، دوسرا یہ کہ مرنے کے بعد ہر شخص پھر زندہ ہوگا۔ اور اللہ کے حضور میں پیش کیا جائیگا۔ چنانچہ قرآن حکیم کہتا ہے بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ۔ کہ یہ لوگ پروردگار کے سامنے جانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ یہ ناممکن ہے۔ اس آیت میں انکی اس غلط فہمی کو دور فرمایا ہے۔ اور کہا ہے۔ فرشتۂ موت وقت مقررہ پر فرود تمہاری روحوں کو قبض کریگا۔ مگر پھر تم رب ذوالجلال کی طرف ضرور لوٹو گے۔ اور اپنے اعمال کے متعلق جواب دو گے۔ یہ یاد رہے کہ موت کے ظاہری اسباب طبعی وغیرہ ہیں۔ وہاں فوق الادراک اسباب بھی ہیں جنکو ہم محسوس نہیں کر سکتے اور باطنی اسباب یا علل شعور سے بالا ہیں جنکا ذکر اور ملائکہ موت کا تصرف ہے۔ یہی وجہ ہے بعض دفعہ وہ مریض جو مہلک ترین مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جینے کی بظاہر کوئی توقع نہیں ہوتی۔ وہ یکایک صحت یاب اور تندرست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا ارادہ یہ نہ تھا کہ وہ مرے۔ اور بعض دفعہ وہ شخص جس کی رگوں میں شباب وصحت کا خون دوڑ رہا ہوتا ہے۔ جو تنومند ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹر جس کی صحت کی کامل تصدیق کرتا ہے۔ وہ فوراً حرکت قلب بند ہو جانے سے مرجاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ گو صحت و توانائی کے اسباب موجود ہیں مگر اللہ کا ارادہ ان اسباب کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔ لہذا وہ مرجاتا ہے۔ اس وقت یورپ کے اور بہترین حکماء اس کوشش میں ہیں کہ جس طرح باد و برق کو انہوں نے مسخر کر لیا ہے۔ اسی طرح نفس موت وحیات پر بھی اقتدار حاصل کرلیں مگر مصیبت یہ ہے کہ ابھی تک وہ یہ بھی نہیں جان پائے۔ کہ زندگی بذات خود کیا ہے؟ اور شاید یہ کبھی بھی معلوم نہ کر سکیں گے۔ اس لئے انکی کوشش کا بار آور ہونا قطعی محال ہے! اور اب تو مادیت کا طلسم ٹوٹ رہا ہے! اور علم الحیات کے ماہرین اس طرف تو جھک رہے ہیں کہ کوئی بسیط جوہر ہے جسم کی ساخت یا اسباب طبعی کے ساتھ اس کا بہت زیادہ تعلق نہیں ہے۔ اس لحاظ سے وہ قرآن کے پیش کردہ نقطۂ نگاہ کے قریب آرہے ہیں۔

حل لغات:۔ يَتَوَفّٰىكُمْ۔ قبض روح ۔

وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○
۱۴۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ
اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
۱۵۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا
بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○
۱۶۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○
۱۷۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ

لیکن میرا قول پورا ہوا کہ میں ضرور دوزخ کو سب
(نافرمان) جنوں اور آدمیوں سے ف۱ بھروں گا ○
۱۴۔ پس تم مزہ چکھو اس لئے کہ تم اپنے اس دن کی ملاقات
کو بھول گئے تھے ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور جو تم
کرتے تھے اسکے بدلے میں ہمیشہ کا عذاب چکھو ○
۱۵۔ ہماری آیتوں پر صرف وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ہماری
آیتوں سے نصیحت کیجاتی ہے تو وہ فوراً سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔
اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ف۲
۱۶۔ انکی کروٹیں بچھونوں سے الگ رہتی ہیں خوف اور طمع سے اپنے رب کو
بلاتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اسمیں سے وہ خرچ کرتے ہیں ○
۱۷۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ انکے اعمال کے بدلے میں ان کے لئے ف۳

ف۱ جب یہ مجرم سر جھکائے ہوئے اللہ کے حضور میں پیش ہونگے اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ ہم نے خدا کی نافرمانی کر کے بہت بڑے ظلم کا ارتکاب کیا۔ اس لئے وہ خواہش کریں گے کہ خدا انہیں ایک بار اور دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔ پھر دیکھئے کہ کس طرح ہم تیرے نیک اور پاکباز بندے بن جاتے ہیں۔ جواب ملیگا۔ کہ کائنات کا نظام پہلے سے مقدر اور متعین ہے۔ اس میں کوئی ترمیم اور تنسیخ نہیں ہو سکتی اگر منظور ہوتا کہ کوئی شخص گمراہ نہ ہو۔ تو ہم سب کو دنیا ہی میں ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس دنیا کی زینت اختلاف اور بوقلمونی سے ہے۔ جب میں نے کہہ دیا تھا۔ کہ جو شخص شیطان کی پیروی کرے گا۔ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ تو اس قول کو پورا ہونا چاہیئے۔ اور بمقتضائے انصاف تم لوگوں کو جہنم میں جانا چاہیئے۔ جاؤ۔ اور جہنم کا عذاب چکھو۔ تم نے دنیا میں ہمیں بھلا رکھا تھا۔ آج ہم تم سے اسی طرح کا معاملہ کریں گے۔ کہ گویا ہم تم کو بھول گئے ہیں۔

ف۲ ان آیتوں میں صحابہ کرام کے مرتبہ ایمان کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر وہ خدا کے کلام سن کر کس طرح ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ تاکہ اس محبت کا تذکرہ ہے جو ان کو خدا کے ساتھ ہے۔ کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر مولیٰ کی یاد میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں۔ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور اس کی رحمتوں کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور جو کچھ خدا نے انہیں دے رکھا ہے۔ اس کو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ف۳ یعنی جنت کی جن مسرتوں کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔ وہ ان نامعلوم راحتوں اور روحانی آسائشوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتیں۔ جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اور جن کا اس دنیا میں سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ مختصراً یوں سمجھئے کہ وہاں روح کی بالیدگی کا پورا پورا سامان ہوگا۔ جس کو پاکر دل اور آنکھیں اطمینان اور تسکین محسوس کریں گی۔

حل لغات

تَتَجَافٰی۔ جدا رہتے ہیں۔
جُنُوْبُهُمْ۔ جَنْبٌ کی جمع ہے۔ پہلو۔

قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
۱۸۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ
لَا يَسْتَوٗنَ ۝
۱۹۔ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
۲۰۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ
كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا
وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝
۲۱۔ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ
الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

آنکھوں کی ٹھنڈک سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ۝
۱۸۔ بھلا جو شخص مومن ہے کیا اُس کی برابر ہو جائیگا جو فاسق ہے ؟ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ۝
۱۹۔ سو وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے اعمال کے بدلے مہمانی میں رہنے کے باغ ملیں گے ۝
۲۰۔ اور جو فاسق ہیں اُن کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ پھر اُسی میں لوٹائے جائینگے اور اُن سے کہا جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو، جسے تم جھٹلاتے تھے ۝
۲۱۔ اور بڑے عذاب سے ہم ضرور انہیں تھوڑا عذاب بھی چکھائیں گے شاید وہ پھریں ۝

ایمان کی مخالفت فسق و فجور ہے

۱۸ مومن کے مقابلہ میں فاسق کو رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ مومن اور فاسق درجہ میں برابر نہیں ہیں۔ اس لئے کہ قرآن اس حقیقت کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں اگر نیکی اور تقویٰ کی روح پھیل سکتی ہے۔ تو صرف ایمان سے۔ یہ تسلیم کر لینے سے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا ایک احکم الحاکمین خدا ہے۔ اور موت کے بعد حساب قطعی ہوگا۔ اور نظام سے مخالفوں کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ اور محمد اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اور ان کا پیغام آخری پیغام ہے اگر ان حقائق کو تسلیم نہ کیا جائے۔ تو انسان میں کبھی بھی ذمہ داری کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی وہ صحیح معنوں میں اپنے دل میں تقویٰ اور پاکبازی کے جذبات بلند کو نہیں پا سکتا۔ بے شک مادیت سائنس کو ارتقاء بخشے۔ مادیت کو فروغ دے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کہ اس نقطہ سے اخلاق حسنہ کی تعمیر ہو سکے۔ روحانی ترقی کے منازل طے کر سکے۔ باطن صاف ستھرا اور پاکیزہ ہو سکے۔ کیونکہ اخلاق کے ارتقاء اور روحانیت کی بلندی کے لئے جن عناصر کی ضرورت ہے۔ وہ مادیت میں قطعی مفقود ہیں۔ آج یورپ میں کیا کچھ نہیں ہے۔ قوت ہے۔ علم و حکمت ہے۔ دولت ہے۔ اور ہر قسم کی آسودگی مہیا ہے۔ جو مادی دنیا میں متصور ہو سکتی ہے مگر اس سارے شور ترقی اور غوغائے ارتقاء میں کہیں ذرہ بھر اخلاق کا پتہ نہیں ملتا۔ وہ اخلاق نہیں جسے ایٹی کیٹ رسوم و رسمیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ظاہری نشست و برخاست کے قاعدے اور قوانین نہیں۔ بلکہ وہ پاکیزگی۔ تقویٰ۔ اللہ کا ڈر۔ عفاف۔ صداقت شعاری اور ایسی چیزیں جن کی طرف ایمان بالخصوص توجہ دیتا ہے۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ اس برق و بھاپ کی دنیا میں ان چیزوں کا کہیں شائبہ تک نہیں۔

(باقی صفحہ ۹۹۵ پر)

حل لغات

نُزُلًا۔ مہمانی۔ جنت کی نعمتوں کو ضیافت کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا ہے۔ کہ مہمان کی زیادہ خاطر داری زیادہ کی جاتی ہے۔ گویا اہل جنت تکلفات اور آسودگی کے لحاظ سے یوں رہیں گے جس طرح مہمان۔
ذُوْقُوا الْعَذَابَ الْاَكْبَرِ۔ ذوق کے معنے صرف چکھنے کے بھی ہوتے ہیں اور پورے طور سے بھی۔ یہاں دوسرے معنے مراد ہیں۔

٢٢- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ
ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ
مُنْتَقِمُوْنَ ۠ ○

۲۲۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے کہ اس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی۔ پھر ان سے منہ موڑا۔ ہمیں ان مجرموں سے ضرور بدلا لینا ہے ○

٢٣- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ
مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ○

۲۳۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ پس تو بھی اُس (قرآن) کے ملنے سے شک میں نہ رہ اور ہم نے موسیٰ کی کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ٹھہرایا تھا ○

٢٤- وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا
لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ○

۲۴۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل میں سردار کئے تھے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جب وہ ثابت قدم رہے تھے اور ہماری نشانیوں کا یقین رکھتے تھے ○

٢٥- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

۲۵۔ تیرا رب جو ہے وہی ان میں قیامت کے دن اُن کی اختلافی باتوں کے درمیان فیصلہ کرے گا ○

٢٦- اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ
مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ

۲۶۔ کیا انہیں اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی اُمتیں ان سے پہلے ہلاک کی ہیں۔ جو اپنے گھروں میں چلتے پھرتے تھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۴۔

کیونکہ یہ لوگ ایمان کو چھوڑ چکے ہیں۔ اور ان کی حالت فسق و فجور کا ارتکاب لازم ہے۔ ایمان سے دوری اور بعد کا منطقی نتیجہ عصیاں و بدکرداری ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح یہ لوگ اعمال کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ جن کے دل روشن ہیں۔ اور خدا کی نظر میں نیک اور پارسا ہیں۔ وہ جنت میں بھلائی کے لطف اُٹھائیں گے۔ اور حسین اعمال کی حسین ترین جزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور جو فاسق ہیں۔ جن کے دل کفر کی وجہ سے تاریک ہیں جو صداقت سے محروم ہیں۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ وہ گھبرا کر اس سے نکلنے کی کوشش کریں گے مگر کامیاب نہ ہوں گے۔ اُن سے کہا جائے گا۔ کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ اس کے مزے چکھو۔ اور مزید براں تمہیں دنیا میں بھی فسق و فجور کی سزا مل کر رہے گی۔ اور اس بڑے عذاب سے پہلے پہلے تم اس قریب کے عذاب کو بھی دیکھ لو گے۔ فطرت کی گرفت سے بچنا محال ہے۔ اس دنیا میں خوب سمجھ سوچ لو۔ اور عارضی لذات کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب کو اختیار نہ کرو۔

حل لغت

مُنْتَقِمُوْنَ۔ انتقام کے معنے عربی میں سزا دینے کے ہیں۔ انتقام کے لئے نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات کو گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ وہ اس نقصان اور خسارے کا بدلہ لے البتہ یہ گناہ خود انسانوں کو ضرور نقصان پہنچاتے ہیں اور انکو انہی کی پاداش میں وہ سزا دیتا ہے۔

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ○

۲۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ○

۲۸۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۲۹۔ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

۳۰۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ○

آیاتھا ۷۳	(۳۳) سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ (۹۰)	رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بیشک اس میں نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں؟ ○

۲۷۔ کیا اور انہوں نے نہیں دیکھا؟ کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے وہ اور ان کے چوپائے کھاتے ہیں، پھر کیا وہ دیکھتے نہیں؟ ○

۲۸۔ اور کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی ـــــ اگر تم سچے ہو؟ ○

۲۹۔ تو کہہ فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان نفع نہ دیگا اور نہ انہیں مہلت ملے گی ○

۳۰۔ سو تو ان سے منہ موڑ اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ○

(۳۳) سُورۂ احزاب

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

ف قرآن حکیم بار بار لوگوں کو اس جانب متوجہ کرتا ہے۔ کہ وہ مظاہر فطرت کو بدقت نظر دیکھیں اور غور کریں۔ کہ ان میں کتنی حکمتیں پوشیدہ اور مستتر ہیں۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ کہ آخر اس کارگاہ حیات کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے؟ فطرت کی کتاب بہت وسیع اور ضخیم ہے۔ اس کا ایک صفحہ صداقت اور حکمت کے صدہا دفتر اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ اور قرآن اس لئے اس کے مطالعہ کی اہمیت دیتا ہے کہ ہر شخص آزادی کے ساتھ فیصلہ کرسکے۔ کہ ان دونوں صحیفوں میں کس درجہ تطابق ہے۔ کتاب فطرت، اور الہام خاطر میں یعنی اس کتاب میں جو کائنات کے ذرہ ذرہ پر لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کتاب میں جو اکہوں سینوں میں محفوظ ہے، کیا فرق ہے؟

فرماتا ہے۔ کہ دیکھو ہم کیونکر خشک اور بے آب و گیاہ زمین کو پانی کی برکات سے سرسبز اور شاداب کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح حیوانوں اور انسانوں کے لئے چارہ اور غذا کا سامان مہیا کرتے ہیں؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ دلوں کی دنیا جب خشک ہو جائے۔ اس میں ایمان و یقین کے پھول نہ کھلیں۔ تو اس وقت آب رحمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا اب بھی تمہیں حضور کی نبوت سے انکار ہے؟ کیا تمہاری یہ رائے ہے۔ کہ ایسی تعلیمات کی تم کو ضرورت نہیں ہے۔ جو تمہارے دلوں کو شگفتہ و شاداب بنا دے۔ پھر اسی مظہر فطرت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حشر اجساد کا عقیدہ عقلاً محال نہیں ہے۔ جب مردہ اور خشک زمین لہلہا اٹھتی ہے۔ اور پانی اس میں زندگی پیدا کرسکتا ہے۔ تو پھر تم لوگ مرنے کے بعد کیوں زندہ نہیں ہو سکو گے؟ اس میں کیا استبعاد ہے؟ پھر اسی مثال سے یہ بھی واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور ہر وقت وہ ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے وہ ان کے کھیتوں اور باغوں کے لئے زندگی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ ان کے چوپایوں کے لئے چارہ مہیا کرتا ہے اور انکی توقعات کے خلاف غیر آباد قطعات الارض کو شاداب ترین زمین بنا دیتا ہے۔

(باقی صفحہ ۹۹۷ پر)

حل لغات

اَلْجُرُز۔ بے آب و گیاہ زمین ◆

اَلْفَتْح۔ فیصلہ ◆

۱- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ
وَ الْمُنٰفِقِیْنَؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًاۙ ○
۲- وَّ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًاۙ ○
۳- وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ○
۴- مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖۚ
وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ
اُمَّهٰتِكُمْۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ
اَبْنَآءَكُمْؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ
بِاَفْوَاهِكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ
وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ○

۱- اے نبی اللہ سے ڈرا اور کافروں اور منافقوں کا کہا
نہ مان۔ بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○
۲- اور جو تجھے تیرے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اسی
کی پیروی کر۔ بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ○
۳- اور اللہ پر توکل (بھروسہ) رکھ اور اللہ کام بنانے والا کافی ہے ○
۴- اللہ نے کسی آدمی کے پیٹ میں دو دل پیدا نہیں کئے
اور نہ ہی تمہاری بیویوں کو جنہیں ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری
(حقیقی) ماں بنایا اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو
تمہارا بیٹا ٹھہرایا۔ یہ تو تمہارے منہ کی باتیں
ہیں، اور اللہ سچ کہتا ہے، اور وہی
راہ دکھلاتا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۶:-

تو اس کی مہربانی اور فضل و عنایت کا کوئی مقصد نہیں؟
کیا یونہی بلا کسی غرض و غایت کے انسان کے لئے اتنی
نعمتیں پیدا کی گئی ہیں؟ یہ سب باتیں سوچنے اور
سمجھنے کی ہیں۔ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ؟

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ کفار جو کہ قیامت کے منکر تھے۔ اس لئے
وہ ازراہ طنز حضورؐ سے پوچھتے تھے۔ کہ قیامت کب
آئیگی۔ فیصلہ کا دن کس وقت آئے گا؟ قرآن کہتا ہے
کہ وہ جب بھی آئے گا۔ مگر تم یاد رکھو۔ کہ اس
وقت کا ایمان سود مند نہ ہوگا۔ اور نہ اس وقت تمہیں
پھر دوبارہ مہلت دی جائیگی۔ کہ دنیا میں جاؤ۔ اور
اپنے اعمال سنوار لو۔ وہ مکافات کا دن ہے اس
وقت اعمال منقطع ہو جائیں گے۔

سورۂ احزاب

ف۱ اس سورۃ میں معاشرت انسانی کے جہات مسائل

سے بحث ہے۔ اور منافقین کی دون ہمتی۔ اور
بزدلی کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ کیونکر یہ لوگ جہاد سے
جان چراتے تھے! اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ امہات
المومنین کا دوسری عورتوں میں کیا درجہ ہے۔ اور
حضورؐ کے ازدواجی حقوق کیا ہیں؟ فرمایا ہے۔ کہ صرف
اللہ کی خشیت دلوں میں ہونی چاہیئے۔ آپ کسی معاملہ
میں یہ نہ دیکھیں کہ کفار اور منافقین کے جذبات کیا
ہیں؟ آپ صرف یہ دیکھئے۔ کہ اللہ کے ارشادات آپکو
کس طرف لے جاتے ہیں۔ اور اسی پر بھروسہ کیجئے
اور اپنے تمام کاموں میں اسی کو کارساز اور چارہ ساز
سمجھئے۔

حل لغات:- اِتَّقِ اللّٰهَ۔ تقویٰ سے ہے
غرض یہ ہے۔ کہ زید کے معاملہ میں آپ عام لوگوں کے رسم
رواج کو نہ دیکھیں۔ اور نہ اس پر غور کریں۔ کہ لوگ کیا
کہیں گے۔ کیونکہ آپ کا منصب رشد و ہدایت اور قیادت
و رہنمائی کا منصب ہے۔ آپ اسلئے مبعوث نہیں ہوئے۔ کہ
لوگوں کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور لوگوں کی خیالات کی پیروی کریں

ہم تَظٰهِرُوْنَ۔ ظہار سے مشتق ہے۔ یہ ایک رسم ہے۔ جسکے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی اپنی بیوی سے یہ کہدے کہ انت علیّ کظہر امی۔ اَدْعِیَآءَكُمْ۔ دعی کی

۵۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ
اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ
فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ؕ
وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ
بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝
۶۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ
اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ
فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

۵۔ لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف (منسوب)
کرکے پکارو۔ یہی اللہ کے نزدیک پورا انصاف ہے۔
پھر اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے
دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور جس بات میں
تم چوک جاؤ اس میں تم پر گناہ نہیں لیکن گناہ اس میں ہے
جس کا دل سے ارادہ کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝
۶۔ نبی کا مسلمانوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق
ہے اور اس کی عورتیں اُنکی مائیں ہیں ۔ اور
رشتہ دار اللہ کی کتاب کے مطابق مومنین اور
مہاجرین سے زیادہ ایک دوسرے کا لگاؤ

زید بن حارثؓ اور حضرت زینبؓ

ف ان آیات میں در اصل ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور ان غلط فہمیوں کو دُور کیا گیا ہے۔ جو اس واقعہ سے وابستہ تھیں۔ واقعہ یہ تھا کہ حضورؐ نے نبوت کے پہلے ازراہِ شفقت زید بن حارث کو جو کہ غلام تھے۔ اپنا متبنّٰی قرار دیا تھا۔ اور اس نسبت نے یہاں تک شہرت حاصل کی۔ کہ انکو عام طور پر زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ حضورؐ کو یہ بہت عزیز تھے۔ اور آپ چاہتے تھے۔ کہ ان کے رتبہ کو سوسائٹی میں بلند کر دیا جائے۔ اور لوگوں کو بتایا جائے۔ کہ غلام بھی جب اسلام کی آغوش میں آجاتے ہیں۔ تو کس درجہ رفیع مرتبت ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت زینبؓ کو زید کے نکاح میں دیدیا۔ پھر اتفاق یہ ہے۔ کہ دونوں کی آپس میں نہ نبھ سکی۔ زید ان سے حقوقِ زوجیت کی بنا پر بہت زیادہ خدمت کے متوقع تھے۔ اور زینب بالطبع یہ چاہتی تھیں۔ کہ مرتبہ و مقام کے لحاظ سے زید انکو عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں جدائی ہو گئی۔ اب حضرت زینب ملول تھیں۔ حضورؐ نے انکی دلجوئی کے لئے اور نیز اس لئے کہ متبنّٰی کی رسم کو توڑا جائے۔ ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ اور اس طرح انہیں امہات المومنین کی مقدس جماعت میں شمول کا موقع مل گیا۔ ادھر مخالفین نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے۔ جو ان کے یہاں مذموم رسم تھی۔ قرآن کی ان آیات میں ان کے خیال کو غلط قرار دیا ہے۔ ایک طرف تو حضورؐ سے خطاب ہے۔ کہ آپ ان لوگوں کے خیالات اور جذبات کے تابع نہیں ہیں۔ اور آپ کے پہلو میں جو دل ہے۔ اُس میں صرف اللہ کی خشیت کا جلوہ ہے۔ اس لئے آپ ان لوگوں کے طعن و تشنیع سے ذرہ برابر دل برداشتہ نہ ہوں۔ دوسری طرف ان مخالفین سے کہا۔ کہ تم عجیب ہو کیا تم اتنی سی بات کو نہیں سمجھتے کہ عرف اور حقیقت میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ وہ شخص جس کو آپ اپنے عرف میں بیٹا کہتے ہیں۔ کیا وہ اپنی فطرت کے لحاظ سے وہی بیٹا ہو سکتا ہے۔ جو حقیقی بیٹا ہوتا ہے۔ جس طرح ظہار کی صورت میں تم اپنی بیویوں کو مائیں نہیں قرار دے لیتے ہو۔ اور وہ فی الواقع تمہاری مائیں نہیں ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح سے پالک بیٹے بھی معاشرت انسانی میں وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتے اور اُن کے ساتھ وہ حقوق وابستہ نہیں ہوتے۔ جو بیٹوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس لئے تمہیں چاہیئے۔ کہ تم اپنے اعتراضات کو واپس لے لو۔

(باقی صفحہ ۹۹۹ پر)

حلِ لغات:- اُوْلُوا الْاَرْحَامِ ۔ رشتہ دار۔ غَلِیْظًا ۔ گاڑھا۔ پختہ۔

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

رکھتے ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ احسان کرنا چاہو۔ یہ کتاب میں لکھا ہے ۝

۷۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

۷۔ اور جب ہم نے سب نبیوں سے عہد لیا اور تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے اُن سے پختہ عہد لیا ۝

۸۔ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

۸۔ تاکہ صادقوں (سچوں) سے انکے صدق (سچ) کی بابت سوال کرے اور کافروں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کیا ہے۔

۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ

۹۔ مومنو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو، جب تم پر خندق کے دن فوجیں آگئیں،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۸:-

اور آئندہ کسی شخص کو اس کے مفروضہ باپ کی طرف منسوب نہ کرو۔ کیونکہ یہ عرف پھر آئندہ چل کر بہت سی غلط فہمیوں کا موجب بن جاتا ہے۔ اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔ کہ اُن کا باپ کون ہے۔ تو اخوت دینی کا رشتہ کافی ہے۔ انہیں اپنا بھائی کہو ◆

۵۔ زینب کے نکاح کے سلسلہ میں ایک لطیف جواب یہ دیا ہے۔ کہ تم لوگوں کو چونکہ منصب نبوت کی پہچان نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے دلوں میں اس قسم کے شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ ورنہ پیغمبر سے زیادہ اور کون مسلمانوں کے نزدیک تر ہو سکتا

ہے؟ پیغمبر خوب جانتا ہے۔ کہ شفقت اور مہربانی کا تقاضا کیا ہے۔ اس لئے اگر انہوں نے زینب سے نکاح کر لیا ہے۔ اور اُن کو اس منصب جلیلہ سے مفتخر فرمایا ہے۔ کہ وہ سارے مسلمانوں کی ماں ہیں۔ تو پھر اس میں بُرائی کی کیا بات ہے؟ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ میں ختم نبوت کی طرف بھی ایک دقیق اشارہ ہے۔ یعنی جب پیغمبر کی بیویاں اُمت کی مائیں قرار پائیں تو پیغمبر بوجود باپ کے ہوئے بلکہ شفقت اور احسانات میں باپ سے کہیں بڑھ کر اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ پھر جب تک یہ ابوت موجود ہے۔ دوسرے مثل نبوت کی کیا ضرورت ہے ◆

حل لغات

جُنُوْدٌ۔ عساکر۔ یعنی فرشتے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا
لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ؕ

تو ہم نے ان پر ہوا اور ایسے لشکر بھیجے، جو تم نے نہیں دیکھے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے ○

۱۰- اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ
اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ
الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ
الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ
الظُّنُوْنَا ○

۱۰- جب وہ تم پر تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے (یعنی وادی مدینہ) کے نشیب و فراز سے آئے اور جب آنکھیں ڈگمگانے لگیں اور دل حلق تک آ پہنچے، اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے خیال کرنے لگے ○

۱۱- هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

۱۱- وہاں مومنین کا امتحان کیا گیا اور وہ خوب ؟

غزوہ احزاب

۱۱ مسلمانوں نے جب مکہ چھوڑا اور مدینہ کو اپنی تبلیغ و دعوت کا مرکز بنایا۔ تو مکے والوں کو یہ بہت ناگوار ہوا۔ وہ تو یہ سمجھے تھے۔ کہ ہم نے ان کو گھروں سے نکال دیا ہے۔ اور اب یہ مسافرت میں عسرت اور بے چینی سے زندگی بسر کرینگے۔ مگر ہوا یہ کہ مسلمانوں کو آرام اور دلجمعی کے ساتھ اپنی قوتوں کو مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔ بدر کی جنگ میں پہلی دفعہ قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کہ ہم نے مسلمانوں کو ہجرت پر آمادہ کرکے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ مسلمان اس طرح اور زیادہ مضبوط ہو گئے۔ چنانچہ بدر کے بعد وہ متواتر اس کوشش میں رہے کہ حضورؐ کی مخالفت میں ایک متحدہ محاذ قائم کریں۔ اور ساری قوم کی کچھ اس طرح تنظیم کی جائے۔ کہ مسلمان مقابلہ نہ کر سکیں۔ ہجرت سے چار سال بعد ان کو یہ موقع مل گیا۔ کہ یہودیوں کے مختلف قبائل ان کے ساتھ تھے۔ بارہ ہزار کی تعداد میں یہ جمع ہو کر آئے۔ اور مدینے کے باہر خیمہ زن ہو گئے۔ تقریباً ایک مہینہ تک ان کا محاصرہ قائم رہا۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی کیفیت یہ تھی۔ کہ مصیبت کے اس غیر متوقع اندازے سے بے چین تھے۔ شدت تھی۔ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ خندق کھودتے وقت حضورؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے تھے۔ نتیجہ یہ تھا۔ کہ کلیجے منہ کو آنے لگے۔ خوف و ہراس۔ اور قنوط و مایوسی چھا گئی تھی سخت آزمائش اور ابتلا کا وقت تھا۔ ادھر منافقین مسلمانوں کو یہ کہہ کر اور گھبرا رہے تھے۔ کہ دیکھو فتح و نصرت کے تمام وعدے غلط ثابت ہوئے ہیں۔ ہماری طاقت زیادہ ہے۔ اس لئے تمہارے لئے کامیابی کی تمام راہیں مسدود ہیں۔

(بقایا صفحہ ۱۰۰۱ پر)

حل لغات

اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ۔ یعنے جب مارے خوف و شدت کے آنکھیں پھر گئیں ●
اَلْحَنَاجِرَ۔ جمع حنجر۔ گلے ●
اَلظُّنُوْنَا۔ ظُنُوْنَ۔ جمع ظن۔ یعنے گمان ●

زُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ○
۱۲۔ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ
فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا
اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ○
۱۳۔ وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ
يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ
فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ
مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ
بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ
إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ○

سے ہلائے گئے ○
۱۲۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں
مرض تھا بول اٹھے کہ ہمیں اللہ اور اسکے رسولؐ
نے جو وعدہ دیا تھا سب فریب تھا ○
۱۳۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے
مدینہ والو تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں ،
سو پھر چلو اور ایک فریق ان میں سے نبی سے
رخصت مانگتا تھا۔ کہتے تھے کہ ہمارے گھر کھلے
پڑے ہیں اور حالانکہ وہ ہرگز کھلے پڑے نہ تھے
ان کا ارادہ صرف بھاگنے کا تھا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۰:-
منافقین کو محاصرین اکسا رہے تھے۔ کہ
مسلمانوں کو دون ہمتی اور بزدلی پر آمادہ
کر دیں۔ کہ تاب مقاومت نہ لا سکیں۔
اور آسانی سے مدینہ فتح ہو جائے۔
تاکہ مسلمانوں سے بدر کا انتقام لیا
جا سکے۔ چنانچہ کمزور اور پست ہمت
لوگ آ آ کر حضورؐ سے کہتے۔ کہ
جناب ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔
ہم کو شرکت جہاد سے محفوظ رکھیئے۔
عین اس وقت اللہ تعالٰے
نے یاوری کی۔ اس شدت کی
سردی میں زور کی آندھی بھیجی،
کہ مخالفین کے خیمے اکھڑ گئے۔
کھانے پینے کے ظروف الٹ
گئے۔ اور یہ لوگ اس عذاب
کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے۔
اللہ فرماتا ہے۔ مسلمانو! کیا اس
نعمت اور مہربانی کو بھول گئے
ہو۔ کہ نہایت مشکل کے وقت
میں تمہاری کس طرح مدد کی تھی۔
اور تمہیں متحدہ کفر کی زد سے بچا لیا۔
ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے
کہ اللہ کی نصرت اور تائید کے
قوانین کیا ہیں؟ کیا وہ بغیر مصیبت
برداشت کرنے کے اپنی اعانت
سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے؟
اس وقت جب سخت آزمائش
میں ڈال کر آزمالے۔ اور مصائب
کی بھٹی میں ڈال کر پرکھ لے +

حل لغات

یَثْرِبُ۔ نام مدینہ منورہ +
مُقَامٌ۔ مقاومت کا موقع +
عَوْرَةٌ۔ خالی +

۱۴- وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا
ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا
وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ○
۱۵- وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن
قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ
عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ○
۱۶- قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ
إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ
وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○

۱۴۔ اور اگر وہ (کفار) شہر میں اسکے اطراف سے ان پر گھس آتے
پھر ان سے فتنہ برپا کرنے کو کہا جاتا۔ تو وہ ضرور فتنہ برپا کرتے
اور اپنے گھروں میں تھوڑی دیر ٹھہرتے ○
۱۵۔ حالانکہ وہ پہلے اللہ سے اقرار کر چکے تھے،
کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد
پوچھا جائے گا ○
۱۶۔ تو کہہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو بھاگنا ہرگز تمہارے
کام نہ آئیگا اور بھاگ کر بچ بھی گئے۔ تو تھوڑے ہی دنوں
فائدہ اٹھاؤ گے (پھر اخیر مرنا ہے) ○

منافقین کا شر و فساد سے شغف

ف۱ غرض یہ ہے۔ کہ منافقین جو جہاد سے جی چراتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر پیچھا چھڑاتے ہیں۔ کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ تو یہ عذر نیک نیتی پہ مبنی نہیں۔ بلکہ وہ محض بھاگنا چاہتے تھے۔ یہ بات نہیں۔ کہ ان میں لڑنے کی قوت نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اسلام کا ساتھ نہیں دینا چاہتے۔ ورنہ یہی لوگ جو آج معذرت کر رہے ہیں۔ اور جہاد میں شریک نہیں ہونا چاہتے۔ اگر یہ دیکھیں۔ کہ ہمارے مسلک کے لوگ مدینہ میں آگھسے ہیں اور ہماری اعانت کے طالب ہیں۔ تو یہی گرم جوشی کے ساتھ ان کے ساتھ آمادۂ فساد ہوں۔ اسوقت انہیں نہ گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا خیال ہو۔ اور نہ پست ہمتی کا۔ فرمایا۔ کہ اس سے قبل تم عہد کر چکے ہو۔ کہ اب آیندہ کبھی پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اعداء دین کا مقابلہ کریں گے پھر تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ اس عہد کے بجائے پیش کرنے کو عذر تلاش پر آمادہ ہو۔

دُنیوی زندگی عارضی ہے

ف۲ فرمایا ہے۔ کہ اگر تم ازراہ بزدلی بھاگ جاؤ گے۔ تو پھر کیا ہوگا کیا ہمیشہ ہمیشہ تم زندہ رہو گے۔ کیا پھر کبھی نہیں مرو گے۔ کیا تم یہ سوچتے۔ کہ یہ زندگی بظاہر طویل نظر آنے کے بہت کوتاہ اور قصیر ہے۔ موت کا ایک دن مقرر اور معین ہے۔ پھر جب ہر صورت میں مرنا ہے۔ تو ان چند دنوں کی عارضی زندگی کو کیوں ٹھکراتے ہو۔ عاجل کا نفع تمہارے سامنے ہے۔ اور آجل کی بہرہ اندوزی سے محروم ہو۔ یہ کہاں کی عقل مندی اور دانائی ہے کہ حیات چند روزہ کے عوض ابدی زندگی کو بیچ ڈالا جائے۔

حل لغات

اَلْفِتْنَةَ ۔ فساد ۔ شرارت ۔

١٧۔ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا
يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا ۝
١٨۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ
وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ
وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝
١٩۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ

١٧۔ پوچھا وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے
بچائے گا اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ
کرے یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور وہ اللہ کے
سوا اپنے لئے کوئی حامی اور مددگار نہ
پائیں گے ط ۝
١٨۔ اللہ تم سے روکنے والوں کو خوب جانتا ہے اور
انکو بھی، جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس
چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی کبھی ۝
١٩۔ (وہ)، تم مسلمانوں کے ساتھ بخل کرتے ہیں پھر جب ڈر کا

ف بتاؤ، تمہارے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے۔ تو تم یا تمہارا کوئی ساتھی، اسکو روک سکے گا۔ یا اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے تو کوئی اس کو باز رکھ سکے گا۔ پھر جب ایسا کوئی شخص نہیں ہے۔ تو کیوں اس کی بات نہیں مانتے اور دین کی حفاظت میں صف آرا نہیں ہو جاتے۔ کیوں بزدلی اور جبن کو پسند کرتے ہو۔

ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ جنگ و جہاد سے باز رکھنے والے یہ نہ سمجھیں۔ کہ وہ خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور خدا ان کے عملوں سے آگاہ نہیں۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کون لوگ مسلمانوں میں تعویق پیدا کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں۔ کہ دیکھو ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ تم سے مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔

حل لغات

سُوْٓءٌ۔ تکلیف۔ دکھ۔
اَلْمُعَوِّقِيْنَ۔ روکنے والے۔ تعویق سے ہے۔
اَشِحَّةً۔ شحیح کی جمع ہے۔ معنے حریص و بخیل۔

رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ
فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ
بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ
اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ
اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ۝
۲۰۔ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ
وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ

وقت آتا ہے تو تُو ان کو دیکھتا ہے وہ تیری طرف
تکتے ہیں اُن کی آنکھیں اس شخص کی طرح پھرتی
ہیں جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہو۔ پھر
جب خوف چلا جاتا ہے تو مال غنیمت پر بخیلی کرتے ہوئے
تیز زبانوں سے چڑھ چڑھ بولتے ہیں۔ وہی ہیں جو
ایمان لائے۔ سو اللہ نے انکے عمل اکارت کر دیئے
اور یہ اللہ پر آسان ہے ۝
۲۰۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ فوجیں اب تک نہیں گئیں اور
اگر وہ فوجیں پھر آجائیں تو تمنا کریں کہ کاش وہ

ان آیات میں منافقین کے خوف و ہراس کی تصویر کھینچ دی ہے۔ کہ یہ لوگ کس درجہ بزدل ہیں اور کس درجہ مرعوب اور متاثر ہیں۔

فرمایا۔ جب خوف و ہراس کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہیں۔ جس طرح موت کی غشی ان پر طاری ہے۔ جب وہ خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے۔ تو زبانوں پر طعن و تشنیع کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے مال غنیمت میں اپنے حصے لگاتے ہیں۔ گویا ان کو نفاق و طمع کی اس وقت سوجھتی ہے۔ جب بلا ٹل جاتی ہے۔ اور مصیبت کے وقت یہ بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

حل لغات

اَلْاَحْزَابُ۔ گروہ۔ حزب کی جمع ہے۔

اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ
عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ
مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِيْلًا ۠
۲۱- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ
وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ
۲۲- وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ
قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ؗ

باہر گئے ہوں گاؤں میں اور وہاں
تمہاری خبر پوچھا کریں ف اور اگر یہ لوگ تم
میں سے ہوتے تو بہت تھوڑا لڑتے ○
۲۱- بیشک تمہارے لئے (یعنی) اس کے لئے جو اللہ
اور پچھلے دن کی توقع رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے
یاد کرتا ہے رسولؐ خدا کی چال سیکھنی اچھی تھی ف ○
۲۲- اور جب ایمانداروں نے لشکر دیکھے تو کہا کہ وہی ہے
جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ
کیا تھا اور اللہ اور اسکے رسولؐ نے سچ کہا تھا اور انکا

بُزدلی کی انتہا

ف یہ منافقین کی انتہائی بزدلی اور جبن تھا کہ مخالفین کے عساکر تو آ بھی گئے تھے اور ان کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے تھے مگر یہ اس وہم میں تھے کہ وہ ابھی تک محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور اگر یہ عساکر خدانخواستہ پھر پلٹ کر آ جائیں، تو ان لوگوں کی بہت خواہش ہوگی، کہ کہیں جنگل میں جا کر رہیں۔ اور آتے دن جو جنگ و جدال ہوتا رہتا ہے، اس سے محفوظ رہیں، یہ لوگ سخت بزدل ہیں، اور اگر چار و ناچار انہیں لڑنا بھی پڑے، تو جی داری سے نہیں لڑتے بلکہ انکی کوشش یہی ہوتی ہے، کہ کسی طرح یہ مصیبت ٹل جائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اصل محرک جو سپاہی کو میدان جنگ میں شجاعانہ اقدام پر مجبور کرتی ہے۔ وہ اس کا عقیدہ ہوتا ہے عقیدہ کی قوت سے وہ لڑتا ہے۔ اور انکی کیفیت یہ ہے کہ سرے سے کوئی عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ دکھاوے کے لئے مسلمان ہیں حقیقت سے لوٹ ایمان سے نہ محبت۔ اب دیکھئے یہ کیسے جیو کیا لڑیں گے۔

اُسوۂ حسنہ

ف حضورؐ جس طرح اللہ کے پیغام کی وضاحت کے ساتھ تبلیغ کر کے کامل صلاحیت رکھتے تھے۔ اسی طرح ان میں یہ بھی اہلیت تھی، کہ شمشیر و سنان سے اسکی حمایت بھی کریں، چنانچہ اکثر غزوات میں آپ نے داد شجاعت دی، اور نازک سے نازک اوقات میں بھی پہاڑ کی طرح میدان جنگ میں قائم رہے۔ جب کہ بڑوں بڑوں کا زہرہ آب ہوتا تھا۔ ارشاد ہے، کہ رسولؐ انسانیت کے لئے بہترین اسوہ ہے۔ اس کی پیروی کرو، اور اس کو دیکھ کر اپنے معائب کو معلوم کرو، اور جبن و بزدلی کی عادات کو ترک کرو۔ تاکہ تم سعادت اُخروی حاصل کر سکو۔

یہاں اُسوۂ حسنہ کا لفظ اگرچہ سیاق جنگ میں آیا ہے۔ مگر معنیٰ اس میں عموم ہے ہر شخص جو اللہ سے اور روز آخرت کے خوف سے ڈرتا ہو۔ اور اس کے دل میں ذکر و شغل کی محبت ہو۔ ضروری ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں حضورؐ رسالت پناہ [illegible]

حلِ لغات:۔ بَادُوْنَ۔ وہ جیسے جنگل میں باہر جا بسنے والے۔ اُسْوَةٌ۔ لائق تقلید نمونہ پیشوا اور نمونہ۔ پیشوا و مقتدر۔

وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝

٢٣- مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝

٢٤- لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ
يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

یقین اور (جذبۂ) اطاعت اور بڑھا ۝

٢٣- مومنوں میں ایسے مرد بھی ہیں کہ جس بات پر انہوں نے اللہ سے عہد باندھا تھا، اس سے سچ کر دکھایا اور بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جنہوں نے اپنا نذر پورا کر لیا (یعنی جہاد میں ہی جان دے دی جیسے شہداء بدر، مثل انس بن النضر رضی اللہ عنہ کے) اور بعض ایسے ہیں جو ابھی (وقت کا) انتظار کر رہے ہیں (جام شہادت پینے کی) اور انہوں نے (اپنی وعدہ وفائی میں) ایک ذرہ تبدیلی نہیں کی ۝

٢٤- تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے عذاب کرے یا اُن کے دل پر توبہ ڈالے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٠٥۔

وہ تمام معجزات و صفات جو چہرۂ نبوت کا غازہ ہیں۔ آپ کی ذات میں موجود ہیں آپ کے رخ زیبا میں ہر نوع کے مخلوق کے لئے تسکین نظر کا وافر سامان مہیا ہے۔ آپ خلاصۂ انسانیت ہیں۔ آپ کی کوئی حرکت غیر جمیل نہیں۔ آپ سیرت و عمل کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور جسم و قالب سے لیکر روح کی گہرائیوں تک آپ میں حسن ہی حسن ہے۔ آپ قوموں اور ملتوں کے حالات پڑھیں۔ اور ان میں قائدین اور حکماء و انبیاء کو دیکھیں۔ اور ان میں حسن جس مقدار میں جہاں جہاں موجود ہے۔ اُس کو نگاہ میں رکھیں۔ اور پھر اس کا مقابلہ کریں۔ جمال حبیب سے۔ آفتاب نیمروز سے۔ آپ یقیناً بہ اعتراف کرنے پر مجبور ہونگے کہ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ف ان آیتوں میں پھر نفس مضمون کی طرف براہ راست توجہ مبذول فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ یا تو منافقین کی حالت آپ نے دیکھی کہ اپنے عہد کو بھی بھلا بیٹھے۔ اور بدرجۂ غایت بزدلی کا اظہار کیا۔ اور یا یہ مومنین ہیں۔ کہ عساکر کو دیکھ کر جوش ایمانی سے معمور ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اللہ کی نصرت اور فتح کا وعدہ آن پہنچا ہے۔ اور اللہ اور رسولؐ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ بالکل سچ اور درست ہے۔ اس میں سرمو شک اور شبہ کی گنجائش نہیں۔ ع

بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

پھر ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے انس بن نضر کی طرح اپنے عہد کو پورا کیا۔ اور بڑھ کر جام شہادت نوش فرمایا۔ اور ایسے بھی تھے۔ جو خلوص و بیتابی سے اس ساعت سعید کے منتظر ہیں۔

حل لغات

قَضٰى نَحْبَهٗ۔ موت سے کنایہ ہے۔ وہ عادت اور خصلت جس سے اقتداء کی جائے۔

۲۵ وَ رَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِغَیۡظِہِمۡ
لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا ؕ وَ کَفَی اللّٰہُ
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ
قَوِیًّا عَزِیۡزًا ۚ
۲۶۔ وَ اَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ ظَاہَرُوۡہُمۡ
مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ صَیَاصِیۡہِمۡ
وَ قَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الرُّعۡبَ فَرِیۡقًا
تَقۡتُلُوۡنَ وَ تَاۡسِرُوۡنَ فَرِیۡقًا ۚ
۲۷۔ وَ اَوۡرَثَکُمۡ اَرۡضَہُمۡ وَ دِیَارَہُمۡ
وَ اَمۡوَالَہُمۡ وَ اَرۡضًا لَّمۡ تَطَـُٔوۡہَا ؕ وَ کَانَ

۲۵۔ اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصہ میں لوٹا دیا ان کے ہاتھ کچھ بھلائی نہ لگی۔ اور لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے خدا کافی ہو گیا اور اللہ زور آور زبردست ہے ۞

۲۶۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ ان کے مددگار ہوئے تھے انکو انکی گڑھیوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا کہ تم (مسلمان ان میں سے) بعض کو قتل اور بعض کو قید کر رہے تھے ۞

۲۷۔ اور اللہ نے انکی اور انکے گھروں اور انکے مالوں کا تمہیں وارث کر دیا اور زمین کا (بھی خیبر میں) کہ اس پر تم نے

خدا کمزوروں کی دستگیری کرتا ہے

ف۱ جنگ احزاب میں جو مخالفین کو شکست ہوئی۔ وہ محض اس وجہ سے کہ اللہ تعالے ہمیشہ کمزوروں کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اور مایوسوں کی مایوسی کو امید و کامیابی سے بدل دیتے ہیں۔ اللہ کا قانون ہے۔ جب اس کے بندے ہر طرف سے گھر جائیں۔ اور مخلصی کی کوئی راہ باقی نہ رہے۔ اور بظاہر یاس کے بادل دلوں پر چھا جائیں۔ عین اس وقت وہ بڑھے۔ اور فرشتوں کے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو۔ اور مخالفین کی صفوں میں ہلچل مچا دے۔ وہ ہمیشہ سے اپنے قوی اور عزیز ہونے کا ثبوت دیتا آیا ہے۔ اس نے اپنی غیر متوقع اعانتوں سے واشگاف اپنے بندوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ مادی قوتیں اس کے مقابلہ میں پرکاہ کے برابر وقعت نہیں رکھتیں۔ وہ جب چاہے۔ اور جن وسائل سے چاہے۔ دشمنوں کو ہلاک کر دے۔ وہ ہمیشہ

قوتوں کے مقابلہ میں عاجزی اور مسکنت کی مدد فرماتا ہے۔ وہ موسیٰ کو فرعون کی سرکوبی کے لئے بھیجتا ہے۔ ابراہیم کو نمرود جیسے جبار کے واسطے مسیح کو یہود حکومت کیلئے مبعوث فرماتا ہے۔ اور حضورؐ کو قیصر و کسریٰ کی منظم حکومتوں کو درہم برہم کرنے کیلئے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہمیشہ یہ پاکباز اور بے سرو سامان بزرگ کامیاب ہوئے اور کفر باوجود اپنی شان و شوکت کے مغلوب ہوا غرض یہ ہے۔ کہ کمزور ایمان کے مسلمان اور منافقین ان واقعات پر غور کریں۔ اور سوچیں۔ کہ کیونکر اللہ تعالے اپنے دین کو سربلند کرتا ہے۔ اور کس طرح کفر ذلیل ہوتا ہے ۔

وہ یہودی جو مزے کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اپنی اس شرارت کی وجہ سے کہ انہوں نے معاہدہ شکنی کر کے مشرکین مکہ کا ساتھ دیا۔ اپنی املاک کو کھو بیٹھے۔ اور مضبوط قلعوں سے نکل جانے پر مجبور ہو گئے ۔

حل لغات: [illegible]

اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۝

۲۸- یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝

۲۹- وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

۳۰- یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ۝

پاؤں نہ رکھا تھا۔ اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے ۝

۲۸- اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ دوں۔ تمہیں اچھی طرح سے رخصت کردوں ۝

۲۹- اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور پچھلے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کیا ہے ۝

۳۰- نبی کی بیبیو! جو کوئی تم میں سے صریح بے حیائی کا کام کرے گی۔ اُس کو دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اللہ پر آسان ہے ۝

کاشانۂ نبوت

وہ بات یہ تھی۔ کہ کاشانۂ نبوت میں بھی بادشاہوں کی طرح دولت کی نمود نہیں تھی۔ اور امہات المؤمنین کی سی حالت نہیں تھی بلکہ بعض اوقات تو وہاں ضروریاتِ زندگی کا بھی فقدان تھا۔ اس لئے بالطبع پردہ نشینانِ حرمِ نبوت کو بتقاضائے بشریت بعض دفعہ اس کا احساس ہوتا اور وہ ملول خاطر ہو جاتیں۔

ایک دفعہ تو وہ اس دکھ کے اظہار پر مجبور ہو گئیں۔ حضورؐ نے جب یہ سنا۔ تو آپ کو بدرجۂ غایت رنج ہوا۔ آپ نے عہد کر لیا کہ ایک مہینہ تک ان خواتین کے پاس نہ جائیں گے۔ اس کے بعد تسکین خاطر کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ کہ اے پیغمبر اپنی محرم مخدرات سے کہہ دیجئے۔ کہ میرے ہاں روح و قلب کی زینت و آرائش کا سامان تو موجود ہے۔ مگر جسم کی آسائشوں کیلئے جگہ نہیں۔ اگر تمہارا مقصد صرف دنیا کے منافع سے استفادہ ہے۔ اور شرفِ صحبت کو تم کوئی نہیں سمجھتیں۔ تو آؤ میں تم کو اچھا

[illegible]

اور اُسکا رسولؐ اور عقبیٰ و آخرت ہے۔ تو پھر میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ازواجِ مطہرات نے جب یہ آیتیں سنیں تو حقیقت و عرفان کا نور سامنے چمکتا ہوا نظر آیا۔ حرم نبوت کی صحیح قدر و قیمت معلوم ہوئی۔ بولیں نہیں۔ کہ ہمیں تو اللہ اور اس کا رسول پسند ہے۔ ہم دنیا کو اس کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں دیتیں۔

وہ لوگ جو تعدد ازدواج کی وجہ سے حضورؐ پر معترض ہیں۔ وہ تصویر کے اس رُخ کو دیکھیں کیا زندگی کا اس سے پاکیزہ نمونہ انہوں نے کہیں دیکھا ہے۔ کیا اسکے بعد بھی وہ کہیں گے۔ کہ آپ نے معاذ اللہ شادیاں حظوظِ نفسی کے لئے کیں؟

حلِ لُغات ۔ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۔ سرح کے معنے چھوڑ دینا اور رخصت کرنا۔

یَسِیْرًا ۔ آسان ۔ سہل۔

۳۱- وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○

۳۱- اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور نیک عمل کرے گی۔ ہم اس کو اس کا دونا اجر دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کی ہے ○

۳۲- يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ○

۳۲- نبی کی بیبیو! اور عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم ڈر رکھو سو (تم مردوں) سے دب کر نہ بولو کہ جس کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ (کہیں) لالچ کرے اور معقول بات کہو ○

۳۳- وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

۳۳- اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو (اپنا بناؤ سنگھار) دکھاتی نہ پھرو جیسے زمانہ جاہلیت میں

اُمّہاتُ المومنین

ف۱ چونکہ وہ نشیمانِ حرمِ نبوت کی ذمہ داریاں عام عورتوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس لئے جہاں ان کیلئے برائی کے ارتکاب پر دوگنی سزا تجویز فرمائی ہے۔ وہاں انکے لئے اجر و ثواب بھی دو چند رکھا ہے۔ کیونکہ وہ ساری اُمّت کی عورتوں کے لئے پاکبازی اور عفاف میں نمونہ ہیں۔ ان کے لئے ہر بات میں تقویٰ و وقار کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ انکے ہر فعل میں یہ ضروری ہے کہ تہذیب اور تربیت کا حُسن نمایاں ہو۔ اس لئے انکو بالطبع اس درجہ آزادی اور سہولت میسر نہیں ہوتی جس درجہ کہ عام دوسری مومنات کو حاصل ہے۔ بلکہ ان کی زندگی کا اسوۂ نبوی کی روایات تقریبی و قلب کے مطابق ہوتی ہے۔ اور پھر ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ یہ خدمات اس پاکیزہ زندگی کے لئے رضا کارانہ طور پر بھی تیار ہوں۔ ان پر کوئی جبر نہیں ہوتا۔ یہ خود اس معیار کو نبھانے کیلئے کوشاں رہتی ہیں۔ جو ان کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ قدرتاً دوسری عورتوں سے زیادہ ثواب اور اجر کی مستحق ہیں۔

ف۲ اس آیت میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے۔ کہ امہات المومنین کا درجہ اُمّت کی تمام عورتوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے انہیں مشکوٰۃِ نبوت سے کسبِ انوار کا سب سے زیادہ موقع ملتا ہے۔ یہ شمعِ رسالت پر ہر وقت پروانہ وار نثار ہونے کو تیار رہتی ہیں۔ اور قربِ حضوری کا جو درجہ انکو حاصل ہے۔ وہ دوسری عورتوں کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

ف۳ اس آیت میں عفاف کے تحفظ اور ناموس کی بقاء کا ایک نہایت باریک نکتہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو تمام خواتین کیلئے یکساں ضروری اور اہم ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ اس طرح کی ہلکی باتوں کو اگر عمل کا جامہ پہنا دیا جائے۔ تو پھر بدی کا احتمال ہر شے کیلئے ممکن فرمایا۔ دیکھو جب تم دوسروں سے مسائل کے متعلق گفتگو کرو۔ تو انداز بیان پر حشمت اور باوقار ہونا چاہیئے۔ اس طرح نہ گفتگو کرو کہ اس میں تمام نسائی لطافتیں جمع ہو جائیں۔ اور سننے والے کے دل میں کسی نوع کی جنسی تحریک پیدا ہو سکے۔

آنکھوں کے بعد زبان سب سے زیادہ بدی کی محرک ہے۔ یہ وہ کافر اتنا تیز بہر ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۰ پر)

حلِّ لغات۔ یَقْنُتْ۔ قنوت سے ہے یعنی فرمانبرداری اور پوری پوری اطاعت۔ وَقَرْنَ۔ گھروں میں ٹکی رہو۔ باوقار کے ساتھ رہو۔

وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ
وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ
اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ
۳۴- وَ اذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ
اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۠ ع
۳۵- اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ
الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ
الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ
الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیْنَ

دکھاتے پھرنے کا دستور تھا۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب صاف کرے ف ○

۳۴- اور اللہ کی آیتوں اور حکمت میں سے جو کچھ تمہارے گھروں میں سے پڑھا جاتا ہے اسے یاد کرو بیشک اللہ بھید جاننے والا خبردار ہے ○

۳۵- بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۹ :-
جس کا تریاق نہیں۔ پہلے رب العزت نے عورتوں کو مجبور محض کے سامنے اس طرح استعمال سے روکا ہے جس میں فتح و دلال تشریح ہو۔ اور جو معصیت اور گناہ کے لئے بمنزلہ دعوت کے ہو۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف اسلامی نقطۂ نگاہ سے عورتوں اور مردوں کی تگ و دو کیلئے دو الگ الگ دائرے ہیں۔ مردوں کیلئے گھر سے باہر کی دنیا میں دلچسپی ہے۔ اور عورتوں کیلئے انتظام خانہ داری کے مسائل ہیں۔ مرد اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ مدنیت صالحہ کیلئے بہترین ثقافت کی تعمیر کرے۔ اور عورت اس لئے پیدا کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی آغوش میں ایسے بچوں کی تربیت کرے جو آئندہ نسل کیلئے فخر و مباہات کا باعث ہو سکیں۔ دونوں کیلئے بالکل جدا جدا میدان عمل موجود ہیں۔ اور یہ وہ نظریہ ہے۔ جس کو یورپ نے بتقاضائے ہزار خرابی کے بعد تسلیم کر لیا ہے۔ اور جس پر تمام نوع انسانی کی سعادتوں کا مدار ہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ اے عورتو! تم اپنے گھروں میں وقار و حشمت کے ساتھ جمی بیٹھی رہو۔ اور اپنی دوڑ دھوپ کو صرف تدبیر منزل کے مسائل کو سلجھانے کیلئے وقف کر دو۔ تمہاری جگہ دفتروں اور ایوانوں میں نہیں ہے۔ تم اپنے گھروں کی رونق اور روشنی ہو۔ تمہارا فرض محض خیر ہونے سے کہ سعادت انسانی کو ختم کر دو گی ہو اور خود اپنی نسوانی عصمتوں کو کھو دو گی۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى سے مراد یہ ہے۔ کہ ضروریات مدنیہ کیلئے حرکت کرنا ممنوع نہیں ہے۔ تم گھروں میں محصور نہیں ہو۔ کہ ابداً گھروں سے قدم باہر نہ رکھ سکو۔ بلکہ تمہاری توجہات کا نصب العین گھر کی زینت و آرائش ہونا چاہیئے۔ اور جب گھروں سے باہر نکلو۔ تو حسن و جمال کے تیر و کمان سے مسلح ہو کر نہ نکلو۔ اور جاہلیت اولیٰ کی طرح عریانی کا مظاہرہ نہ کرو۔ بلکہ اسلامی آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ آیت تطہیر میں یہ بات ملحوظ خاطر ہے۔ کہ اولاً اور اصالۃً صرف ازواج مطہرات مراد ہیں۔ اور دوسرے لوگ اس میں محض ثانوی طور پر ہیں کیونکہ سیاق و سباق یہی تقاضا ہے۔ کہ خود لفظ اہل بیت کا استعمال بحیثیت بیوی کے ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو وسیع معنی میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

حل لغات

اَلرِّجْسَ - نفسانی معائب۔
وَالْحِكْمَةِ - سنت۔

وَالذّٰكِرٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا
وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے مرد اور محفوظ رکھنے والی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اور بہت سا یاد کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ نے معافی اور اجر عظیم تیار کیا ہے ○

۳۶۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ
الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

۳۶۔ اور جب اللہ اور اس کا رسول کوئی بات مقرر کرے تو کسی ایمان دار مرد اور ایماندار عورت کے لائق نہیں کہ ان کو اپنے کام کا کچھ اختیار ہے اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہ ہوا ○

۳۷۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ
عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ
وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ

۳۷۔ اور جب تو اس سے جس پر خدا نے اور تو نے انعام کیا کہتا تھا کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور خدا سے ڈر اور (تو یہی اسے کہتا تھا کہ) اپنے دل میں

مرد اور عورت دونوں برابر کے مکلف ہیں!

ف مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت کی زندگی کے دائرے الگ الگ ہیں مگر جہاں تک اخلاق و روحانیت کا تعلق ہے۔ دونوں کیلئے مراتب میں بڑھنے کیلئے شریعت کے دروازے کھلے ہیں۔ دونوں اسلام و ایقان کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ دونوں شیوہ اطاعت و قنوت اختیار کر سکتے ہیں۔ دونوں کے لئے صدق و صفا ضروری ہے۔ دونوں صبر اور شکر کے زیور سے آراستہ ہو سکتے ہیں۔ دونوں کیلئے صدقات، صوم و صلوٰت کے باب وا ہیں۔ دونوں برابر کے مکلف ہیں۔ کہ اپنی خواہشات نفس کو قابو میں رکھیں۔ دونوں ذکر و فکر کی پاکیزہ دنیا میں گامزن ہو سکتے ہیں۔ جن تمام فیوض و برکات سے بہرہ مندی کا استحقاق دونوں کو بلا لحاظ جنس پورا پورا ہے۔

ف اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کس درجہ عقیدت ہونی چاہیئے۔ ارشاد ہے کہ جب خدا اور اس کا پیغمبر کسی مصلحت پر متفق ہو جائیں۔ تو پھر کسی مومن اور مومنہ کو یہ اختیار باقی نہیں رہتا۔ کہ وہ اس سے اختلاف کرے۔ اور اپنی رائے کو ان کے مقابلہ میں ترجیح دے کیونکہ ایمان نام ہے عقل و ہوش کی ساری متاع کو حضور کے سپرد کر دینے کا۔ اور خود اس باب میں بیکس ہو جائیگا۔ پھر اگر کتاب و سنت کا کوئی حکم کسی شخص کے دل میں کھٹکتا ہے۔ تو اسے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ نفاق نے کیونکر اس کے پاک دل پر تسلط جما لیا ہے!

حل لغات

فُرُوْجَهُمْ ۔ فرج کی جمع ہے شرمگاہ ۔
اَلْخِيَرَةُ ۔ استرداد کا اختیار ۔

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ
تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا
وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ
أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ
وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ○
٣٨- مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ
فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي
الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ
اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ○
٣٩- الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَ

اس بات کو چھپاتا تھا۔ جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے؛
اور تو آدمیوں سے ڈرتا تھا۔ حالانکہ تجھے اللہ سے زیادہ
ڈرنا چاہیے۔ پھر جب زید اس عورت سے اپنی غرض پوری کر چکا تو
ہم نے تیرا نکاح اسی عورت سے کر دیا کہ ایمانداروں پر اپنے منہ بولے بیٹوں
کی عورتوں پر تنگی نہ رہے۔ جب وہ ان سے اپنی غرض پوری
کر چکیں، اور اللہ کا کام تو ہو کر ہی رہتا ہے ○
٣٨- جو بات اللہ نے نبی کے لئے ٹھہرا دی ہے اس میں نبی
پر کچھ تنگی نہیں (یہی طرح) اللہ کا دستور رہا ہے۔ ان
لوگوں میں جو پہلے ہو گزرے ہیں اور اللہ کا کام اندازے
پر مقرر کیا ہوا ہے ○
٣٩- جو خدا کے پیغام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں،

حضرت زینب کا قصہ

ف١ حضرت زید غلام تھے۔ حضور نے انہیں آزادی کی نعمت بخشی۔ اور پھر بچپن ہی سے تربیت میں لے لیا۔ یہ بڑے ہوئے اور پروان چڑھے تو حضور نے اپنی پھوپھی زاد بہن سے نکاح بھی کر دیا۔ تاکہ غلام کے رتبہ کو دنیا میں بلند کیا جائے۔ اور یہ بتایا جائے۔ کہ اسلام میں آقا و غلام کی کوئی تمیز نہیں۔ جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور آزادی کی نعمت کو بھی پا لیتا ہے۔ تو پھر غلامی کا داغ مٹ جاتا ہے۔ وہ ان پر نہیں رہتا بلکہ وہ اسلام کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے۔ پھر ایسا اتفاق ہوا۔ کہ حضرت زید کی وجہ سے سماج کی ایک اور رسم کو توڑنا اللہ کو منظور ہوا۔ اس لئے میاں بیوی میں نباہ نہ ہو سکا حضور کی خواہش تو یہی تھی۔ کہ ان دونوں میں نبھی رہے۔ اور حتی الامکان تعلقات قائم رہیں۔ مگر اللہ کو منظور تھا کہ ان دونوں میں جب جدائی واقع ہو جائے۔ تو آپ اس رسم کو توڑیں۔ کہ متبنیٰ کو وہی حیثیت حاصل ہے۔ جو بیٹے کو حاصل ہے۔ اور حضرت زینب سے نکاح کر لیں۔ حضور اسی وجہ سے کہ لوگ خواہ مخواہ اس پر معترض ہوں گے۔ چاہتے تھے۔ کہ زید کے تعلقات نہ بگڑیں۔ اور وہ آخر تک اس رشتہ کو نبھائیں یہی وجہ ہے کہ آپ خلوص کے ساتھ زید کو طلاق سے منع فرماتے اور کہتے۔ کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک روا رکھو۔ اسے مت چھوڑو۔ مگر فیصلہ خداوندی ہو چکا تھا۔ کہ حضرت زینب کو ہم تو متبنیٰ کے تعلق سے نوازا جائے۔ اور اس کی وجہ بیان کی جائے۔ اس لئے بار بار جو منع فرماتے تھے۔ اور اس اشارہ خداوندی کو دل میں پنہاں رکھتے تھے۔ آپ بالآخر مجبور ہو گئے۔ کہ حضرت زینب سے نکاح کر لیں۔ اتنی سی بات تھی جسے دشمنوں نے افسانہ بنا دیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہو سے شادی کر لی ہے۔ بڑا شور اور غوغا ہوا۔ اللہ تعالیٰ یہ جانتے تھے۔ کہ یہ سب کچھ ہو گا۔ مگر چونکہ مقصد یہ تھا۔ کہ ہمیشہ ہمیشہ مسلمانوں کو یہ دقت پیش نہ آئے۔ کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کے ساتھ کس طرح کے تعلقات رکھیں۔ اسلئے ضروری تھا۔ کہ حضور خود بڑھ کر ایک بہترین اسوہ قائم کریں۔ اور مسلمانوں کیلئے صحیح راہ عمل متعین کریں۔ یہ بات عزم و ہمت کی تھی۔ اور غیر معمولی جرأت و جسارت کی تھی۔ کہ کیونکہ آپ نے سماج کے ایک قانون کو اپنے عمل سے توڑا۔ جس سے آپ پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ دشمنوں کے لئے تو یہ بات قابل گرفت تھی ہی۔ کہ بعض سادہ لوح مفسرین نے بھی اسکو نہایت ذلیل انداز میں بیان کیا ہے۔ اور تسلیم کر لیا ہے۔ کہ معاذ اللہ حضور حضرت زینب کی جھلک دیکھ کر عاشق ہو گئے تھے اس لئے دل ہی دل میں اس خواہش کو چھپائے تھے۔ اور لوگوں سے بظاہر ڈرتے رہتے تھے۔ اور نباہ چاہتے تھے۔ (باقی صفحہ ١٠١٣ پر)

حل لغات۔
وَطَرًا۔ حاجت۔ ضرورت۔
قَدَرًا مَّقْدُورًا۔ طے شدہ بات۔

يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○

اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے ○

۴۰۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ○ ع

۴۰۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسولؑ اور ختم کرنیوالا تمام نبیوں کا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

۴۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○

۴۱۔ مومنو! کثرت سے اللہ کو یاد کرو ○

۴۲۔ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

۴۲۔ اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرو ○

۴۳۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○

۴۳۔ وہی ہے کہ تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں لے جائے اور ایمانداروں پر مہربان ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۲

کہ کسی طرح زینب کو اپنے لئے حاصل کریں۔ قطع نظر اس کے یہ افسانہ کیسی وجہ منصب نبوت کی توہین کا باعث ہے۔ آپ یہ غور فرمایئے کہ عقلاً یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضرت زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ نے بارہا انکو دیکھا تھا۔ خود انکی خواہش کے خلاف انکو زید کے حوالے کیا تھا اور جب آپ نے سنا کہ ان میں باہم لڑائی ہوتی ہے۔ تو دلسوزی سے انکو ایسے اقدامات سے روکا تھا جو طلاق پر منتج ہوں۔ اگر آپ چاہتے تو ابتدا ہی میں حضرت زینب کے لئے رشتہ تجویز و مناسبات کا باعث ہوتے اور وہ اس کو ضرور منظور کرتیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ قصہ محض لغو ہے چاہیے بعض مفسرین نے سادگی سے ایسی روایات کو جمع کر دیا ہے جو اصل منافقین نے آپکو بدنام کرنے کی غرض سے وضع کی تھیں۔

ف۲ حضرت زینب سے نکاح کر کے حضورؐ نے ایک پرانی رسم کو توڑا جس کو آپ مستحسن نہیں سمجھتے تھے۔ اسلئے آپ نہیں چاہتے تھے۔ کہ اس طریق سے لوگوں کو نفس اسلام کے متعلق کچھ کہنے اور سننے کا موقع ملے۔ اس آیت میں آپکی مزید طمانیت قلب کے لئے فرمایا کہ اس قسم کے معاملات میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی سنت ہے۔ کہ پیغمبر جب عوام الناس کی خواہشات کے خلاف اقدام کرتے ہیں تو وہ طعنوں اور حملوں کا نشانہ بنایا کرتا ہے۔ وہ تو مبعوث ہی اسلئے ہوتے ہیں۔ کہ سوسائٹی اور قوم کے غلط نظام کو درہم برہم کر دیں۔ اسلئے انکا مقصد ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے عمل سے اپنے لئے ایک بالکل اچھوتے اور جداگانہ طریق زندگی کی طرح ڈالیں۔ اسلئے وہ بالطبع صرف خدا سے ڈرتے ہیں اور لوگوں کے خیالات اور جذبات سے بالکل بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف خدا سے ڈرنا جانتے ہیں اسلئے آپ متفکر نہ ہوں اور یقین رکھیں کہ یہ قصہ محض حکمت کے لئے کیا گیا ہے جس کی مصلحتیں آیندہ نسلوں کو محسوس ہوں گی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

عقیدہ ختم نبوت ایجابی حقیقت ہے

ف۱ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ آیندہ حضورؐ کو ابوزید نہ کہو۔ وہ تم سے کسی صلبی فرزند کے باپ نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ روحانی ابوت کے شرف سے ضرور بہرہ ور ہیں۔ اور تم میں کا ہر مومن انکا بیٹا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ابوت صرف تم تک نہیں ہے بلکہ تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ اور تمام فرزندان توحید کو شامل ہوگی۔ کیونکہ آپ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں۔ جن کے بعد کوئی دوسری رسالت یا نبوت نہیں جس کو مسلمان اپنے کو منسوب کر سکیں۔ آپ نبوت کا وہ آخری اور انتہائی کمال ہیں جس کے بعد یہ تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔ اور مزید رشد و ہدایت کیلئے بروز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۴ پر)

حل لغات: خاتم النبیین۔ الختم والطبع ... یہ معنی میں ہے۔ خاتم بمعنی مہر۔ و خاتمہ: اور خاتم، خاتمہ ہر چیز کے انجام و آخر کو کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔ خاتمتہ کل شیء و خاتمہ عاقبتہ و آخرہ

[illegible]

۴۴- تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○

۴۴- جس دن اُن سے ملیں گے انکی دعا خیر سلام ہوگی اور اُس نے اُنکے لئے عزت کا اجر تیار کیا ہے ○

۴۵- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

۴۵- اے نبی ہم نے تجھے گواہ اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے ○

۴۶- وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

۴۶- اور خدا کی طرف اسکے حکم سے بُلانے والا اور روشن چراغ ○ ف۱

۴۷- وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○

۴۷- اور مومنوں کو بشارت دے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے ○

۴۸- وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

۴۸- اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مان اور چھوڑدے ان کا ستانا اور اللہ پر بھروسہ رکھ اور اللہ کارساز کافی ہے ○

۴۹- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

۴۹- مومنو! جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو

حاشیہ صفحہ ۱۰۱۳-

یہ آیت اسلامی عقائد میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اسلام کے حضورؐ کی تعلیمات کی موجودگی میں اب کسی حالت منتظرہ کا مستحق نہیں ہے اس کو قیامت تک بالکل وہی اور اطمینان حاصل ہے۔ کہ یہی صراط مستقیم پر گامزن ہوں اور کسی وقت بھی تجدید دین کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔ یہ عقیدہ ایک بہاپی حقیقت کا آئینہ دار ہے! اور وہ یہ ہے۔ کہ اسلام مکمل ہے! اور خدائی بادشاہت کا تصور تکمیل و اتمام کی تمام منزلوں سے گزر چکا ہے اس کے سمجھنے کیلئے اور اس پر عمل پیرا ہونیکے لئے کسی نبوت جدیدہ اور رسالت مستقلہ کی ضرورت نہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمان کے پاس کتاب و سنت کی مشعل نور رہے گی۔ اور وہ اس سے براہ راست استفادہ کریگا۔ اسلام کے آفتاب صداقت کے طلوع ہوجانیکے بعد صبح تک اور کسی چراغ راہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضورؐ کی نبوت کا فیضان باقی اور دائمی ہے۔ انکی نبوت ہمیشہ آپکے روحانی جانشین کیلئے وجہ تسکین رہے گی۔ اور ان کی حیثیت ایک تصویر اور سیرت کے بھی اپنے عقیدت کیشوں سے اوجھل نہیں ہو سکیں گے

(حاشیہ صفحہ ۱۰۱۱)

حضورؐ کے چار منصب

ف۱ اس آیت میں جناب رسالتمآبؐ کے چار منصب بیان کئے گئے ہیں۔

۱- آپ شاہد ہیں۔ یعنی جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کا پیش کرتے ہیں، وہ آپ کا وجدانی تجربہ ہے۔ کیونکہ آپ حق و صداقت کی منزل تک عقل و استدلال کی راہوں سے نہیں پہنچے ہیں۔ بلکہ مشاہدہ و احساس کے ذریعے آپنے رسائی حاصل کی ہے۔

۲- حضورؐ سے پہلے جس قدر انبیاء مبعوث ہوتے۔ انکے اسلوب بیان پر یا تو بشارت کا رنگ غالب تھا یا انذار کا۔ یا تو انکے پیغام کا غالب حصہ یہ تھا کہ وہ لوگوں کو خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنائیں اور یا گناہ کے عواقب سے آگاہ کریں مگر حضورؐ بیک وقت بشیر اور نذیر تھے آپنے ایک ہی وقت میں تناسب کے ساتھ لطف و کرم الٰہی کا مژدہ بھی سنایا ہے۔ اور خدا کے عذاب کی دھمکی بھی دی ہے آپکے پیغام میں رحمت و ارتقاء کی منزلوں پر گامزن بھی فرمایا ہے۔ اور ظالموں کو موت کے گھاٹ بھی اتارا ہے یعنی آپ میں جمال و جلال کا بہترین امتزاج تھا۔

۳- آپ کی مرکزی تعلیم یہ تھی کہ مخلوق کو خالق کی چوکھٹ پر جھکا دیا جائے۔ اور دنیا کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کر دیا جائے۔ اس لئے آپ داعی الی اللہ تھے۔

(باقی صفحہ ۱۰۱۵ پر)

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا
جَمِيْلًا ○
۵۰۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ
الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ
يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ
عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ
وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ
وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا
لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ

ان پر عدت رٹھانے، کا کچھ حق نہیں کہ ان سے شمار ف۱ عدت پوری کراؤ۔ سو تم انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح سے رخصت کر دو ○

۵۰۔ اے نبی ہم نے تیرے لئے تیری وہ عورتیں حلال کر دی ہیں جن کا مہر تو دے چکا ہے اور وہ (لونڈیاں ف۲ بھی) جو تیرے ہاتھ کا مال ہے جو خدا نے تیرے ہاتھ لگا دیا ہے اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور مومن عورت (بھی حلال ہے) اگر اپنی جان نبی کو بخشدے ف۳ (یعنی بن مہر نکاح میں آنا چاہے اگر نبی بھی اس کو نکاح میں لینا چاہے تو جائز ہے)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۳ ۔

۴۔ سراج منیر ہونے کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپکا سلسلۂ فیض تمام انبیاء سے زیادہ وسیع ہے اور آپ اس قابل ہیں۔ کہ دل کی قندیلوں کو روشن کرنے کیلئے آپ سے کسب ضو کیا جائے ۔

ف۔ غرض یہ ہے۔ کہ مسلمان خوش و خرم رہیں۔ مطمئن رکھیں۔ کہ عنقریب اللہ کی طرف سے ان پر فضل و کرم کی بارش ہونیوالی ہے۔ اور اگلی ایمان ایسا ن سے بدلنے کو ہیں۔ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ سے مقصود اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ غیر ہے یعنی حضور سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ان منکران حق اور منافقین کی خواہشات کفر و انکار کا احترام کریں گے۔ غلط ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ اس آیت کی تفصیل کی آیات میں حضور کو بتلایا گیا تھا۔ کہ آپکے تعلقات اپنے حرم کے ساتھ کس طرح کے ہونے چاہئیں۔ اور اس میں یہ بتایا ہے کہ خود مومنین اپنے سامنے کیا لائحہ عمل رکھیں ۔

ارشاد ہے۔ کہ اگر تم عورت کو مساس سے قبل طلاق دے دو۔ تو ان پر عدت واجب نہیں۔ اور تمہارے لئے یہ موزوں ہے۔ کہ ان کو جب رخصت کرو۔ تو کچھ مال و متاع دیکر۔ اور اس طرح کہ ان کو جمیل کہا جائے ۔

یعنی جب یہ عورت جسکے ساتھ تمہارے تعلقات زیادہ گہرے نہیں ہیں۔ تمہارے التفات کی اس درجہ مستحق ہے۔ کہ اس کو عزت و احترام کے ساتھ چھوڑنا لازم ہے۔ تو پھر ان عورتوں کے ساتھ تمہارا حسن سلوک کس درجہ کا ہونا چاہئے۔ جو تم سے وابستہ ہیں۔ اور تمہاری محبت میں سرشار ہیں۔ اسلام اصل میں یہ چاہتا ہے۔ کہ مسلمان کے تعلقات جس طرح اس کے خدا کے ساتھ اچھے ہوں۔ اسی طرح مخلوق کے ساتھ بھی وہ عمدگی کا برتاؤ کرے۔ اور بالخصوص اس جنس لطیف کے ساتھ تو بدرجۂ غایت مروت و احسان کی ضرورت ہے۔ جسے اگر اسکو چھوڑ دینے پر بھی بحالت مجبوری ہو جائے۔ تب بھی اسکو بدنام اور ذلیل نہ کرے بلکہ عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔ اور یہ بتائے۔ کہ میں نے جو جدائی اختیار کی ہے وہ محض اس بنا پر کہ ہماری آپس میں نہیں نبھ سکی ورنہ میں تمہارے ساتھ کسی بدسلوکی کو روا نہیں رکھتا۔ اور تمہیں ہر طرح واجب عزت سمجھتا ہوں ۔

(باقی صفحہ ۱۰۱۶ پر)

حل لغات:۔ فَمَتِّعُوْهُنَّ ۔ متاع سے ہے ۔ اُجُوْرَهُنَّ ۔ اجر کی جمع ہے۔ یعنی مہر ۔ خَالِصَةً لَّكَ ۔ آپکے لئے مخصوص ہے ۔ فَرَضْنَا ۔ مقرر کئے ہیں ۔

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ
عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا
رَحِيمًا ۝

یہ خاص تیرے ہی لئے ہے سوا اور ایماندار وں کے ہمیں معلوم ہے جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کے ہاتھ کے مال (لونڈیوں) کے حق میں فرض کیا ہے تاکہ تیرے اوپر تنگی نہ رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

۵۱۔ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ
مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ
تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ
بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي
قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝

۵۱۔ ان عورتوں میں سے جسے تو چاہے علیحدہ رکھے اور جسے چاہے اپنی طرف جگہ دے اور جن کو تو نے علیحدہ کر دیا تھا اگر ان میں سے تو کسی کی خواہش کرے تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔ اس میں زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غم نہ کریں اور وہ سب اس پر جو تو نے انہیں دیا راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ جاننے والا بُردبار ہے ۝

۵۲۔ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ
وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ

۵۲۔ اس کے بعد تیرے لئے عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ ان کے بدلے اور بیویاں کرے۔ اگرچہ

حضورؐ کے تعدد ازدواج کا فلسفہ

مخالفین نے تعدد ازدواج پر بہت سے اعتراض کئے ہیں اور کہا ہے کہ جس شخص کے حرم میں بیک وقت نو بیویاں ہوں وہ کیونکر روحانیت کا پیکر ہو سکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک روحانیت کے معنے تجرد اور رہبانیت کے ہیں اور خدا رسیدہ شخص ان کے نظریہ کے مطابق وہ ہے جو بیوی بچوں کے بکھیڑے سے محروم ہو۔ تقریر اصل کے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضورؐ کی شادی کے محرکات میں جنسی جذبات نہ تھے۔ بلکہ تبلیغی حاجت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ حضورؐ قبائل عرب میں اشاعت دین کی خاطر رشتے استوار کریں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حقائق پر غور فرمائیے۔

۱۔ پچیس سال کی عمر تک آپ نے کامل تجرد کی زندگی بسر کی ہے۔

۲۔ گرم ممالک میں اس سے بہت عرصہ پہلے آدمی شادی کے قابل ہو جاتا ہے۔

۳۔ پہلی شادی ایک بیوہ عورت سے کی ہے۔ جو آپ سے پندرہ برس عمر میں بڑی تھیں۔ یعنی حضرت خدیجہؓ سے۔

۴۔ ۵۰ برس کی عمر تک تنہا حضرت خدیجہؓ کے ساتھ بسر کی۔

۵۔ مدینہ میں جا کر پہلی ۵۳ برس کے بعد مختلف قبائل میں شادی کی طرح ڈالی ہے۔

گیلان واقعات کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ حضورؐ نے تسکین جنس کے لئے اس طرح متعدد بیویاں اپنے حرم میں داخل کی تھیں۔ بات یہ تھی کہ اس طرح متعدد شادیوں سے آپ مختلف قبائل کے داماد ہو گئے تھے اور وہ ان تعلقات مصاہرت کی بنا پر مجبور تھے۔ کہ آپ کی عزت کریں اور ٹھنڈے دل سے اسلام کے متعلق غور کریں۔

ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ کون کون رشتے اس قابل ہیں۔ کہ ان سے ازدواجی تعلقات کو قائم کیا جائے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس نے ان رشتوں کو زناشوئی کے لئے جائز رکھا ہے۔ جن سے فطرتاً انسان معاشقہ کر سکتا ہے۔ جیسے چچا کی بیٹی۔ خالہ کی بیٹی۔ ماموں کی بیٹی وغیرہ۔ جو لوگ ان رشتوں کو ازدواج کے لئے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے انسانی فطرت کا اور انسانی تاریخ کا مطالعہ گہرائی سے نہیں کیا ہے۔ وہ نہیں جانتے۔ کہ انسان بالطبع سب سے پہلے انہیں رشتوں کی طرف مائل ہوتا ہے اور جھکتا ہے۔ اور گو وہ رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے شادی نہ کر سکے مگر اپنے دل میں ان کے متعلق جذبات محبت ضرور رکھتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰۱۷ پر)

حل لغات:۔ تُرْجِي۔ ارجاء سے ہے۔ پیچھے ہٹانا۔ دور رکھنا۔

وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ
يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
رَّقِيبًا ۝
۵۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ
طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا
دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا
وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ
كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ
لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا
فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ

تجھے اس کا حسن پسند بھی آئے۔ مگر جو
تیرے ہاتھ کا مال ہو اور اللہ ہر شے پر
نگہبان ہے ۝
۵۳۔ مومنو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ مگر
یہ تمہیں کھانے کیلئے اجازت دی جائے۔ کھانا پکنے
کی راہ نہ دیکھا کرو۔ لیکن جب تم بلائے جاؤ تب آؤ۔
پھر جب کھا چکو تو آپ چلے جاؤ۔ اور باتیں سننے
کیلئے جی لگا کر نہ بیٹھے رہو۔ یہ تمہاری بات نبی کو ایذا
پہنچاتی تھی پھر نبی تم سے شرماتا تھا اور اللہ سچ بات
سے نہیں شرماتا۔ اور جب تم نبی کی بیویوں سے
کچھ اسباب مانگنے جاؤ تو ان سے پردہ کے باہر سے

حاشیہ صفحہ ۱۰۱۶ ؎

کہ جس میں ایک طرح کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے مطلقہ عورتوں سے بھی وہ تعلقات ہو سکتے ہیں۔ جو شادی شدہ عورتوں سے ہو سکتے ہیں۔ جو شخص کہ ہم کلام ہیں اور برسوں سے جنسی ضرورتوں اور ... سے ناآشنا ہیں۔ اس لئے یہ بات کچھ قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں جنکے اظہار کا یہ موقع نہیں۔

حضور کے لئے یہ خصوصی رعایت ہے کہ اگر کوئی عورت آپ اپنے کو خدمات زوجیت کیلئے پیش کرے۔ تو بلا معاوضہ یعنی بغیر مہر اس کو قبول فرما لیں۔ اور یہ کہ جس عورت کو جب تک چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جسکو جس وقت تک چاہیں شرف صحبت سے دور رکھیں۔ گو آپ نے اس رعایت سے عملاً کبھی استفادہ نہیں کیا۔ آپ نے اپنے اوقات کو تقسیم کر رکھا تھا۔ اور تمام ازواج مطہرات برابر آپ سے استفادہ کرتی تھیں۔ جہاں آپ کیلئے پابندی بھی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ آپ اب ان موجودہ بیبیوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ دوسری بیبیوں کو اپنے گھر میں نہیں لا سکتے۔ کیونکہ وہ بہر حال آپ سے خوش ہیں اور اسلام کیلئے ہر قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں۔

آداب دعوت

ف قرآن ایک مکمل دستور العمل ہے۔ اس میں تمام ضروری مسائل سے تعرض کیا گیا ہے۔ اور کسی بحث کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ جہاں عقائد کی تفصیل بتائی ہے۔ وہاں معاملات کا بھی ذکر ہے۔ معاشرت انسانی کی تعمیر کو بھی سمجھایا گیا ہے۔ اور طلاق وغیرہ کے متعلقہ لوازم کی بھی تشریح کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ عام آداب یا قواعد صحبت کیا ہونے چاہئیں۔ تاکہ مسلمان اپنی تہذیب میں دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔ اور ساری کائنات کیلئے ان کا طریقہ اسوہ اور نمونہ ہو۔

حضرت زینبؓ کے ولیمہ کے موقع پر ایسا ہوا۔ کہ بعض صحابہؓ کھانے سے فراغت کے بعد حضورؐ کے ہاں بیٹھے رہے۔ اور باتوں میں مشغول رہے جس سے حضورؐ کے دل میں تکدر پیدا ہوا۔ مگر شرم کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ جس میں دعوت کے آداب بتائے گئے ہیں۔ فرمایا۔ جب تک تمہیں کھانے کی دعوت نہ دی جائے۔ اس وقت تک آنے کی زحمت نہ فرماؤ۔ اور جب کہا جائے۔ آؤ کھانا حاضر ہے۔ یہ کچھ شرکت طعام کی دعوت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت تمہیں جانا چاہئے۔ بغیر اجازت اور اذن کے گھروں میں گھس جانا غیر مہذب بات ہے۔ یہ بھی مہذبانہ نہیں۔ کہ دعوت سے کئی گھنٹے پہلے ہی جا دھمکے۔ اور گھر والے انتظار کریں کہ کب پکتا ہے اور کب سامنے آتا ہے۔ پھر جب کھانا کھا چکو۔ تو فوراً اٹھ کھڑے ہو۔ اور چل دو۔ غیر ضروری باتیں نہ شروع کرو۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۸ پر)

حل لغات ۔ اِنٰہُ ۔ اس کے پکنے کا زمانہ یعنی پک جانا ہے ۔

مستانسین ۔ انس ہونے والے ۔

اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ۗ وَمَا
كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ
اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝
۵۴- اِنْ تُبْدُوْا شَيْــــًٔـا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝
۵۵- لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ
اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ
اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ
اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ

مانگ لیا کرو۔ اس میں تمہارے دلوں اور ان عورتوں کے
لئے زیادہ پاکیزگی ہے۔ اور تمہیں مناسب نہیں۔ کہ اللہ کے
رسولؐ کو ایذا پہنچاؤ۔ اور نہ یہ کہ تم نبی کی عورتوں
سے اس کے پیچھے کبھی نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے
نزدیک بڑا گناہ ہے ۝
۵۴- تم کسی شئے کو ظاہر کرو یا اُسے چھپاؤ۔ اللہ تو
ہر شئے کو جانتا ہے ۝
۵۵- ان عورتوں پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے باپوں اور
اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے بھتیجوں اور
اپنے بھانجوں اور اپنی ہم جنس عورتوں اور
اپنے ہاتھ کے مال (باندی غلاموں) کے
سامنے آئیں۔ اور ڈرا ے عورتو اللہ سے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰۱۷۔ یہ تو اسی بات میں
صاحب خانہ کو تکلیف ہوتی ہے اسکے بعد یہ فرمایا۔
کہ اس پابندی کے معنی یہ نہیں۔ کہ تم اپنی ضرورتوں کے
لئے حضورؐ کے ہاں نہیں آسکتے ہو۔ اور کچھ طلب
نہیں کرسکتے ہو۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ از راہِ احتیاط جس
جس چیز کی ضرورت وہ پردے کی اوٹ سے منگالو۔
تاکہ دلوں میں پاکیزگی باقی رہے۔ اور تقاضائے بشریت
خیالات میں برائی کی تحریک نہ ہو۔
ؐ کچھ ایسے لوگ بھی تھے۔ جو ازواج مطہرات
کے متعلق یہ خواہش رکھتے تھے۔ کہ حضورؐ کے بعد
اُن سے شادی کرلیں گے۔ چنانچہ طلحہ بن عبید اللہ
صاف طور پر کہتا تھا۔ کہ اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے بعد زندہ رہا۔ تو عائشہؓ سے ضرور شادی
کروں گا۔ فرمایا۔ اس نوع کے ناپاک جذبات
کو دل سے نکال دو۔ پیغمبر کی عزت و حرمت
کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اسکی بیویاں ساری اُمت کی
مائیں قرار پائیں۔ ان کے متعلق اس قسم کے
خیالات رکھنا خبث باطنی اور گناہ ہے۔
یہ حکم نہ بھی ہوتا۔ اور یہ آیتیں
نازل نہ ہوتیں۔ جب بھی ازواج مطہراتؓ
کے سامنے کردار و سیرت کا اتنا
بہترین ذخیرہ تھا۔ کہ وہ عمر بھر بھی کسی
کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھتیں۔ بھلا
جن لوگوں نے صحبتِ نبوی سے استفادہ
کیا ہو۔ کیا وہ دوسرے لوگوں کی صحبت
میں اُن انوار و تجلیات کو پا سکتے ہیں
جن آنکھوں نے حضورؐ کے رُخ زیبا کو
دیکھا ہو۔ ان کے سامنے دوسروں کا
کیا مُنہ ہے کہ آسکیں۔

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

ڈرتی رہو بے شک ہر شے اللہ کے سامنے ہے ۝

۵۶- إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

۵۶- بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو ۝

۵۷- إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

۵۷- جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے رسوائی کا عذاب تیار کیا ہے ۝

۵۸- وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

۵۸- اور وہ جو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو بغیر اسکے کہ انہوں نے کوئی (قصور کا) کام کیا ہو ایذا دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے ۝

پیغمبر پر درود بھیجو

ف اس سے قبل کی آیتوں میں یہ بتایا تھا۔ کہ پیغمبر کا رتبہ اور مقام کس درجہ رفیع ہے۔ اور کیونکر وہ اور اس کی ازواج مطہرات بدرجہ غایت احترام کی مستحق ہیں۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ پیغمبر کا احترام صرف عالم ادنیٰ یا عالم ناسوت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ملاء اعلیٰ تک حضورؐ پر صلوٰۃ و برکات کا تحفہ بھیجتے ہیں۔ اس لئے تم پر بھی واجب ہے۔ کہ اسکا احترام کرو۔ اور اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔

اس آیت میں لفظ صلوٰۃ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ صلوٰۃ کے معنے برکت کے ہیں یعنی خدا اپنی برکات رسولؐ پر بھیجتا ہے اور فرشتوں کے درود کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ رسولؐ کیلئے رحمت سماوی کی دعا کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے مطالبہ ہے۔ کہ وہ بھی رسولؐ پر درود بھیجیں۔ نیز لفظ صلوٰۃ کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دین محمدؐ کی تائید میں کوشاں ہے۔ فرشتے بھی یہی چاہتے ہیں۔ اور تمہارا فرض بھی یہی ہے کہ قول و عمل سے حضورؐ کے اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔ بہترین اور زیادہ اجر و ثواب کا حامل وہ درود ہے۔ جو ہم نمازوں میں پڑھتے ہیں۔

ف اللہ تعالیٰ کو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی عزت و ناموس نہایت عزیز ہے۔ وہ نہیں چاہتے۔ کہ کوئی شخص کسی مرد مسلمان کو ذلیل کرے۔ کیونکہ مسلمان کی عزت اور حرمت سے کائنات کا نظام حیات قائم ہے مسلمان کی ذلت کے معنے حق و صداقت کی تذلیل ہے۔ اور خدا پرستوں کی ایسی جماعت کی تحقیر ہے۔ جو کائنات میں امام ہیں اور ساری دنیا کی راہنمائی جن کا دینی فرض ہے۔

حل لغات

لَعَنَهُمْ۔ یعنی خدا ان لوگوں کو اپنی رحمت سے دور رکھتا ہے۔

٥٩- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

٥٩- اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے۔ کہ اپنی چادریں اپنے اوپر تھوڑی سی نیچی لٹکا لیا کریں۔ یہ طرز بہت قریب تر ہے۔ کہ وہ (کہیں) پہچانی جائیں۔ تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

٦٠- لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

٦٠- منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ جو مدینہ میں بُری خبریں اُڑاتے ہیں اگر باز نہ آئیں گے تو ہم تجھے اُنکے پیچھے لگا دینگے۔ پھر وہ مدینہ میں تیرے پڑوس میں نہ رہنے پائیں گے مگر تھوڑے دنوں ۝

٦١- مَّلْعُوْنِيْنَ ۛۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝

٦١- پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارے گئے ۝

ف بات یہ تھی۔ کہ اوّل اوّل جبکہ پردہ کا رواج نہ تھا اسلئے مسلمان عورتیں ضروریات کی وجہ سے گھروں سے نکلتیں۔ تو بدکار اور آوارہ لوگ انکو چھیڑتے۔ اور جب ان سے پوچھا جاتا۔ کہ تم ایسی حرکات کا کیوں ارتکاب کرتے ہو۔ تو کہتے۔ ہمیں غلط فہمی ہوئی۔ ہم یہ سمجھے تھے۔ کہ شاید غلام عورتیں ہیں۔ لونڈیوں سے چھیڑ چھاڑ اسوقت اس قبیل کے لوگوں میں معیوب نہیں تھی۔ اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ امہات المومنین اور عام مسلمان عورتوں کو چاہیئے۔ کہ کھلے منہ باندیوں کی طرح گھروں سے باہر نہ نکلا کریں۔ بلکہ نکلیں۔ تو گھونگھٹ نکال کر۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ شریف پردہ دار خاتونیں ہیں۔ لونڈیاں نہیں ہیں۔ اور اس طرح ان بدقماش لوگوں کو شرارت کا موقع نہ ملے۔

یہ پردہ کی وہ سادہ اور نہایت حیا پرور صورت ہے۔ جو معقول بھی ہے۔ اور حفظ کے لئے ضروری تھی۔

برقع مروجہ حالات میں شرعی پردہ نہیں ہے۔ بلکہ پردہ کی ایک ارتقائی شکل ہے۔ اور تمدن کے ارتقاء کے ساتھ اس نوع کا ارتقاء بھی ضروری تھا۔ گو یہ بڑی حد تک مفید ہے۔ مگر چونکہ تمدن کی ارتقائی بدعت ہے۔ اور اسلامی سادگی سے دور مختلف ہے۔ اس لئے طبعاً اس میں چند نقائص ہیں جن کا ذمہ دار اسلام یا قرآن نہیں ہے چونکہ معترضین حضرات پردہ اور برقع میں بعض اوقات امتیاز روا نہیں رکھتے۔ اسلئے ان سے اس باب میں لغزش ہو جاتی ہے۔ اور وہ ان عیوب کو جو برقع کا لازمی نتیجہ ہیں نفس پردہ کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں بالکل جدا جدا چیزیں ہیں۔ پردہ ایک تمدنی نصب العین ہے۔ جس کا مقصد ہے۔ حفظ ناموس اور برقع محض ایک ذریعہ ہے۔ جو گونا مفید ہے۔ اور بعض مضرتیں بھی اس میں ہیں۔ اس لئے اس ذریعہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے ذریعہ کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ جس سے غرض حاصل ہو اور زینت کے مقامات بھی ظاہر نہ ہوں۔ اور وہ ذریعہ بے ضرر بھی ہو بشرطیکہ کوئی دوسرا ذریعہ اس کی جگہ لے سکے۔

حل لغات

جَلَابِيْبِهِنَّ۔ جلباب کی جمع ہے۔ یعنی چادر۔
اَنْ يُّعْرَفْنَ۔ یعنی پردہ کی وجہ سے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ شریف زادیاں ہیں۔
اَلْمُرْجِفُوْنَ۔ بد پروپیگنڈا کرنے والے۔

۶۷۔ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۝

۶۷۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا تھا سو انہوں نے ہمیں رستے سے بہکا دیا۝

۶۸۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۝

۶۸۔ اے ہمارے رب انہیں دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج ۝

۶۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۝

۶۹۔ مومنو! تم ان جیسے مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔ پھر اللہ نے اُن باتوں سے جو انہوں نے کہی تھیں موسیٰ کو پاک ثابت کیا اور وہ خدا کے نزدیک آنے عزت والا تھا ف۝

۷۰۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۝

۷۰۔ مومنو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو ۝

۷۱۔ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝

۷۱۔ کہ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سنوار دے اور تمہارے گناہ بخش دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی ف مراد پائی ۝

حاشیہ متعلقہ ۱۰۲۰ —
کہ قانونِ قیامت بجائے خود منشاءِ الٰہی کا دوسرا نام ہے کسی چیز کے ظہور اور اس کے بجائے اصل چیز وہ قانون نہیں جو ہمیں کام کرتا ہے۔ بلکہ اللہ کا ارادہ اور اس کی ترجیح ہے۔

ف بعض بعض چیزیں ایسی ہیں۔ جن کا علم صرف جناب باری کو ہے کسی انسان کو اس سے بہرہ ور نہیں کیا گیا۔ اس لئے اگر حضور قیامت کے متعلق نہیں جانتے۔ کہ [illegible] تو یہ ان کے منصب نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کا علم [illegible] سے مختص ہے اور انسانی مصالح کا تقاضا ہے۔ کہ اس کو [illegible] کے [illegible] رکھا جائے۔ [illegible] ہو۔ کہ زندگی [illegible] ہو جائے اور [illegible] کا [illegible] جائے۔

یہ ان لوگوں کا انجام ہے۔ جو دنیا میں اللہ اور رسول کی اطاعت سے محروم تھے۔ اور مشائخ و کبار کی اندھی تقلید میں مبتلا تھے۔ [illegible] وقت [illegible] لوگوں کے [illegible] دنیا میں [illegible] ہے۔ اس لئے ان کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور یہ خواہش کریں گے۔ کہ [illegible] عذاب ہو۔ اور [illegible] قیامت کے [illegible] کو چکھیں۔

حاشیہ صفحہ ہذا۔ ف اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تم کو رسول کو [illegible] ہے [illegible] قانون ہے کہ وہ [illegible] اپنے پیغمبروں کو [illegible]

[illegible] کرتا ہے۔ اور ان کو تمام [illegible] لوگوں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ چنانچہ موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کے متعلق بھی ان کی قوم نے [illegible] وہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کو حسنِ اخلاق اور ان کو قوم کی نظروں میں منزہ ثابت کیا۔

ف مسلمان کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اس دنیا میں ایک مشن کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اس لئے [illegible] اس پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جو دوسروں پر عائد نہیں ہوتیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عقائد و افکار سے لے کر اعمال [illegible] تک تقویٰ اور پاکیزگی [illegible] حاصل ہو۔ اور ہدایت کے [illegible] کا [illegible] قرآن اور [illegible] اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو [illegible] بلکہ [illegible] اس کو [illegible] اطاعت [illegible] ہونا چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان کا [illegible] منصب امامت [illegible] اور [illegible] کوئی قوم [illegible] نہیں کر سکتی۔ [illegible] قانون کی [illegible] ہے۔ [illegible] اس کے حصہ میں آئی ہیں۔ اور یہ کسی [illegible] دنیا والوں سے پیچھے نہیں۔

حل لغات۔ [illegible]

۶۷۔ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ○

۶۷۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا تھا سو انہوں نے ہمیں راستے سے بہکا دیا ○

۶۸۔ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ○

۶۸۔ اے ہمارے رب انہیں دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج ○

۶۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ○

۶۹۔ مومنو! تم ان جیسے مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔ پھر اللہ نے اُن باتوں سے جو انہوں نے کہی تھیں موسیٰ کو پاک ثابت کیا اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والا تھا ف ○

۷۰۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○

۷۰۔ مومنو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو ○

۷۱۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○

۷۱۔ کہ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سنوار دے اور تمہارے گناہ بخش دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی مراد پائی ف ○

حاشیہ صفحہ ۱۰۲۱:- کہ قانونِ قدرت بجائے خود منشاءِ الٰہی کا دوسرا نام ہے کسی چیز کے ظہور و وجود باقی رہنے کیلئے اصل چیز وہ قانون نہیں جو ہمیں کارفرما ہے، بلکہ اللہ کا ارادہ اور اس کی توجہ ہے۔

ف یعنی بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا علم صرف جناب باری کو ہے کسی انسان کو اُن سے بہرہ ور نہیں کیا گیا۔ اس لئے اگر حضور قیامت کے متعلق نہیں جانتے۔ کہ کب آئیگی تو یہ منصب نبوت کے منافی نہیں، کیونکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ سے مختص ہے اور نہ انسانی مصالح کا تقاضا ہے کہ انکو فطرت کے بعض اسرار سے آشنا کیا جائے جو بجز حیرانی کا نتیجہ ہو گا۔ کہ زندگی گزارنا دشوار ہو جائے اور دنیا کا نظم درہم برہم ہو جائے۔

بیان لوگوں کا انجام ہے جو دنیا میں اللہ اور رسول کی اطاعت سے محروم تھے۔ اور شرک و کبائر کی اندھی عقیدت میں مبتلا تھے۔ جو اس وقت محسوس کریں گے کہ ان لوگوں نے انکو دنیا میں گمراہ کر رکھا ہے۔ اس لئے ان کی عقیدت اس وقت عقوبت و انتقام سے بدل جائیگی۔ اور یہ خواہش کریں گے۔ کہ کاش ان لوگوں کو عذاب ہو۔ اور یہ غلط قیادت کا مزہ چکھیں۔

حاشیہ صفحہ ہذا:- ف اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ... جیسا کہ پیغمبروں کو اذیت

سے بری کر دیا ہے۔ اور الزام تراشنے والے اور دکھ پہنچانے والے لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ دیکھو موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کے متعلق بھی اس کی قوم نے کتنا افتراء باندھا وہ ... تھا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو عزت بخشی۔ اور انکو قوم کی نظروں میں منزہ ثابت کیا۔

ف مسلمان کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اس دنیا میں ایک مشن کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اس لئے خدا اس پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جو دوسروں پر عائد نہیں ہوتیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عقائد و افکار سے لے کر اعمال و جوارح تک تقویٰ اور پاکیزگی غالب حاصل ہو۔ اور جو بات کہے اس میں قولِ سدید کا التزام ہو۔ اور ہر منزل میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کو ... بھی نہیں، بلکہ برعکس اس کا نشہ اطاعت میں چڑھا ہونا چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان کائنات میں منصبِ امامت کا منتظر ہے اور ... کے اعتبار سے کوئی قوم اسکی ہمسائیگی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ یہ فوز و فلاح کا ... ہے اور خدائی مخلوق میں سب سے زیادہ کامیاب ہے۔ آخرت کی تمام مسرتیں اس کے حصہ میں آئی ہیں۔ اور یہ کسی بات میں دنیا والوں سے پیچھے نہیں۔

حلِ لغات:- سادتنا۔ جمع سید کے لحاظ سے ...

کبراءنا۔ جمع کبیر یعنی بڑے لوگ۔ ... صاحبِ اقتدار لوگ۔ سدیدا۔ پکی بات۔

۷۲- اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

۷۲- ہم نے (ایک) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو پیش کی۔ سو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسے اٹھا لیا بیشک وہ بڑا بے ترس اور بڑا نادان تھا ۝

۷۳- لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

۷۳- تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے، اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو معاف فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

آیاتہا ۵۴	(۳۴) سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ (۵۸)	رکوعاتہا ۶

(۳۴) سُورۂ سبا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ

۱- سب تعریف اُس اللہ کیلئے ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور سب اُسی کی تعریف

عرضِ امانت

ف ۱۔ امانت سے مراد عقل و شریعت کی ذمہ داری ہے اور عَرَضْنَا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کو پیدا کیا۔ تو دیکھا۔ کہ کیا آسمانوں کی بلندیاں، اور زمین کی وسعتیں اور پہاڑوں کا استحکام اس قابل ہے کہ ان چیزوں پر عقل و شریعت کی ذمہ داریاں ڈالدی جائیں۔ اور ان کو اپنے صفات حسنہ کا مظہر بنایا جائے (اپنی فطرت کا شعور دیا گیا)۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان سب میں یہ اہلیت نہیں ہے۔ پھر انسانی مشتِ خاک پر نظر پڑی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ باوجود کائنات میں بہت زیادہ کمزور اور ضعیف ہونیکے اپنی فطرت و رسائی کے لحاظ سے اس قابل ضرور ہے۔ کہ تکلیفات شرعیہ کو اٹھا سکے۔ وہ دنیا میں خلافت الٰہیہ کا مظہر ہو۔ چنانچہ یہ امانت کا بارگراں اسکے کندھوں پر ڈالدیا گیا۔ اور اس نے اس کو اٹھا لیا ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید ۔ قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

غرض یہ ہے۔ کہ حضرت انسان کو فطرت نے ازل سے اس خدمت کے لئے منتخب کر رکھا تھا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ یہ اس منصب جلیل کا اہل ثابت ہو۔ اور اپنے طرزِ عمل سے آسمانوں اور زمین پر اپنی اور حیثیتوں پر اپنا تفوق ثابت کرے ۔

یہ ایک پیرایہ بیان ہے انسانی فضیلت کے اظہار کا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ [illegible] وسعت کے باب میں محض مقصود نہیں ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کو یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ دنیا میں کون شریعت کے اس بار کو اٹھا سکتا ہے۔ اور کون نہیں اٹھا سکتا۔

اس صورت میں ظلوماً اور جہولاً کا لفظ بطور طنز کے نہیں ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت کا عین تقاضا تھا۔ کہ وہ رشد و ہدایت کا محتاج ہو۔ اور تکالیف شریعت کی راہ [illegible] کو قبول کرے۔ اسکے لئے اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ بجز اسکے کہ اس امانت عظمیٰ کا بصد شوق متحمل ہو جائے اور اس پر اپنی برتری کو محسوس کرے۔ جو کائنات کی تمام چیزوں پر حاصل ہے۔ یہاں انسانی شرف و مجد کا ذکر ہے۔ لہٰذا اسکے معنی یہاں ظلم اور تعسف کے ہونگے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو یہ ظالم اور نا عاقبت اندیش انسان کس درجہ جرأت و قابل ہے کہ اس گراں بار ذمہ داری کو تنہا اٹھا لینے کا مدعی ہے ۔

حلِ لغات :- يَحْمِلْنَهَا ۔ حمل کے معنے یہ بھی ہوتے ہیں۔ کہ وہ بوجھ اور ثقل سے علیحدہ ہو جانا ہو سکتا۔ اس صورت میں آیت کا مطلب اصل یہ ہوگا [illegible]

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○

۲- يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا
وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا
وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ○

۳- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ
قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

۴- لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

آخرت میں اور وہ حکمت والا خبردار ہے ○

۲- جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے
نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا اور جو اس میں چڑھتا ہے
وہ سب جانتا ہے اور وہی مہربان بخشنے والا ہے ○

۳- اور کافر کہنے لگے کہ ہم پر وہ گھڑی نہ آئیگی تو کہہ کیوں نہیں
مجھے اپنے رب کی قسم وہ ضرور تم پر آئے گی۔ اس رب کی جو
چھپی باتوں کو جانتا ہے اس سے ایک ذرہ بھر بھی پوشیدہ
نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آسمان اور زمین میں اور نہیں ذرہ سے چھوٹی
اور نہ ذرہ سے بڑی کوئی شے مگر وہ روشن کتاب میں موجود ہے ○

۴- تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بدلا دیوے انہیں
کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ○

سورہ سبا

ف۱ قرآن حکیم کا اصل موضوع بیان یہ ہے کہ ذات باری کے متعلق جو شکوک و شبہات لوگوں کے دلوں میں جہالت کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ انکو دور کرے۔ اور اسکے تعلق کو اس طرح ایمان آفرین شکل میں پیش کرے کہ وہ نفس انسانی کیلئے بلندی اور رفعت کا سبب بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے صفات و شیون کو جس وضاحت کے ساتھ قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے اسکی مثال کسی مذہبی کتاب میں ملنا مشکل ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ فکر انسانی اس سے زیادہ اونچا نہیں اڑ سکتا۔ اور خدا کے متعلق جس قدر قرآن نے بیان کیا ہے۔ اس پر سر مو اضافہ ممکن نہیں۔

فرمایا۔ ستائش اور تعریفیں اس خدائے برتر کو سزاوار ہیں۔ جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ اور زمین کی تمام چیزیں اسکے قبضہ قدرت میں ہیں دنیا بھی اسی کی ہے۔ اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے حکمت والا اور ہر بات سے آگاہ ہے۔ اور مخفی چیزوں کو بھی جانتا ہے۔ جو زمین سے نکلتی ہیں۔ اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ ان اشیاء کو بھی جو اسکی طرف صعود کرتی ہیں۔ وہ بدرجہ غایت رحم کرنے والا ہے اور نہایت بخشنے والا ہے۔

ــــ ف۲ یہ تخیل کتنا بلند اور واضح ہے۔ کس درجہ قابل تسلی اور رقت انگیز ہے۔ یہ ماننا ہے۔ کہ قرآن حکیم جب اللہ تعالیٰ کے متعلق صفات کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو قلب عقیدت و معرفت کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے اور وجدانی طور پر محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی حضوری اور قرب میں ہے۔

ف۳ حشر و جزا کا مسئلہ منکرین کے لئے ہمیشہ اختلاف کا باعث رہا ہے۔ ان کی سمجھ میں یہ حقیقت کبھی نہیں آئی۔ کہ جس خدا نے کتم عدم سے دنیا کو نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ وہ جب چاہے گا۔ بچھڑے بندوں کو قبروں سے اٹھا کر کھڑا کر دیگا۔ انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ جب خدا کو تسلیم کر لیا۔ اس کی قدرتوں اور صنعتوں پر ایمان لے آئے۔ تو پھر استحالہ اور اشکال کے لئے کون گنجائش باقی رہ جاتی ہے

(باقی صفحہ ۱۰۲۵ پر)

حل لغات

یَعْزُبُ۔ العازب۔ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو چارہ کی تلاش میں اپنے لوگوں سے بہت دور نکل جائے۔ اور نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ غرض یہ ہے۔ کہ خدا سے کوئی چیز مستتر نہیں ہے۔

وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ عطیہ معنوی۔ لفظ کریم کا تعلق جب اشیاء سے ہو تو اس سے ان کا فارہ مراد ہوتا ہے۔

٥- وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ○
٦- وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ
يَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○
٧- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى
رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ
مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○
٨- اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ
بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ○

٥- اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے ہرانے میں کوشش کی انہیں
کے لئے سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہے ○
٦- اور جنہیں علم دیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تیرے
رب کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے وہی حق ہے۔ اور وہ
اس زبردست خوبیوں والے کی راہ دکھلاتا ہے ○
٧- اور کافروں نے آپس میں کہا کہ کیا ہم تمہیں ایک آدمی
بتائیں؟ جو تمہیں یہ خبر دیگا۔ کہ جب تم بالکل پارہ پارہ
ہو جاؤ گے تو تم کو نئی پیدائش میں آنا ہوگا ○
٨- کیا اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا جنون ہے؟
کوئی نہیں بلکہ وہ جو آخرت کو نہیں مانتے عذاب
اور پرلے درجے کی گمراہی میں پڑے ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۴ :-

وہ قادر مطلق بمجرد اپنے ارادہ کے ہزاروں
عالم بیک وقت پیدا کر سکتا ہے۔ اور
فنا کر سکتا ہے۔ اس کی ایک نگاہِ غضب
ساری کائنات کو چشمِ زدن میں تباہی
کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔ اور اس کی التفات
کی نظر سے دیکھ لینا زندگی اور حیات
کو بیدار کر دیتا ہے۔ قرآن حکیم نے
منکے والوں کے شبہات کو دور کرنے
کے لئے مختلف طریقوں اور مختلف
دلائل سے کام لیا ہے۔ یہاں
دو باتوں کو بطور استدلال کے
پیش فرمایا ہے۔ یا یوں سمجھئے
کہ دو طریقوں سے ان کی توجہ کو
اس مسئلہ کی حقیقت کی طرف منعطف
فرمایا ہے۔

ارشاد ہے۔ کہ جب ہر چیز اس کے
علم میں ہے۔ اور چھوٹی بڑی ہر
شے ان کے سامنے عیاں ہے
چاہے وہ آسمان کی بلندیوں میں موجود
ہو۔ اور چاہے وہ زمین کی گہرائیوں
میں ہو۔ تو پھر عناصر حیات کو جمع
کر دینا کیا مشکل ہے؟ دوسری
دلیل یہ ہے۔ کہ انسان کے نفس
اعمال ایک مکافات کی دنیا کے متقاضی
ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ کہ بہت سے
فاسق و فاجر انسان تعزیر و عقوبت سے
بچ جاتے ہیں۔ اور بہت سے نیک اور
صالح حضرات اس دنیا کے دوران میں
تکلیف و حسرت کے ساتھ بسر کرتے ہیں
تو پھر یہ بھی درست ہے۔ کہ انصاف و
عدل کے لئے ایک دن مقرر ہونا چاہئے۔

{باقی صفحہ ۱۰۲۶ پر ملاحظہ ہو}

۹- اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ
نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ
عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○
۱۰- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ
اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ
الْحَدِيْدَ ○
۱۱- اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ
فِى السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ
اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

۹۔ سو کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف جو
اُن کے آگے اور پیچھے ہیں نظر نہیں کی کہ اگر
ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان
پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دیں؟ بیشک اس میں ہر ایک
رجوع کرنیوالے بندے کیلئے نشانی ہے ○
۱۰۔ اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے برتری بخشی (کہ اے
پہاڑو اس کے ساتھ رجوع سے تسبیح پڑھو اور (اے
پرندو تم بھی) اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا ○
۱۱۔ اور کشادہ زرہیں بنا اور اندازے سے کڑیاں
جوڑ اور تم سب نیک کام کرو۔ جو تم کرتے
ہو میں دیکھتا ہوں ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۵)

تابشِ نظر

ف پیغمبر کی نظروں میں الہام اور وحی کی وجہ سے اس درجہ تابش آجاتی ہے کہ وہ ان واقعات و حقائق کو اس طرح محسوس کرتے ہیں جو آیندہ کئی صدیوں کے بعد آنیوالے ہیں جس طرح ہم موجودہ مناظر کو دیکھتے ہیں۔ وہ ان کے متعلق حکم یقینی رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے جاننے کا ذریعہ کوئی استدلال نہیں ہوتا۔ جس میں شک و شبہ کو اصلاً دخل نہیں۔ وہ پیغمبرانہ بصیرت سے دیکھتے ہیں اور القاء و کشف سے حقائق و واقعات کو جانتے ہیں۔ اس لئے نہ ماننے کے لوگ صرف الہام کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتے۔ بلکہ پرلے درجے کے کوتاہ نظر بھی ہوتے ہیں۔ وہ انکی باتوں کو محض جنون اور کذب سمجھتے ہیں انکی نظریں سطحی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ اس طرح کی باتوں کو سنتے ہیں۔ تو ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ اور باور نہیں کرتے کہ یہ اپنے دعوؤں میں سچے ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے جب خدا سے اطلاع پاکر قیامت کی خبر دی۔ اور یہ بتایا۔ کہ جس دنیا کو تم دائمی سمجھتے ہو۔ اس کا طلسم ایک دن ٹوٹنے والا ہے۔ اور اس کے بعد پھر دوبارہ یہ عالم انسانی ظہور پذیر ہوگا۔ اور مجرموں کو ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملیگی۔ تو انہوں نے اس عقیدے کو بڑی حیرت کیساتھ سنا۔ کبھی تو اس میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ کبھی انکار کیا۔ اور کبھی یہ کہا۔ کہ یہ باتیں تو محض جنون کی باتیں ہیں۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ موت کے بعد پھر ہم زندہ ہو جائیں؟

فرمایا اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جو آخرت کو نہیں مانتے ہیں اور عقبیٰ کے حقائق کا انکار کرتے ہیں ذہنی اور فکری عذاب میں مبتلا ہیں۔ ان سے بصیرت چھن چکی ہے۔ یہ غور و تفحص کی تمام استعداد سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور گمراہی کی اس منزل میں ہیں۔ جہاں پہنچکر انسان ہدایت سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۲۰ پر)

حلِ لغات:-

اَوِّبِيْ ۔ اوب سے ہے جسکے معنے رجوع کے ہیں۔ حضرت داؤد و سلیمان کے متعلق ان آیتوں میں جن واقعات کا تذکرہ ہوا ہے ان کی صحیح کنہ سے مراد حکمت و معرفت ہے۔ ہمارے کاملین ہوا اور بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ لوگ رب کی طرف سے علمی اور ہنری حصے سے پوری طرح آشنا تھے۔ پہاڑوں سے کام لیتے تھے۔ پرندوں کو بھی ضرورت کیلئے استعمال کرتے تھے۔ اور آہن و فولاد سے متعلق فن کو جانتے تھے۔ جو ممکن ہے اس وقت حضرت سلیمانؑ نے ایسا مرکب ہوائی ایجاد کر لیا ہو جو فضا میں پرواز کرسکے۔ اور ترقی کے فراز اعلیٰ تک رسائی حاصل کر لی ہو۔

۲ یہ سب چیزیں ممکن ہیں۔

۱۲- وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ
وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ
الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ
يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ
مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ
عَذَابِ السَّعِيْرِ ○
۱۳- يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ
وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ
قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ
شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○
۱۴- فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ
عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ
مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ

۱۲- اور سلیمان کیلئے ہوا کو (مسخر کیا) صبح کی سیر (یا منزل) اس کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی سیر اس کی ایک مہینے کی راہ تھی۔ اور اس کے لئے ہم نے پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ جاری کر دیا اور جنات میں وہ جن (اس کے) تابع کئے (جو اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔ اور ان جنوں میں سے جو کوئی ہمارے رب کے حکم سے پھریگا ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے ○

۱۳- وہ جنات اس کیلئے جو چاہتا بناتے تھے قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب کے دیگیں چولھوں پر جمی ہوئیں، اے آل داؤد شکر گذاری کرو اور میرے بندوں میں تھوڑے شکر گذار ہیں ○

۱۴- پھر جب ہم نے اس پر موت کو مقرر کیا تو جنوں کو اس کی موت کی خبر کسی نے نہ دی۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ اس کے عصا کو کھاتا رہا۔ پھر جب

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰۲۶)

ف یہ تعدیل دلیل ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ دنیائے فانی کو دائمی نہ سمجھیں۔ اگر ہم چاہیں، تو چشم زدن میں اس کو تباہ کر دیں۔ اور پھر یہ دیکھیں کہ اس عالم کے متعلق ان کے مزعومات کس درجہ لغو اور غلط ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ

ف اس سے قبل کی آیات میں بتایا تھا کہ انسان میں جب انابت الی اللہ کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ آیاتِ قدرت کو خوب سمجھنے لگتا ہے۔ اب اس آیت میں اپنے دو بندوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو منیب تھے۔ اور بہت زیادہ فضل و برکات کے حامل تھے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ بائبل میں ان کی بادشاہت اور شان و عظمت کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہے۔ قرآن حکیم نے نہایت مختصر انداز میں چند واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس لئے کہ عرب تفصیل کے ساتھ ان چیزوں سے آگاہ تھے۔ بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ انابت الی اللہ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ فرمایا۔ حضرت داؤد کو دیکھو۔ کہ پہاڑ بھی ان کے مسخر ہیں اور باوجود اس صلابت کے جو ان کا فطری خاصہ ہے۔ داؤد کے

روحانی نغموں پر جھومتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ پرندے دیکھو۔ وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں مگر داؤد کی تسبیح سے اڑتے تھے اور آن دونوں میں بھی گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ لوہے کے جگر میں بھی رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ اللہ کی خشیت سے انکے مبارک ہاتھوں میں نرم ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ زرہیں اور دیگر سامان کی چیزیں بناتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کیلئے ہوا مسخر ہے۔ انکا تخت ہوائی اس قدر تیز رفتار ہے کہ ایک مہینے کی منزل شام طے کر لیتا ہے۔ نیز تانبے سے متعلق معلومات کو وہ پوری طرح جانتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کی شان و شوکت

ف حضرت داؤد کی ساری عمر مخالفین سے جہاد کرتے گزری۔ انہوں نے اپنے وقت کے بڑے بڑے جباروں کو شکست دی ہے۔ اور آئندہ شر و فساد کو بالکل ختم کرنے کیلئے پوری حربی قوت کا استعمال فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انکے ذکر میں سلاح سازی کو خصوصیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور اس کو فاتقو ضا لطلک سے تعبیر کیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ دشمنوں کو کچلنے کیلئے اسلحہ بنانا عمل خیر ہے۔ اور روحانیت جہاد کی ہمنزل نور حقیقت ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰۲۸ میں)

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى
الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝
۱۵- لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ
جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ
رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ
طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝
۱۶- فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ
وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَىْ
اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ
قَلِيْلٍ ۝
۱۷- ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِىْٓ
اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝
۱۸- وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِىْ

وہ گر پڑا تو جنوں نے جانا کہ اگر وہ غیب جانتے
تو ذلت کے عذاب میں نہ رہتے ۝
۱۵۔ بے شک قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک
نشانی تھی دہنے اور بائیں دو باغ تھے ۔ اپنے
رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو ۔ شہر
ستھرا ہے اور رب بخشنے والا ہے ۝
۱۶۔ پھر انہوں نے منہ موڑا تو ان پر ہم نے زور کا نالا
چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کے عوض ہم نے اُن
کو اور دو باغ بدل دیئے ۔ جن کا میوہ کسیلا اور جھاؤ
اور کچھ تھوڑے سے بیر تھے ۝
۱۷۔ یہ اُن کے کفر کا بدلہ ہم نے اُن کو دیا اور بڑی سزا
سوائے ناشکر کے اور کسی کو ہم نہیں دیا کرتے ۝
۱۸۔ اور ہم نے اُن (اہلِ سبا) کے اور اُن دیہات کے درمیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۷ ۔ حضرت سلیمان کا زمانہ امن کا زمانہ تھا ۔ اسلئے ان کے ذکر میں سامان شان و شوکت کی تفصیلات ہیں ۔ ارشاد ہے ۔ کہ جن انکے مسخر تھے ۔ وہ قصر شاہی اور معابد کی تعمیر میں لگے رہتے تھے ۔ محل کی زینت آرائش کیلئے نقشے بھی وہ بناتے تھے ۔ اور بڑے بڑے کھانے پینے کے ظروف بھی ۔ بلکہ حضرت سلیمان کے شاہی دستر خوان پر جتنے لوگ بھی آ سکیں ۔ اتنی سمائی ہو جائے ۔ فرمایا آل داؤد سوچو ۔ تو ثابت ہو گا کہ اللہ کی وجہ سے تم کتنے بڑے بڑے رتبے دیئے گئے ہیں ۔ اور دنیا کی کتنی عظیم نعمتوں سے تم بہرہ ور ہو ۔ اور اسکے بعد اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے ۔ کہ شکر اور شاندار ٹھاٹ میں خدا پرستی کے جذبات تم جیسے لوگوں کے ساتھ ہی مخصوص ہیں ۔ ورنہ اکثریت کی حالت تو یہ ہے ۔ کہ جہاں ذرا آسودگی ہوئی ۔ غفلت کے کثیف حجابات دیدہ و دل پر چھا گئے ۔ ہو سکتا ہے ۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا سے مراد یہ واقعہ ہو ۔ کہ حضرت سلیمان باوجود شاہانہ شان و شوکت کے کسی وقت بھی اللہ کو نہیں بھولے ۔ اور آسودگی اور فارغ البالی کی کسی منزل میں بھی انہوں نے اس کو فراموش نہیں کیا ۔ اور غرض یہ ہو ۔ کہ بائیبل کی تردید کی جائے ۔ جس میں یہ لکھا ہے ۔ کہ سلیمان آخر وقت میں شرک میں مبتلا ہو گئے تھے ۔ معاذ اللہ ۔

ف۱ حضرت سلیمان کو دینی عمارت کے ساتھ خاص شغف تھا ۔ انہوں نے اپنے زمانے میں کئی محلات اور شاندار معابد بنوائے ۔ اور عمر کے آخری حصے میں ارادہ تھا کہ خدا کیلئے بہت بڑا ہیکل تعمیر کیا جائے ۔ جیسا کہ بائیبل میں مذکور ہے ۔ اسکا آغاز ہو گیا تھا ۔ وہ مصروف ہی تھے ۔ کہ آپ کا انتقال ہو گیا ۔ اور وہ ہیکل اختتام تک نہ پہنچ سکا ۔ اس وقت کی سیاسی حالت یہ تھی ۔ کہ تمام علاقے حضرت سلیمان کے ماتحت تھے اور مسلم جنات بھی جو مزدوروں اور صناعوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے ۔ بعض [illegible] وفات کے بعد انہوں نے یہ مناسب سمجھا ۔ کہ آپکی نعش کو اس طرح استادہ کیا جائے ۔ کہ ان پر موت کا شبہ نہ ہو ۔ (باقی صفحہ ۱۰۲۹ پر)

حل لغات ۔ سَبَا ۔ ایک قوم کا نام ہے ۔ جو نہایت سرسبز و شاداب زمین پر بسی ہوئی تھی جسکے شہر کے دائیں اور بائیں عمدہ عمدہ باغ تھے ۔ ان سے کہا گیا تھا ۔ کہ اگر اللہ کی ان نعمتوں سے ہمیشہ بہرہ ور رہنا چاہتے ہو تو شکر گزار رہو ۔ انہوں نے غفلت ، اعراض کو شیوہ بنا لیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سیلاب آیا ۔ اور سب کچھ بہا لے گیا ۔ اور اسکے بعد بے مزہ جھاڑیاں اور درخت ان میں پیدا ہو گئے ۔ جن کی وجہ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گئے ۔ سَيْلَ الْعَرِمِ ۔ زور دار سیلاب ۔

م ۔ اس قدر تیز و تند پانی جو بند توڑ دے ۔ خَمْطٍ ۔ بد مزہ ترش پھل ۔ اَثْلٍ ۔ جھاؤ ۔ سِدْرٍ ۔ بیری ۔

بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا
السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ○
۱۹- فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَ
ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ
وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ○
۲۰- وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ
فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ○
۲۱- وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا
لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ
هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ حَفِيظٌ ○ ع

جن میں ہم نے برکت رکھی ہے (راہ پر) نظر آنیوالی بستیاں بنا دیں
اور ان میں چلنے کی منزلیں (یعنی سرائیں) مقرر کیں (اور عام
اجازت دی کہ) راتوں اور دنوں انکے درمیان امن سے سیر کرو ○
۱۹- پھر اہل سبا نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے سفروں میں دوری
ڈال دے۔ اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پھر ہم نے انہیں
افسانے بنا دیا۔ اور انہیں بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بیشک
اس میں ہر صابر شاکر کیلئے نشانیاں ہیں ○
۲۰- اور بلاشبہ ابلیس نے اپنا گمان ان کے حق میں سچ کر دکھایا۔ سو سوائے
تھوڑے سے ایمانداروں کے سب نے اسکی پیروی کی ○
۲۱- اور شیطان کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر (یہ) اس لئے ہوا کہ ہم
اسے جو آخرت پر ایمان لاتا ہے اس سے جو آخرت
کی طرف سے شک میں ہے جدا کر کے ظاہر کریں اور
تیرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۹:- اور اس طرح اس کی موت کی خبر ایک مصالح کی بناء پر پوشیدہ رکھی جاتی۔ چنانچہ اس تدبیر پر عمل کیا گیا! اور مدت تک مخالفین اور جنات یہ نہیں جان پائے تھے۔ کہ حضرت سلیمان کا انتقال ہو چکا ہے۔ کیونکہ وہ روز شیش محل میں وقت مقررہ پر انکو عصا کے سہارے ٹیک لگائے کھڑا دیکھتے تھے۔ پھر جب اتفاق سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد دیمک نے عصا کو کھوکھلا کر دیا۔ تو حضرت سلیمان کی لاش زمین پر آ رہی۔ تب راز فاش ہو گیا۔ مگر اس وقت ہیکل کی تعمیر ہو چکی تھی۔ اور سیاسی ریشہ دوانیوں پر قابو حاصل کر لیا گیا تھا۔ بائبل میں لکھا ہے۔ کہ یہ عمارت تیرہ سال تک زیر تعمیر رہی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

سبا والوں کی سرکشی

ط قوم سبا کی گروہ بندی کی بستیاں بالکل قریب قریب واقع تھیں جن کے متعین اور پُر امن تھے۔ جب چاہتے۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی جانب آسانی سے منتقل ہو جاتے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا۔ کہ دوسرے لوگوں کے گاؤں شہر بہت زیادہ فاصلہ پر ہوتے ہیں۔ اور وہ بہت بڑی مسافت طے کر کے ایک دوسرے کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو وہ بھی اس بات پر اُلجھ گئے۔ اور اللہ سے دعا کی۔ کہ ہماری آبادیاں بھی دور دور واقع ہوں۔ اور ہم بھی جدا جدا رہیں۔ اور باقاعدہ سفر کریں۔ بعید نہیں کہ ان میں یہ ہوس ہو سکتا ہے۔ یہ مطالبہ اسی قسم کا ہو جیسا بنی اسرائیل کا تھا یعنی وہ جب ایک طرح کی زندگی سے اکتا گئے۔ تو ترکاریوں کو من و سلویٰ پر ترجیح دینے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم تو وہی محنت و مشقت کی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سبا والوں نے محض تفریح کی خاطر اس خواہش کا اظہار کیا۔ اور چاہا۔ کہ ان کی آبادیاں دور دور کے قطعات میں منقسم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ کیونکہ اس طرح ان کی وحدت قومی میں انتشار پیدا ہو جاتا۔ اور یہ ایک مسلک کے لوگ دور دور رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے کی ہمدردی سے بالکل محروم ہو جاتے۔ یہ بھی ممکن تھا۔ کہ ان میں باہمی عداوت اور رقابت کے جذبات پیدا ہو جاتے۔

(باقی صفحہ ۱۰۳۰ پر)

حل لغات:- قُرًى ظَاهِرَةً یعنی قریب قریب اس طرح کہ ایک گاؤں سے دوسرا گاؤں دکھائی دے۔ ○ اَحَادِیْثَ۔ خبریں اور افسانے یعنی اول جمع حدیث و ثانی جمع احدوثہ۔ ○ مَزَّقْنٰهُمْ۔ کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا یا تباہ کر دیا۔ ○ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ غلبہ یعنی شیطان بزور و تحکم

۲ انسان پر غالب نہیں ہے بلکہ محض وسوسہ اندازی سے قلب و دماغ میں گمراہ کن خیالات ابھار دیتا ہے۔

۲۲- قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ
وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

۲۲- تو کہہ خدا کے سوا جن کے تم مدعی ہو انہیں پکارو۔ وہ
نہ آسمانوں میں ایک ذرہ بھر کے مالک ہیں اور نہ زمین
میں اور نہ آسمان وزمین میں انکی کچھ شرکت ہے، اور نہ
ان میں کوئی اس (خدا) کا مددگار ہے ○

۲۳- وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ
اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ
قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○

۲۳- اور خدا کے نزدیک شفاعت کچھ فائدہ نہیں دیتی مگر
اس کے لئے جس کے واسطے اللہ اذن دے یہاں
تک کہ جب تک اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دُور کی
جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ پھر آپ
کہتے ہیں کہ سچ بات فرمائی ہے اور وہی بلند مرتبہ سب سے بڑا ہے ○

۲۴- قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى
هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۲۴- تو کہہ آسمانوں اور زمین میں سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟
تو کہہ کہ اللہ! اور یا ہم یا تم البتہ ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی
میں (دیکھو کوئی تو سچا ہے ذرا سوچو!) ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۹:-
شرمندہ ہوئے، اُنکی اس خواہش کو پورا کر دیا۔ یہ مختلف گروہوں اور ٹکڑیوں
میں بٹ گئے! اور بالآخر اس تشتت اور افتراق کی بدولت مٹ گئے۔
اور صرف انکے افسانے باقی رہ گئے۔

یعنی رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ان
لوگوں نے ازراہ سرکشی عذاب کا مطالبہ کیا ہو۔ اور یہ کہا ہو۔ کہ ہم مسرت
اور خوشحالی کو قبول نہیں کر سکتے اگر وحی اس کفر کا نتیجہ ہلاکت ہے تو آئیے
اور ہماری بستیوں کو ویران کر دیجئے۔ ہم اس ویرانی اور ہلاکت کا
انتظار اور عذاب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

سے فرمایا۔ ان میں سے چند مومنوں کے سوا سب لوگوں نے شیطان
کی پیروی کی! اور اسکے مزعومات کو سچا ثابت کر کے دکھایا۔ یعنی یہ بات
جو اس نے کہی تھی۔ کہ میں تمام ان لوگوں کو گمراہ کر کے رہونگا۔ فَبِعِزَّتِكَ
لَاُغْوِيَنَّهُمْ۔ وہ پوری ہوئی۔ اور یہ لوگ اُس کے چنگل میں گرفتار ہو گئے

یعنی ان لوگوں کی گمراہی محض اس قانونِ ازلی کے مطابق ہے کہ
دنیا میں ہمیشہ دو گروہ موجود رہیں گے۔ ایک وہ جو عقل اور فطرت
پر ایمان رکھتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو مادیت پرست ہے۔ ان دو قسم
کے خیالات کا بقاء دنیا کے تکوینی مقاصد کے لئے ضروری ہے۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

لے مشرکین سے کہئے کہ تم جن لوگوں کو خدا سمجھتے ہو وہ کائنات میں
ایک ذرہ پر بھی اقتدار نہیں رکھتے! اور نہ زمین و آسمان کی تخلیق میں
انکا کچھ حصہ ہے اور نہ یہ درست ہے۔ کہ کسی کام میں اللہ کے شریک
و سہیم ہیں۔ پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم ان لوگوں کو اپنا
معبود سمجھتے ہو۔

حقیقت ثانیہ

لے حضور کو مخاطب فرمایا ہے اور کہا ہے۔ کہ ان لوگوں سے پوچھئے
جو ما سوا ایسا کے سمجھے بیٹھے ہیں! اور شرافتِ انسانی سے قطع نظر کر کے
کائنات کے حقیر مظاہر کے سامنے جھکتے ہیں۔ کہ تمہیں آسمانوں اور زمین
سے کون رزق عطا کرتا ہے؟ یعنی یہ ابر و باد کا انتظام کس کے ہاتھ
میں ہے۔ کون پانی سے لدی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے! اور کون مُردہ
کھیتوں کو ہرا بھرا اور شاداب بناتا ہے؟ کون انگوریاں، غلہ
اور چارہ پیدا کرتا ہے؟ فرمایا۔ کہ اس سوال کا جواب سوائے
اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ یہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ گویا یہ جواب اتنا محکم
اور واقعیت پر مبنی ہے۔ کہ کوئی شخص اس سے اختلاف نہیں کر سکتا
اسکے بعد فرمایا۔ کہ اس حقیقتِ ثانیہ کے بعد اب تمہیں غور
کرنا چاہیئے۔ (باقی صفحہ ۱۰۳۱ پر)

۲۵۔ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

۲۵۔ تو کہہ جو گناہ ہمنے کئے ہیں انکی باز پرس تم سے نہیں کی
جائیگی اور نہ تمہارے اعمال کی باز پرس ہم سے ہوگی ○

۲۶۔ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ
بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۗ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ○

۲۶۔ تو کہہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کریگا۔ پھر ہم میں انصاف سے
فیصلہ کریگا اور وہی حکم کرنیوالا جاننے والا ہے ○

۲۷۔ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ
شُرَكَآءَ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

۲۷۔ تو کہہ تم مجھے وہ اشخاص دکھلاؤ جنہیں تم نے شریک ٹھہرا
کر خدا سے ملا دیا ہے وہ کوئی نہیں بلکہ وہی اللہ ہے زبردست حکمت والا ○

۲۸۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا
وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۲۸۔ اور تجھے جو ہمنے بھیجا ہے تو سب لوگوں کے لئے خوشی اور ڈر
سنانے کو بھیجا ہے۔ لیکن اکثر ف آدمی
نہیں جانتے ○

۲۹۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۲۹۔ اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو، تو یہ وعدہ
کب آئے گا ○

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۰:-

کہ ہم دونوں میں سے کون راہِ راست پر گامزن ہے اور کون گمراہ ہے کون صداقت شعار ہے اور کون اصنام پرستی میں مبتلا۔ کون اس خدا کو مانتا ہے جو حقیقی اور سچا رازق ہے۔ اور کون اُن بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ جن کا رزق کی کشائش اور تنگی میں کوئی دخل نہیں ۔

آیت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں چند لفظی اور معنوی صنائع ہیں۔ جنکو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:-

۱۔ انداز بیان ایسا اختیار کیا گیا ہے۔ جو مشرکین کو جھنجھلا دینے اور غور و تامل پر مجبور کر دے۔ یعنی یہ نہیں فرمایا۔ کہ ہم دونوں میں سے ایک ضرور راہِ صادق و صفا پر گامزن ہے اور دوسرا گمراہ ہے ۔

۲۔ لفظ ھُدًی کہہ کر گویا یہ بتا دیا ہے۔ کہ ہمارا راہِ راست پر ہونا زیادہ قرینِ عقل ہے ۔

۳۔ ہدایت کیلئے عَلٰی کا لفظ اور ضلال کے لئے فِی استعمال کرنا یہ بھی اسی مصلحت سے ہے۔ کہ توحید کی راہ علو و رفعت کی راہ ہے اور شرک کی راہ گمراہی اور پستی کی ۔

۴۔ اَوْ حرفِ تردید ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ حق و صداقت اور گمراہی میں کوئی تیسری راہ نہیں ہے۔ ہر شخص کے متعلق یہی دو ہی لفظ صحیح ہو سکتے ہیں۔ یا تو وہ صحیح مسلک پر قائم ہے یا گمراہ ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

فیضانِ عام

ف یعنی حضور کی نبوت تمام کائنات کے لئے ہے۔ کسی خاص عصر کے لوگوں کے ساتھ مختص نہیں۔ کسی خاص حالات اور مقامات کے تابع نہیں۔ ہر وقت اور ہر آن آپ کی تعلیمات لائق قبول و قابل اتباع ہیں۔ آپ ہر زمانے میں اپنے پیغام کے لحاظ سے زندہ ہیں۔ اور یہ زندگی تا قیامت جاری رہے گی۔ کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ سے مقصود یہ ہے کہ کسی زمانہ اور کسی قرن میں بھی کسی دائرے نبوت کے تحت پناہ گزین ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپکی نبوت کا پھریرا ہر وقت لہراتا رہے گا۔ اور لوگوں کو امن و سعادت کا پیغام پہنچاتا رہے گا ۔

حلِ لغات

اَلْفَتَّاحُ ۔ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ۔

کَآفَّۃً ۔ بمعنے ہمہ و تمام ۔ عموم و استغراق کے لئے ہے ۔

۳۰- قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ
عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝
۳۱- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ
بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ
الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝
۳۲- قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا
اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ
اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝

۳۰- تو کہہ تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ ہے اس سے تم
نہ ایک ساعت پیچھے رہوگے اور نہ آگے بڑھوگے ۝
۳۱- اور کافروں نے کہا۔ کہ ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان
نہ لائیں گے اور نہ اس پر جو اس سے پہلے ہے،
اور کاش کہ تو دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس
کھڑے کئے جائیں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالے
گا۔ جو دنیا میں ضعیف سمجھے گئے تھے متکبروں سے
کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے ۝
۳۲- متکبر لوگ ضعیفوں سے کہیں گے کہ جب تمہارے
پاس ہدایت آئی تھی، کیا ہم نے اسکے پہنچنے کے بعد
تمہیں ہدایت سے روکا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ تم ہی مجرم تھے ۝

زیردستوں کی گفتگو زبردستوں سے

آفتاب جب چمکتا ہے۔ تو یہ ناممکن ہے کہ لوگ اسکی روشنی کو محسوس نہ کریں۔ رات کی تاریکی جب دور ہوتی ہے۔ اور پو پھٹتی ہے تو ہر شخص ایک روحانی کیف کو محسوس کرتا ہے۔ موسم بہار میں بوقلمون پھولوں کی بہار سے کون محظوظ نہیں ہوتا؟ بالکل اسی طرح دنیا میں طویل تاریکی اور ظلمت کے بعد مہر صداقت جب طلوع ہوتا ہے تو ساری دنیا کو منور کر دیتا ہے۔ جب فلاح و سعادت کی صبح رونما ہوتی ہے۔ تو ہر سلیم الفطرت انسان اس کی کیفیتوں سے زندگی حاصل کرتا ہے۔ اور جب کشت زار قلوب کی بہار کا موسم آتا ہے۔ تو فیضان الٰہی کی تراوش ہوتی ہے۔ ان کیفیات سے انکار تو جمود اور کجاوہ ہے۔ اور چند حقیر دنیوی مصالح کا تقاضا ہے۔ ورنہ کون ہے۔ جو ان چیزوں کو دیکھے۔ محسوس کرے۔ اور بھلا دے۔ ان آیات میں قرآن حکیم اسی صداقت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جو دنیا میں تکذیب اور سرکشی کو روا رکھا۔ تو محض اس لئے کہ ان میں سے امراء۔ کبراء عمائد اور بڑے بڑے مشائخ اپنے نشۂ کبر میں سرشار تھے۔ اور ان کی مصلحتوں کا تقاضا یہ تھا۔ کہ اسلام کو ٹھکرا دیا جائے۔ کیونکہ اسلام کے

پھیل جانے سے ان کی عزت دینی اور وجاہت دنیوی خطرہ میں تھی۔ ورنہ کوئی معقول عذر ان پیشوایان دین کے پاس تھا اور نہ ان کے عقیدت مندوں کے پاس۔ نہ سرمایہ داروں کے پاس اور نہ تہیدست محتاجوں کے پاس۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ یہ لوگ خود تو بتقاضائے مصلحت عمداً اسلام کو قبول نہیں کرتے تھے مگر ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کرتے تھے۔ کہ عوام بھی اس نعمت سے محروم رہیں۔ میدان حشر میں یہ لوگ اللہ کے دربار میں پیش ہوں گے۔ اور اس کی حضوری میں اپنے جرائم پر نظر کریں گے۔ تو ان کو سخت ندامت ہوگی۔

(باقی صفحہ ۱۰۳۳ پر)

حل لغات

صَدَدْنٰكُمْ۔ صَدٌّ سے ہے۔ معنی روکنا۔ منع کرنا ؏

٣٣- وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ
لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ
فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ
يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

٣٣- اور ضعیف لوگ متکبروں سے کہیں گے، کوئی نہیں! بلکہ رات اور دن کے فریب نے ہمیں گمراہ کیا۔ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار اور اس کے لئے شریک ٹھہرائیں، اور جب عذاب دیکھیں گے دل ہی دل میں پچھتائیں گے۔ پشیمان ہونگے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے، جو کرتے تھے اسی کی وہ سزا پائیں گے ○

٣٤- وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ
اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

٣٤- اور ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے دولت مندوں نے یہی کہا کہ جو کچھ (پیغام) تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے، ہم اس کے منکر ہیں ○

٣٥- وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ
وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○

٣٥- اور کہا کہ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر آفت نہیں آئے گی ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳۲:-

۱) اور اس وقت یہ کہیں گے۔ کہ ہم سب کیوں اللہ کے اس فضل سے محروم رہے؟ کمزور عقیدت مند گناہ گار اپنے اکابر اور مرشدین سے کہیں گے۔ کہ تم لوگوں نے اپنے مطلب اور خود غرضی کے لئے ہم کو اسلام کی برکات سے محروم رکھا۔ اگر ہم اس معاملہ میں خالی الذہن ہوتے۔ تو ضرور اسلام قبول کر لیتے۔ تو اس وقت وہ بڑے بڑے لوگ کامل بے زاری کا اظہار کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ ہم نے تمہیں کبھی ہدایت کی باتوں کو قبول کر لینے سے نہیں روکا۔ تم اپنے اعمال کے آپ ذمہ دار ہو۔ اس کا وہ یہ جواب دیں گے۔ کہ پھر صبح و مسا تمہاری سازشوں اور تدبیروں کا کیا مقصد تھا۔ جو حق کے مقابلہ میں اختیار کی جاتی تھیں۔ جب کہ تم ہم لوگوں کو کفر پر مجبور کرتے تھے۔ اور شرک کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ فرمایا۔ اس بحث اور الزام دہی سے اب کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جہاں تک جرائم کا تعلق ہے۔ تم دونوں برابر کے مجرم اور ذمہ دار ہو۔ اسلئے اب ان مغرور گردنوں میں ذلت وحقارت کے طوق پہننے کیلئے تیار رہو۔

حلِ لغات: ۱) مَكْرُ الَّيْلِ۔ یعنی مکرکم،
اَسَرُّوا النَّدَامَةَ۔ ذوات الاضداد سے ہے۔ اسکے معنے چھپا لینے کے بھی ہیں۔ اور ظاہر کرنے کے بھی،
اَلْاَغْلٰلُ۔ غل کی جمع ہے۔ طوق زنجیر لوہے کا حلقہ، اَعْنَاق۔ جمع عنق۔ یعنی گردنیں،

۳۶- قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ
لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

۳۶- تو کہہ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کرتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝

۳۷- وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ
تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ
لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ
هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝

۳۷- اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ جانے پاس تمہارا درجہ قریب کردیں۔ مگر وہی جو ایمان لایا اور اس نے نیک کام کئے تو ایسے ہی لوگوں کو انکے اعمال کا دو چند بدلا ملے گا۔ اور وہ بالا خانوں میں نڈر بیٹھے ہوں گے ۝

۳۸- وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ
اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝

۳۸- اور جو لوگ ہماری آیتوں کے عاجز کرنے میں سعی کرتے ہیں وہی عذاب میں پکڑے جاتے ہیں ۝

۳۹- قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَ

۳۹- تو کہہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جسکے لئے چاہے تنگ کرتا ہے،

روحانی تقاضے

ملّے والوں کو مال و دولت اور اپنی اولاد پر بڑا غرور تھا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اس سے زیادہ سعادت اور خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شخص دولت سے بہرہ ور ہو۔ اور اسکے اولاد بھی ہو۔ ان دو چیزوں کی موجودگی میں روحانیت بے معنے شے ہے۔ اور مذہب کی ضرورت نہیں۔ آج بھی مادہ پرست دنیا یہی سمجھتی ہے۔ کہ جہاں تک حظوظ دنیا کا تعلق ہے۔ اس سے استفادہ کرنا تو ضروری ہے۔ اور ان کو پاکر پھر مابعد الطبعی مسئلوں کے پیچھے دوڑنا حماقت ہے۔ چودہ سو سال کی مادیت میں کوئی فرق نہیں۔ آج بھی وہی خیالات ہیں۔ جو آج سے پہلے مکّے کے جاہلوں میں رائج تھے۔ اضافہ صرف یہ ہوا ہے۔ کہ ان لوگوں کی خواہشات محدود تھیں۔ آج ان خواہشات میں توسیع اور تنوع پیدا ہو گیا ہے۔ اور بس۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ یہ بات جب درست ہوتی۔ جب تم صرف جسم ہوتے اور تم میں روح نہ ہوتی۔ اور روحانی تقاضے نہ ہوتے۔ جب تمہارے جسم کے ساتھ تمہاری روح بھی ہے۔ اور وہ روح اس روح اکبر سے جا ملنا چاہتی ہے۔ اس کے تقرب کے لئے بیقرار ہے۔ اور اس کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔ تو پھر بتاؤ۔ کہ تم مال و دولت کے انباروں کے ساتھ کیونکر ان لطیف تقاضوں کو پورا کر سکتے ہو۔ (باقی صفحہ ۱۰۳۵ پر)

حلِ لغت

زُلْفٰی۔ تقرب۔ حضوری۔
اَلْغُرُفٰتِ۔ غرفہ کی جمع ہے۔ یعنی بالاخانے۔
وَیَقْدِرُ۔ تنگی سے دیتا ہے۔

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ
وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○
٤٠- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ
يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ
كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○
٤١- قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ
دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ
اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○
٤٢- فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ

اللہ جو تم خرچ کرتے ہو وہ اس کا بدلا دیتا ہے اور وہ
بہتر روزی دینے والا ہے ○
٤٠- اور جس دن وہ ان سب کو اٹھائے گا پھر فرشتوں
سے پوچھے گا۔ کہ کیا یہ لوگ تمہیں پوجتے
تھے ؟ ○
٤١- وہ کہیں گے تو پاک ہے۔ تو ہی ہمارا کارساز
ہے نہ وہ۔ نہیں بلکہ یہ توجنوں کو پوجتے تھے،
ان میں سے اکثر ان ہی پر ایمان رکھتے تھے ○
٤٢- سو آج تم ایک دوسرے کی بھلائی اور برائی
کا اختیار نہیں رکھتے اور ہم ظالموں سے کہیں گے
کہ جس آگ کو تم جھٹلاتے تھے، اس

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٣٤۔
اور کیونکر اللہ تک رسائی حاصل کر سکتے ہو۔ یاد
رکھو۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے جن کیفیات کی
ضرورت ہے۔ وہ سیم وزر سے دل میں پیدا
نہیں ہوتیں۔ اور نہ اولاد واعمال سے اُن کے
حصول میں کچھ مدد مل سکتی ہے۔ وہ کیفیتیں تو
ایمان سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اعمال صالحہ کی
آبیاری سے بڑھتی اور تازگی حاصل کرتی ہیں ؎
ف۱ یعنی مال ودولت کی کشائش اور تنگی قطعاً
اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے۔ تو ایک بندہ مفلس
کو تاج وتخت کا مالک کر دے۔ اور چاہے تو پل بھر
میں تخت نشین کو خاک نشین کر دے ؎
عجب نادان ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہُما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی
مال ودولت وہ ہے۔ جس کو تم اللہ
کی راہ میں خرچ کرو۔ جو جیبوں اور

بنکوں سے نکل کر قومی ضروریات
پر صرف ہو۔ وہ دولت نہیں۔ جو
قومی نحوست ہو۔ لعنت ہو۔ عیاشی
اور بدمعاشی ہو۔ کبر و غرور ہو۔ اور لوہے
کے صندوقوں میں بند تہ خانوں میں پنہاں
اور زمین میں دفن ہو ٭ (حاشیہ صفحہ ھذا)
ف۱ مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں
کہتے تھے۔ اور ان کی پرستش کرتے تھے۔
میدان قیامت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے
عقیدہ کی تغلیط اور توہین کیلئے فرشتوں سے
ان کے روبرو پوچھے گا۔ کہ کیا یہ لوگ تمہاری پوجا
کرتے تھے۔ فرشتے جواب دینگے۔ کہ اے اللہ تیری
ذات پاک ہے صرف تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ ہم تیری
عبودیت اور بندگی پر مفتخر ہیں۔ ہمیں جو تعلق تیری
ذات سے ہے وہ کسی سے نہیں۔ اصل بات یہ ہے
کہ انہیں شیطان بہکاتے تھے۔ اور یہ شیطانوں کی پیروی
کرتے تھے ٭

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○

۴۳- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ
يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ
وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا
جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

۴۴- وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا
وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ○

۴۵- وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا
مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيْرِ ○

کا عذاب چکھو ○

۴۳۔ اور جب ہماری روشن آیتیں ان کے سامنے پڑھی
جاتی ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ اور کچھ نہیں تو صرف ایک
آدمی ہے چاہتا ہے کہ جنکی عبادت تمہارے باپ دادے
کرتے تھے تمہیں ان سے روک دے اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں تو
جھوٹ بنایا ہوا ہے اور کافروں نے حق کی نسبت جب وہ ان کے
پاس آیا تو یوں کہا کہ یہ اور کچھ نہیں صرف کھلا جادو ہے ○

۴۴۔ اور ہم نے انکو کچھ کتابیں بھی نہیں دیں کہ انہیں پڑھتے ہوں اور نہ
تجھ سے پہلے ہم نے انکی طرف کوئی ڈرانیوالا بھیجا ○

۴۵۔ اور ان سے اگلوں نے بھی جھٹلایا تھا اور جو کچھ ہم نے انکو دیا
تھا یہ اسکے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے، پھر انہوں نے
ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا تھا ہمارا انکار (دیکھا انجام کہ) ○

تقلید آباء

۱؎ قرآن حکیم اپنے مطالب کی وضاحت میں اور دلائل کے استحکام
میں بے نظیر کتاب ہے۔ حضور کی نبوت اس درجہ تاباں و درخشاں
ہے کہ اس میں کوئی شبہ قطعاً نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص ان لوگوں
کیلئے جنہوں نے یہ معجزہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو کہ کیونکر ایک
شخص جو چالیس سال کی عمر کے بعد الہام کا دعوے کرتا ہے اور ایک
فلسفہ و حکمت دنیا کے سامنے رکھتا ہے۔ وہ جو کتاب پیش کرتا ہے۔
شیریں ہے۔ اسکی تعلیم دل میں اتر جانیوالی ہے۔ اور خواب غفلت
سے چونکا دینے والی ہے۔ اسکا انداز بیان بالکل نرالا اور اچھوتا
ہے۔ اسکو پیش کرنے والا الصادق القول اور صحیح العقل ہے۔ اس
کا چہرہ سچائی کے نور سے چراغ کی طرح روشن ہے۔ ان لوگوں کے
لئے جنہوں نے یہ ساری کیفیتیں بچشم خود دیکھی ہوں۔ بالکل مجال
انکار نہیں۔ کیا بات تھی؟ کیوں ان لوگوں نے اس پیغام کو نہ مانا۔
اور حق و صداقت کو ٹھکرا دیا۔ کیوں ان لوگوں نے کھلی گمراہی
کو ترجیح دی۔ اور اس روشنی کی طرف سے آنکھیں موند لیں۔

کیا اس لئے کہ انکے دلوں میں کچھ معقول شکوک تھے اور انکے
ازالہ کی کوشش نہیں کی گئی؟ یا اس لئے کہ اسلامی تعلیمات کی
عظمت نے انہیں مرعوب نہیں کیا؟ قصہ صرف اتنا
ہے۔ کہ تقلید آباء کا پرانا جذبہ دلوں میں کارفرما تھا۔ دل نہیں
چاہتا تھا۔ کہ صدیوں کے تعلقات عقیدت کو اسلام کی وجہ سے
خیرباد کہہ دیں۔ اور یہ تسلیم کر لیں۔ کہ انکے آباؤ اجداد باطل پر
تھے۔ اور حق کی روشنی سے محروم۔ پرانے عقیدے اور پرانی
رسمیں چھوڑ دینا ان کے لئے ناممکن تھیں۔ یہ بے جان حقوق کے
پجاری تھے۔ بوسیدہ اور کھوکھلی قبروں پہ عظمت تھیں جنکی
کی طرف انکی نگاہیں تھیں۔ کہ ہمارے باپ دادا اور قدیم علماء ان
سے باہر آکر ہم کو دین محمدؐ قبول کر لینے کی اجازت دیں۔ اس لئے
بالطبع ان حالات میں اسلامی تعلیم ان کے لئے قابل نہیں تھی۔

(باقی صفحہ ۱۰۴۰ پر)

حلِ لغات:- اِفْکٌ۔ جھوٹ ۔ [illegible]
ہے۔ مِعْشَارٌ۔ دسواں حصہ ۔ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۔
باطل نہ معبود از سر نو پیدا کر سکتا ہے! ورنہ دوبارہ پیدا کریگا۔

۔ محاورہ ہے یعنی باطل نہ اب مفید تھا اور نہ آئندہ

۴۶ - قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ○

۴۶ - تو کہہ میں تمہیں صرف ایک ہی نصیحت دیتا ہوں یہ کہ تم دو دو اور ایک ایک اللہ کے لئے اٹھ کھڑے ہو پھر فکر کرو کہ تمہارا صاحب دیوانہ نہیں ہے وہ تو تمکو ایک سخت عذاب کے آگے ڈرانیوالا ہے ○

۴۷ - قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○

۴۷ - تو کہہ جو میں نے تم سے کچھ مزدوری مانگی ہو وہ تمہیں کو مبارک رہے، میری مزدوری تو صرف اللہ پر ہے اور وہ ہر شئے پر حاضر ہے ○

۴۸ - قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○

۴۸ - تو کہہ میرا رب سچا دین ڈالتا جاتا ہے۔ اور وہ خفیہ باتوں کا جاننے والا ہے ○

۴۹ - قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ○

۴۹ - تو کہہ حق آگیا اور جھوٹ نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوسری بار ○ ف۱

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۶ سے

اور اللہ نے کا علم تھا۔ کہ یہ باپ دادا کی روایات کے خلاف اس طرح کی عبادت کرتے ہیں اسلئے کبھی کہتے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو باپ دادا کی تقلید سے روکتے ہیں کبھی کہتے۔ یہ سب جھوٹ اور افسانہ ہے۔ اور کبھی جب اسلام کے اثرات اور جذب کو دیکھتے۔ تو یہ کہتے۔ کہ یہ کھلا جادو ہے۔ فرمایا۔ یہ اس قسم کے خیالات گھڑتے ہیں۔ حالانکہ انکے پاس کوئی معیار صداقت موجود نہیں نہ کوئی کتاب قرآن کے سوا انکے پاس ہے۔ اور نہ کوئی پیغمبر آپ سے پہلے ان لوگوں میں آیا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی قوت اور طاقت پر ناز نہیں ہونا چاہیئے۔ ان سے پہلے بھی قومیں اس کرۂ ہستی میں آئی ہیں۔ جو طاقت و قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں۔ لیکن جب ان لوگوں نے اللہ کے نام کو ٹھکرا دیا۔ تو ان کا کیا حشر ہوا۔ کس طرح اللہ کے عذاب نے انکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور قتل کے گھاٹ اتار دیا ۔

ف۱ اس آیت میں مقام محمدی کے استحکام کی طرف اشارہ ہے۔ کہ کیونکر وہ عقل و فکر کی مضبوط چٹانوں پر قائم ہے۔ اسکا مطالبہ انسان کی صرف یہ ہے۔ کہ وہ خوب چھان بین سے کام لیں اور سوچیں۔ کہ ایسا جلیل القدر انسان کیا خلل دماغ کا مریض ہے تو پھر خدا را بتایا جائے کہ صحت کیا چیز ہے۔ کیا وہ شخص جس کی تعلیمات سے آج بھی کروڑوں انسان مستفید ہو رہے ہیں۔ مجنون ہے۔ کیا جس کا وجود باوجود سارے کائنات انسانی کیلئے مشعل راہ ہے۔ تو پھر بتایا جائے۔ کہ یہ تعاون بجز پیغمبری کی ذات کے اور کہاں پایا جا سکتا ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

حضور کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل

ف۱ حضور کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل یہ تھی۔ کہ آپ محض حسبۃً للہ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اس میں آپ کی کوئی ذاتی منفعت ہرگز پنہاں نہ تھی۔ بلکہ جب آپ سے کہا گیا۔ کہ اگر آپ نبوت کے ڈھونگ سے (معاذ اللہ) باز آجائیں۔ تو ہم بہترین معاوضہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ ہم آپکے قدموں میں سونے اور چاندی کے ڈھیر لگا سکتے ہیں۔ ہم عرب کی حسین ترین اور شریف ترین خاتون کو آپکے عقد میں دے سکتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کو قیادت مطلقہ کے منصب پر سرفراز کر دیں۔ تو آپ نے پورے جوش کے ساتھ فرمایا۔ کہ تم لوگوں نے مجھے بالکل سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر آفتاب رکھ دو۔ اور دوسرے ہاتھ پہ چاند۔ تو بھی میں یہی کہوں گا۔ جو اب تک کہتا آیا ہوں۔ میرے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہو سکتی۔ ایسا آپکے کیوں فرمایا اسلئے کہ آپ صداقت کو محض صداقت کیلئے پھیلانا چاہتے تھے۔ اور دنیا نہیں چاہتے تھے کہ پھر کوئی م

م قیمت وصول کی جائے ۔

۵۰ - قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلٰى
نَفْسِىْ ۚ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىٓ
إِلَىَّ رَبِّىْ ۚ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ○
۵۱ - وَلَوْ تَرٰىٓ إِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوْا
مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ○
۵۲ - وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَأَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ
مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ○
۵۳ - وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ
بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ○
۵۴ - وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا
فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ
كَانُوْا فِىْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ○ ع

۵۰۔ تو کہہ اگر میں گمراہ ہوا تو اپنے ہی بُرے کے لئے گمراہ
ہوا اور اگر میں نے ہدایت پائی تو اس وحی کے سبب ف
میرا رب مجھ پر نازل کرتا ہے بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے ○
۵۱۔ اور کاش تو دیکھے جب وہ گھبرائیں گے پھر بھاگ نہ سکیں گے
اور قریب جگہ سے پکڑے آئیں گے ○
۵۲۔ اور کہیں گے کہ ہم قرآن پر ایمان لائے اور (حالانکہ) اب
دور جگہ سے انکا ہاتھ کہاں پہنچ سکتا ہے ○
۵۳۔ حالانکہ پہلے وہ اسکے منکر ہوئے تھے اور بن دیکھے دور جگہ ف
سے نشانے پر پھینکتے رہے تھے ○
۵۴۔ اور انکے اور انکی خواہشوں کے درمیان اٹکاؤ پڑ جائیگا۔
جیسے پہلے ان کے ہم مشربوں سے کیا گیا تھا۔ البتہ
وہ قوی شک میں تھے ف ○

ف یَقْذِفُ بِالْحَقِّ سے مراد یا تو یہ ہے۔ کہ باوجود قبولیت
سائل کے میرا رب ضرور اس کے لئے دلوں کے دلوں میں
پذیرائی کی صلاحیت پیدا کرے گا۔ اور ضرور اسلام کی سچائی
اور صداقت کو ان کے قلوب میں ڈال دے گا۔ کیونکہ صداقت
بجائے خود اپنے اندر جاذبیت رکھتی ہے۔ اور اس لائق
ہوتی ہے۔ کہ لوگ اس کو ترجیح دیں۔ یا یہ مراد ہے۔ کہ
بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ یعنی حق باطل سے متصادم
ہوتا ہے۔ اور باطل دب جاتا ہے۔ اور حق کو غلبۂ قوت
عطا ہوتی ہے۔ تم بھی یہ دیکھتے رہو۔ کہ اسلام کے
عقائد کیونکر تمہارے مزعومات باطلہ سے ٹکرا کر
انھیں کس طرح پاش پاش کر دیتے ہیں۔ حق و صداقت
کی پہچان یہ بھی ہے۔ کہ بالآخر حق، بقا و دوام کی
نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ اور باطل فنا کی گہرائیوں
میں گم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کائنات کی مادی
چیزوں میں بقاء الاصلح کا قانون جاری ہے۔ اسی
طرح حقائق دینی و نظریات میں بھی یہی قانون کارفرما
ہے۔ غلط اور معز عقیدے زیادہ مدت تک قائم
نہیں رہ سکتے۔ اور ان کو فروغ حاصل نہیں
ہو سکتا۔ ان میں منطقی طور پر وہ زندگی نہیں ہوتی
جو ہمیشہ باقی رہ سکے۔

ف یعنی حق و صداقت کا آفتاب اپنی پوری تابانی
کے ساتھ جلوہ گر ہو چکا ہے۔ اس لئے اب باطل اس
کے مقابلہ میں نہیں چھپ سکتا۔ بلکہ یوں سمجھئے۔ کہ
باطل کا اصلاً وجود ہی نہیں۔ اور اب وقت آ گیا ہے۔
کہ اس کی صحیح صحیح حیثیت متعین کر دی جائے۔ اور بتا دیا
جائے۔ کہ دنیا کا سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور اس
کے سوا جو کچھ ہے۔ فریب نظر ہے! وہ نفس کا دھوکہ ہے۔

حلِ لغات:۔

اَلتَّنَاوُشُ۔ نَوْشٌ سے ہے۔ جس کے معنے کسی چیز
کو ہاتھ میں پکڑنے اور کسی کو جلدی پہنچا لینے کے ہیں۔
بِاَشْیَاعِهِمْ۔ شِیْعَةٌ کی جمع ہے۔ بمعنے ہم مشرب۔
ہم خیال گروہ جیسا۔ اتباع و انصار۔

آیاتها ٤٥	(٣٥) سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ (٤٣)	رُكُوعَاتُهَا (٥)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

١- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ
مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ
مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○
٢- مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا
مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ
لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○
٣- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ
اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

(٣۵) سُورۂ فاطر

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔
بنانیوالا فرشتوں کو رسول (پیغام پہنچانیوالا) جن کے دو دو اور
تین تین اور چار چار پر ہیں۔ پیدائش میں جو وہ چاہتا ہے بڑھاتا
ہے۔ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ○
٢۔ رحمت اللہ کے لوگوں کے لئے کھول دے تو کوئی اس رحمت
کا روکنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اسکے بعد اس کا کھولنے
والا کوئی نہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے ○
٣۔ اے لوگو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا
کوئی اور خالق ہے؟ کہ جو آسمان اور زمین میں سے رزق
دیتا ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہاں

سُورۂ فاطر

ف١ یہ سورت مکی ہے۔ اور اس میں دوسری مکی سورتوں کی طرح
عام طور پر توحید و رسالت کے معارف سے بحث کی گئی ہے۔ اور حشر
پر دلائل قائم کئے گئے ہیں۔ اور ان تمام شکوک و شبہات کو دور کیا گیا
ہے جو اس وقت کے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے تھے۔ اور یہ بتایا
گیا ہے۔ کہ یہ اللہ کا سچا اور آخری پیغام ہے۔

اللہ کی حمد و ستائش سے اس کا آغاز فرمایا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ
روحانیت کی پہلی منزل نفس انسانی کا تذلل اور اللہ کی جلالت قدر
کا اعتراف اور یقین ہے جب تک یہ مقام عبودیت طے نہ ہو اس
وقت تک عارف و سالک دوسری منزلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا
فاطر کے معنے جیسا کہ حضرت ابن عباس کی تصریح
ہے۔ مُبدِع اور آفرینندہ کے ہیں۔ یعنی وہ خدا جس نے
کائنات کو از کتم عدم سے پیدا کیا ہے۔ اور جو پیدا کرنے کے
لئے ذرائع اور وسیلوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی قدرت
کاملہ بجائے خود یہ صلاحیت رکھتی ہے۔ کہ ہر چیز کو ہر وقت بغیر
کسی تیاری کے پیدا کر دے۔ اس کے متعلق یہ
سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیونکر کائنات کو پیدا
کرتا ہے۔ کیونکہ وہ بہر نہج کامل ہے۔ اور تمام شروط
لازمہ اس کے اشارہ پر موقوف ہیں۔ اس نے آسمانوں اور
زمین کو اس حالت میں پیدا کیا۔ جب کہ ان کا وجود
خارج میں متحقق نہیں تھا۔

حلِ لغات :-

اَجْنِحَةٍ ۔ جَنَاحٌ کی جمع ہے۔ یعنی
بازو پر۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○
٤- وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ
مِّنْ قَبْلِكَ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○
٥- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○
٦- اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ
عَدُوًّا ۗ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا
مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○
٧- اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ۖ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھیرے جاتے ہو ○
٤- اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو تجھ سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے
گئے ہیں اور سب کام اللہ کی طرف پھیرے جاتے ہیں ○
٥- لوگو بیشک اللہ کا وعدہ سچ ہے۔ سو کہیں
دنیا کا جینا تمہیں فریب
نہ دے ○
٦- بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ سو
تم اسے دشمن سمجھو، وہ اپنی جماعت کو
صرف اس لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخی ہوں ○
٧- جو لوگ کافر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے
اور جو ایمان لائے، اور انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٣٩:-

فرشتوں کے متعلق اتنی تفصیل بتائی ہے۔ کہ ان کے دو دو، تین تین، چار چار پر ہوتے ہیں، جن کے ذریعے وہ پرواز کرتے ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ یہ پر پرندوں کے پروں کے مانند ہوں۔ بلکہ یہ ان سہولتوں سے تعبیر ہے۔ جن کی وجہ سے وہ فضائے قدس میں اڑتے پھرتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ یہ فرشتے اگر آسمان سے اللہ کا پیغام لے کر بسرعت تمام زمین تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اس میں عقلاً کوئی استحالہ نہیں۔ اللہ نے ان کو ایسے لطیف اور نورانی ذرائع پرواز دے رکھے ہیں۔ کہ انہیں ہزاروں میل کی مسافت ایک لمحہ میں طے کرلینے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی ●

ف۱ ان دو آیتوں میں توحید کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ تمام اختیارات اور قدرتیں صرف اس اللہ سے مختص ہیں۔ کوئی شخص اسکے ارادوں میں مزاحمت نہیں کرسکتا۔ وہ اگر کسی شخص کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے تو پھر کوئی شخص ان دروازوں کو مسدود نہیں کرسکتا۔ اگر کسی شخص پر اس کے فضل وکرم کے ابواب بند ہو جائیں۔ تو پھر کوئی بڑی سے بڑی شخصیت بھی انکو کھول دینے پر قادر نہیں وہ تنہا اس کائنات کا حاکم ہے تم صرف اسی کے ممنونِ احسان ہو۔ اور کسی ماسوا سے رزق کی توقع نہ رکھو ●

حلِ لغات

اَلْغَرُوْرُ۔ دھوکہ دینے والا۔ شیطان ●
اَلسَّعِيْرِ۔ آگ ●

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

٨- اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○

٩- وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ○

نیک کام کئے۔ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے ○

٨۔ کیا وہ شخص جس کا بدعمل اسکے لئے آراستہ کیا گیا پھر اس نے اسے اچھا سمجھا مومن صالح کے برابر ہو سکتا ہے اصل تو یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے سو کہیں ان پر پچھتا پچھتا کر تیری جان نہ جاتی رہے بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ○

٩۔ اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے۔ پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک لیجاتے ہیں۔ پھر اس سے زمین کو اسکے مرے پیچھے زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح (مردوں کا) جی اٹھنا ہے ○

شیطان کی حسین کمندیں

جس طرح دنیا کی سعادت کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ دوستوں اور دشمنوں میں امتیاز کیا جائے۔ اسی طرح فلاح اخروی کے لئے ناگزیر ہے۔ کہ شیطان کو اپنا دشمن سمجھا جائے۔ اور اسکے متعلق محکم یقین ہو۔ کہ وہ دوستی اور خیر خواہی کا کبھی ارادہ نہیں کرے گا۔ اسکی تمام چالیں محض اس لئے ہونگی۔ کہ کسی طرح اس کا گروہ الگ پیدا ہو جائے۔ اور ان سب کو وہ جہنم کا کندا بنائے۔ اور اس طرح وہ مخلوق خدا سے انتقام لیکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے۔ یہ یاد رہے کہ شیطان کبھی براہ راست حملہ نہیں کرتا۔ کبھی جرأت کیساتھ گمراہی کی جانب دعوت نہیں دیتا۔ اور کبھی کھلم کھلا مقابلے میں نہیں آتا۔ بلکہ وہ نہایت حسین حسین کمندیں لے کر بڑھتا ہے۔ چاندی اور سونے کی زنجیریں پہناتا ہے۔ اور خفیہ خفیہ دل کی چھاؤنی پر چھا جاتا ہے۔ اسکے پاس انسان کو پھانسنے کے لئے بے شمار خوبصورت ذریعے ہیں۔ وہ مال و دولت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ وہ عزت و جاہ کا تمغے لے کر آتا ہے۔ وہ بیوی بچوں کی محبت بن کر پاؤں پکڑ لیتا ہے۔ اور اس طرح انسان کو طریق سے حق کی منزل سے دور پھینک دیتا ہے۔ اسلئے سالک راہ محبت کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ وقت نظر کا مالک ہو۔ اور جانتا ہو کہ کن کن راہوں سے مخالف حملہ آور ہوگا۔ اسکو خواہشات پر سخت نگرانی کرنا ہوگی۔ اور دل کے خیالات پر پہرہ بٹھانا ہوگا ●

ملے فرمایا۔ کہ مرد مومن جو ایمان کی بہرہ مندی کے ساتھ دولت اعمال سے بھی مالا مال ہے۔ اور وہ جو برائی کی ظاہری سج دھج سے متاثر ہو کر گناہوں میں گرفتار ہو گیا۔ برابر نہیں ہیں۔ یہ اللہ کا دین ہے جسکو چاہے ہدایت کی توفیق دے اور جسکو چاہے اس نعمت سے محروم رکھے۔ اے پیغمبر! آپ مغموم نہ ہوں۔ اور انکے گناہوں پر تلف و الم کو محسوس نہ کریں۔ کیونکہ انہوں نے خود کوتاہی نظر کے باعث اس گمراہی کو پسند کیا ہے۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ کفر ہی کی حالت میں ہمیشہ رہیں ●

(باقی صفحہ ١٠٤٢ پر)

حل لغات:-

حَسَرٰتٍ۔ حَسْرَةٌ کی جمع ہے۔ بمعنے افسوس و پشیمانی ●

١٠- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ
يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ○
١١- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ
مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ
مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○
١٢- وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ

١٠- جو کوئی عزت چاہتا ہے تو ساری عزت اللہ ہی کی ہے۔
اسی کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتے ہیں۔ اور نیک عمل اس کو
اٹھاتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی فکر میں رہتے ہیں
اُن کے لئے سخت عذاب ہے، اور اُن
کا مکر ہی ٹوٹے گا ○

١١- اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے پھر
تمہیں جوڑے جوڑے بنایا اور ممکن نہیں کہ کسی عورت کو پیٹ
رہے یا بچہ جنے اور خدا کو خبر نہ ہو اور نہ کوئی بھی بڑی عمر والا
عمر پاتا ہے اور نہ کچھ کسی کے عمر سے کم ہوتا ہے مگر سب کچھ
کتاب میں لکھا ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے ○

١٢- اور دو سمندر برابر نہیں یہ میٹھا پیاس بجھانیوالا پینے میں
خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور تم دونوں میں سے

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۲۔

معلوم ہوا۔ کہ حضورؐ کو ان لوگوں کی گمراہی سے روحانی اذیت محسوس ہوتی تھی۔ اور آپ یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ ایک نفس بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہے۔ اور جہنم میں جائے۔ آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا۔ کہ بنی نوع انسان کو گمراہیوں کی تاریکی سے نکال کر صداقت کی روشنی میں لے آئیں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

وا حشر و نشر پر استدلال ہے کہ جس طرح مردہ زمین بارش کی وجہ سے زندگی کا لباس زیب تن کر لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ کی نگاہِ کرم سے لوگ جی اٹھیں گے۔ اس میں کون بات عقل سے بعید ہے۔

وا مکّہ والے اپنے مال و دولت کی وجہ سے مغرور تھے۔ اور مسلمانوں کو انکے افلاس کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ کم سمجھو! ذلت و عزت کا تعلق سرمایہ اور دنیوی متاع سے نہیں ہے۔ بلکہ عزت اور وقار اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ شخص صحیح معنوں میں معزز ہے۔ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اعمال صالحہ سے اپنی رفعت ثابت کرتا ہے۔ تمہارا مکر و فریب نہیں چلنے کا۔ تمہاری تمام تدبیریں، جیسے کار ایسا ناکام ہو رہی ہیں اور اللہ کا ہی بول بالا ہوگا۔

کتابِ فطرت

وا قرآن حکیم کو تمام مذہبی کتابوں پر فضیلت حاصل ہے کہ اس میں مظاہر قدرت کا کثرت سے بیان ہے۔ اس میں انسانی توجہ کو براہ راست فطرت کے عجائبات کی طرف مبذول کیا گیا ہے۔ اور فکر و تدبر کی دعوت پر زور دیا گیا ہے۔ یہ کتاب انسان کو انکی کوتاہ بینی پر متنبہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ علوم و غرائب کا حامل ہے۔ اور اس لائق ہے۔ کہ گہری نظر سے اُسے دیکھا جائے۔ قرآن جس مذہب کو پیش کرتا ہے۔ وہ بالکل سادہ اور فطرت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔ اس میں منطقی اشکال و صور سے بحث نہیں کی گئی۔ بلکہ نیچر کے سادہ سہل اور جمیل اصول بیان کئے گئے ہیں۔ (دیباچہ صفحہ ۱۰۳۴ پر)

حلِ لُغات:- یَبُوْرُ۔ ہلاک ہوگا، نُطْفَةٍ۔ قطرۂ آب، عَذْبٌ۔ میٹھا پانی، خوش گوار و خوش مزہ۔
فُرَاتٌ۔ آب شیریں۔ عمدہ پانی، سَآئِغٌ۔ خوش گوار۔
مِلْحٌ۔ نمکین، اُجَاجٌ۔ کڑوا۔

كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُونَ
حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ
مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ○
۱۳- يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ
فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ
يَّجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ
مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ○
۱۴- إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ
وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ

تازہ گوشت (مچھلی کا) کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسکو پہنتے ہو اور تو دریا میں جہازوں کو دیکھے گا کہ پانی چیرتے چلتے ہیں، تاکہ تم اسکے فضل (روزگار) کی تلاش کرو۔ شاید تم شکر کرو ○

۱۳- وہ ہی رات کو داخل کرتا ہے اور رات میں دن کو داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو قابو رکھتا ہے۔ ہر ایک وقت مقرر تک چلتا ہے، یہ اللہ تمہارا رب ہے۔ اسی کی سلطنت ہے۔ اور جنہیں تم اسکے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ○

۱۴- اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور جو سنیں تو جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے تمہارے شرک کا انکار کریں گے اور خبردار (دیکھئے)

حاشیہ صفحہ ۱۰۴۲ :- اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کا علم کس درجہ وسیع ہے اور کس درجہ متنوع۔ فرمایا۔ پہلے خود اپنی ذات اور ساخت پر غور کرو۔ اب تم عقل و حکمت کا مجموعہ ہو اور دانش و بینش کا پیکر ہو۔ آسمان میں پرواز کرتے ہو اور عقاب و شاہین کا مقابلہ کرتے ہو۔ مگر تم ایک قطرۂ آب سے ترقی کرکے اس منزل تک پہنچے ہو۔ تم مٹی سے بنائے گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت پر غور کرو۔ اور کس طرح جنسی حالات اور مخلوق کی تمام روداد حیات سے واقف ہے۔ وہ کس طرح ہر ماں کے پیٹ میں بچے کی تربیت کرتا ہے۔ اور اس کو نشو و نما دیتا ہے پھر عالم وجود میں یہ بچہ آتا ہے۔ تو اس کی عمر عطا کرتا ہے۔ کسی کی زیادہ کسی کی کم۔ یہ سب باتیں لوح محفوظ میں درج ہیں۔ اور اسکے علم میں متحقق ●

ف۔ اس مشاہدہ میں دو دریاؤں کو پیش فرمایا ہے۔ کہ دیکھو دونوں میں یکساں پانی بہتا ہے۔ مگر ایک تو ان میں شیریں اور خوشگوار ہے۔ اور دوسرا شور اور تلخ ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف پھر تم ان دونوں میں سے اپنے لئے تازہ گوشت مہیا کرتے ہو۔ اور انکی گہرائیوں میں سے قیمتی موتی نکالتے ہو۔ اور اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ تم دریا میں کشتیاں چلاتے ہو جنکی وجہ سے تم دور دور تک تجارت کا مال لے جاتے ہو۔ اور کسب معاش کرتے ہو۔ یہ نعمتیں اللہ نے اسلئے پیدا کی ہیں۔ تاکہ تم اسکی شکرگزاری کرو ●
مفسرین کی رائے ہے۔ کہ ان دو دریاؤں سے مراد مومن اور کافر ہے۔ مومن سے فائدہ ہوتا ہے۔ شیریں ہوتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ اور دوسرے مسلمان کے لئے وجہ تسکین ہوتا ہے۔ اور کافر سراپا مضرت، کڑوا، اور کھاری ●

ف یہ قدرت کا تیسرا مظہر ہے۔ کہ وہ کیونکر رات کا کچھ حصہ گھٹا کر دن میں داخل کر دیتا ہے۔ اور کیونکر دن کو کم کرکے رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور آفتاب و ماہتاب کو کس طرح تمہاری خدمت میں لگا دیتا ہے ●
(باقی صفحہ ۱۰۴۴ پر)

حل لغات :- حِلْيَةً - یعنی وہ موتی جنکو بطور زیور کے استعمال کیا جاتا ہے ● فَضْلِهِ - یعنی دولت ● كُلٌّ يَّجْرِي - یہ عرف لسانی ہے اسکو حقیقت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ خواہ آفتاب گھومتا ہے خواہ ماہتاب

ہم اور دونوں گھومتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں اسکا اطلاق ہو سکتا ہے ● قطمیر۔ کھجور کی گٹھلی میں جو شگاف کے درمیان ایک تاگا سا ہوتا ہے یعنی نہایت ہی حقیر چیز

مِثْلُ خَبِيرٍ ۝

۱۵- يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ
وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝

۱۶- إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ
جَدِيدٍ ۝

۱۷- وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

۱۸- وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِنْ تَدْعُ
مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ
شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ إِنَّمَا تُنْذِرُ
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ
أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ
لِنَفْسِهِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

کی مانند تجھے کوئی خبر نہ دے گا ۝

۱۵۔ لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ وہی ہے بے پروا قابل تعریف ہے ۝ ف۱

۱۶۔ اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے اور ایک نئی خلقت لے آئے ۝

۱۷۔ اور یہ کام اللہ پر مشکل نہیں ۝ ف۲

۱۸۔ اور کوئی اٹھانے والا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی بھاری بوجھ والا اس کو اپنے بوجھ کی طرف بلائے تو بھی اس کی طرف سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائیگا۔ اگرچہ قرابتی کیوں نہ ہو ف۳ تو تو صرف انہیں کو ڈراتا ہے جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کوئی پاک ہوتا ہے اور اپنے ہی بھلے کے لئے پاک ہوتا ہے اور اللہ کی طرف پھر جانا ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۳

ان مظاہر کو بیان کر کے فرمایا۔ کہ خدا وہ ہے جو تمہارا مددگار ہے اور ساری کائنات کا مختار کل ہے۔ تم جن لوگوں کو پکارتے ہو اور ان کی پرستش کرتے ہو۔ وہ دنیا میں ذرہ برابر اختیارات نہیں رکھتے ۝

(حاشیہ صفحہ ھذا)

تم سب محتاج ہو

ف۱ اس ایک آیت میں مسئلہ شرک کا سارا زور توڑ دیا ہے۔ فرمایا ہے کہ تم دیکھو۔ کہ باوجود اسکے کہ تم میں بڑے بڑے جلیل القدر لوگ موجود ہیں اور اجتماعی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز ہیں۔ مگر کیا کوئی شخص بھی ایسا ہے۔ جو اللہ سے بے نیازی کا دعویٰ کر سکے۔ جو اسکے بنائے ہوئے قوانین کے سامنے اپنے آپ کو بے بس نہ پاتا ہو۔ کیا کوئی ایسا ہے۔ جو موت کے آہنی چنگل سے نکل جائے۔ جو بیماری کی تکلیف کو محسوس نہ کرے۔ جو بھوک سے بیقرار نہ ہو جائے۔ جسے پیاس بے چین نہ کر دے۔ پھر ان حالات میں جبکہ تم محتاج ہو۔ ہر حالت میں ایک ایک دم اور قدم میں اس کے مقرر کردہ نظام کے تابع ہو۔ تمہارا یہ دعویٰ کیونکر صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی الوہیت کا مستحق ہے۔ یہ تو شاید جب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا کی زمین کو چھوڑ دے۔ اسکے آسمان کے سایہ کو مستقل نہ کرے۔ اسکے سورج اور چاند سے استفادہ نہ کرے۔ ایک الگ دنیا بنا لے اور ایک الگ عالم بسائے اور جب وہ اللہ کی زمین پر رہتا ہے۔ اور آسمان تلے زندگی بسر کرتا ہے تو پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتا ہے ۝

ف۲ فرمایا۔ کہ اللہ کو تمہاری احتیاج نہیں ہے۔ بلکہ تم اسکے محتاج ہو۔ جب تک اسکے احکام پر چلو گے۔ باقی اور زندہ رہو گے۔ اور جہاں تم نے سرکشی اور اس کی نافرمانی کی۔ وہ تم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیگا۔ اور ایک دوسری قوم پیدا کر دیگا۔ جو اس کی اطاعت شعاری کا دم بھرے گی۔ اور زمین میں اسکے مشن کی تکمیل میں مصروف جدوجہد رہے گی ۝

ف۳ یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ یہ نہیں ہو سکے گا۔ کہ گناہ تو ہم کریں۔ اور سزا میں کسی دوسرے شخص کو گرفتار کیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی درست نہیں ہے۔ کہ نیکی کوئی کرے۔ اور وہ دوسرے قالب میں بجز بدلا جائے۔ سزا اور اجر کا وہ "انا" مستحق ہے جس کا براہ راست اعمال سے تعلق ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۴۵)

حل لغات :۔ اَلْفُقَرَاءُ۔ فقیر کی جمع ہے۔ بمعنی محتاج ۝

۱۹- وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝
۲۰- وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝
۲۱- وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝
۲۲- وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ
اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ
مَّن فِي الْقُبُورِ ۝
۲۳- إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝
۲۴- إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَ
إِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝
۲۵- وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

۱۹- اور اندھا اور دیکھتا برابر نہیں ۝
۲۰- اور نہ ہی اندھیرا اور نہ اُجالا ۝
۲۱- اور نہ ہی سایہ اور نہ دھوپ ۝
۲۲- اور زندے اور مُردے برابر نہیں۔ خدا جسے چاہے
سناتا ہے۔ اور تو انہیں جو قبروں میں ہیں سنانے
والا نہیں ۝
۲۳- تو تو صرف ڈرانیوالا ہے ۝
۲۴- بیشک ہم نے تجھے سچا دین دے کر خوشخبری سنانے اور
ڈرانے کیلئے بھیجا ہے۔ اور کوئی امت ایسی نہیں
جس میں ایک ڈرانے والا نہ گذرا ہو ۝
۲۵- اور جو وہ تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلوں نے بھی جھٹلایا
ہے۔ انکے رسول انکے پاس معجزے اور ورق اور

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۳-۱

اس "انا" میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کفارہ اور تناسخ عقیدہ اس لئے غلط ہے۔ کہ ان دونوں صورتوں میں سزا اور جزا کا تعلق اُس "انا" سے باقی نہیں رہتا۔ اور مکافات عمل کے اصول پر منطقی طور پر اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ٭

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱ غرض یہ ہے۔ کہ اسلام بصیرت کا۔ نور کا۔ اور سراسر زندگی کا۔ کفر محض بے بصری ہے۔ ظلمت و تاریکی ہے۔ اور موت کے مترادف ہے۔ اور اور ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ درجہ میں دونوں برابری حاصل کر سکیں ٭

۲ فرمایا۔ کہ یہ سننے والے چونکہ جہل و تعصب کی تاریک قبروں میں مدفون ہیں۔ اس لئے آپکی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور باوجود اس کے کہ اسلام اور کفر میں ایک بیّن فرق ہے۔ یہ نہیں محسوس کر سکتے ٭

۳ اس آیت میں وحدتِ تعلیم کے نظریہ کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر قریہ میں اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور اپنے پیغام کو ان تک پہنچایا ہے ٭

حل لغات

اَلْحَرُوْرُ۔ تمازت، دھوپ ٭

وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝
۲۶- ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيْرِ ۝
۲۷- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ
فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ
وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ
مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝
۲۸- وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ
مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ
مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
غَفُوْرٌ ۝

روشن کتاب لے کر آئے ۝
۲۶- پھر میں نے کافروں کو پکڑا تو میرا
انکار کیسا ہوا ۝
۲۷- کیا تو نے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ نے آسمان سے
پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے رنگ برنگ کے
میوے نکالے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ گھاٹیاں
ہیں جنکے رنگ مختلف ہیں اور کالے بھجنگ ہیں ۝
۲۸- اور اسی طرح آدمیوں اور کیڑوں اور چوپایوں میں
بھی کئی رنگ کے ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں
سے صرف علم والے لوگ ہی ڈرتے ہیں۔ بیشک اللہ
زبردست ہے بخشنے والا ۝

سرکشی کا نتیجہ

ف۱ حضورؐ سے خطاب ہے۔ کہ آپ اول رسولؐ نہیں ہیں۔ اگر یہ لوگ پیغام الٰہی کے پہلے مخاطب نہیں ہیں۔ آپؐ سے پہلے بھی کئی ہزار انبیاء مبعوث ہوتے رہیں۔ اور انہوں نے پوری وضاحت و تفصیل کے ساتھ اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا ہے۔ پھر ان پاکبازوں کی آواز کو بھی بدبختوں نے جھٹلایا۔ اور اللہ کے حکموں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس کا قانون مکافات بروئے کار آیا۔ چنانچہ قومیں باوجود ظاہری شان و شوکت کے صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔ کہ کوئی ان کو جانتا تک نہیں ہے۔ اسی طرح مکے کے سرکشوں کا حشر ہونے والا ہے۔ انکے اگر تفکر و معلوم ہو۔ کہ تم پیغمبر کی مخالفت کرکے اور عناد و دشمنی کا مظاہرہ کرکے انکے مقابلہ میں فتح و کامیابی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ مقدمات میں سے ہے۔ کہ حق و صداقت کی فتح ہو اور باطل ہمیشہ کیلئے دب جائے پھر تم کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ اقوام و ملل کی روشنی میں اپنے انکار و تمرد کو دیکھو۔ اور عبرت و تذکیر حاصل کرو۔

ف۲ آپکی تسکین خاطر کیلئے ارشاد فرمایا کہ اختلاف اور تنوع کا ہونا فطرت و تکوین کا مقصد ہے۔ اسلئے آپ ان لوگوں کی گمراہی اور ضلالت پر دکھ محسوس نہ کریں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے۔ تو سب کو ہدایت کے ایک مسلک پر گامزن کر دیتے مگر اللہ کی مشیت یہی ہے۔ کہ کفر و ایمان کا امتیاز باقی رہے۔ جھوٹ اور سچائی میں فرق رہے۔ دیکھئے آسمان سے ایک نوع کا پانی برستا ہے مگر گوناگوں پھول اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ زمین ایک ہے مگر پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں۔ اسی طرح انسانوں، حیوانوں اور دوسرے جاندار و بے جان چیزوں کا رنگ دوسرے سے نہیں ملتا۔ ٹھیک اسی طرح طبائع انسانی میں اختلاف ہے۔ دلوں اور دماغوں میں اختلاف ہے۔ ایک دوسرے کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں اختلاف ہے۔ اگر یہ لوگ اس چشمہ ہدایت سے سیرابی حاصل نہیں کرتے۔ تو کیا ہوا۔ وہ جاننے والے ہیں۔ جنکی نظر سابقہ کتب اور صحائف پر ہے۔ وہ تو حقیقت کو پہچانتے ہیں جن کے دلوں میں تو خوف خدا کی جھلک ہے۔ وہ تو آپ کی عظمت و رفعت کا اعتراف کرتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۰۴۷ پر)

حل لغات:- اَلزُّبُرِ۔ زبور کی جمع ہے۔ یعنی کتابیں، صحیفے۔
جُدَدٌ۔ جادۃ کی جمع ہے۔ یعنی راستے۔
غَرَابِیْبُ۔ غربیب اس کا واحد ہے۔ بہت زیادہ سیاہ۔

۲۹۔ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ○

۲۹۔ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز ادا کرتے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپا کر اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کی امید رکھتے ہیں، جو برباد نہ ہوگی ○

۳۰۔ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ○

۳۰۔ تاکہ وہ انہیں انکا پورا بدلہ دے اور اپنے فضل سے کچھ انہیں زیادہ دے۔ بیشک وہ بخشنے والا قدردان ہے ○

۳۱۔ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ○

۳۱۔ اور جو کتاب ہم نے تیری طرف نازل کی ہے۔ وہی حق ہے جو اس سے پہلے ہے اسکی تصدیق کرتی ہے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے (اور) انہیں دیکھ رہا ہے ○

۳۲۔ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ

۳۲۔ پھر ہم نے کتاب کا اپنے بندوں میں سے انہیں وارث کیا جنہیں ہم نے چن لیا۔ پھر ان میں سے کوئی تو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اور کوئی میانہ رو ہے اور کوئی ان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۶

فضلاء کی فضیلت بیان کرنے کے بعد اب یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ واقعی عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ یہ اللہ کی کتاب غور و فکر سے پڑھتے ہیں اپنی عبودیت اور اسکی الوہیت کا اقرار کرتے ہیں اسکے سامنے جھکتے ہیں۔ اسکی عبادت کرتے اور اپنے مال و دولت میں سے اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ انکی یہ تجارت ایسی ہے۔ جس میں خسارہ کا کوئی اندیشہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انکی مساعی میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اپنے فضل اور قدردانی سے ان کے اجر میں اضافہ کر دیتا ہے ۔

حاشیہ صفحہ ھذا

قرآن کا احسان کتب مقدسہ پر

ف قرآن حکیم کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ یہ مستقل ہے جتنی پہلی الہامی کتابیں ہیں جو صداقتیں ہیں، انکی یہ تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کے نزول سے پہلے کتب مقدسہ کی یہ حیثیت تھی۔ کہ ان میں کافی تحریف ہو چکی تھی۔ اور بہت سی باتیں بدل چکی تھیں۔ کہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئی تھیں۔ یہ قرآن کا ان کتابوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے دوبارہ انکی تصدیق کی۔ اور اس طرح صحت کی تائید فرمائی۔ جو باوجود ترمیم و اصلاح کے اب تک ان کتابوں میں موجود تھی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر قرآن مجید نازل نہ ہوتا۔ تو ابراہیم موسیٰ اور مسیح علیہم السلام کو اور انکی تعلیمات کو کوئی شخص یقین کے ساتھ جان سکتا۔ قرآن نے انکو زندگی بخشی۔ اور بعد اس کے ان کتابوں کو پھر ترتیب و نظم بخشا ہے، کہ وہ لوگ ان میں حق و صداقت کو تلاش کر لیا ۔

تصدیق کے معنے عربی میں سچا بھی ہوتے ہیں۔ کہ کتب قدیمہ میں جو پیشگوئیاں تھیں، انکو قرآن نے سچا کر کے دکھایا ہے۔ یعنی اسکے وجود میں اسکی تعلیمات میں اور اسکے پیغام میں تمام پہلی توقعات پوری ہو جاتی ہیں۔ تصدیق کے ان معنوں کی تصدیق عربی لغت و محاورات سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے ع فوارس صدقت فیہم ظنونی

یعنی یہ وہ شہسوار ہیں جن میں میری تمام امیدیں بر آتی ہیں ۔

ف باعتبار اعمال کے مسلمانوں کی تقسیم فرمائی ہے۔ کچھ لوگ تو وہ ہیں۔ جو گنہگار اور ظالم ہیں یعنی گو قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں مگر عمل میں بتقاضائے بشری سست ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو متوسط درجے کے ہیں۔ نہ تقویٰ کے بلند ترین مراتب پر فائز ہیں۔ اور نہ فسق و فجور کے عادی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جنکی رگ رگ میں، اسلام رچا ہوا ہے جن میں ہر وقت پیشقدمی اور سبقت کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ جو ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں فرمایا یہی لوگ درحقیقت اللہ کے بہت بڑے فضل کے حامل ہیں ۔

حل لغات سِرًّا۔ پوشیدہ طور پر، ریاکاری سے بچنے کے لئے ۔ عَلَانِيَةً۔ ظاہر طور پر دوسروں کو نیکی پر آمادہ کرنے کیلئے ۔ تَبُورَ۔ بور سے ہے بمعنی ہلاکت ۔ مُقْتَصِدٌ، اقتصاد سے ہے۔ درمیان کی راہ، میانہ رو ۔

بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ○

میں اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھ گیا ہے۔ یہی بڑی بزرگی ہے ○

٣٣- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ○

٣٣- رہنے کے باغ ہیں جنہیں وہ داخل ہونگے وہاں انہیں گہنا پہنایا جائیگا سونے کے کنگن اور موتی اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا ○

٣٤- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۨ○

٣٤- اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم[ف۱] کو دور کیا۔ بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے ○

٣٥- الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ○

٣٥- جس نے ہمیں اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اتارا نہ ہمیں وہاں کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ ہمیں وہاں کسی قسم کی تکان لاحق ہوتی ہے ○

٣٦- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ

٣٦- اور جو کافر ہیں ان کیلئے جہنم کی آگ ہے۔ نہ تو ان کیلئے موت ہی کا حکم پہنچے گا۔ کہ مرجائیں اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب

ف۱ جنت اللہ کے فضل و بخشش کا مقام ہے۔ اس لئے اس میں ہر وہ آسودگی اور تنعم و تکلف موجود ہوگا۔ کہ جس سے اللہ کے نیک بندے دنیا میں محروم رہے تھے۔ بلکہ یہاں ان کو وہ کچھ ملے گا۔۔ جو ان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ اساور من ذہب سے مراد ہے۔ پُر عظمت زندگی۔ جس طرح مشرق میں بادشاہ سونے کے کنگن پہنتے ہیں۔ اسی طرح یہاں مفلس و نادار مسلمان شان و شکوہ سے مسلح ہوں گے۔ نہایت عدیم النظیر موتی ان کی عباؤں پر ٹکے ہونگے۔ اور وہ ریشمی لباس پہنے جنت کی روشوں پر اٹھلاتے پھریں گے۔ اس وقت شکر کے کلمات ان کی زبان پر ہوں گے۔ یہ اللہ کی حمد و ستائش کریں گے۔ کہ اس نے انہیں ان نعمتوں سے نوازا ہے۔ غم اور فکر کو دور کیا ہے۔ اور وہی ایسے مقام میں جگہ دی ہے۔ جہاں نہ تکان ہے۔ اور نہ تشنگی ۔

حل لغات

اَسَاوِرَ۔ یعنی کنگن۔ جمع اسورۃ، و اسوار جمع سوار یعنی اساور جمع الجمع ہے ۔

نَصَبٌ۔ تھکن۔

لُغُوْبٌ۔ خستگی ۔

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ
كُلَّ كَفُوْرٍ ۝
۳۷- وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۗ
أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ
تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۗ فَذُوْقُوْا فَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝
۳۸- إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ
إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
۳۹- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ
فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۗ وَلَا يَزِيْدُ

ہی ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ناشکر گزار کو ہم یوں ہی سزا
دیا کرتے ہیں ۝
۳۷- اور وہ دوزخ میں چیخیں ماریں گے۔ کہ اے ہمارے رب
ہمیں نکال کہ جو کچھ ہم کرتے تھے۔ اسکے خلاف نیک عمل
کریں۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ اس میں جو کوئی
سوچنا چاہے سوچ لے؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا
آچکا تھا پس چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۝ ف۱
۳۸- بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں جانتا
ہے اسکو خوب معلوم ہے جو دلوں کے اندر چھپا ہے ۝ ف۲
۳۹- وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں قائمقام
کیا۔ اس پر بھی جو کافر ہوگا۔ تو اس کے کفر کا

آج مکافات کا دن ہے

ف۱ وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اپنی عمر عزیز کے ہر لمحہ کو سرکشی اور تمرد میں گزارا ہے۔ جب دوزخ میں گریں گے۔ تو اس وقت چیخ چیخ کر کہیں گے۔ کہ مولا ایک دفعہ اور ہم کو رستگاری عطا فرما۔ یقیناً اسکے بعد ہمارے اعمال ایسے نہیں ہونگے جیسے اب ہیں۔ ہم کوشش کرینگے کہ تیری رضا کو حاصل کیا جائے۔ جواب ملے گا۔ کیا انکو غور و فکر کیلئے اور تذکیر و عبرت پذیری کیلئے کافی مہلت نہیں دی گئی؟ اور تمہارے پاس اللہ کا نذیر بھی تو پہنچا تھا۔ جس نے تفصیل کے ساتھ عقبےٰ کی اہمیت کو بیان کیا تھا۔ اور دنیائے دوں کے لذت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ آج تو مکافات کا دن ہے ایسے لوگ جنہوں نے دنیا میں کبھی آخرت کے متعلق غور نہیں کیا۔ اور جنہوں نے ذہنی و فکری لحاظ سے اپنی عقل و تجسس پر ظلم کیا ہے۔ آج سزا کے مستحق ہیں۔ انکے لئے کوئی مدد اور نصرت نہیں ہے ۔

علم غیب

ف۲ یعنی خدا غیب کی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کی وسعتوں میں جو کچھ مستور ہے سب سے آگاہ ہے۔ ان کو سینے کے جیب تک معلوم ہیں۔ اس لئے طبعاً وہ ان تمام سازشوں اور حیلہ کاریوں سے واقف ہے۔ جو اسلام اور صاحب اسلام کی مخالفت میں اختیار کی جاتی ہیں۔ منکنے والوں کو دیا ہے۔ کہ تم یہ نہ سمجھو۔ کہ تمہاری فریب کاریاں چھپ جائیں گی اور وہ خفا میں رہیں گی۔ بلکہ علام الغیوب خدا ایک ایک بھید کو آشکارا کریگا۔ اور تمہیں اس کی سزا بھگتنا پڑیگی۔ یہ ملحوظ رہے۔ کہ علم غیب کا انتساب جب اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ تو اسکے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ تمام باتیں جو انسانی عقل و شعور سے اوجھل ہیں۔ وہ ان کو بغیر کسی وسیلہ یا ذریعہ کے جانتا ہے واضح تر الفاظ میں یوں سمجھئے۔ کہ کائنات کے تمام اسرار و رموز اس کے آئینہ علم میں مرتسم ہیں۔ اور وہ بغیر کسی جدوجہد کے تمام حقائق و معارف سے براہ راست واقفیت رکھتا ہے ۔

(رہانی صفحہ ۵۰۰ ج۔)

حل لغات

خلٰٓئف۔ خلیفہ کی جمع ہے۔ نائب اور جانشین ۔

الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ
وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ○
۴۰۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ
الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ
اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ
اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا
غُرُوْرًا ○
۴۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اَنْ تَزُوْلَا ۥ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا

وبال اسی پر ہے۔ اور کافروں کے حق میں ان کا کفر
نقصان ہی بڑھاتا ہے ○
۴۰۔ تو کہہ بھلا تم نے اپنے شریکوں کو بھی دیکھا جنہیں تم اللہ
کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھلاؤ تو کہ انہوں نے زمین
کی کیا کیا چیز پیدا کی؟ یا ان کا کچھ آسمانوں میں ساجھا ہے؟
یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے؟ کہ وہ اس کی سند
رکھتے ہیں۔ کوئی نہیں بلکہ ظالم ایک دوسرے کو فریب
ہی کا وعدہ دیتے ہیں ○
۴۱۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے
ہے کہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں۔ تو اللہ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۹ سے

اور جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تنہا
وہی عالم الغیب ہے۔ تو اس کا مطلب
یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی شخص اس قابل
نہیں ہے۔ کہ براہ راست بغیر کسی
منطقی وسیلے کے کسی ایک چیز کے
متعلق بھی معلومات رکھ سکے۔ یہ
بات خدائے قیوم سے مختص ہے۔
انسان کا علم محدود ہے۔ وسائل و ذرائع
کی احتیاج سے ہے۔ اور موجبیت ہے۔
(حاشیہ صفحہ ھذا)

خلافت کا اعزاز

ف اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافت کے اعزاز
سے نوازا ہے۔ اور کائنات میں اس
کے رتبہ کو سب سے بلند رکھا
ہے۔ اس لئے اس سے توقع ہے
کہ یہ اقلیم عالم کا صحیح معنوں میں

جانشین ہوگا۔ یا صفات الہیہ کا پورے
طور پر مظہر ہوگا۔ زمین کی قیادت اس
کے سپرد ہے۔ اور ساری کائنات اس
کے مسخر ہے۔ مگر یہ ہے۔ کہ شرک و
کفر کی پستیوں اور ذلتوں میں گرفتار
ہے۔ فرمایا۔ تم یہ سمجھ لو۔ کہ تمہاری
گمراہی سے صرف تمہیں نقصان پہنچے
گا۔ اور صرف تم اللہ کی ناراضی اور
غضب خریدو گے۔ کیونکہ کفر کی فطرت
ہی میں گھاٹا اور خسارہ ہے۔ اس لئے
ناممکن ہے۔ کہ تم اس کو اختیار کرکے
دین اور دنیا کی بہتری حاصل کر سکو۔

حل لغات

مَقْتًا۔ ناراضی۔

مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا
غَفُورًا ○

۴۲۔ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ
جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ
إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا
زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ○

۴۳۔ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا
يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ
يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

سوا کوئی نہیں کہ ان دونوں کو تھام سکے
بیشک وہ تحمل والا ف۱ بخشنے والا ہے ○

۴۲۔ اور وہ اللہ کی سخت قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر ان کے
پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ہر ایک اُمت سے
زیادہ ہدایت یافتہ ہونگے پھر جب اُنکے پاس ڈرانیوالا
آیا تو نہ زیادہ کیا انکو مگر بیزاری ہیں انکی نفرت ہی بڑھی ف۲

۴۳۔ یہ سبب انکے زمین میں تکبر کرنے اور بُری تدبیر کی چلنے
کے اور بُری تدبیر کا اثر بُری تدبیر کرنے والے ف۳ ہی پر پڑتا ہے
تو کیا اب وہ اگلوں کے دستور ہی کی راہ دیکھتے ہیں؟ سو
تو خدا کے دستور میں ہرگز تبدیلی نہ پائے گا اور نہ تو ہرگز خدا کے

اللہ حلیم اور غفور ہے

ف۱ اس حقیقت عظیمہ کے اظہار کے بعد کہ محض اللہ کے دست قدرت نے اجرام علوی و سفلی کو تھام رکھا ہے۔ اور ان کو قائم کر رکھا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ حلیم اور غفور ہے۔ اس اشتباہ کی طرف تلمیح ہے کہ جہاں تک تمہارے گناہوں کا تعلق ہے۔ تمہاری سرکشی اور تمرد کا تقاضا ہے۔ ان اجرام کو باہم متصادم ہو کر تم پر گر جانا چاہیئے تھا۔ اور تمہاری اس پُراز معصیت زندگی کو ختم کر دینا چاہیئے تھا۔ یہ تو محض اللہ کا حلم آڑے آتا ہے۔ اور اس کا فضل روک رہا ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ خدائے برتر بوجہ غایت بردبار اور متحمل مزاج ہے۔ اور اپنے بندوں سے محبت رکھتا ہے۔ ورنہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے۔ کہ تمہارے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین یک قلم پاک ہو جائے۔

ف۲ وہ سب سے بڑا گناہ جس کی وجہ سے ان پر آسمان کو گر پڑنا چاہیئے۔ اور زمین کو پھٹ جانا چاہیئے۔ یہ ہے۔ کہ انہوں نے باوجود عہد و مواثیق کے اللہ کے پیغام کو ٹھکرایا۔ اللہ کے رسولؐ کی تذلیل کی۔ اور اپنے طرز عمل سے سخت نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ حالانکہ کہتے یہ تھے۔ کہ اگر ہمارے پاس کوئی نذیر آیا۔ تو اس کا بڑھ کر خیر مقدم کریں گے۔ اور تمام لوگوں سے زیادہ ہدایت حاصل کرینگے

پھر صرف محرومی اور انکار پر بس نہیں کی۔ نہ یہ انکی شقاوت کے لئے کافی تھا۔ بلکہ ازراہ کبر و غرور اس نوع کی مساعی بھی اختیار کیں۔ جس سے حضورؐ کو نقصان پہنچے۔ اور اسلام کے علم سرنگوں ہو جائے۔ فرمایا۔ یہ لوگ اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بُری تدبیریں اور فریب کاریاں بالآخر انہی لوگوں کو گھیر لیں گی۔ اور ان کی زندگی کو اجیرن کر دیں گی۔ ان لوگوں کو سنت اللہ کا انتظار ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ کے قانون کے نفاذ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

(باقی صفحہ ۱۰۵۲ پر)

حل لغات

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ۔ پکی قسمیں۔
مَكْرَ السَّيِّئِ۔ بُری تدبیر۔ فریب کاری۔
لِسُنَّتِ اللّٰهِ۔ سنت کے معنے راہ و روش اور عادت کے ہیں۔ سنت اللہ سے مراد ہے اللہ کا قانون مکافات۔ اس لفظ میں یہاں استعمال کے لحاظ سے وہ عموم نہیں ہے۔ جو بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔

اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝

۴۴ - اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا
اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ
مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ
اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝

۴۵ - وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا
تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ
يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ
اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

دستور کو ٹلتا ہوا پائے گا ۝

۴۵۔ کیا انہوں نے ملک کی سیر نہیں کی کہ دیکھیں کہ ان کا
کیا انجام ہوا۔ جو اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں؟ اور اُن
سے قوت میں سخت تھے اور اللہ وہ نہیں کہ آسمانوں اور
زمین[ف۱] میں کوئی چیز اُسے تھکائے بے شک وہ جاننے والا
قدرت والا ہے ۝

۴۶۔ اور اگر اللہ آدمیوں کو ان کے اعمال کے سبب کے
پکڑے تو زمین کی پشت پر کسی ہلنے چلنے والے کو
نہ چھوڑے لیکن[ف۲] ایک مقررہ وقت تک انہیں مہلت دے رہا
ہے پھر جب اُنکا وقت آ پہنچا تو اسکے سب بندے اسکی نگاہ میں ہیں ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۱۔

یہ یاد رہے۔ کہ سنت اللہ کا اطلاق
قرآن میں صرف قانون تعذیب پر ہوتا ہے
اسکے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ مکافات اعمال
کے ضابطے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ہر
قوم اور ہر گروہ جب اللہ کے احکام کو ٹھکرائے
اور ان کی تذلیل کرے۔ تو فطرت کی طرف لازم
ہو جاتا ہے۔ کہ ان کو ان کے اس طرز عمل کی سزا
دے اور دوسروں کے لئے عبرت و موعظت کا
سامان پیدا کرے ۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ یعنی ان لوگوں کو جو نشۂ قوت میں مست ہیں
یہ نہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ اللہ کا عذاب ان
کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ کیونکہ اس
دنیا میں ان سے کہیں زیادہ طاقت ور قومیں
آباد ہوئی ہیں۔ مگر جب انہوں نے اللہ کے
قانون حیات کی مخالفت کی ہے۔ حرف غلط

کی طرح مٹ گئی ہیں۔ اور ان کے ایوانوں
اور محلات میں سے صرف کھنڈرات کی صورت
میں باقی ہیں۔ جو ان کی بیچارگی پر ماتم کناں ہیں
ان غریب خوردگان شراب ہستی کو چاہیئے۔ کہ ان
اقوام و ملل کی تاریخ کو ان کے آثار باقیہ میں تلاش
کریں۔ اور معلوم کریں۔ کہ کیا کوئی قوم اپنی عظمت
شان و شوکت کی وجہ سے عذاب الٰہی سے بچ
سکی ہے ۔

مقصد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سزا
کے لئے ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔
پس لئے درمیان کے اس عرصہ میں وہ
لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔ ورنہ
اگر وہ فوری محاسبہ شروع کر دے۔
تو کوئی نفس اس کی گرفت سے نہ بچ
سکے ۔

رکوعاتہا ۵	(۳۶) سُوْرَةُ یٰسٓ مَكِّيَّةٌ (۴۱)	آیاتہا ۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- یٰسٓ ۚ

۲- وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ

۳- اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ

۴- عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ

۵- تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ

۶- لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

۷- لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ

(۳۶) سورۂ یٰسٓ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱. یٰسٓ ۝

۲. حکمت والے قرآن کی قسم ۝

۳. بیشک تو رسولوں میں سے ہے ۝

۴. سیدھی راہ پر غالب ۝

۵. مہربان کا نازل کیا ہوا ہے ۝

۶. تاکہ تو اس قوم (عرب) کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ پس وہ غافل ہیں ۝

۷. ان میں بہتوں پر بات ثابت ہو چکی ہے پس وہ ایمان

سورۂ یٰس

ف یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں وہی مضامین ہیں۔ جو تمام مکی سورتوں میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی قرآن کے فضائل اور محامد رسالت کا ذکر اور توحید کا تذکرہ یا حشر و نشر کے متعلق شکوک و شبہات کا بیان اور ان کا ازالہ۔

قرآن میں جہاں جہاں قسمیں آئی ہیں۔ وہاں ان سے مراد ایک قسم کا استشہاد اور استدلال ہوتا ہے۔ مثلاً یہاں قرآن حکیم کو بطور مقسم بہ کے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا ہے۔ کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپ کی نبوت اور رسالت پر بہترین دلیل تو یہ صحیفہ حکمت ہے۔ اس میں جتنا غور کیجئے گا۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ حیرت انگیز کتاب ہے۔ اس کی بلاغت۔ اس کا معارف سے معمور ہونا۔ اس کا ایک خاص پیغام کا حامل ہونا اور مدلل و مبرہن ہونا۔ یہ سب باتیں اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں۔ کہ یہ کتاب کسی انسان کے ورع کا نتیجہ نہیں ہے۔ پھر اس میں ایسے علمی خوارق ہیں جن پر کوئی بشر پہلے سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ ہے۔ کہ انسانوں کے لئے اس سے بڑا معجزہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک امی آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسی کتاب پیش کرے۔ جو آج بھی نہ صرف قابل عمل ہو۔ بلکہ واجب العمل ہو۔ اور آج بھی ہر مذہب کا تکمیل پیش کرے۔ وہ انسانی عقول نے صدیوں کے علم کے بعد حاصل کیا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس قرآن حکیم کو دیکھو۔ اس کی خوبیوں کی تحلیل کرو اس کے فضائل کو سنو۔ اور اس کے پیغام کو بنگاہ وقت و عبرت دیکھو۔ تم بول اٹھو گے۔ کہ اس کو پیش کرنے والا اللہ کا رسول ہے۔ اور یہ ایسی کتاب ہے۔ جو صراط مستقیم کی جانب دعوت دیتی ہے۔ اور عزت و حکمت کا سزاوار بنا دیتی ہے۔ یہ اتمام حجت ہے۔ ان لوگوں پر جو اس سے پیشتر نعمت نبوت سے محروم رہے ہیں۔ اور جن کی یہ خواہش رہی ہے۔ کہ ہم میں بھی کوئی پیغمبر مبعوث ہو جو ہمارے لئے شرف و مجد کا موجب ہو۔ مگر اب جب ان کی آرزو پوری ہو گئی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے ایک داعی نے انہیں بیدار کرنا شروع کر دیا ہے۔ تو یہ اور زیادہ الجھ رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۰۵۴ پر)

لَا يُؤْمِنُوْنَ ○
٨- اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى
الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○
٩- وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ
خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○
١٠- وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ○
١١- اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ
الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ
اَجْرٍ كَرِيْمٍ ○

نہیں لائیں گے ○
٨- بیشک اُن کی گردنوں میں طوق ڈالے ہیں۔ سو وہ ٹھوڑیوں
تک ہے۔ پھر اُنکے سر اُلل (یعنی اونچے) ہو رہے ہیں ○
٩- اور ہم نے اُن کے آگے ایک دیوار بنائی ہے اور اُن کے
پیچھے ایک دیوار بنائی ہے پھر ہمنے انہیں ڈھانپ لیا سو وہ نہیں دیکھتے ○
١٠- اور اُنکے لئے برابر ہے کہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے
وہ ایمان نہ لائیں گے ○
١١- تُو تو اسی کو ڈراتا ہے جو نصیحت مانے اور بن دیکھے
رحمٰن سے ڈرے سو تو ایسے کو مغفرت اور
عزت کے اجر کی بشارت دے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۳-۱-

اور عمداً صداقت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے لئے فطرت کا فیصلہ یہی ہے۔ کہ یہ ایمان کی دولت سے قطعی محروم رہیں۔ ان کی گردنوں میں رسم و رواج کے گرانبار طوق پڑے ہیں۔ اور ان کے آگے اور پیچھے تعصب و خود پسندی کی دیواریں کھڑی ہیں۔ اس اس لئے ان میں یہ استعداد ہی نہیں رہی۔ کہ ہدایت کو قبول کر سکیں۔ اور حقائق کو دیکھ سکیں۔ فرمایا کہ آپ چاہے ان کو کتنا ہی تخشیت اور خوف الٰہی سے متاثر کریں۔ ان پر مطلق اثر نہیں ہوگا۔ اُن کے دلوں میں وہ گوشہ لطیف ہی نہیں ہے اور وہ حس ہی موجود نہیں۔ جو ایمان کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ متاثر تو وہ ہوتا ہے۔ اور قلب تو اس شخص کا انوار قرآنی سے روشن ہوتا ہے۔ جو قرآن کی پیروی کرے۔ اور اس کی یہ خواہش ہو کہ قرآن کی برکتوں اور سعادتوں سے اپنا دامن بھر لے۔ وہ رحمٰن سے ڈرتا ہے۔ حالانکہ اُس نے اس کو دیکھا تک نہیں ہے۔ یہی لوگ درحقیقت بخشش اور اجر کے مستحق ہیں۔ اور اس لائق ہیں۔ کہ آپ ان کو باقاعدہ انکی کامیابی پر خوش خبری سنائیں۔

حل لغات

اَغْلَالًا۔ غل کی جمع ہے۔ بمعنی طوق آہنی۔ عدم اہتداء سے کنایہ ہے۔

اَلْاَذْقَانِ۔ ذقن کی جمع ہے۔ یعنے ٹھوڑی۔

سَدًّا۔ دیوار۔

١٢- إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ
فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ○

١٢- بیشک ہم ہی مُردے جلاتے ہیں اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو انکے پیچھے نشان رہے (سب کچھ) لکھتے ہیں اور ہر شئے ہمنے ایک کُھلی کتاب میں شمار کر رکھی ہے ○

١٣- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ
إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ○

١٣- اور تو ان کیلئے مثال کے طور پر اس گاؤں والوں کا حال بیان کر جب اس بستی میں رسول آئے ○

١٤- إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ
مُرْسَلُونَ ○

١٤- جب ہمنے ان کی طرف دو رسول بھیجے۔ تو ان دونوں کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے ان کی مدد کی تب انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ○

١٥- قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا
تَكْذِبُونَ ○

١٥- وہ بولے تم تو ہماری مانند آدمی ہو۔ اور رحمٰن نے تو کوئی شئے نازل نہیں کی تم سب جھوٹ بولتے ہو ○

ضبطِ اعمال کا نظریہ

ف ضبطِ اعمال کا نظریہ قرآن حکیم نے پیش فرمایا ہے۔ اور یہ نظریہ ان قدریات علمی سے ہے۔ جنکو آج پیش کیا جارہا ہے۔ جہاں تک گفتگو کا تعلق تھا۔ اب یہ مشاہدہ ہے۔ کہ ہر لفظ جو زبان سے نکلتا ہے۔ ایتھر کے تموجات اُسکو فضا میں پھیلا دیتے ہیں۔ اور وہ گم نہیں ہوتا۔ اور اگر کہیں ایسے آلات نصب ہوں۔ جو ان تموجات کو اپنی گرفت میں لے سکیں۔ تو فضا میں منتشر اقوال صاف سنائی دینے لگتے ہیں۔ چاہے متکلم اور سامع میں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔ اس طرح یہ بھی مسلم ہے۔ کہ نفس اعمال کے اثرات بھی ضائع نہیں جاتے۔ فضا میں ایسے برقی ذرات ہیں (الکٹران) جو انکو زندہ جاوید بنا دیتے ہیں۔ مگر ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ ان اعمال کے ضبط کی کیا صورت ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ کہ فرشتے اعمال کو لکھ لیتے ہیں۔ صرف مذہبی افسانہ نہیں رہا ہے۔ بلکہ یہ ایک طبعی حقیقت بن گیا ہے۔ اور انسانی علم جس قدر آگے بڑھے گا۔ وہ یہ دیکھے گا۔ کہ مذہب اور سائنس کی حدود آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ◆

ف قرآن حکیم نے جن واقعات کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اور کتب احادیث میں بھی انکا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ان کو اسی رنگ میں سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ جس رنگ میں کہ قرآن نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ اگر تفصیلات کا ذکر کرنا نفس استدلال کے لئے ضروری ہوتا۔ تو وہ ضرور ظاہر کر دی جاتیں۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کا ذکر کیا ہے؟ وہ کون لوگ تھے؟ کس زمانے میں ہوئے یہ جاننا ضروری نہیں ہے۔ بس یہ جان لیجئے۔ کہ ایک قوم تھی۔ اُن کے پاس اللہ کے دو رسول آئے۔ مگر انہوں نے ان کے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ پھر اللہ نے تیسرے رسول کو بھیجا۔ اور ان تینوں نے مل کر کام کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم کی طرف سے تمہارے پاس مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ تم کیونکر رسول ہو سکتے ہو۔ جب کہ تمہاری حالت ہم سے مختلف نہیں ہے۔ تم بھی انسان ہو۔ اور ہم بھی انسان ہیں۔ تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ (بقیہ صفحہ ۴۵۶ پر)

حل لغت

آثَارَهُمْ۔ اعمال ◆

فَعَزَّزْنَا۔ عزت سے ہے۔ یعنی تیسرے کے ساتھ قوت ◆

۱۶- قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○
۱۷- وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○
۱۸- قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا
لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
۱۹- قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ
اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○
۲۰- وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى
قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○
۲۱- اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ
هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

۱۶- بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے آئے ہیں ○
۱۷- اور ہمارا ذمہ تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○
۱۸- وہ بولے ہم نے تو تمہیں نامبارک پایا۔ اگر تم باز نہ آؤ گے۔ تو
ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تمہیں ضرور
دردناک عذاب پہنچے گا ○
۱۹- رسول بولے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اس
سبب سے کہ تمہیں نصیحت دی گئی (تم ہمیں نامبارک بتلاتے ہو؟)
کوئی نہیں بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ حد پر قائم نہیں رہتے ○
۲۰- اور شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ بولا اے
قوم ان رسولوں کے تابع ہو جاؤ ف ○
۲۱- جو تم سے مزدوری نہیں مانگتے۔ اور راہ پائے
ہوئے ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۵
ان کے نقطۂ نگاہ میں نبوت کیلئے ضروری تھا۔ کہ وہ بشر نہ ہو۔
انبیاء نے جواب دیا۔ کہ ہمارا خدا جانتا ہے۔ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ ہم اسی کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں۔ ہمارا کام محض یہ تھا۔ کہ اتمام حجت کے طور پر اس کا پیغام تم تک پہنچا دیں۔ اب اگر تم نہیں مانتے ہو۔ تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ ان بدبختوں نے کہا۔ کہ تمہارے پیغام میں ہمارے لئے کوئی سعادت موجود نہیں۔ بلکہ ہم تمہیں منحوس خیال کرتے ہیں۔ اور اگر تم اس طرح وعظ و نصیحت سے باز نہ آئے۔ تو پھر ہم تم کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ اور سخت تکلیف پہنچائیں گے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف اللہ کے ان رسولوں نے جب یہ سُنا۔ تو فرمایا۔ نحوست و محرومی تو تمہارے حصہ میں آئی ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ کیا وعظ و نصیحت کے معنے نحوست کی طرف دعوت دینا ہے؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ تمہارے نفس تو ان کو سمجھتے ہیں۔ اور تم مسرف قطعیت سے ہو۔ اتنے میں ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو اللہ نے توفیق ہدایت دی۔ اور وہ بھاگا بھاگا آیا۔ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگا۔ کہ یہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ ان کا اتباع کرو۔ دیکھو وہ تم سے اجر اور صلہ نہیں مانگتے۔ خود گو راست پر گامزن ہیں۔ اور تم کو بھی صراطِ مستقیم پر گامزن دیکھنا

چاہتے ہیں۔

سارے قصے سے مقصود یہ ہے۔ کہ حضور کو تسلی دی جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ آپ سے پہلے بھی انبیاء آ چکے ہیں۔ اور لوگوں نے سختی سے ان کی تکذیب کی ہے۔ پھر ان میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت کے لئے چن بھی لیا ہے۔ جنہوں نے اپنی گمراہ قوم کی مخالفت کر کے دین قویم کو تھام لیا ہے۔ اس لئے مایوس نہ ہوں۔ انہیں تھکے والوں میں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نفوس قدسیہ پیدا کرے گا۔ جو آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کریں گے۔

حلِ لغات

تَطَيَّرْنَا۔ طائر سے ہے۔ عرب پرندوں سے بدفالی لیتے ہیں۔ اس لئے تَطَيُّر کے معنے منحوس سمجھنے کے ہیں۔

۲۲- وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَ
إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○
۲۳- ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ
الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ
شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ○
۲۴- إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ○
۲۵- إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ○
۲۶- قِيلَ ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ○
۲۷- بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ○
۲۸- وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ
مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ○
۲۹- إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ

۲۲- اور مجھے کیا ہوا کہ میں اسکی عبادت کروں جس نے مجھے پیدا
کیا اور تم اسی کی طرف پھر واپس جاؤ گے ○
۲۳- کیا میں اسکے سوا ایسوں کو معبود مان لوں کہ اگر رحمٰن
مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو انکی شفاعت میرے کام
نہ آئے۔ اور نہ وہ مجھکو چھڑا سکیں ○
۲۴- البتہ اس صورت میں میں صریح گمراہی میں رہوں ○
۲۵- (سنو) بیشک میں تمہارے رب پر ایمان لایا سو تم مجھ سے سن لو ○
۲۶- حکم ہوا کہ بہشت میں چلا جا۔ بولا کاش کہ میری قوم کو معلوم ہو
۲۷- کہ خدا نے کس چیز کے سبب مجھے میرے رب نے بخشدیا اور مجھے عزت والوں میں کیا ○
۲۸- اور ہم نے اسکے بعد اسکی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نازل نہیں کی
اور ہم فوجیں نہیں اتارا کرتے ○
۲۹- کہ ایسوں کو ٹھنڈا کرنے کو بس ایک بھاری ڈانٹ ہی کافی

میں کیوں خدا کی عبادت نہ کروں؟

ف جب بستی کی قوم نے ان رسولوں کی مخالفت کی اور انکے پیغام کو ٹھکرایا تو یہی شخص مرد مومن، جو حبیب تھا اس نے اپنی جرأت ایمانی کا ثبوت دیا۔ کہا کہ اے قوم تم مجھے توحید پرست کہتے ہو اور کہتے ہو کہ میں ایک خدا کی پرستش کیوں کرتا ہوں۔ مجھے تو اس بات میں کوئی وجہ معقول نظر نہیں آتی۔ کہ رب فاطر کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکوں۔ آخر کیوں نہ میں اسکی عبادت کروں جس نے مجھے وجود کی نعمت سے نوازا ہے۔ اور پھر آخر کار اسی کی جانب لوٹ جانا ہے۔ کیا تمہاری رائے ہے۔ کہ میں خدا کو چھوڑ دوں اور ایسے معبودوں کو اپنا معبود سمجھ لوں۔ جن کو کائنات میں کوئی حیثیت نہیں۔ جو اختیارات سے محروم ہیں۔ اور اگر مجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو دور نہ کر سکیں اور نہ خود کوئی سفارش کر سکیں۔ اگر میں ایسی بے اختیار شخصیتوں کے سامنے جبین نیاز جھکاؤں۔ تو کیا یہ کھلی گمراہی نہ ہوگی۔

اس مرد مومن کے طرز استدلال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ عقیدہ توحید کو اپنے نقلی دلائل کے معیار پر پرکھ رہا ہے۔ اور وہ اپنے قلب کی آواز کو بیان کر رہا ہے۔ وہ یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ میرا دل محسوس رب فاطر کے احسانات سے معمور ہے جو میرا مالک اور آقا ہے اسے میں اس خدا کو جو میری ساری کائنات پر چھایا ہوا ہے کیسے چھوڑ دوں۔ کیا مٹی کے بیجان بتوں کیلئے پتھر کے بے حس مجسموں کیلئے، سورجوں کیلئے۔ مجھے تو ان میں کوئی زندگی نظر نہیں آتی۔ یہ کیونکر میری تکلیفوں کو دور کر سکیں گے۔ ان اصنام میں یہ قدرت کہاں ہے کہ مصیبت زدہ انسان کی دستگیری کر سکیں۔ ایسے ہی یہ حقیقت ہے کہ مرنے کے بعد اسی خدا کے حضور میں پیشی ہوتی ہے۔ اگر اس نے پوچھا تو جواب کیا ہوگا۔ جبکہ بت پرستی پر اپنا ہی دل مطمئن نہیں۔ تو ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کو اس سے متعلق مطمئن کر سکیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اگر انسان بالکل خالی الذہن ہو کر اس مسئلہ پر غور کرے اور خود اپنی فطرت کو واحد ثالث ٹھہرالے۔ تو ناممکن ہے کہ بجز توحید کے وہ کسی دوسرے مخالف نظریے کو تسلیم کر سکے۔

ف اس مرد مومن نے قوم کی مخالفت کی۔ اور سختی کے ساتھ انکے معتقدات پر تنقید کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قوم میں عداوت کے جذبات مشتعل ہو گئے۔ اور وہ اسکی جان کے لاگو ہو گئے۔ اور اسکو شہید کر کے اپنے زعم میں انہوں نے اس کو حیات عارضی کی لذتوں سے محروم کر دیا۔ مگر وہاں فرشتوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اور کہا۔ کہ آؤ جنت میں تمہارا مقام ہے۔ اور ایمان کی یہ گراں قیمت ادا کرنے پر تمہارے لئے یہ دائمی نعمات ہیں۔ اس وقت اسکے دل میں اپنی بدبخت قوم کی شقاوت کے متعلق خیال آیا۔ (باقی صفحہ ۱۰۵۸ پر)

لغات: یُنْقِذُوْنِ۔ انقاذ سے ہے جسکے معنے چھڑانے کے ہیں۔ جُنْدٌ۔ لشکر۔ صَیْحَۃٌ۔ سخت آواز۔

خٰمِدُوْنَ ○

٣٠- يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

٣١- اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○

٣٢- وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○

٣٣- وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا
وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ○

٣٤- وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ
وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ○

٣٥- لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۚ
اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○

ہوتی ہے اُنکا عذاب صرف ایک چنگھاڑ تھی کہ وہ فوراً بجھ رہ گئے

٣٠- بندوں پر افسوس ہے جب کبھی بھی کوئی رسول اُنکے پاس آیا تو اُنہوں
نے اس کی ہنسی ہی اُڑائی ○

٣١- کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ کس قدر اُمتیں اُن سے پہلے ہلاک
کیں کہ وہ اُنکی طرف لوٹ کر نہیں آتے! ○

٣٢- اور اُن سب میں کوئی نہیں کہ جو جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر نہ کیے جائیں ○

٣٣- اور ایک نشانی اُنکے لئے مُردہ زمین ہے کہ ہم نے اسکو زندہ کیا اور
اس سے اناج نکالا سو اسی میں سے وہ کھاتے ہیں ○

٣٤- اور ہم نے اس میں سے کھجور اور انگور کے باغ لگائے اور ان
میں چشمے جاری کریں ○

٣٥- کہ وہ اسکے پھلوں میں سے کھائیں اور اُسے اُن کے ہاتھوں
نے نہیں بنایا پھر کیا وہ شکر نہیں کرتے! ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٥٧ ... اس نے کہا اے کاش ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کن عزتوں کا انتظام کر رکھا ہے ●

ق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان قدرو قیمت کے لحاظ سے ساری کائنات پر فائق ہے۔ اس لئے اسکو تکلیف دینا گویا اللہ کی غیرت کو چیلنج دینا ہے۔ چنانچہ جب ان کم بختان ازل نے اس مردِ جانباز کو شہید کر دیا۔ تو اللہ کا غضب بھڑکا۔ اور ایک نہایت تیز آواز نے ان کی شمعِ حیات کو ٹی طور بجھا کر رکھ دیا۔ اور خود بھی زندگی کو یکسر خاکستر کر دیا۔ (حاشیہ صفحہ ١٠٥٩)

ل غرض یہ ہے۔ جب انکار و سرکشی کی سزا ہلاکت ہے اور اتوام اول کی تاریخ بتا رہی ہے۔ کہ جب بھی اللہ کے پیغام کو ٹھکرایا گیا ہے ہم نے تباہی نے آ گھیرا ہے۔ اور ناممکن ہے۔ کہ کوئی گروہ اللہ کے اس قانونِ مکافات سے بچ سکے۔ اور جب یہ بھی سچ ہے۔ کہ سب لوگوں کو خدا کے حضور میں پیش ہونا ضرور ہے۔ اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ تو پھر اس کفر کا فائدہ کیوں نہ سب لوگ اسکی چوکھٹ پر جھکیں۔ اور اسکی عظمت کا اقرار کریں۔ کیوں نہ اسکے رسول کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور اپنی زندگی سنوار لیں۔ کیوں نہ ایسا ہو۔ کہ سب لوگ ایک رنگ میں نظر آئیں۔ سب خدا کے پرستار بنیں۔ سب کے دلوں میں خدا کی محبت ہو۔ سب بھلائی سے ڈریں۔ اور اسی سے ہر طرح بھلائی کی امید رکھیں ●

فطرت کے انعامات

ل ان آیات میں مظاہرِ فطرت کی جانب متوجہ کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ تم دیکھو عنایاتِ الٰہیہ نے تمہیں کن نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ تمہارے کھیت جب سوکھ گئے ہیں اور تمہارے باغات جب خشک اور برباد ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اللہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ان میں زندگی کی رُوح پھونک دیتا ہے۔ اور وہ مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں غلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور تم اسکو کھاتے ہو۔ پھر یہ بھی اللہ کا فضل ہے۔ کہ اس نے تمہارے لئے زمین میں عمدہ عمدہ باغات پیدا کر رکھے ہیں۔ جن میں کھجوریں اور انگور ہوتے ہیں۔ اور ان باغات میں چشمے بہتے ہیں۔ تم ان پھلوں کو کھاتے ہو۔ حالانکہ اس میں تمہاری صنعت کاری کو کوئی دخل نہیں۔ تو کیا وہ خدا اس لائق نہیں۔ کہ تم اس کا شکر ادا کرو ●

حلِّ لغات ۔ لَمَّا ۔ اس جگہ حرفِ استثناء کے معنوں میں ہے ●
اَعْنَاب ۔ عِنَبٌ کی جمع ہے ۔ یعنی انگور ●
اَلْعُيُوْن ۔ جمع ہے عَيْنٌ کی ۔ یعنے چشمے ●

۳۶۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا
تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا
لَا یَعْلَمُوْنَ ○

۳۶۔ وہ پاک ذات ہے جس نے تمام متقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات
زمین کے قبیل سے بھی اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی
اور ان چیزوں میں سے جنکو (عام) لوگ نہیں جانتے ف۱ ○

۳۷۔ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ
فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ○

۳۷۔ اور نشانی ان کیلئے رات ہے کہ ہم اس سے کھال کی طرح
دن کو اتار لیتے ہیں، پھر ناگاہ وہ تاریکی میں آجاتے ہیں ○

۳۸۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○

۳۸۔ اور سورج اپنی قرارگاہ پر چلا جاتا ہے۔ یہ اندازہ غالب
جاننے والا ہے ○

۳۹۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ
كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ○

۳۹۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کیں یہانتک کہ وہ کھجور کی
پرانی (سوکھی) شاخ کی مانند ہو جاتا ہے ○

۴۰۔ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ
الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ
فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ○

۴۰۔ نہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات
دن کے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب ایک ایک گھیرے
میں تیرتے پھرتے ہیں ف۲ ○

ف۱ وہ کس قدر پاک اور بلند ذات ہے جس نے بوقلموں نباتات کو پیدا کیا۔ اور گونا گون انسانوں کو بنایا ہے۔ اور ایسی چیزیں بھی پیدا کی ہیں جنکو عام لوگ نہیں جانتے۔ سوچنے والوں کیلئے اس بات میں بھی بڑی نشانی ہے کہ وہ کیونکر رات کی تاریک فضا سے ان کو جدا محسوس کرتا ہے! اور دن پر سے جب اسکے سفید بادلے کو اتار دیتا ہے۔ تو کس طرح سے لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں۔ آفتاب کیلئے حرکت کا ایک اندازہ مقرر ہے۔ اسی طرح چاند کی بھی منزلیں ہیں جن میں سے وہ گزرتا ہے کبھی ہلال ہوتا ہے۔ کبھی بدر منیر ہو کر چمکتا ہے۔ اور کبھی کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک ہو جاتا ہے اور پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ کیا یہ سب حقائق اس قابل نہیں ہیں۔ کہ تم ان فطرت کا مطالعہ کرو۔ اور تمہیں توحید کے جلوں سے آگاہ کریں۔ اگر کائنات میں جھانکو، غلافے سوچو گے۔ اور ان نقشوں پر غور کرو گے تو تمہاری نظریں ضرور خیرہ ہو جائیں گی۔ اور تم ضرور سچے خدا کے پرستار بن جاؤ گے۔ اس مشاہدہ سے تمہارے دلوں میں فطرت کی سادگی اور صداقت کا یقین پیدا ہو جائیگا۔ اور تم شکوک کی بھول بھلیوں سے نکل کر توحید کے کھلے اور کشادہ میدان میں آجاؤ گے۔

قرآن اور نظریاتِ جدیدہ

ف۲ یہ مسئلہ کہ آفتاب گھومتا ہے یا زمین اور چاند کی گردش کس نوع کی ہے اس کا تعلق مذہب کے ساتھ بالکل نہیں ہے۔ یہ فلکیات کی بحث ہے اور مذہب کا موضوع بحث یہ ہے۔ کہ کس طرح دلوں کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کیا جا سکتا ہے! اور کیونکر انسانوں کو فلاح و بہبود کا درس دیا جا سکتا ہے۔ مذہب ان مسائل سے تعرض کرتا ہے۔ کہ وہ کون تعلیمات ہیں۔ جو نوع انسانی کے لئے باعث برکت و سعادت قرار پا سکتی ہیں۔ اور وہ کون پیغام ہے جس کو اللہ کا پیغام کہا جا سکتا ہے۔ یہ سوال کہ زمین چپٹی ہے یا گول۔ ستاروں کی حرکت مداری ہے یا محوری۔ آفتاب کی روشنی کس نوع کی ہے۔ کسوف و خسوف کے واقعات کیوں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ سب مذہب کی حدود سے باہر ہیں۔ اس لئے بالطبع ان مسائل کو قرآن، بائبل اور دیگر مذہبی کتابوں میں تلاش کرنا چاہیئے۔ ان مذہبی کتابوں میں اگر اس نوع کے اشارات آتے ہیں۔ تو وہ اس نہج سے نہیں۔ کہ یہ مذہبی کتابیں کسی خاص زاویہ نگاہ کی مؤید ہوتی ہیں۔ بلکہ محض برسبیل استعارہ ان سے مقصود کسی دوسری حقیقت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۶۰ پر)

حلِ لغات۔ مستقر۔ ٹھکانا۔ یسبحون۔ تیرتے ہیں تیرنا ہے

ف۳ اپنی۔ یہ ظرف معنوی ہے۔ اظہار حقیقت نہیں۔

۴۱- وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي
الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ○
۴۲- وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ○
۴۳- وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ
وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ○
۴۴- إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ○
۴۵- وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ
وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○
۴۶- وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ
إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○
۴۷- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ

۴۱۔ اور ایک نشانی اُن کیلئے یہ ہے کہ ہم نے بھری ہوئی کشتی (نوح)
میں اُن کے اجداد کی ذریت کو اُٹھا لیا تھا ○
۴۲۔ اور اُس کشتی کی مانند ہم نے اُن کے لئے وہ چیزیں پیدا کی جس پر
سوار ہوتے ہیں (اونٹ وغیرہ) ○
۴۳۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ کوئی اُن کی
فریاد کو پہنچے اور نہ چھڑائے جائیں ○
۴۴۔ مگر ہماری رحمت سے اور ایک مدت تک کے فائدے کیلئے ○
۴۵۔ اور جب انہیں کہا جائے کہ اُس (عذاب) سے ڈرو جو تمہارے
آگے ہے اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم ہو ○
۴۶۔ اور انکے رب کی آیتوں میں سے جب کبھی کوئی آیت اُنکے
پاس آتی ہے اُسی سے وہ منہ پھیر لیتے ہیں ○
۴۷۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے
اس میں سے خرچ کرو۔ تو کافر ایمانداروں سے کہتے ہیں،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۹:-
جو اپنی جگہ پر اٹل صحیح اور اٹل ہوتی ہے۔ خدا جب یہ فرماتا ہے کہ آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ تو اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ آفتاب حرکت کرتا رہتا ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ آفتاب کا طلوع و غروب ایک مقررہ انداز کے مطابق ہے۔ جس کی تفسیر ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ کہہ کر خود فرما دی جس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح چاند کی منازل بیان کرنے میں اُس کی مختلف حالتوں کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ اور یہ جتایا ہے کہ اللہ کا انتظام کس درجہ حیرت اور عبرت پیدا کرنے والا ہے۔ اور كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی ایک اس حقیقت کو بیان کیا ہے جس کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی تحقیق سے بحث نہیں بہرحال قرآن میں جہاں اس طرح کے واقعات آئے ہیں وہاں سے مراد اللہ کی قدرتوں پر استشہاد ہوتا ہے

کسی علمی حقیقت کا اظہار نہیں۔
اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ طبیعیات اور فلکیات کے نظریئے ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم آن کی صحت کے متعلق یقین رکھیں۔ اور جب یہ دیکھیں کہ قرآن کے پیش کردہ نظریہ میں اور اس میں تصادم ہے تو قرآن میں تاویل کرنے لگیں۔ کیونکہ قرآن میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ قطعی اور حتمی ہے۔ گو اس کی حقیقت ابھی نہ معلوم ہو۔ اور نظریات ہر آن معرضِ بحث میں ہیں۔ آج کچھ ہیں کل کچھ۔ چنانچہ زمین کی گردش ہی کے متعلق دیکھئے۔ اب پھر ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے۔ اور وہی پرانا نظریہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ ان حالات میں قرآن کو نظریات کے موافق بنانے کی کوشش کرنا محض بے سود ہے۔

حلِ لغات:- اَلْمَشْحُوْنِ۔ مملو۔ صَرِيْخَ۔ فریاد رس۔ صراخ سے ہے۔ جس کے معنے مدد کے لئے چیخ و پکار کرنا ہے۔

اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○
۴۸۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ○
۴۹۔ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً
تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ ○
۵۰۔ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَآ اِلٰٓى
اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ ○
۵۱۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ
اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ○
۵۲۔ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ٜ
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ

کہ کیا ہم ایسے شخص کو کھلائیں کہ اللہ چاہتا ہے تو اُسے خود
کھلاتا۔ تم تو صریح گمراہی میں ہو ○
۴۸۔ اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، اگر
تم سچے ہو ○
۴۹۔ وہ تو ایک چنگھاڑ ہی کے انتظار میں ہیں جو انہیں اس
وقت پکڑے گی جب وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے ○
۵۰۔ پھر نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ
کر آ سکیں گے ○
۵۱۔ اور نرسنگا پھونکا جائے گا۔ پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے
رب کی طرف دوڑ پڑیں گے ○
۵۲۔ کہیں گے ہائے ہماری کمبختی ہمیں ہماری نیند کی
جگہ سے کس نے اٹھا دیا۔ یہ وہ ہے جو رحمٰن نے وعدہ

نرسنگا پھونکا جائیگا

نفخۂ ثانیہ مردہ قالبوں میں زندگی پیدا کر دے گا۔ اور قبروں کے سوئے ہوئے اٹھتے چشم زدن میں بیدار ہو جائیں گے۔ اور قبروں سے نکل نکل کر خدا کے حضور میں پہنچنے لگیں گے۔ اس وقت یہ لوگ حیرت و تعجب سے کہیں گے۔ کہ ہم کو ان خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا۔ ارشاد ہوگا۔ کہ یہ وہی قیامت ہے۔ جس کا ہم سب سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔

ہو سکتا ہے۔ کہ صور کی آواز بذاتہٖ موت اور زندگی پیدا کرنے میں موثر ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ آواز محض ایک نوع کا اعلان ہو۔ اور موثر دوسرے اسباب ہوں۔ بہر حال جہاں تک قرآن حکیم کا تعلق ہے۔ اس میں اس حقیقت شرعیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ دو دفعہ نرسنگا پھونکا جائے گا۔ ایک دفعہ تو اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ ساری کائنات موت کی نیند سو جائے گی۔ اور دوسری دفعہ یہ اثر ہوگا۔ کہ پھر اس نیند سے بیدار ہو جائے گی۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کا انکار کیا جائے۔ جب کہ آواز کی تاثیر کو انسانی جذبات محبت و غضب میں بہت بڑا دخل ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو یہ اثر حیوانات اور جمادات تک ممتد ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں آواز کی ایک ایسی عجیب صورت سمجھ میں آ سکتی ہے۔ جو فناء عالم پر منتج ہو۔ اور اسی طرح یہ بھی قابل فہم حقیقت ہے کہ آواز ہی کا دخل بعث اور زندگی آفرینی ہو۔ کہ صدیوں کے مرے ہوئے لوگوں میں آثار زیست پیدا ہو جائے۔ اور یہ امکانات اس وقت اور زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ جب کہ علیم و حکیم خدا اس کو زندگی اور موت کا وسیلہ قرار دے۔

(باقی صفحہ ۱۰۹۲ پر)

حل لغت

تَوْصِيَةً ۔ وصیت۔
اَلصُّوْرُ ۔ نرسنگا۔
اَلْاَجْدَاثُ ۔ جمع جدث۔ یعنی قبریں۔
مَرْقَدِنَا ۔ خواب گاہ۔ رقود سے ہے۔ جس کے معنے سونے کے ہیں۔

الْمُرْسَلُوْنَ ○
۵۳- اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ
جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○
۵۴- فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ
اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
۵۵- اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ
فٰكِهُوْنَ ○
۵۶- هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ
مُتَّكِـُٔوْنَ ○
۵۷- لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ○
۵۸- سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○
۵۹- وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○

کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ○
۵۳- یہ واقعہ صرف ایک چنگھاڑ ہوگی پھر فوراً ہی وہ سب ہمارے
پاس پکڑے آئیں گے ○
۵۴- سو آج کسی شخص پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور وہی بدلہ
پاؤگے جو کرتے تھے ○
۵۵- بے شک بہشتی لوگ بیچ ایک کام کے
خوش ہیں ○
۵۶- وہ اور اُن کی بیبیاں سایوں میں تختوں پر
تکیے لگائے بیٹھی ہیں ○
۵۷- ان کے لئے وہاں میوے ہیں اور جو کچھ وہ مانگیں گے ان کے لئے موجود ہے
۵۸- رب مہربان کی طرف سے سلام کہا جائے گا ○
۵۹- اور اے مجرموں آج تم الگ ہو جاؤ ○ ف۱

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶۱-

موت کے بعد گو سزا و جزا کا قانون باقاعدہ نافذ نہیں ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اپنے سابقہ اعمال اور سابقہ تجربات کی روشنی میں راحت و رنج ضرور محسوس کرتا ہے۔ اور وہ اپنا مقام لفظاً بھی دیکھتا ہے۔ کہ کہاں؟ وہ قیج ہے۔ اس لئے اگر نیک اور صالح ہو۔ تو مسرت و ابتہاج کے جذبات سے معمور ہو جاتا ہے۔ اور برا اور فاسق و فاجر ہو۔ تو غم و اندوہ کے احساسات غالب ہوتا ہے۔ یہ عذاب یا ثواب قبر ہے۔ اس سے انبیاء افسوس اور تعجب سے کہ من بعثنا من مرقدنا کا اظہار یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید موت کے بعد بڑی گہری سو گی حاصل ہوتی ہے۔ اور عذاب قبر کا نظریہ درست نہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ عالم برزخ کی زندگی ہے۔ جو بہ نسبت عالم حشر کے ایک قسم کی تنویم ہے۔ پھر جس طرح کہ سویا ہوا آدمی بیدار ہونے پر عالم خواب کے تاثرات کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ جب بیدار ہوں گے۔ تو اس وقت حقیقت ان کے سامنے پورے معنوں میں ممثل اور متشکل ہوگی۔ اس وقت یہ اس عالم خواب کی زندگی کو بہرحال نیند کی زندگی قرار دیں گے۔ اور اسکو سو گی سے تعبیر کریں گے

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ جنت والوں کی زندگی کا جو نقشہ کھینچا اس کا مطلب محض یہ ہے۔ کہ وہ ہر طرح جنبرین حالت میں ہوں گے۔ اور کلفتوں اور مصیبتوں سے آزاد ہوں گے۔ اس دن ان میں اور مجرموں میں ایک قسم کا امتیاز ہوگا۔ کہا جائے گا۔ چونکہ تم لوگوں نے خدا کی پرستش نہیں کی ہے۔ اور دنیا میں شیطان کی پیروی کو اپنا شعار بنایا ہے۔ اس لئے آج تمہاری یہ سزا ہے۔ کہ جہنم میں اپنا مسکن بنا لو ۔

حل لغات

فَاِذَا هُمْ ۔ مفاجات کے لئے ہے۔ یعنی غیر متوقع: یکایک ۔

اَلْاَرَآئِكِ ۔ اریکہ کی جمع ہے۔ یعنی تخت ہائے آراستہ ۔

۶۰- اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا
تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝
۶۱- وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝
۶۲- وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ
تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝
۶۳- هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝
۶۴- اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝
۶۵- اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ
اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝
۶۶- وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا
الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝
۶۷- وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ

۶۰- اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ کیا تھا کہ شیطان
کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۝
۶۱- اور یہ کہ مجھی کو پوجنا یہ سیدھی راہ ہے ۝
۶۲- اور اس نے تم میں سے بہت خلقت کو بہکایا۔ سو کیا
تم سمجھتے نہ تھے! ۝
۶۳- یہ وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۝
۶۴- آج اس میں داخل ہو کیونکہ تم کفر کرتے تھے ۝
۶۵- آج ہم ان کے منہ پر مہریں کر دیں گے اور ان کے ہاتھ
ہم سے بولیں گے اور ان کے پیر بتلائیں گے جو وہ کرتے تھے ۝
۶۶- اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں مٹا دیں پھر وہ راہ لینے کو
دوڑیں۔ پھر انہیں کہاں سے سوجھ پڑے ۝
۶۷- اور اگر ہم چاہیں تو جہاں وہ ہوں۔ وہیں انہیں مسخ کر دیں

اعضا بھی بولینگے

ف، اتمام حجت کی بنا پر خدا کے سامنے ہمارا منہ بند ہو جائے گا۔ جو کہ اس دنیا میں ہر گناہ کی وکالت کرتا ہے۔ زبانیں گونگ ہو جائیں گی۔ جو کہ طلاقت اور تیزی سے معصیت کی اس طرح تائید کرتی ہے کہ اس پر صواب کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور دیگر جوارح جو چپ چاپ ہماری خواہشات نفس کی تکمیل میں معروف ہو جاتے ہیں۔ وہاں فرمانبرداری نہیں کریں گے۔ اور ہماری مخالفت میں گواہی دیں گے۔ اور کوئی بات رب العزت سے پوشیدہ اور مستتر نہیں رہے گی ✦

یہ گواہی اور شہادت کس نوع کی ہوگی۔ ہاتھ، پاؤں اور جوارح کس طرح بولیں گے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کو اس دنیا میں پوری طرح سمجھنا فہم انسانی کی وسعت سے باہر ہے۔ ہاں یہ چیزیں ناممکن نہیں ہیں۔ آج اگر گراموفون کے ریکارڈ تکلم اور گویائی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ تو کل گوشت پوست کے یہ اعضا بھی گفتگو کر سکیں گے۔ اور زبان آخر سوائے گوشت کے اور کیا چیز ہے! جب یہ چار انگل کی چیز بڑھ بڑھ کر باتیں بنا سکتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح میں بھی یہ استعداد پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ وہ بول سکیں۔ اور جہاں تک اس کی قدرت کا تعلق ہے۔ وہ اتنی وسیع ہے۔ کہ اس قسم کے سوالات پیدا ہی نہیں ہوتے۔ وہ چاہے تو لوہے میں نغمے پیدا کر دے۔ اور پہاڑوں میں حساس دل رکھ دے ✦

حل لغات

نَطْمَسْنَا۔ طمس سے مشتق ہے۔ جس کے معنے کسی چیز کے نقش اور اثر کو مٹا دینا ہے۔ جیسے وَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ۔ یعنی جب ستاروں کی روشنی ان سے چھین لی جائے گی ✦

نَخْتِمُ۔ مہر کر دیں گے ✦

ع

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○
٦٨- وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۭ
اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ○
٦٩- وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ
اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○
٧٠- لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ○
٧١- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ
اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ○
٧٢- وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا
يَاْكُلُوْنَ ○
٧٣- وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○

(یعنی صورت بدل دیں) پھر نہ آگے چل سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں ○
٦٨- اور جسے ہم بڑی عمر دیتے ہیں اسے پیدائش میں نگوںسار
(الٹا) کرتے ہیں، پھر کیا یہ سمجھتے نہیں ؟ ○
٦٩- اور ہم نے اُسے شعر کہنا نہیں سکھلایا اور وہ اس (رسولؐ) کی شان
کے لائق ہی نہیں یہ تو نری نصیحت اور صاف قرآن ہے ○
٧٠- تاکہ وہ اس کو جس میں جان ہے ڈرائے۔ اور
کافروں پر بات ثابت ہو ○
٧١- کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے چارپائے
پیدا کئے جو ہمارے ہاتھوں کے بنائے ہیں، پھر وہ اُن کے مالک ہیں ○
٧٢- اور ہم نے ان کے سامنے انہیں عاجز کر دیا پھر ان میں سے بعض ان
کی سواری ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں ○
اور انہیں ان کے لئے بہت فائدے اور ان کے دودھ دینے والے تھن گویا
٧٣- (پینے کے) گھاٹ ہیں پھر کیا وہ شکر نہیں کرتے ○

ف کفار کا ایک عذر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہمیں دنیا میں غور و فکر کی کافی مہلت نہیں دی گئی۔ ورنہ ہم ضرور ہدایت و رشد کو پا لیتے۔ اور دینی حظ کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے۔ تو اس کا جواب اس آیت میں دیا ہے۔ کہ جہاں تک اُس عمر طبعی کا ذکر ہے۔ جو عبرت پذیری کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ وہ تمہیں بغیر تمہارے مطالبہ کے عطا کی گئی۔ اور جب تم نے اس طویل عرصے میں حق کو قبول نہیں کیا۔ تو کیا ایسے وقت تم اسکو قبول کرتے جب زیادتی عمر کے باعث تمہارے قوائے ذہنی و فکری مضمحل ہو جاتے۔ اور تم میں قبولیت کی کوئی استعداد ہی باقی نہ رہتی ۔

یہ یاد رہے۔ کہ یہ قانون کوئی کلیہ نہیں ہے۔ انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ جس قدر عمروں میں بڑھتے ہیں۔ ان کی روحانیت اور فیوض میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔

پیغمبر شاعر نہیں ہوتا

ف۲ حضور چونکہ فطرت کے ترجمان تھے۔ اس لئے آپکو جو پیغام دیا گیا وہ باوجود بلاغت و فصاحت کے اعلیٰ ترین درجہ میں ہونے کے نثر میں نظم و شعر میں نہیں تھا۔ کیونکہ نثر اظہار مدعا کا فطری طریقہ ہے۔ جس میں قافیہ اور ردیف کا تکلف نہیں ہوتا۔ صرف مقصود بالذات معانی اور مطالب ہوتے ہیں۔ الفاظ نہیں ہوتے۔ اور شعر پیرایہ ایک قسم کا تصنع ہے۔ جو باوجود اپنے تاثر اور موسیقی کے نثر کا اس اعتبار سے ہم رتبہ نہیں ہے کہ اسکا حسن و جمال وزن اور قافیہ کا رہین منت ہے اور نثر کا حسن اپنا ذاتی حسن ہے ۔

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی ۔ قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

شعر اور نغمہ سے اسلئے بھی انبیاء کو مناسبت نہیں ہوتی۔ کہ انکا پیغام صرف تکلف اور دل میں ایک کیف پیدا کرنے کیلئے نہیں ہوتا۔ بلکہ انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عمل کی تمام قوتوں کو بیدار کیا جائے۔ شعر گو تاثر تو طاری کر دیتا ہے مگر عمل کیلئے تحریک نہیں ہوتی۔ بے اختیار دل یہ تو چاہتا ہے۔ کہ اس کے حسن کی داد دی جائے مگر یہ کم ہوتا ہے۔ کہ وہ جہاد اور سخت کوشی پر آمادہ کرے۔ اس آیت میں جو نفی ہے۔ وہ تصنع اور اختلاف کی نفی ہے حسن و جمالت کی نفی نہیں ہے یعنی یہ صحیح نہیں ہے کہ پیغمبر شاعر نہیں ہوتا مگر اسکے معنے یہ نہیں ہیں کہ اسکے کلام میں شاعرانہ خصوصیتیں نہیں ہوتیں آپکا کلام کوئی کو سمجھنے کر گو نثر میں ہے مگر فصاحت و بلاغت میں اسکے سامنے ذخیرۂ شعر بیچارہ ہے۔

حل لغات :۔ فیہا منافع یعنی حیوانات میں ان عام فوائد کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں آج اس لفظ کی تشریح ہے۔ مرکوب ہے جو سکو سنے اور نہ ترجمہ ہو
ساختہ ۔ کہ ہم دنیا میں کسی کا رتبہ اور مشکل ہوتے ہیں۔ اور تعلق منتقل ہیں۔ اس کا کیا وجہ ہے۔ رکوب ۔ برسیدہ ۔ گھنڈ ۔

۷۴- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

۷۴- اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود پکڑ رکھے ہیں کہ شاید ان کو مدد پہنچے ○

۷۵- لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○

۷۵- وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور یہ ان کی فوج ہو کر پکڑے آئیں گے ○

۷۶- فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○

۷۶- پس ان کا قول غمگین نہ کرے ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ○

۷۷- اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○

۷۷- کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اُسے نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے بولنے والا ○

۷۸- وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○

۷۸- اور ہماری نسبت مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہا کہ کون گلی ہوئی ہڈیوں کو جلائیگا ○

۷۹- قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○

۷۹- تو کہہ جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا ہے وہی انہیں جلائے گا۔ اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے ○

انعاماتِ الٰہی کا تقاضا

ف۱ شکر نعمات کا ذکر ہے۔ کہ ہم نے انسان کو اس نے تسخیر کی توفیق عطا کی ہیں۔ وہ تمام حیوانات کو اپنے تابع کرتا ہے۔ بعض پر سواری کا کام لیتا ہے۔ اور کسی کو کھاتا ہے۔ اور اس سے نفع اٹھاتا ہے۔ بعض ایسے جانور بھی ہیں۔ جو وہ ایسی نعمتوں سے اسکا پیٹ بھرتے ہیں۔ کیا وہ اس کرم اور نوازش پر بھی رب العالمین کا شکر بجا نہیں لاتا۔ ساری کائنات سے متمتع ہونے کے اختیارات اس نے انسان کو دے رکھے ہیں۔ اور بڑے بڑے سرکش اور قوی جانوروں کو اس طرح اس کا غلام بنا دیا ہے۔ کہ وہ جو چاہتا ہے۔ ان سے کام لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسان کا درجہ کائنات کی ہر چیز سے بڑا ہے۔ اور ساری دنیا درحقیقت اسی کے استعمال اور فائدے کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور اسی لئے گوشت خوری سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ مسلمان بے رحمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کا مرتبہ تمام حیوانات سے افضل ہے۔ اور حیوانات کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ وہ حیاتِ کبریٰ کی بہتر خدمت کریں۔ تو انکا گوشت ادنیٰ ترین زندگی کو اعلیٰ ترین زندگی میں بدلنا ہے۔ اور فطرت کے قانون جبلی کی تائید کرتا ہے۔ اور ایسی طرح کی ترقی اور پابندی کا انتظام کرتا ہے۔ جو اس ذبح سے کہیں زیادہ قیمتی ہے جس کا باقی رہنا بقائے عالم کیلئے ضروری ہے۔ چنانچہ اگر آج انسان صفحۂ دنیا سے مٹ جائے۔ تو پھر حیوانات کو کیا حق ہے۔ زندگی کے بڑے بڑے مظاہر ختم ہو جائیں۔ نہ آفتاب کی حاجت باقی رہے اور نہ ستاروں کی۔ نہ زمین گھومے اور نہ آسمان قبائے نیلگوں پہنے ہوئے دکھائی دے۔

فطرت کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ تم ہر چیز کو اپنے حسب منشا استعمال کرو۔ جو ہیں اٹھو۔ پہاڑوں کو کھودو۔ اسرار و رموز طبیعت پر قابو حاصل کرو۔ اور زندگی کے بلند ترین نقطہ تک پرواز کرو۔ مگر ایک چیز کو نہ بھولو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ یہ سارے احسانات اس لئے ہیں۔ کہ تم خدا کا شکر ادا کرو۔ جس کی ممنونیت میں اسکے احکام کی اطاعت کرو۔ لہٰذا جہاں تم کو یہ آسائیاں حاصل ہیں۔ کہ جو چاہو کرو۔ وہاں یہ پابندی بھی تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ فطرت کے تقاضوں کو پورا کرو۔ اور منشائے الٰہی کو سمجھو۔

(باقی صفحہ ۱۰۶۶ پر)

حلِ لغات

رَمِیْمٌ۔ بوسیدہ۔ کہنہ۔

٨٠- الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَآ أَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○

٨١- أَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○

٨٢- إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

٨٣- فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ع

اٰیاتہا ١٨٢ (٣٧) سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ (٥٦) رکوعاتہا ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ○

٨٠- جس نے تمہارے فائدے کے لئے سبز درخت سے[ف] آگ پیدا کی ہے پھر اب تم اُسی سے آگ سلگاتے ہو ○

٨١- کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا - اس پر قادر نہیں کہ اُن آدمیوں کی مانند پیدا کر سکے ○ کیوں نہیں اور وہی اصل پیدا کرنیوالا اور جاننے والا ہے[ف]

٨٢- وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا حکم یہی ہے کہ اُسے کہے کہ ہو جا وہ اُسی وقت ہو جائے ○

٨٣- سو وہ پاک ہے جسکے ہاتھ میں ہر شے کی سلطنت ہے اور تم اُسی کی طرف پھر لوٹ کر جاؤ گے ○

(٣٧) سُورۂ صافات

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١- قطار ہو کر صف باندھنے والوں کی قسم ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٦٥ -

ف ان آیات میں اظہار افسوس کیا ہے۔ کہ انسان اپنے محسن حقیقی کو نہیں پہچانتا اور شرک جیسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ خدا جس نے اُس کیلئے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ یہ اُسکو چھوڑ کر دوسروں کے آستانوں پر جھکتا ہے۔ حالانکہ وہ مشکلات اور مصیبتوں میں انکی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اور آخرت میں انکے فریق مخالف کی حیثیت سے پیش ہونگے اسکے بعد حضور کی تسکین کیلئے فرمایا۔ کہ آپ انکے طعنہ آمیز اقوال سے آزردہ خاطر نہ ہوں۔ ہم انکے اعمال کی پوری پوری نگرانی کر رہے ہیں ۔

اسکے بعد کی آیات میں انکی توجہ کو نفس انسان کی پیدائش کی طرف مبذول کر کے۔ غور و فکر پر آمادہ کیا ہے۔ کہ اگر یہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں۔ اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اپنی پیدائش کی منزلوں پر خیال کریں۔ تو انہیں اس باب میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔ اور یہ معلوم کر لیں۔ کہ جس خدا نے ایک قطرہ آب سے اس انسان کو پیدا کیا ہے۔ وہ کمال بوسیدہ ہڈیوں سے بھی اس کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے ۔

فرمایا۔ وہ آن واحد میں موت کو زندگی سے تبدیل کر سکتا ہے اور اس میں یہ قدرت ہے۔ کہ اضداد کے بطن سے اضداد کو پیدا کر دے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف وہ ہرے بھرے درختوں سے آگ کی چنگاریاں نکال سکتا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ تو کیا اسکے لئے مشکل و دشوار ہے۔ کہ پھر سے انسانوں کو پیدا کر دے۔ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ۔ ضرور وہ قادر ہے۔ اور بڑا پیدا کرنے والا اور دانا ہے ۔

ف یعنی جہاں تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور وسعتوں کا تعلق ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہاں عدم امکان یا استحالہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کسی چیز کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے ذرائع اور وسائل کا محتاج نہیں۔ وہ جب چاہے بیک جنبش ارادہ ہزاروں عوالم منظم پیدا کر دے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ اور ہر چیز پر اسکو پورا اختیار اور قابو حاصل ہے ۔

حل لغات

مَلَكُوْتُ - پوری پوری بادشاہت ۔

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ○

إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ ○

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○

لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُونَ

مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○

دُحُورًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ○

إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ

ثَاقِبٌ ○

۲۔ پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی قسم ○

۳۔ پھر یاد کر کے پڑھنے والوں کی قسم ○

۴۔ بے شک تمہارا معبود ایک ہے ○

۵۔ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہے

اس کا اور رب ہے مشرقوں کا ○

۶۔ بیشک ہمنے سب سے ورلے آسمان کو زینت دی ساتھ زینت کے تاروں کی ○

۷۔ اور واسطے محافظت کے شیطان سرکش سے ○

۸۔ اوپر والی مجلس کے لوگوں کی طرف شیاطین کان نہیں لگا سکتے

اور ہر طرف سے انگارے پھینکے جاتے ہیں ○

۹۔ بھگانے کو اور اُن کیلئے ہمیشہ کا عذاب ہے ○

۱۰۔ مگر جو کوئی (شیطان کوئی خبر) جھپک کر اچک لے جاتا

ہے۔ تو اسکے پیچھے انگارا لگتا ہے ○

سورۃ صافات

ف۱ اس سے قبل بتلایا جا چکا ہے۔ کہ قرآن میں قسم سے غرض استشہاد ہے۔ مقسم بہ کی جلالت قدر یا عظمت کا اظہار نہیں ہے۔ چنانچہ سورۃ صافات کی تشریح اس نظریہ کے مطابق یوں ہوگی۔ کہ اصل دعویٰ جو قابل اثبات ہے۔ وہ توحید ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ اور دلیل میں ان حقائق کو پیش فرمایا ہے۔ کہ اس تعلیم کو لانے والے اطاعت شعار فرشتے ہیں۔ جو قہر و جلال خداوندی کے سامنے حکم کے منتظر صف باندھے کھڑے رہتے ہیں۔ وہ اپنے مواعظ و انوار سے نفوس قدسیہ کو مجلّی کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کو معاصی سے روکتے ہیں۔ جو ذکر و فکر کے صحائف کو پڑھتے ہیں۔ اور القاء و الہام کی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ یعنی جہاں تک اس تعلیم کا تعلق ہے۔ جو الہامی ہے۔ جس کو لانے والے فرشتے ہیں۔ جو داعیوں کی کاوش فکر کے مرہون منت نہیں

تمہی ہے۔ رب السموٰت کی بخششوں کا کہیں بکثرت توحید اور تمجید کا ذکر ہے۔ تمام صحف انبیاء میں بیشک پیش کیا گیا ہے۔ اور یہی وہ سرمدی اور ازلی حقیقت ہے۔ جس کے اظہار کے لئے جناب باری نے بعثت اور رسالت کے شرف سے انسان کو نوازا۔ خدا ایک ہے۔ جو بلندیوں اور پستیوں کا رب ہے۔ اور آفتاب کے طلوع اور غروب کے مختلف مقامات کی پوری نگرانی کرنے والا ہے۔

حل لغات

رَبُّ الْمَشَارِقِ۔ یعنی موسم کے اعتبار سے طلوع آفتاب کے مختلف مقامات ہیں۔

مَارِدٍ۔ وہ جو محاسن سے محروم ہو۔ اور شرارت اس کی فطرت میں ہو۔ اصل معنے محرومی کے ہیں جیسے شجرۃ امرد۔ یعنی ایسا درخت جس کے پتے نہ ہوں۔

دُحُورًا۔ دحر۔ ہانکنا۔ چلانا۔ باز رکھنا۔ م

م وَاصِبٌ۔ ہمیشہ۔ دائم و شدید۔ شِهَابٌ۔ شعلہ آتش۔

۱۱- فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ
خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○
۱۲- بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ○
۱۳- وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ○
۱۴- وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ○
۱۵- وَقَالُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○
۱۶- ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○
۱۷- اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○
۱۸- قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ○
۱۹- فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ
يَنْظُرُوْنَ ○
۲۰- وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○

۱۱- اب تو ان سے پوچھ کیا ان کا بنانا مشکل ہے یا اُنکا جو ہم نے پیدا
کئے ہیں۔ ہم نے ان کو چپکتے گارے سے پیدا کیا ہے ○
۱۲- بلکہ تعجب کیا تو نے اور وہ ٹھٹھے کرتے ہیں ○
۱۳- اور جب سمجھائے جاتے نہیں سمجھتے ○
۱۴- اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی میں ڈال دیتے ہیں ○
۱۵- اور کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ نہیں کھلا جادو ہے ○
۱۶- بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے۔ تو کیا ہم اٹھائے جائینگے
۱۷- یا ہمارے اگلے باپ دادے اٹھائے جائینگے ؟ ○
۱۸- تو کہہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے ○
۱۹- یہ اٹھنا تو فقط ایک جھڑکی ہے۔ پھر فوراً ہی وہ دیکھنے
لگیں گے ○
۲۰- اور کہیں گے ہم پر افسوس یہ آیا انصاف کا دن ○

ختم نبوت پر ایک دلیل

ف۔ اصل میں حضورؐ کی نبوت کے معنے یہ ہیں۔
کہ وہ انسانوں کے لئے آخری پیغام ہدایت ہے
اور آپ کے سوا جس قدر امکانات وحی اور
الہام کے ہو سکتے تھے۔ اللہ نے ان کے تمام
دروازوں کو مسدود کر دیا ہے۔ اب کسی شخص
کو یہ قوت نہیں۔ کہ وہ ملاء اعلیٰ سے احکام
و تعلیمات حاصل کر سکے۔ اور اس سے فیوض
و انوار کو چھین سکے۔ اسلام سے قبل یہ ہوتا
تھا۔ کہ انبیاء کے علاوہ وہ جو کاہنوں کے گروہ
تھے۔ وہ واقعات کے متعلق پیش گوئیاں
کرتے تھے۔ اور ان کا ذریعہ معلومات یہ تھا۔
کہ جنات فرشتوں کی سرگوشیاں سن لیتے تھے۔
اور اس میں کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر ان کو بتا
دیتے تھے۔ جب حضورؐ تشریف لائے۔ تو اس
وقت بھی کاہنوں کی ایک بڑی جماعت عرب
میں موجود تھی۔ جو پیشگوئیاں کرتے تھے۔ ان کی
معلومات کا ذریعہ یہی تھا کہ آسمانوں کی طرف
جنات پرواز کرتے۔ اور حظیرۃ القدس کے اسرار
میں سے کچھ حاصل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور
تھا کہ اس [illegible] علم و حکمت کے بعد کہانت
کی تمام راہوں کو بند کر دیا جائے۔ اس لئے
جب وہ ان باتوں کے سننے کے لئے آگے بڑھتے
تو سخت مزاحمت اور روک محسوس کرتے۔ اور
شہاب ثاقب گر کر ان کی تمام باتوں پر پانی پھیر
دیتا۔

حل لغات

یسخرون۔ جادو۔ حضورؐ کی معجزات کی طرف
اشارہ ہے۔ زجرۃ۔ للکار۔ اصل میں زجر

ہو کے لفظ پڑھتے۔ منہ کرتے اور [illegible] کے ہیں۔ چونکہ قیامت کے دن مخلوق اٹھنے سے روک دی جائے گی۔ اور وہ سب

۲۱- هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ
بِهٖ تُكَذِّبُونَ ○

۲۱- یہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے
تھے ○

۲۲- اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ
وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○

۲۲- ظالموں اور ان کے جوڑوں کو اور جن کو وہ
پوجتے تھے اکٹھا کرو ○

۲۳- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى
صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ○

۲۳- اللہ کے سوا پھر انہیں دوزخ کی
راہ دکھا دو ○

۲۴- وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ○

۲۴- اور انہیں ٹھہرا رکھو۔ کہ ان سے سوال ہوگا ○

۲۵- مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○

۲۵- تمہیں کیا ہوا کہ ایکدوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ○

۲۶- بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ○

۲۶- بلکہ آج وہ اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں ○

۲۷- وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○

۲۷- اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہوئے بعض
بعض کی طرف متوجہ ہوں گے ○

۲۸- قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ○

۲۸- کہیں گے تم ہی تھے کہ ہمارے پاس داہنی طرف سے آتے تھے ○

۲۹- قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

۲۹- وہ کہیں گے نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہ لائے تھے ○

انسان کی پیدائش مٹی سے ہے

یہ بات کئی اعتبار سے درست ہے۔ کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طین لازب سے پیدا کیا گیا۔ علم الحیات کے ماہرین کے نزدیک بھی زندگی کی ابتداء پانی سے ہوئی۔ اور ابتدائی جاندار سمندر کی اس مٹی سے پیدا ہوئے۔ جو چپکتی ہوئی تھی۔ اور اس نکتہ نگاہ سے بھی یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ انسانی غذا جو اصل میں زندگی کو برقرار رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مٹی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور انسانی گوشت اور خون چونکہ اسی غذا سے بنتا ہے۔ اس لئے اصولاً یہ کہنا درست ہے۔ کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اس زاویہ فکر سے بھی یہ صحیح ہے۔ کہ انسان میں جو مٹی کے اجزا زیادہ ہیں۔ اور وہ انسانی زندگی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ قرآن حکیم دراصل ایسی کتاب ہے جس میں بے شمار اس نوع کے علمی معجزے ہیں۔ جو آج انسان نے اپنے تجربہ اور ارتقاء سے معلوم کئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ جہاں تک قرآن حکیم کے موضوع بیان کا تعلق ہے۔ وہ ایک ایسا صحیفہ ہے۔ جو صرف رشد و ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔ اور اس کا دائرہ بحث اُن مسائل تک محدود ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح اخلاق و معاشرت کی تعریف میں آتے ہیں۔ طبعی خوارق کو بیان کرنا۔ یا قانونِ قدرت سے تعرض کرنا۔ اس کے حقیقی نصب العین میں داخل نہیں ہے مگر چونکہ یہ علام الغیوب خدا کی کتاب ہے۔ اس لئے بعض کلمات استطراداً ایسے آگئے ہیں۔ جن سے عجیب عجیب انکشافات ہوتے ہیں۔ اور جو اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ یہ کتاب یقیناً انسانی دماغ کی کدو کاوش کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں علوم کا ایک سمندر بے کراں ہے۔ اور انسان کی معلومات محدود ہوتی ہیں۔ وہ یہ نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے کلام میں کئی سو سال کے بعد پیش آنے والے حقائق کے متعلق واضح طور پر شہادت کرے۔

حلِ لغات

اَزْوَاجَهُمْ۔ ساتھی۔ ہم مسلک۔ ہم مشرب۔

۳۰- وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ
كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ○
۳۱- فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ○
۳۲- فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ○
۳۳- فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○
۳۴- اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○
۳۵- اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ
يَسْتَكْبِرُوْنَ ○
۳۶- وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ
مَّجْنُوْنٍ ○
۳۷- بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ○
۳۸- اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ○

۳۰- اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا۔ بلکہ تم خود ہی سرکش
لوگ تھے ○
۳۱- سو ہمارے رب کا قول ہم پر ثابت ہوگیا ہمیں ضرور مزہ چکھنا ہے
۳۲- پھر ہم نے تمہیں گمراہ کیا جیسے ہم آپ گمراہ تھے ○
۳۳- سو وہ اُس دن عذاب میں شریک[ف] ہوں گے ○
۳۴- مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ○
۳۵- جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
تو وہ تکبر کرتے تھے ○
۳۶- اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک مجنون شاعر کے لئے اپنے
معبودوں کو چھوڑ دیں گے ○
۳۷- کوئی نہیں بلکہ وہ سچا دین لایا ہے اور سب رسولوں کی تصدیق کرتا ہے
۳۸- بیشک تم دُکھ دینے والا عذاب چکھنے والے ہو ○

ف مرنے والوں میں یہ مسئلہ ہمیشہ حیرت و استعجاب کا موجب رہا۔ کہ انسان مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جائیں گے۔ وہ بار بار یہ کہتے تھے۔ کہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ کیونکر بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈال دی جائے گی۔ قرآن نے اس حقیقت نفس الامر کو ایمان کا ایک جزو قرار دیا۔ اور کہا۔ کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ اللہ جب چاہے گا۔ ایک اونے اشارے میں ساری کائنات کو اُٹھا کھڑا کرے گا۔ جب یہ لوگ اپنے کو اللہ کے سامنے موجود پائیں گے۔ عجیب حالت میں ہوں گے۔ تب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور دیکھیں گے۔ کہ آہ یہ تو وہی دن ہے۔ جس کا ہم انکار کرتے

تھے۔ ارشاد ہوگا۔ کہ ہاں یہ وہی روزِ مکافات ہے۔ جسکی تکذیب تمہارا شیوہ تھا۔ آج حکم یہ ہے۔ کہ اس قوم کے تمام منکرین کو مع ان کے ہم مشربوں اور معبودانِ باطل کے ہمارے سامنے پیش کرو۔ اور جہنم کی جانب ان کو لے جاؤ۔ اور ان کو ٹھہراؤ۔ ان سے پوچھا جائے گا۔ کیوں یہ لوگ آپس میں اب ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ فرمایا۔ اب تو یہ تمام اور سرافگندہ ہوں گے۔ اب ان میں انکار کی جرأت نہیں ہوگی۔ اور جنکی یہ اطاعت کرکے گمراہ ہوئے تھے۔ وہ ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

حلِّ لغات

سُلْطٰنٍ۔ قدرت اور حجت۔

۳۹- وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○
۳۹- اور وہی بدلا پاؤ گے، جو کچھ تم کرتے تھے ○

۴۰- إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○
۴۰- مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں ○

۴۱- أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ ○
۴۱- ان کے لئے روزی مقرر ہے ○

۴۲- فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ○
۴۲- طرح طرح کے میوے اور انکی عزت کی جائے گی ○

۴۳- فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ○
۴۳- نعمت کے باغوں میں ○

۴۴- عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ○
۴۴- تختوں کے آمنے سامنے ○

۴۵- يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ ○
۴۵- نتھری ہوئی شراب کے پیالہ کا اُن پر دَور چلیگا

۴۶- بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ○
۴۶- وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کیلئے مزیدار ○

۴۷- لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ○
۴۷- نہ اس شراب سے سر گھومیگا اور نہ اسکی وجہ سے بیہودہ بکیں گے

۴۸- وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ○
۴۸- اور انکے پاس بڑی آنکھوں والی نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی

۴۹- كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ ○
۴۹- گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے ○

۵۰- فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○
۵۰- پھر سوال کرتے ہوئے ایکدوسرے کی طرف منہ کریں گے ○

۵۱- قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ○
۵۱- ان میں سے ایک بولنے والا بولے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا ○

عقیدت مندی کے تعلقات منقطع ہوجائیں گے

ف: قیامت میں یہ عجیب لطف کی بات ہوگی۔ کہ معتقدین اپنے مقتداؤں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر [illegible] اور ان سے کہیں گے۔ کہ دنیا میں تم لوگ ہماری نجات کی ذمہ داری لیتے تھے اور بھلے [illegible] کرتے تھے۔ کہ ہماری عقیدت مندی تمہارے لئے [illegible] میں مفید ثابت ہوگی۔ اور ہمیں ہماری اطاعت کے ثواب اور سعادت کی سب راہیں مسدود ہیں۔ آج ہم تکلیف میں ہیں۔ عذاب الٰہی کو [illegible] دیکھ رہے ہیں۔ [illegible] ہماری مدد کرو۔ اور خدا سے چھڑاؤ۔ وہ کہیں گے غلط ہے [illegible] ہرگز [illegible] نہیں ہیں۔ ہمارے پاس کوئی قوت نہیں تھی۔ کہ ہم مجبور کرتے تم کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کرتے [illegible] تم خود [illegible] کی باتوں میں آگئے۔ [illegible] ہوتی تھی آج [illegible] ہوگا۔ کہ [illegible] جہنم کا مزہ چکھیں گے [illegible] وقت [illegible] ہوگا۔ [illegible] لوگوں کی عقیدت مندی اور ارادت [illegible] دنیا ہر شخص سے دست و گریباں ہونے تھے۔ آج [illegible] آنکھیں پھیر جائے [illegible] بیزاری کا مظاہرہ کریں گے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ وہ خود بھی خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

فرمایا: آفتاب توحید کی حقانیت میں کوئی شبہ کرسکتا ہے۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ ان کی آنکھوں پر کبر و نخوت کا پردہ پڑ گیا تھا۔ جب حضورؐ ان لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے۔ اور کہتے۔ کہ بجز خدا کے [illegible] کوئی معبود

اس لائق نہیں۔ کہ [illegible] بجز اس کے کوئی چیز [illegible] بھلائی چاہتے۔ تو کہتے۔ کیا ہم اپنے خداؤں سے منہ موڑ لیں۔ کیا [illegible] کو چھوڑ دیں۔ اور محض [illegible] اپنے معبودوں سے بیزاری کا اعلان کردیں۔ کہ ایک شاعر اور مجنون [illegible] اس چیز کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ گویا ہم [illegible] حضور شاعر تھے اور مجنون [illegible] کہتے تھے۔ [illegible] کوئی صداقت نہ تھی اور [illegible] میں مبتلا تھے۔ فرمایا: بات نہیں۔ آج ان لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کا عقیدہ آپکے متعلق کس درجہ غلط تھا۔ آپ حق و صداقت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ اور تمام رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ نہیں اس انکار و تمرد کی [illegible] عذاب الیم کا مزہ چکھنا پڑیگا۔ اور [illegible] کون عقل سلیم سے عاری ہے [illegible] ہے۔ اور کون ہے جس کو ہم شعرا [illegible] کے ساتھ متہم کرتے [illegible] تمہیں وہ باتیں کی [illegible] ہیں۔ مگر تم ایمان و عمل صالح کی دعوت کو قبول کرلو۔ [illegible] حاصل کرو [illegible] ان آیات میں اللہ کے ان مخلص بندوں کا ذکر ہے۔ جنہوں نے [illegible] اخلاص کے ساتھ اسلام کو قبول کیا۔ اور اسکے پھیلانے میں ہر نوع کی [illegible] کو خندہ پیشانی برداشت کیا۔ انکے لئے اللہ کے ہاں ہر قسم کی آسودگی اور [illegible] سامان ہوگا۔ انکو ایسی غذائیں ملیں گی۔ جنکے متعلق اس سے پہلے آیات میں [illegible] جا چکا ہے۔ جنکی میووں سے [illegible] کام و دہن کی تواضع کی جائے گی۔ اور عزت و تکریم کے ساتھ دوام کے باغوں میں رہیں گے۔ اور آراستہ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے اپنی نعمتوں کا نظارہ کرینگے۔

(باقی صفحہ ۱۰۷۲ پر)

حل لغات: غَولٌ: شراب پینے کے بعد جو سر بھاری ہو جاتا ہے۔ ۴۹ [illegible] سمجھتے ہیں۔ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ: دونوں معنے ہیں، نیچی نگاہیں رکھنے والی عورتیں۔ اور وہ عورتیں جو اپنے شوہر کے سوا دوسرے [illegible]

۵۲ - یَقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ○

۵۲ - وہ مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو یقین کرتا ہے ○

۵۳ - ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ○

۵۳ - بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم کو بدلہ ملیگا ○

۵۴ - قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○

۵۴ - پھر کہیگا کہ تم ذرا اُسے دوزخ میں جھانک کر دیکھو گے؟ ○

۵۵ - فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ○

۵۵ - پھر وہ آپ ہی جھانکے گا اور اُسے دوزخ کے بیچوں بیچ دیکھے گا ○

۵۶ - قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ○

۵۶ - سو اسے مخاطب کر کے کہیگا اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ○

۵۷ - وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ○

۵۷ - اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی انہیں ہوتا جو حاضر کئے گئے ہیں (دوزخ میں) ○

۵۸ - اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ○

۵۸ - سو کیا اب ہم کو مرنا نہیں ○

۵۹ - اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ○

۵۹ - ہمیں صرف پہلی بار مرنا تھا اور ہمیں عذاب نہ ہوگا؟ ○

۶۰ - اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

۶۰ - بیشک یہی بڑی مراد ملنی ہے ○

۶۱ - لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ○

۶۱ - ایسی ہی چیزوں کیلئے چاہئے کہ عمل کرنیوالے عمل کریں ○

۶۲ - اَذٰلِکَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○

۶۲ - کہ یہ مہمانی بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ ○

۶۳ - اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ○

۶۳ - ہم نے وہ درخت ظالموں کیلئے فتنہ یعنی بلا اور آزمائش بنا رکھا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷۱ :- لطیف و عمدہ جام ہائے شراب کی گردش ہوگی۔ جو دودھ کی طرح سفید ہوگی۔ اور نہایت لذیذ اور دردِ سر اور کثافت وہ خمار سے بالکل پاک ہوگی جسمیں کیف ہوگا مگر عقل میں فتور نہیں پیدا ہوگا۔ حوریں ایسی عفیف کہ سوائے خاوند کے دوسروں پر نگاہ ہی نہ ڈالیں گی۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ رنگ محفوظ انڈوں کی طرح سفید۔ گویا تمام زندگی کیف و سرور کی زندگی ہوگی ٭ (حاشیہ صفحہ ہذا)

جنت کی زندگی

ف ۱ جنت کی جن نعمتوں کا تذکرہ گذشتہ آیتوں میں ہوا ہے۔ یہاں ان کے مقابلہ میں جو ہونیوالے ہیں۔ وہ تمام پاکیزہ، کامل اور پر مسرت زندگی ہے کہ اس کی صحیح کیفیت کا سمجھنا اس دنیا میں ناممکن ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔ صرف سمجھانے کیلئے لذائذ کے بعض پہلو ایسے بیان فرمائے ہیں جن سے ہم اصل حقیقت کا کچھ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب ادنٰے ضروریات حیات کو اللہ تعالیٰ نے اس حسن و خوبی کے ساتھ پورا کیا ہے۔ تو وہ روحانی احتیاجات زندگی جو بہیں بیش قیمت ہیں۔ با حسن وجوہ پوری کی جائیں گی۔ جب کھانے پینے اور اُٹھنے بیٹھنے کا یہ اہتمام ہے تو پھر وہ مسرتیں جنکا تعلق روح کی آسودگی اور بالیدگی سے ہے کس درجہ توجہ کی محتاج ہیں۔ ان نعمتوں کی تفصیل سے غرض یہ نہیں ہے کہ بس یہی جنت ہے بلکہ وہاں بیشمار احوال مسرت و ابتہاج ہیں۔ کہ جنکا اس وقت پورا اندازہ ہونا ناممکن ہے۔ انکے تذکرہ سے مقصد صرف یہ ہے۔ کہ آپ جنت کے ذرا قریب ہو سکیں۔ اور وہاں کی عظیم القدر زندگی کی ایک جھلک دیکھ پائیں ٭

جو لوگ ان نعمت ہائے گوناگوں کو سن کر اور ان انعامات پر قلموں کو چھوڑ کر محض اس بنا پر جنت کا انکار کر دیتے ہیں۔ کہ صاحب یہ تو محض انکی خواہشات کی تکمیل کا سامان ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ضمیر کو دھوکہ دیتے ہیں اور بہت بڑے فریب نفس میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ لوگ دل کو ٹٹولیں تو انکو معلوم ہو کہ سوائے ان خواہشات کی تکمیل کے شوق کے اور کچھ موجود ہی نہیں ہے۔ فطرتاً انسان یہی کچھ چاہتا ہے۔ اور ساری عمر انہی چیزوں کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو اگر تم دنیا میں نیک رہے اور ہمارے قانون کو تم نے اپنا نصب العین بنایا۔ تو ہم تمکو وہ سب کچھ دینگے جس کے لئے تم چند روزہ میں معروف جدوجہد رہتے ہو۔ (باقی صفحہ ۱۰۷۳ پر)

حل لغات :- لَمَدِیْنُوْنَ۔ مدین مفعول ہے دین سے مشتق ہے جسکے معنی جزا کے ہوتے ہیں ٭ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ۔ جہنم کا وسط قعر دوزخ ٭ اِنْ کِدْتَّ ... بعض ...

۶۴- اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ۝
۶۴- وہ ایک درخت ہے کہ دوزخ کی جڑ میں اگتا ہے ۝

۶۵- طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ۝
۶۵- اس کے شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں ۝

۶۶- فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝
۶۶- سو وہ اس میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے ۝

۶۷- ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ۝
۶۷- پھر اس پر ان کیلئے کھولتے پانی کی ملونی ہے ۝

۶۸- ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ ۝
۶۸- پھر ان کا ٹھکانا دوزخ کی طرف ہے ۝

۶۹- اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ ۝
۶۹- انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا ۝

۷۰- فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ ۝
۷۰- سو وہ انہیں کے نقش قدم پر دوڑے جاتے ہیں ۝

۷۱- وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝
۷۱- اور ان سے آگے اکثر پہلے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں ۝

۷۲- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝
۷۲- اور ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے تھے ۝

۷۳- فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝
۷۳- سو دیکھ کہ ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا! ۝

۷۴- اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝
۷۴- مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ۝

۷۵- وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ۝
۷۵- اور ہمیں نوحؑ نے پکارا تھا سو ہم کیا خوب دعا قبول کرنے والے ہیں ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷۲: ۔۔۔ تو اس میں انکار کی کون وجہ ہے جب یہ چیزیں دنیا میں تمہاری ساری عمر دو کا دار و مدار اور محور رہیں، تو یہ نہیں خوش ہونا چاہئے کہ اللہ نے تمہاری ان خواہشات کو جیسے پورا کر دیا ہے دیکھ کر کوشش کر تمہارا توازن فہم اپنے مرکز سے ہٹ جائے۔ اور تم اس پر اعتراض کرنے لگو۔ ان آیات میں اہل جنت کے مطالبات اور اکل و شرب کا ذکر ہے۔ کہ کیوں کر یہ لوگ ہیں کہ جنت میں بار بار شکر و امتنان کا اظہار کرینگے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا) ف[1] شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ۔ اس پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ جہنم میں یہ درخت کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اول تو جہنم کے متعلق یہ ٹھیک ٹھیک نہیں، کہ وہ کیا چیز ہو گی۔ یہ درست ہے۔ وہاں آگ ہو گی مگر بعض ایسے کرم کرتے ہیں۔ جن میں آگ بجھتی ہے اور وہ حد درجہ گرم ہیں۔ اور ان میں نباتات کا وجود ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ یہ کڑوے والے جا جہنم کا حصہ ہوں۔ دوسرے آگ میں آتشین صفت نباتات کا ہونا ممکن ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جہنم کا زقوم دنیا کے زقوم سے بالکل مختلف ہو گا۔ فانہ قد ما قیل۔
اہل جہنم کے حالات بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا۔ کہ اس عذاب الیم کا سبب یہ ہے۔ کہ دنیا میں انہوں نے حق و ناحق کی تمیز روا نہیں رکھی اور صداقت و واقعیت کو سمجھنے کی مطلقاً کوشش نہیں کی۔ یہ اندھا دھند اپنے پیشواؤں دین اور قائدین دنیا کی تقلید کرتے رہے۔ اور چونکہ وہ خود گمراہ تھے۔ اسلئے الطبع یہ بھی گمراہی سے نہ بچ سکے۔ بلکہ انہیں کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔ بڑی سرگرمی اور سخت تنگ دو کا نتیجہ ہے۔

ف[2] ان آیتوں میں حضورؐ کی تسکین خاطر کیلئے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ آپ سے پہلے بھی اللہ کے رسول آئے ہیں لیکن انہوں نے لوگوں کو سب سے پہلے دعوت دی ہے۔ اور لوگوں نے ان کی شدید مخالفت کی ہے۔ پھر اللہ کا قانون غضب حرکت میں آیا۔ اور ان تمام سرکشوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ آپ ان لوگوں کی مخالفت سے گھبرائیے نہیں منکرین کا انجام آپ کے سامنے ہے۔ اگر ان لوگوں نے استہزاء اور مخالفت کو اسی طرح جاری رکھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکے گا اور یہ اس سے ہرگز نہ بچ سکیں گے۔

ف[3] یعنی وہ لوگ جن میں اخلاص ہوتا ہے۔ جو خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ وہ عذاب میں گرفتار نہیں ہوتے۔ وہ غضب و غصہ کا مورد نہیں بنتے۔ اور ان کا انجام دنیا و عقبیٰ کے لحاظ سے ہمیشہ بہتر اور برتر ہوتا ہے۔ اسکے بعد تذکیر بایام اللہ کے اصول کے مطابق یہ فرمایا۔ کہ جب حضرت نوحؑ نے قوم کی مخالفت سے تنگ آ کر دعا مانگی۔ تو ہم نے قبول کر لی۔

۷۶- وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ○

۷۷- وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ○

۷۸- وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○

۷۹- سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ○

۸۰- اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○

۸۱- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۸۲- ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○

۸۳- وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ○

۸۴- اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○

۸۵- اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ○

۸۶- اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ○

۸۷- فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۸۸- فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ○

۷۶- ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی ○

۷۷- اور اُسی کی اولاد کو ہم نے باقی رہنے والی بنایا ○

۷۸- اور پچھلی خلقت میں ہم نے اُن کا ذکر (خیر) باقی رکھا ○

۷۹- کہ سارے جہان والوں میں نوح پر سلام ○

۸۰- ہم نیکوں کو ایسی جزا دیتے ہیں ○

۸۱- وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا ○

۸۲- پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا ○

۸۳- اور اسی کی راہ والوں میں سے ابراہیم تھا ○

۸۴- جب اپنے رب کے پاس پاک صاف (بے روگ) دل لے کر آیا ○

۸۵- جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجتے ہو؟ ○

۸۶- کیا خدا کے سوا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو چاہتے ہو ○

۸۷- سو جہان کے رب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ ○

۸۸- پھر تاروں پر ایک بار نگاہ کی ○

ط کہ کس طرح ہم نے اس (نوح) کو اور اس کے وابستگان کو نجات دی۔ اور اسی کی اولاد کو باقی رکھا۔ اور کیسے ہم نے آنے والی نسلوں میں نوح کے لئے تعریف اور ستائش کا تذکرہ چھوڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ نوح پر سلامتی ہے۔ اور وہ فلاح و فوز سے بہرہ ور ہے۔ ہم اسی طرح اپنا معاملہ نیکی سے (ا) رکھتے ہیں ہماری سنت ہے کہ اپنے مومن بندوں کو شرف التفات سے محروم نہیں رکھتے۔ نوح کے مخالفین چونکہ فساد و دشمنی میں حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ اس لئے ہم نے اُن کو غرق کر دیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اُن کا نام و نشان مٹا دیا۔

میں بیزار ہوں

حضرت نوح کے بعد سب سے زیادہ جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم ہیں۔ انہوں نے بابل اور مجمع کے بت پرستوں کا بڑی دلیری اور جرأت سے مقابلہ کیا۔ اور کس طرح پامردی کے ساتھ مصائب کو برداشت کیا۔ اللہ نے انہیں بصیرت تامہ عطا کی تھی۔ اور قلب سلیم کی نعمت سے مشرف کیا تھا انہوں نے جب دیکھا۔ کہ باپ اور قوم شرک کی گمراہی میں مبتلا ہیں تو پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور پوچھا۔ کہ آخر تم لوگ یہ کن چیزوں کو پوجا کرتے ہو کیا محض جھوٹ موٹ کے دیوتاؤں کو تم نے عقیدت اور محبت کے لئے تسلیم کیا ہوا ہے۔ کیا رب العالمین کے متعلق تمہارے خیالات صحیح نہیں ہیں؟

ف فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۔ سے مراد ایک مستقل واقعہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ایک دن یہ مشرکان اہل اپنے کسی مذہبی میلے میں شریک ہونے کیلئے جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ ابراہیم کو بھی دعوت دی جائے۔ شاید یہ وہاں کا ٹھاٹھ دیکھ کر اپنے خیالات سے باز آ جائے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم سے چلنے کو کہا۔ آپ نے غور و فکر کے بعد فرمایا۔ میں تمہارے اس شغل سے قطعی بیزار ہوں مجھے تمہاری دلچسپ و مذہبی تفریحات سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ واضح رہے کہ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ محاورہ ہے جیسے ہم سوچتے اور غور و فکر کرتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر آدمی سوچتے وقت آسمان کی طرف نظریں اُٹھاتا ہے۔ اور اِنِّيْ سَقِيْمٌ کے معنے یہ ہیں۔ میں بیزار ہوں۔ جیسا کہ صاحب لسان نے تصریح کی ہے تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ بہرحال جب ان لوگوں کو مایوسی ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم اپنے منصوبے کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ جو انہوں نے پہلے سے سوچ رکھا تھا۔

حل لغات:- الْكَرْبِ۔ غم بے چینی اور اضطراب ۔ شِيْعَتِهٖ۔ ہم مشرب

۸۹۔ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ○
۹۰۔ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ○
۹۱۔ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ○
۹۲۔ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ○
۹۳۔ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ○
۹۴۔ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ○
۹۵۔ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ○
۹۶۔ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ○
۹۷۔ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي
الْجَحِيمِ ○
۹۸۔ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ○

۸۹۔ پھر کہا میں بیمار ہوں ○
۹۰۔ سو وہ اس کے پاس سے پیٹھ پھیر کر الٹے پھر گئے ○
۹۱۔ پھر وہ ان کے معبودوں میں جا گھسے پھر ان سے کہا تم کیوں نہیں کھاتے؟ ○
۹۲۔ تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں؟ ○
۹۳۔ وہ دہنے ہاتھ سے انہیں مارنے پر پل پڑا ○
۹۴۔ پھر لوگ اس کی طرف گھبراتے ہوئے دوڑتے آئے ○
۹۵۔ بولا کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں تم آپ تراشتے ہو؟ ○
۹۶۔ اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ○
۹۷۔ وہ آپس میں بولے کہ ابراہیم کے لئے ایک چنائی چنو پھر
اس کو آگ میں پھینک دو ○
۹۸۔ پھر وہ اس کا برا چاہنے لگے سو ہم نے انہیں نیچا کر دیا ○ ف

ف حضرت ابراہیم کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی طریقے سے ان لوگوں پر بتوں کی عاجزی اور بے بسی ثابت ہو جائے۔ اور یہ دیکھ لیں۔ کہ ان کے بت خود اپنی حفاظت پر قادر نہیں ہیں۔ چہ جائیکہ کائنات کا انتظام و انصرام ان کے ہاتھ میں ہو۔ جب یہ لوگ اپنی مذہبی تقریب میں چلے گئے۔ تو ان کو یہ سوجھی کہ ان کے پاس کچھ کھانا لے کر گئے۔ اور ان سے کھانے کی درخواست کی۔ اور جب دیکھا کہ یہ کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاتے ہیں۔ تو کہا تم کیوں کھاتے نہیں ہو۔ اور اگر بھوک نہیں ہے۔ تو بولتے کیوں نہیں۔ غرض یہ تھی۔ کہ ان لوگوں کے اس عقیدہ کی تذلیل کی جائے۔ اور بتایا جائے کہ یہ بت نہ غذاؤں کو قبول کرتے ہیں۔ نہ بولتے ہیں۔ وہ کیونکر خدا ہو سکتے ہیں۔ جب آپ نے دیکھا۔ کہ یہ اصنام نہ تو بولتے ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ تو ایک بھرپور وار کے ساتھ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس سارے طلسم الوہیت کو ایک لمحہ میں باطل کر دیا۔ یہ خبر سارے بت پرستوں میں پھیل گئی۔ اور وہ لپکے ہوئے آئے۔ اور دیکھا کہ ان کے معبود ابراہیم کے قدموں میں پڑے ہیں۔ تو غصہ سے ابل اٹھے۔ کہ تم بھی کتنے بے خوف ہو خود تراشیدہ بتوں کی عبادت کرتے ہو جن کا حشر تمہارے سامنے ہے۔ یاد رکھو۔ تم کو اور تمہارے خداؤں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ خدا کو چھوڑو اور اس کے غضب جلال کے سامنے جھک جاؤ۔ اس گستاخی کی پاداش میں جس کا ظہور حضرت ابراہیم سے ہوا۔ بت پرستوں نے یہ سزا تجویز کی۔ کہ ان کو ایک بہت بڑے آتش خانہ میں زندہ جھونک دیا جائے! واس طرح ان سے اور ان کے پیغام توحید سے خلاصی حاصل کر لی جائے۔ مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ وہاں یہ طے ہو رہا تھا۔ کہ ابراہیم اور اس کی نسل کو دنیا میں بڑھایا جائے۔ اور خیر و برکت کی تمام نعمتوں سے بہرہ مند کیا جائے۔ چنانچہ ان دشمنان دین کی تمام تدبیریں ناکام رہیں۔ اور حضرت ابراہیم صاف بچ گئے۔

حل لغات

فراغ ۔ روغ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے تدبیر و احتیاط کے ساتھ کسی چیز کا قصد کرنا ہے۔ روغ بمعنی [illegible] کے قبول کرنے اور اس پہ توجہ دینے کو کہتے ہیں۔ اور کسی چیز کی طرف خواہش اور میل کرنا بھی روغ ہے

یزفون ۔ الزف سے مشتق ہے بمعنی دوڑتے ہوئے جھپٹنا۔

۹۹- وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ○
۱۰۰- رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ○
۱۰۱- فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ○
۱۰۲- فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي
أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ○
۱۰۳- فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ○
۱۰۴- وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ○
۱۰۵- قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

۹۹- اور بولا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ عنقریب مجھے ہدایت کریگا ○
۱۰۰- اے رب مجھے نیک بیٹا عطا فرما ○
۱۰۱- پھر ہم نے اُسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی ○
۱۰۲- پھر جب وہ اس عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ دوڑنے لگا تو وہ بولا کہ بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ کہا اے باپ جو تجھے حکم ہوتا ہے۔ تو اُسے کر گزر انشاء اللہ تُو مجھے صابروں میں پائے گا ○
۱۰۳- پھر جب دونوں نے حکم مانا اور اسکو ماتھے کے بل پچھاڑ دیا ○
۱۰۴- اور ہم نے اُسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ ○
۱۰۵- تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم یوں نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں ○

ذبیح کون تھا؟

ان آیات میں دین کے لئے اور خدا کی اطاعت کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی عدیم النظیر قربانی کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر انہوں نے باوجود باپ ہونے کے اپنے بیٹے کی گردن پر اپنے ہاتھ سے چھری رکھ دی۔ اور کس سعادت مندی سے ان کے بیٹے نے اپنے کو اس ایثار عظیم کے لئے پیش کیا۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ مذہب کی تاریخ میں اس واقعہ کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ کہ اللہ کے ایک اشارہ پر اپنے لختِ جگر کو ذبح کرنے کو باپ تہیّہ کر لے۔ اور باپ کی فرمانبرداری میں بیٹا جانِ عزیز تک کی پرواہ نہ کرے۔

حلِ لغات

وَتَلَّهٗ۔ اَلتَّلُّ کے اصل معنے اونچی جگہ کے ہیں۔ اور غرض صورت میں یہ مقصد ہوگا کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو اونچی اور مرتفع زمین پر لٹایا۔ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔ ذبح عظیم میں اس اعتبار سے کہ ابراہیمؑ کی یہ قربانی آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ اور اسوہ قرار پائی۔

۱۰۶- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○	۱۰۶- بے شک یہی صریح آزمائش ہے ○
۱۰۷- وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○	۱۰۷- اور ہمنے ایک بڑا جانور ذبح کرنیکے واسطے اسکا بدلا دیا ○
۱۰۸- وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○	۱۰۸- اور پچھلوں میں ہمنے اسکا ذکر (خیر) باقی چھوڑا ○
۱۰۹- سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ ○	۱۰۹- ابراہیم پر سلام ○
۱۱۰- كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○	۱۱۰- ہم یوں نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں ○
۱۱۱- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ○	۱۱۱- بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں ہے ○
۱۱۲- وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○	۱۱۲- اور ہمنے اُسے اسحاق کی بشارت دی جو نیک بختوں میں ایک نبی تھا ○
۱۱۳- وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ○	۱۱۳- اور ہمنے ابراہیم اور اسحٰق کو برکت دی اور اُن کی اولاد میں کوئی نیک ہے (ط) اور کوئی اپنے حق میں صریح ظالم ہے ○
۱۱۴- وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○	۱۱۴- اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا ○

ع

ط یہ ایک بڑا اختلاف ہے۔ کہ ذبیح کون ہے۔ حضرت اسمٰعیل یا حضرت اسحاق؟ ہمارا اعتقاد بلکہ یہ ہے کہ اس سعادت کا فخر حضرت اسمٰعیل کو حاصل ہوا۔ دلائل یہ ہیں :-

۱- قرآن کا انداز بیان اس پر شاہد ہے۔ کیونکہ اس سارے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحاق کی نبوت اور سعادت کی خوشخبری سنائی۔ دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نے اس بات کی بھی بشارت دی تھی۔ کہ حضرت اسحاق کی نسل بڑھے گی۔ اور ان کے ہاں یعقوب پیدا ہوں گے۔ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جس بیٹے کو آئندہ چل کر نبوت کا اعزاز حاصل کرنا ہے اور جس کا ایک نسل کا باپ ہونا پہلے سے مقدر و معلوم ہے۔ اس کو ابراہیم ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

۲- حضورؐ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے: انا ابن الذبیحین۔ یہاں غلام حلیم کا تذکرہ ہے۔ اور دوسری جگہ تصریح فرما دی ہے۔ کہ اس حلم و صبر کے مستحق حضرت اسماعیل تھے۔ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

۳- اسلوب بیان سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کے پہلے اولاد نہیں ہے۔ اور وہ ایک ایسا مسعود مولود چاہتے ہیں۔ جو انکے منصب صلاح و تقویٰ کا حامل ہو سکے۔ اور مسلم ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل ہی آپکے پہلوٹھے بیٹے تھے۔

۴- آجتک نحر و قربانی کی رسوم کا تعلق ارض بیت اللہ سے ہے۔ اگر حضرت اسحٰق مراد ہوتے ...

۱۱۵- وَنَجَّیْنٰہُمَا وَقَوْمَہُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ۚ
۱۱۶- وَنَصَرْنٰہُمْ فَکَانُوْا ہُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۚ
۱۱۷- وَاٰتَیْنٰہُمَا الْکِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ۚ
۱۱۸- وَہَدَیْنٰہُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۚ
۱۱۹- وَتَرَکْنَا عَلَیْہِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ۙ
۱۲۰- سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَہٰرُوْنَ ○
۱۲۱- اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○
۱۲۲- اِنَّہُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ○
۱۲۳- وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ
۱۲۴- اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○

۱۱۵- اور انہیں اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے نجات دی ○
۱۱۶- اور ہم نے اُن کی مدد کی تو وہی غالب رہے ○
۱۱۷- اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی ○
۱۱۸- اور اُن کو سیدھی راہ دکھائی ○
۱۱۹- اور پچھلوں میں پیچھے ان کا ذکر خیر باقی رکھا ○
۱۲۰- کہ سلام ہو موسیٰ اور ہارونؑ پر ○
۱۲۱- ہم نیکوں کو بدلا دیتے ہیں ○
۱۲۲- بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں تھے ○
۱۲۳- اور بیشک الیاسؑ رسولوں میں ہے ○
۱۲۴- جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ ○

قرآن کا نظریۂ فضیلت

ف۱ غرض یہ ہے۔ کہ جب کوئی اللہ کا بندہ مخلوقات کی مخالفت کی پرواہ نہ کرکے حقانیت کو تحمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے برکات کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اُسے دنیا اور دین کی ہر نعمت سے بہرہ مندی کا موقع دیتے ہیں۔ دیکھئے حضرت ابراہیم نے جب توحید کی آواز کو بلند کیا۔ تو اس وقت وہ یکہ و تنہا تھے۔ ساری قوم میں ہمنوا نہ تھا۔ اور ایسا بھی نہ تھا۔ جو سنجیدگی کے ساتھ دعوت ابراہیمی کے متعلق سوچتا۔ اور غور و فکر سے کام لیتا۔ پھر ایک وقت آیا۔ کہ اُس دعوت کا جادو ہوا۔ ملک کی وادیاں توحید کے زمزموں سے گونج اُٹھیں۔ اور حضرت ابراہیم کا دیرینہ خواب پورا ہوا۔ حضرت اسحاق نے اور حضرت اسمٰعیل نے آپ کے منصب امامت کو سنبھالا۔ اور حجاز و شام میں توحید کے پیغام کو پھیلایا۔ اس طرح یکہ و تنہا حضرت ابراہیمؑ سینکڑوں اور گروہوں کے مورث ہو گئے۔ اور ضروری قرار دیا گیا۔ کہ اسلامی دنیا ان کیلئے رحمتوں اور برکتوں کا اعتراف کرے۔ اور ان کے مقام عبادت کو اپنے لئے مرکز ٹھہرائے۔ اور اس آواز کو جسے انہوں نے بلند کیا تھی۔ ساری دنیا میں پہنچا دے۔

پھر جہاں حضرت ابراہیم ان فضائل و محاسن سے متصف تھے۔ وہاں یہودی نہایت ظالم ثابت ہوئے۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو فراموش کر دیا۔ اور دنیا کی حقیر خواہشات کو اپنا نصب العین ٹھہرایا۔ یہ اس لئے تصریح فرما دی۔ تاکہ یہودی باوجود اپنی بداعمالیوں کے اس انتساب سے ناجائز استفادہ نہ کریں۔ اور یہ نہ کہیں کہ ہم چونکہ حضرت اسحاق کی اولاد ہیں۔ اس لئے بغیر اعمال صالحہ کے فضائل و محاسن کا استحقاق رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم نے جس نظریۂ فضیلت کو پیش کیا ہے۔ اس میں موروثی فضائل کا کہیں ذکر نہیں۔ ہر شخص کو اپنے ذاتی جہد و شرف کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور کہا ہے۔ کہ بزرگی وہ ہے۔ جس کا تعلق براہ راست تمہارے اپنے اعمال سے ہے۔

ف۲ فرعون مصر کے وقت جب بنی اسرائیل پر تشدد ہونے لگا اور ان کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رکھا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور حضرت موسیٰ اور ہارون کو اس ظالم حکومت کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ کہ فرعون اور اس کی قوم کو توحید اور آزادی کا پیغام سنائیں۔ اور انکو بنی اسرائیل کے استخلاص کیلئے آمادہ و مستعد کریں۔ چنانچہ ان دو اُولو العزموں نے پوری قوت کے ساتھ فرعون کا مقابلہ کیا۔ اور بالآخر اپنی قوم کو اسکے چنگل سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ و داتی ضرور، یہ

حلِ لغات۔۔ اَلْمُسْتَبِیْنَ۔ واضح یا وضاحت کرنے والی۔

۱۲۵- أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ○

۱۲۶- اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ○

۱۲۷- فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ○

۱۲۸- إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○

۱۲۹- وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○

۱۳۰- سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ○

۱۳۱- إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

۱۳۲- إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○

۱۳۳- وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○

۱۳۴- إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ○

۱۲۵۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور بہتر خالق کو چھوڑتے ہو! ○

۱۲۶۔ جو اللہ ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ○

۱۲۷۔ پھر انہوں نے اُسے جھٹلایا۔ سو وہ بھی پکڑے آویں گے ○

۱۲۸۔ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں ○

۱۲۹۔ اور پچھلوں میں ہم نے اس کا ذکر خیر چھوڑا ○

۱۳۰۔ کہ سلام ہو آلِ یٰسین یعنی الیاس پر ○

۱۳۱۔ ہم یوں نیکوں کو بدلا دیتے ہیں ○

۱۳۲۔ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں تھا ○

۱۳۳۔ اور بے شک لوط رسولوں میں تھا ○

۱۳۴۔ جب ہم نے اسے اور اسکے سب گھر والوں کو نجات دی ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷۸

اِن آیات میں انہی واقعات کا تذکرہ ہے۔ وَاٰتَیْنٰھُمَا الْکِتٰبَ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہارون علیہ السلام کی نبوت گویا ایک مستقل نبوت تھی۔ ضمنیت و تبعیت کا کوئی تذکرہ نہ تھا۔ انکو بھی کتاب دی گئی۔ اور ان کے قلب پر بھی تورات کے معارف و نکات کا نزول ہوتا تھا۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ حضرت ابن عباس کی رائے میں حضرت الیاس اور حضرت ادریس ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ مگر جمہور مفسرین کی رائے ہے۔ کہ یہ ایک مستقل پیغمبر ہیں۔

سدومیوں کی بداعمالیاں

ف۲ سدومی لوگوں میں خواہشات نفس کی تکمیل کا مادہ حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ یہ دن رات ناپاک خیالات میں مستغرق رہتے۔ اور اللہ کے قانون کو توڑتے۔ انکی فطرت مسخ ہو چکی تھی۔ اس لئے ان میں جذبات جنسی کو پورا کرنے کا انداز ایک قسم ہی کا غیر محدود تھا۔ حضرت لوط ان میں اس غرض سے تشریف لائے۔ کہ اس مرض مزمن کی اصلاح کریں۔ اور انکو بتائیں۔ کہ اس جرم عظیم کے ہولناک نتائج کس صورت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ ارتکاب غیر فطری ہے مضر ہے۔ اور ہلاکت ہے۔ تم اس سے باز آجاؤ۔ ان لوگوں میں قوت ارادی کی کمی تھی۔ اور خبث عمل کا زہر انکی رگوں میں پوری طرح سرایت کر چکا تھا۔ اس لئے حضرت لوط کی تعلیمات اور نصائح کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور یہ سود ان میں بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ کا قانون مکافات حرکت میں آیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس بگڑی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ تاکہ انکی یہ بداعمالیاں دوسروں تک متجاوز نہ ہوں چنانچہ انکی بستیاں الٹ دی گئیں۔ اور پتھروں کی ایسی بارش ہوئی۔ کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دنیا سے غارت ہو گئے۔ (رواتی ص ۱۰۸)

حل لغات:۔ بَعْلًا۔ اہل شام کا ایک بت ہے۔ جو سونے کا تھا۔ جو ممکن ہے اسکے معنے مطلقاً معبود کے ہوں۔ اور مقصد یہ ہو۔ کہ خلاق اکبر کی طرف تمہارا ذہن منتقل نہیں ہوتا! بعل کے اصل معنے صاحب اور مالک کے ہیں۔ شوہر کو بھی

... الیاس کے تھے۔ تو آل یاسین الیاس ہوئے۔ موضح القرآن ۲

۱۳۵۔ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ○
۱۳۶۔ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ○
۱۳۷۔ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ○
۱۳۸۔ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ ربع
۱۳۹۔ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○
۱۴۰۔ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○
۱۴۱۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ○
۱۴۲۔ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ○
۱۴۳۔ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ○
۱۴۴۔ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ النصف
۱۴۵۔ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ○
۱۴۶۔ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ○

۱۳۵۔ مگر ایک بڑھیا کہ باقی رہنے والوں میں تھی ○
۱۳۶۔ پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا ○
۱۳۷۔ اور تم ان پر صبح کے وقت گذرتے ہو ○
۱۳۸۔ اور رات کو بھی۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں! ○
۱۳۹۔ اور بیشک یونس علیہ السلام رسولوں میں تھا ○
۱۴۰۔ جب وہ اس بھری ہوئی کشتی پر بھاگ کر پہنچا ○
۱۴۱۔ پھر قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں میں ہو گیا ○
۱۴۲۔ پھر اسے مچھلی نگل گئی اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا ○
۱۴۳۔ پھر اگر یہ بات نہ ہوتی کہ خدا کی تسبیح کرنیوالوں میں تھا ○
۱۴۴۔ تو اس دن تک کہ مُردے اُٹھیں اسکے پیٹ میں رہتا ○
۱۴۵۔ پھر ہم نے اُسے چٹیل میدان میں پھینک دیا اور وہ بیمار تھا ○
۱۴۶۔ اور ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت (یعنی کدو) اُگایا ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷۹) ۔۔۔۔ اس ضمن میں یہ بات لائق غور و فکر ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی وجہ قابل اصلاح ہے۔ کہ اس کے دور کرنے کیلئے ایک پیغمبر بھیجا جاتا ہے۔ جو قوم کی طرف سے ہر خراش سہتا ہے۔ اور علاوہ اپنے اس اخلاقی حسن کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ یعنی جب قوم میں یہ مرض عام ہو جائے۔ تو پھر شرم و لحاظ کو بالائے طاق رکھ کر بغیر دور غیرت کے ساتھ اسکا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شوکت پہلے ہی یہی ہے کہ اس مرض کی اصلاح کیلئے در پردہ کوشش کی جائے۔ بلکہ شرمناک بیماری ہے کہ قوم کے نوجوان اس مہلک بیماری میں مبتلا ہیں۔ اور انکے اندر کے متعلق کچھ نہ سوچا جائے۔

اسوقت اگر ان بدکار نسل کے لوگوں کو آسمانی عذاب کا ذریعہ ہلاک کر دیا۔ تو آج بھی یہ مرض قوموں اور نسلوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس سے اچھے اچھے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نسل تباہ ہو جاتی ہے۔ اور نتیجہ اولاد صالح قوم کی تشکیل نہیں ہوتی۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس طرح کے لوگ جبلاً فطرت کے قانون کے مطابق خود بخود مٹ جاتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

۱ حضرت یونسؑ کا مختصر قصہ یہ ہے۔ کہ یہ ارض نینویٰ کے نبی تھے۔ انہوں نے قوم کو رشد و ہدایت کی طرف بلایا۔ مگر وہ لوگ سرکشی اور تمرد میں بڑھتے چلے گئے۔ جس سے یہ مایوس ہو کر چل دیئے۔ اور ہجرت کی نیت سے جب کشتی پر سوار ہوئے۔ تو وہ دریا میں ڈگمگانے لگی۔ انہوں نے قرعہ اندازی کر کے یہ معلوم کرنا چاہا۔ کہ کون شخص اس کشتی میں ایسا ہے جس کی شامت اعمال سے کشتی ڈانواں ڈول ہو رہی ہے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے قرعہ حضرت یونسؑ کے نام پر پڑا۔ جس سے انکو دریا میں ڈال دیا گیا۔ اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ یہ اصل میں اللہ کی طرف سے تادیب تھی۔ کہ قوم سے مایوس ہو کر بغیر اذن الٰہی انکو چھوڑ دینے کی یہ سزا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تسبیح و تقدیس سے توبہ کی۔ اور اللہ نے ان کو نجات دی۔

حلِ لغات

عَجُوْزًا ۔ بڑھیا۔

اَلْحُوْتُ ۔ ایک قسم کی مچھلی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس نوع کی مچھلیاں زمانہ حال کے آدمیوں کو نگلی ہوئی مچھلیاں بھی گئی ہیں یعنی وسعت ہو۔ کہ وہ انسان کو نگل سکیں۔ علم الحیوانات کے ماہرین نے صرف بیگ بحرِ روم میں اس نوع قسم کی مچھلیاں دریافت کی ہیں۔

یَقْطِیْنٍ ۔ بیلدار چیز۔ اگر حضرت یونسؑ آفتاب کی تمازت سے محفوظ رہ سکیں

۱۴۷- وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝

۱۴۸- فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

۱۴۹- فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ
الْبَنُوْنَ ۝

۱۵۰- اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝

۱۵۱- اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

۱۵۲- وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

۱۵۳- اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝

۱۵۴- مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

۱۵۵- اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

۱۴۷- اور بھیجے اُسے ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا ۝

۱۴۸- پھر وہ ایمان لائے پھر ہم نے انہیں ایک وقت تک بہرہ مند کیا ۝

۱۴۹- اب تو ان (کفار) سے پوچھ کہ کیا تیرے رب کے لئے
بیٹیاں اور اُن کیلئے بیٹے ہیں ؟ ۝

۱۵۰- یا ہم فرشتوں کو عورت بنایا اور وہ دیکھتے تھے ۝

۱۵۱- سُنتا ہے ! وہ اپنے جھوٹ سے کہتے ہیں ۝

۱۵۲- کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور بیشک وہ جھوٹے ہیں ۝

۱۵۳- کیا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو پسند کیا ہے ؟ ۝

۱۵۴- تمہیں کیا ہوا کیسا انصاف کرتے ہو ؟ ۝

۱۵۵- کیا تم دھیان نہیں کرتے ؟ ۝

خدا کے بیٹیاں کیوں نہیں ؟

ف خدا جانے کس وجوہ کی بنا پر مکے والے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے ۔ اور ان کے مجسموں کی پوجا کرتے تھے ۔ قرآن نے کئی مقامات پر اس عقیدے کو ذکر کیا ہے ۔ اور اس کی وضاحت کے ساتھ تردید فرمائی ۔ ان آیتوں سے مقصود بھی یہی ہے ۔ کہ یہ لوگ اپنے عقیدے کی کمزوری ملاحظہ کریں ۔ فرمایا تم یہ تو سوچو ۔ کہ جب تم اپنے لئے لڑکیوں کے انتساب کو ناپسند کرتے ہو ۔ تو اللہ نے آخر بیٹیوں کو کیوں پسند کیا ۔ اگر اس کے اولاد ہے ۔ تو وہ اولاد ذکور کیوں نہیں ! غرض یہ ہے ۔ کہ جو چیزیں تمہارے لئے باعث فخر ہیں ۔ ان کو اگر تم اللہ کے لئے بھی باعث اعزاز سمجھتے ہو ۔ تو اس میں کچھ معقولیت ہو سکتی ہے ۔ اور اگر ان چیزوں کو تم اسکی ذات والا کی جانب منسوب کرتے ہو ۔ جو خود تمہارے ہاں لائق فخر نہیں ۔ تو پھر تمہیں اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے ۔ آخر یہ حقیقت تو بداہت عقل سے ثابت ہے ۔ کہ خدا صرف صفات حسن وجمال سے متصف ہے ۔ اور کوئی برائی اسکے لئے ثابت نہیں ۔ پھر لڑکیوں کی تحقیر کا خیال یا تو دل سے نکال ڈالو اور یا اللہ کے لئے انکو منسوب نہ کرو ۔ یہ عقیدہ کا تضاد تو کسی طرح بھی معقول قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ کہ ایک طرف تو تم اللہ کی مخلوق کو نہایت ذلیل سمجھو ۔ اور سوسائٹی میں ان کو حقیر جانو ۔ اور دوسری طرف خدا کے لئے اس مخلوق کو منسوب کرو ۔ اور اس کے لئے ان کو وجہ فخر و لائق عزت قرار دو ۔

۱۵۶- اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝
۱۵۷- فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
۱۵۸- وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝
۱۵۹- سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝
۱۶۰- اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝
۱۶۱- فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝
۱۶۲- مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝
۱۶۳- اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝
۱۶۴- وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝
۱۶۵- وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝
۱۶۶- وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

۱۵۶- یا تمہارے پاس کوئی کھلی سند ہے ○
۱۵۷- سو اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو ○
۱۵۸- اور انہوں نے اللہ اور جنات میں رشتہ ٹھہرایا حالانکہ جنوں کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آئیں گے ○
۱۵۹- ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں اللہ پاک ہے ○
۱۶۰- مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ○
۱۶۱- سو تم اور جنکو تم پوجتے ہو ○
۱۶۲- کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے ○
۱۶۳- مگر اسی کو جو دوزخ میں جانے والا ہے ○
۱۶۴- اور ہم[۱] میں جو بھی ہے اس کا ایک مقام معین ہے ○
۱۶۵- اور ہم (فرشتے) صف باندھنے والے ہیں ○
۱۶۶- اور ہم تسبیح میں لگے ہوئے ہیں ○

خدائے خیر اور خدائے شر

ف۱ قرآن حکیم میں تمام عقائد باطلہ کی تردید موجود ہے۔ جو اس وقت رائج تھے۔ اور یا ان کے مقبول ہونے کا مستقبل میں کوئی امکان تھا۔ گو بظاہر صرف اہل کتاب اور مشرکین کو زیادہ تر خطاب فرمایا ہے لیکن اگر غور و تعمق سے دیکھا جائے۔ تو اس کتاب معرفت میں تمام مذہبی اور دینی تصورات کی توضیح اور تردید موجود ہے۔ عربوں میں ایک عقیدہ اس وقت یہ موجود تھا۔ کہ دنیا کے دو الگ الگ خدا ہیں ایک خیر کا خدا ہے جس سے سوائے حسن و جمال کے اور بھلائیوں کے اور کسی بات کا صدور نہیں ہوتا۔ دوسرا شر کا خدا ہے۔ جس سے مفاسد اور مضرات پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ علم کلام کا یہ معرکۃ الآرا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ جب وہ خالق مطلق ہے اور جمال تام ہے۔ تو پھر دنیا میں دکھ۔ تکلیف اور برائی کا وجود کیوں ہے۔ اور کہاں سے ہے۔ یہ خیال مجوس عجم نے عربوں میں پھیلایا تھا۔ اور عربوں میں عقلیت پسند گروہ نے اس عقیدے کو اپنا لیا تھا۔ اس بنا پر وہ شیاطین کو بھی قابل احترام سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کی رائے میں ان کا اللہ سے بہت گہرا اور عمیق تعلق تھا۔ اور دنیا میں جتنی برائیاں ہیں۔ ان کا منبع و مصدر یہی جنات شر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان کا یہ عقیدہ سراسر غلط ہے۔ وہ اہرمنی قوتیں جن کو یہ خدا سمجھتے ہیں۔ اللہ کے ماتحت ہیں۔ اور قیامت میں انکو اس کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اس کی ذات ہر عیب اور نقص کی بات سے پاک ہے۔ یہ نقائص اور مضرات و مفاسد جو ان کو نظر آتے ہیں ان کو معلوم نہیں۔ کہ نفس کائنات کے وجود کے لئے ان کا ہونا کتنا ضروری ہے۔ یہ ان اشیاء کو محدود نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر یہ نظروں میں وسعت پیدا کریں۔ اور ایک ایسی نظر سے کائنات کو دیکھیں۔ جو کہ تمام وسعتوں پر حاوی ہو۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ عالم ہمہ خیر و جمال ہے۔ اور نقص و عیب بھی نظر کی کوتاہیوں میں ہے۔ عالم کون و مکان میں نہیں۔

حل لغات

سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ۔ یعنی کھلی اور واضح دلیل۔ جو عقل و خرد پر قبضہ جمالے۔
نَسَبًا۔ رشتہ۔

[۱] یعنی فرشتوں کا کلام ہے۔

۱۶۷- وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝

۱۶۸- لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝

۱۶۹- لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

۱۷۰- فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

۱۷۱- وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝

۱۷۲- اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝

۱۷۳- وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

۱۷۴- فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

۱۷۵- وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

۱۷۶- اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

۱۷۷- فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

۱۷۸- وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

۱۶۷- اور یہ (اہلِ مکہ) تو یہ کہتے تھے ۝

۱۶۸- کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کا حال ہوتا ۝

۱۶۹- تو ہم ضرور اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ۝

۱۷۰- سو اس سے منکر ہو گئے اب عنقریب معلوم کر لیں گے ۝

۱۷۱- تحقیق پہلے گذری ہے بات ہماری واسطے پیغمبروں کے ۝

۱۷۲- کہ بیشک اُنہیں کی مدد کی جائے گی ۝

۱۷۳- اور ہمارا لشکر جو ہے وہی غالب رہا کرتا ہے ۝

۱۷۴- سو تو ان میں سے ایک وقت تک مُنہ موڑ لے ۝

۱۷۵- اور انہیں دیکھتا رہ عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے ۝

۱۷۶- کیا وہ ہمارا عذاب جلد مانگتے ہیں؟ ۝

۱۷۷- سو جس وقت وہ اُن کے میدان میں اُترے گا۔ تو ڈرائے ہوؤں کی صبح بری ہوگی ۝

۱۷۸- اور ان سے ایک وقت تک مُنہ موڑ لے ۝

ف یعنی آج یہ لوگ گو از راہِ عناد و دشمنی طلب عذاب میں مستعجل ہیں۔ مگر آپ گھبرائیں نہیں۔ جب اللہ کا غضب بھڑکے گا۔ اور عذاب کو یہ لوگ رُو برُو دیکھیں گے۔ تو اس وقت ان کے لئے حسرت اور ندامت کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ اس حالت میں ان کو احساس ہوگا۔ کہ ہم نے اللہ کی غیرت کو آزمانے میں بہت بڑی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ ان سے فی الحال تعرض نہ فرمائیے۔

حلِ لغات

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا۔ یعنی یہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ انبیاء کرام اپنے مخالفین پر غالب رہیں۔ اور ان کو ہر حال میں مظفر و منصور رکھا جائے۔

بِسَاحَتِهِمْ۔ آنگن۔ کشادگی۔

۱۷۹- وَّاَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ○
۱۸۰- سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ○
۱۸۱- وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ○
۱۸۲- وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○

اٰيَاتُهَا (۸۸)	(۳۸) سُوۡرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ (۳۸)	رُكُوۡعَاتُهَا (۵)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

۱- صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِى الذِّكۡرِ ○
۲- بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○
۳- كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا
وَّلَاتَ حِيۡنَ مَنَاصٍ ○
۴- وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ وَ
قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○

۱۷۹- اور دیکھتا رہ عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے ○
۱۸۰- تیرا رب جو عزت کا رب ہے ان کی باتوں سے پاک ہے ○
۱۸۱- اور رسولوں پر سلام ہے ○
۱۸۲- اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○

(۳۸) سُورۂ صٓ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- صٓ قسم ہے اس قرآن نصیحت کرنیوالے کی (کہ حقیقت ہمارا کلام ہے) ○
۲- لیکن جو لوگ منکر ہیں وہ سرکشی اور مخالفت میں ہیں ○
۳- اُن سے پہلے ہم نے بہت اُمتوں کو ہلاک کیا پھر
وہ پکارنے لگے اور وقت خلاصی کا نہ رہا تھا ○
۴- اور یہ لوگ اس پر تعجب کرنے لگے کہ اُنکے پاس اُنہیں میں سے ایک ڈرانیوالا آ گیا۔ اور کافروں نے کہا یہ جادوگر ہے جھوٹا ○

ف۱ اور دیکھتے رہیے۔ یہ بھی حالات پر نظر رکھیں۔ رب العزت کی پاکیزگی اور شوائب شرک سے بلندی ثابت ہو کر رہے گی۔ اور اللہ کے رسول پر سلامتی کے انوار برسیں گے۔ اور فضا حمد و ستائش خداوندی کے نغموں سے گونج اُٹھے گی۔

سُورۂ صٓ

ف۱ یہ سورۃ مکی ہے۔ اور اس کا آغاز بھی عام طور پر مکی سورتوں کے انداز کے مطابق قرآن کے تعارف سے ہوا ہے۔ صٓ۔ حروف مقطعات میں سے ہے۔ جس کی تفصیل سورۃ بقرہ کے ضمن میں بیان کی جا چکی ہے۔ قسم سے مُراد استشہاد ہے۔ جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں مقصود یہ ہے۔ کہ قرآن کی صداقت پر خود قرآن پیش کیا جائے۔ اور اس کے اس پہلو کو نمایاں کیا جائے۔ کہ اس میں علم انسانی کے لئے رشد و ہدایت کا وافر سامان موجود ہے۔ یہ ذکر و نصیحت ہے اور برکت و سعادت ہے۔ یعنی اگر قرآن کی تفصیلات پر اجمالی نظر ڈالی جائے۔ تو اس کا منجانب اللہ ہونا خود ثابت ہو جائے گا۔ کہ اس کو پیش کرنے والا اللہ کا سچا رسول ہے۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اس کی حقانیت اس درجہ ظاہر اور واضح ہے۔ تو پھر شکوک و شبہات کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اور کیوں یہ منکر لوگ اس کی صداقتوں سے محروم ہیں۔ جواب ارشاد فرمایا۔ کہ اصل میں تعصب و غرور اور مخالفت و عناد کے جذبے نے انہیں اندھا کر رکھا ہے۔ ورنہ اس کلام الٰہی میں کفر و انکار کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ جانتے ہیں۔ کہ ان سے پہلے بہت سی قومیں اسی تعصب اور حق کی دشمنی کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہیں۔ اسلئے انکا انجام بھی یہی ہو سکتا ہے۔ اگر یہ برابر اس حقیقت کبریٰ کی مخالفت پر کمربستہ رہے۔

فرمایا۔ انکو تعجب میں ڈالنے والی یہ بات ہے کہ آخر اللہ نے کس عہدہ جلیلہ کیلئے محمد عربی کو کیوں پسند فرمایا۔ حالانکہ جہاں تک دنیوی وجاہتوں اور انسانی فضائل و محاسن کا تعلق ہے۔ یہ لوگ بھی ان چیزوں میں آپکے برابر کے شریک ہیں۔ بلکہ بعض باتوں میں تو انکا خیال ہے کہ ہم ان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ پھر دوسری چیز جس نے انکو حیران کر رکھا ہے۔ وہ توحید کا عقیدہ ہے۔

حلِ لغات: ۱۔ عِزَّةٍ۔ یعنی غلبہ نفس کے مرض میں مبتلا ہیں۔ مناص۔ ناص۔ ینوص سے ہے۔ یعنی خلاصی۔

۵- اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ○

۵۔ کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا! یہ تو ایک عجیب بات ہے ○ ف۱

۶- وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ○

۶۔ اور ان میں کے سردار لوگ یہ کہہ کر چل دیئے۔ کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بیشک اس بات میں کچھ غرض ہے ○

۷- مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○

۷۔ ہم نے ایسی بات پچھلے دین میں نہیں سنی اور کچھ نہیں۔ یہ صرف بنائی ہوئی بات ہے ○

۸- ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ○

۸۔ کیا ہمارے درمیان اسی پر نصیحت اتری ہے؟ (کیوں نہیں اتری) بلکہ وہ میری نصیحت سے شک میں ہیں۔ بلکہ ابھی انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا ○

۹- اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ○

۹۔ کیا ان کے پاس تیرے رب بخشنے والے کی رحمت کے خزانے ہیں؟ ○ ف۲

ف۱ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کچھ غرض ہے۔ کہ بہت سے خداؤں کا کام تنہا کیا جائیگا۔ پھر جب انہوں نے یہ دیکھا۔ کہ باوجود عیب و حیرت کے محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان ہی کو منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا ہے۔ اور توحید کی طرف بلایا جارہا ہے۔ تو ان میں کے اکابر نے عوام سے کہا۔ کہ خبردار اس شخص کی باتوں میں نہ آجانا۔ اور ایسا نہ ہو کہ تم اپنے خداؤں کو چھوڑ دو۔ دیکھو اپنے بتوں کی عبادت پر قائم رہو۔ پھر خود آپ ہی کہتے تھے۔ کہ یہ عقیدہ تو کچھ ایسا ہے۔ کہ پھیل کر رہے گا۔ گویا ان کو اپنے عقیدہ کی کمزوری خوب معلوم تھی۔ اور یہ محسوس کرتے تھے۔ کہ اس کی خیر نہیں ہے۔ یہ آج بھی غلط ہے۔ اور کل بھی غلط۔

نبوت کا استحقاق

ف۲ معیار بدلا جا چکا ہے۔ مکہ والوں کو سب سے زیادہ غصہ اس بات پر تھا۔ کہ اگر نبوت ایک انعام ہے۔ تو ہم اس سے کیوں محروم ہیں؟ کیوں ہماری عزت و وجاہت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کیوں ہمارے شرف و مجد کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اور کیا ہوتا ہے کہ یتیم۔ اس آدمی کو اس سعادت کیلئے چن لیا گیا ہے۔ جو کسی طرح بھی مال و دولت کے اعتبار سے یا اعوان و انصار کے لحاظ سے ہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس استدلال سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ شریعتاً بھی سے حضور کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر اس میں کوئی حقیقت ہوتی۔ تو پھر ہمیں عہدہ نبوت پر فائز ہونا چاہئے تھا۔ خدا ایسا منصف نہیں ہے کہ اکابر اور مشاہیر کو چھوڑ کر ایک گمنام اور یتیم کو جس کے پاس کھانے کو بھی ہو جو نہیں۔ نبوت کیلئے منتخب فرمالے۔ اور ساری کائنات کی سیادت و قیادت انکے سپرد کر دے۔ ان لوگوں کے نزدیک نبوت کیلئے ضروری تھا کہ انکے ساتھ دنیا کے ٹھاٹ بھی ہوں۔ اور ایسے شخص کو اس منصب جلیل پر فائز ہونا چاہئے تھا۔ جو حشم و خدم کے لحاظ سے اپنے معاصرین پر فوقیت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مزعومہ کا جواب دیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تو اللہ کی بخشش ہے۔ اور عطا الٰہی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس کا استحقاق کس شخص کو حاصل ہے۔ اسکے علم سے ہے۔ کہ یہ حضرات دیدہ اکابر اس بار گراں کو اٹھا سکیں گے یا یہ دُرِّ یتیم۔ یہ بخشش اور موہبت ہے۔ جس کا تعلق روحانی اصلاح سے ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۸۶ پر)

حل لغات

عُجَابٌ۔ تعجب۔

اَلْمَلَأُ۔ اکابر۔

اِخْتِلَاقٌ۔ گھڑت۔ دروغ بافی۔

۱۰- اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا قف فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ○

۱۰- یا آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کی سلطنت انہیں کی ہے؟ تو چاہیے کہ رسیاں تان کر آسمان پر چڑھ جائیں ○

۱۱- جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ○

۱۱- یہ ایک لشکر ہے جہاں اور لشکروں نے شکست کھائی ہے یہ لشکر شکست کھائیگا ○

۱۲- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ○

۱۲- ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور فرعون میخوں والے نے جھٹلایا تھا ○

۱۳- وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ط اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ○

۱۳- اور ثمود اور قوم لوط اور ساکنان ایکہ نے بھی، یہی وہ فوجیں ہیں ○

۱۴- اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ○

۱۴- یہ جتنے تھے سب نے ہی تو رسولوں کو جھٹلایا پس میرا عذاب (بھی) ثابت ہو گیا ○

۱۵- وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ○

۱۵- اور یہ لوگ بھی ایک چنگھاڑ ہی کی راہ دیکھتے ہیں جو بیچ میں دم نہ لے گی ○

۱۶- وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ○

۱۶- اور انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب روز حساب سے پہلے ہمارا حصہ جلد ہمیں دے ○

حاشیہ صفحہ ۱۰۸۵ :- اس نے کہا مال و دولت کی فراوانی اور عزت و جاہ کا تعلق وجہ سفارش نہیں ہو سکتا دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ کس کا دل و دماغ اس قابل ہے۔ کہ انوار و تجلیات کو برداشت کر سکے اور اللہ کے پیغام کو دوسرے اسکے بندوں تک پہنچا سکے۔ کون وہ ہے۔ جو خلق عظیم کی دولت کا مالک ہے۔ اور کس کی سیرت عظمیٰ دنیا کے لئے برکت و سعادت کا موجب ہو سکتی ہے۔ فرمایا۔ کہ نبوت کا تعلق تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسکی رحمت کے خزائن تمہارے تصرف میں نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

اور (۱) آسمانوں اور زمین کی حکومت تمہارے قبضہ میں ہے۔ اگر نہیں مانتے ہو۔ تو جو چاہو کرو۔ اللہ کو یہی منظور ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہوں۔ اور اس کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ یعنی یہ لوگ تکذیب رسل میں کوئی ندرت سے کام نہیں لے رہے۔ ان سے پہلے بھی قوموں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔ اور اللہ کا غضب اور غضب حرکت میں آیا ہے۔ اور ان منکرین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اس لئے اگر یہ بھی کسی انجام کے منتظر ہیں۔ اور یہی چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کی غیرت کو آزمائیں۔ تو یہ بھی دیکھ لیں۔ اسکی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ وہ اب بھی فطرت کے دشمنوں سے پوری طرح انتقام لیگا۔ اور انہیں بتائے گا۔ کہ حق و صداقت کا انکار کس درجہ مذموم ہوتا ہے ۔

حل لغات

فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ۔ غرض یہ ہے۔ کہ اگر آسمان و زمین کی حکومت ان کے قبضہ قدرت میں ہے۔ تو پھر یہ کیوں آسمان پر نہیں چڑھ جاتے اور کیوں اپنے حسب منشا احکام کو جاری کر کے تعلقات کو تکمیل تک پہنچاتے ۔ ذُو الْاَوْتَادِ۔ ثبات ملک سے کنایہ ہے شعر ہے وَلَقَدْ غَنُوْا فِيْهَا بِاَنْعَمِ عِيْشَةٍ

فِيْ ظِلِّ مُلْكٍ ثَابِتِ الْاَوْتَادِ

فَوَاقٍ۔ مہلت۔ اصل میں اس وقفہ کو کہتے ہیں۔ جو ایک ...

۱۷- اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

۱۷- جو جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اُن پر صبر کرو اور ہمارے صاحب قوت بندہ داؤدؑ کو یاد کرو بیشک وہ رجوع کرنیوالا تھا ۝

۱۸- اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝

۱۸- ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑ تابع کر دیئے تھے۔ کہ شام صبح تسبیح کرتے تھے ۝

۱۹- وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

۱۹- اور پرندے بھی جمع ہو کر سب اُسکے آگے رجوع رہتے تھے ۝

۲۰- وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

۲۰- اور ہم نے اس کی سلطنت کو استوار کیا اور اُسے حکمت اور فیصلہ کی بات عنایت کی ۝

۲۱- وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝

۲۱- اور اے محمدؐ کیا تیرے پاس دعوے والوں کی خبر آئی ہے؟ جب وہ دیوار کود کر محراب میں آگئے ۝

۲۲- اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝

۲۲- جب وہ داؤدؑ کے پاس آئے تو وہ اُن سے ڈرا۔ بولے اندیشہ نہ کر ہم دو جھگڑالو ہیں۔ ہم میں سے بعض نے بعض پر ستم کیا ہے۔ سو تو ہم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے اور بات کو دُور نہ ڈال اور ہمیں سیدھی راہ بتا دے ۝

حضرت داؤدؑ

ف اس مقام پر حضرت داؤدؑ کا ذکر مدح وستائش کے انداز میں ہے۔ یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ صاحب قوت واقتدار تھے۔ وہ خدا کے حضور میں خشوع قلب کے ساتھ جھکتے تھے۔ پہاڑ ان کے مسخر تھے۔ پرندے انکے اشارہ چشم کے منتظر رہتے۔ ان کی حکومت نہایت مضبوط اور مستحکم تھی۔ اللہ نے حکمت وتدبیر اور فصاحت وبلاغت کی نعمتوں سے انہیں نوازا تھا۔ اللہ کے ہاں انکو قرب حاصل تھا۔ یہ انجام وعاقبت کے لحاظ سے بہترین انسان تھے۔ اور زمین میں انکو اللہ کا نائب بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور انکو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں میں حق وانصاف کے ساتھ فیصلے صادر فرماویں۔ اور خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں۔ ان فضائل ومحامد کی روشنی میں آپ اس قصہ کی لغویت پر غور کیجئے۔ جو حضرت داؤدؑ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیا اللہ نے اتنی تعریفیں محض اس لئے بیان فرمائی ہیں۔ کہ ان کو سادہ لوح ایک دنیوی بادشاہ کی طرح حریص وطامع انسان سمجھ لیا جائے۔ کیا ایسا قوت واقتدار شخص اتنی اخلاقی بزدلی کا اظہار کر سکتا ہے۔ کہ ایک عورت کے حصول کیلئے بلاوجہ اسکے خاوند کو خفیہ منصوبوں کے ماتحت مروا ڈالے۔ کیا وہ شخص جو اوّاب ہو جسکے پہاڑ مسخر ہوں۔ پرندے جسکی تسبیح کے معترف ہوں جسکی حکومت نہایت باقتدار ہو۔ جو حکمت ودانائی کا مالک ہو جسے فصل خصومات میں اعلیٰ ترین قابلیت وبلاغت حاصل ہو۔ وہ ایسی ذلیل حرکات کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ کیا اللہ کے نائب سے اس قسم کے کمینہ افعال کی توقع جا سکتی ہے۔ معلوم نہیں کیونکر یہ بیہودہ افسانہ ہماری تفسیروں کا جزو بن گیا۔ حالانکہ زمانہ صحابہ میں بھی اس قصہ کی تردید کی گئی۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو واعظ اس قصے کو بیان کریگا۔ میں اس پر حد قذف جاری کرونگا۔ اور اسکے دُرّے لگاؤنگا۔ یہ قصہ بائبل میں موجود ہے۔ اور وہاں اس لئے ناقابل اعتراض ہے۔ کہ اہل کتاب کے نزدیک حضرت داؤدؑ پیغمبر نہیں تھے۔ صرف ایک بادشاہ تھے۔ [illegible]

حل لغات:- فَصْلَ الْخِطَابِ۔ [illegible] یعنی جو کلام کہ فصیح اور روشن ہو۔ اور حق وباطل میں تمیز کرے۔ وَلَا تُشْطِطْ۔ زیادتی نہ کرو۔

۲۳- اِنَّ ھٰذَاۤ اَخِیۡ لَہٗ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ نَعۡجَۃً وَّلِیَ نَعۡجَۃٌ
وَّاحِدَۃٌ فَقَالَ اَکۡفِلۡنِیۡھَا وَعَزَّنِیۡ فِی الۡخِطَابِ ○
۲۴- قَالَ لَقَدۡ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِکَ اِلٰی نِعَاجِہٖ
وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ الۡخُلَطَآءِ لَیَبۡغِیۡ بَعۡضُھُمۡ عَلٰی
بَعۡضٍ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
قَلِیۡلٌ مَّا ھُمۡ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰہُ
فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ ○ السجدۃ
۲۵- فَغَفَرۡنَا لَہٗ ذٰلِکَ وَاِنَّ لَہٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰی
وَحُسۡنَ مَاٰبٍ ○
۲۶- یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ
فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡھَوٰی
فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیۡنَ

۲۳- یہ جو ہے میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے
پاس ایک دُنبی ہے سو اسنے مجھ سے کہا کہ وہ (دُنبی) بھی مجھے
سونپ دے اور مجھ سے بات میں زبردستی کی ہے ○
۲۴- داؤدؑ نے کہا اس نے تجھ پر ظلم کیا کہ اپنی دُنبیوں میں ملانے
کیلئے تیری دُنبی مانگی اور اکثر شریک ایک دوسرے پر
زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک
کام کئے وہ ایسا نہیں کرتے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں اور داؤدؑ
کے خیال میں آیا کہ ہمنے اسے آزمایا پھر اسنے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور
۲۵- پھر ہمنے اسکو وہ کام معاف کر دیا اور بیشک اسکے لئے
ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے ○
۲۶- اے داؤدؑ ہمنے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں کے درمیان
انصاف کے فیصلہ کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ یہ پیروی
تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیگی کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اللہ کی

حاشیہ صفحہ ۱۰۸۷

اس لئے اس طرح کے قصوں کا انتساب ان کی طرف ہو سکتا تھا مگر قرآن کے نزدیک وہ پیغمبر ہیں۔ جو نہ صرف معصوم ہوتے ہیں۔ بلکہ انکا منصب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے لئے اخلاق و عادات میں بہترین اسوہ اور نمونہ ہوں۔ پھر کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ انکی طرف ایسے افسانے کا انتساب کیا جائے۔ اصل قصہ یہ ہے۔ کہ حضرت داؤدؑ کے پاس بے وقت اور ناجائز طریق سے دو آدمی آ گئے۔ اُن کو خطرہ محسوس ہوا۔ کہ شاید یہ دشمنوں کے مقرر کردہ جاسوس ہوں اور میرے قتل کے سلسلے میں آئے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے وہ قصہ بیان کیا۔ جس کی تفصیل ان آیات میں مذکور ہے۔ اور حضرت داؤدؑ سے فیصلہ چاہا۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا

ف۱ حضرت داؤدؑ نے نہایت فصاحت و بلاغت سے اور حسن خطاب کے انداز سے فیصلہ سنایا۔ جس میں معمولی واقعہ کو ایمان و عمل کی دعوت کا زبردست ذریعہ بنا لیا۔ اور بتایا۔ کہ عام طور پر جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور اعمال صالحہ کی قدر و قیمت کو صحیح معنوں میں نہیں جانتے۔ اُن سے اس نوع کی زیادتیاں ضرور صادر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اصل چیز یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ایک دوسرے کے حقوق پہچاننے کا ان کو موقع ملے۔ اور آئینہ حق و انصاف کو اپنا مذہبی شعار بنائیں۔ یہ نہیں کہ اس واقعہ کو صرف سطحی نظروں سے دیکھیں اور اسکے حقیقی اسباب پر غور نہ کریں۔ اس کے بعد حضرت داؤدؑ کو محسوس ہوا۔ کہ دیواریں پھاند کر محل میں آ جانے سے جو سوء ظنی انکے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ غلط تھا۔ اور اس لحاظ سے قابل معافی تھا۔ کہ تاکہ وہ گناہ انسانی کے متعلق اس طرح کی بدگمانی کو بہت سی مشکلات میں پھنسا دینے کی موجب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ نے اپنی اس غلط فہمی کی اللہ سے معافی چاہی۔ اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ ع اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

حل لغات

نَعۡجَۃٌ۔ دُنبی۔ بھیڑ۔ بکری۔ گاؤ خر۔

يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

راہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے اس سبب سے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے سخت عذاب ہے ۝

۲۷- وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝

۲۷- اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو بیکار نہیں بنایا۔ یہ اُن کا خیال ہے جو منکر ہیں اور کافروں پر آگ کے سبب افسوس ہے ۝ ط

۲۸- أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝

۲۸- کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انکی برابر کردیں گے۔ جو ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں یا ہم ڈرنیوالوں کو بدکاروں کے برابر کردینگے؟ ط

۲۹- كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

۲۹- یہ قرآن ایک مبارک کتاب ہے، جسے ہمنے تیری طرف نازل کیا تاکہ اسکی آیتوں میں فکر کریں اور عقل والے سمجھیں ۝ ف

۳۰- وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

۳۰- اور ہمنے داؤد کو سلیمان بخشا، بہت خوب بندہ تھا وہ رجوع رہنے والا تھا ۝

دُنیا کی تخلیق کا ایک مقصد ہے

ف قرآن حکیم پہلی کتاب ہے، جو دنیا کی غرض اور مقصد کا تعین کرتی ہے۔ اور کہتی ہے، کہ عالم کون و مکان یہ تزئین و آرائش، یہ قوس قزح، یہ ستارے، یہ چاند اور آفتاب بیجا اور بے فائدہ نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ بلکہ انکی تخلیق کا ایک حقیقی مقصد ہے۔ انسان کو جو اس دنیا میں خلعت وجود دیکر بھیجا گیا ہے۔ تو صرف اسلئے نہیں، کہ وہ چند مادی لذتوں سے بہرہ مند ہو اور پھر چپ چاپ عمر عزیز ختم کرکے دنیا چھوڑ دے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے پیدا کرنے میں ایک حکمت ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ اس بساط حیات کو لہو و لعب کے لئے نہیں بچھایا گیا ہے۔ اور یہ کائنات محض اتفاق وقت کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ اسکو حکیم و علیم خدا نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے اس نظریہ کی تردید ہے۔ جو دنیا کو محض مادہ کے غیر شعوری تصرفات کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اور جنکی رائے ہے کہ اس کارگاہ حیات کے پس پردہ کوئی شعور و ادراک کارفرما نہیں ہے۔ جو کچھ ہے۔ وہ صرف مادہ ہے۔ آگے مادہ ہے۔ پیچھے مادہ ہے۔ اور ہر چہار طرف مادہ ہی کی حکومت اور اسی کا تسلط ہے۔ اب یہ عقیدہ تقریباً باطل ہو گیا ہے۔ اور خود مادئین اب یہ کہنے لگے ہیں۔ کہ صرف مادہ اس درجہ اہمیت نہیں رکھتا۔ کہ اسے طبعی طور پر ہر چیز کا منبع سمجھ لیا جائے۔ بلکہ مادہ پر قوت حیات حکمران ہے۔ گو وہ خدا کو ابھی اس شکل میں نہیں مانتے۔ جس میں کہ مذہب اس کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ مگر اب یہ لوگ تقریباً ایک ذی شعور ہستی کو ماننے لگے ہیں، جو حیات اور زندگی کا مخرج ہے۔

ف یعنی جب یہ مسلم ہے۔ کہ دنیا کی تخلیق کا ایک معین مقصد ہے۔ تو پھر یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جو لوگ اس نصب العین کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اور اس غرض و مقصد کی مخالفت کرتے ہیں۔ برابر نہیں ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ مومن اور صالح ہیں۔ اور دوسری قسم کے لوگ مفسد۔ ظاہر ہے کہ ایمان اور تقویٰ میں اور فساد و فجور میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایمان سے کائنات کی تعمیر ہے اور کفر سے عالم کون کی تخریب۔

ف جو اس فلسفہ کو پیش کرنیوالی کتاب ہے۔ وہ نہایت مبارک ہے۔ اور ہر صاحب عقل انسان اس کا مخاطب ہے۔ جسکی خواہش ہے۔ کہ سب لوگ اسکے حقائق و معارف پر غور کریں اور سوچیں۔ پھر اگر یہ مجموعہ تعلیمات واقعی کارآمد ہو اور لوگوں کو برکت و سعادت سے بہرہ مند کر سکے۔ تو اس کو قبول کرلیں۔ ورنہ کوئی شخص اسکو تسلیم کرنیکے لئے مجبور نہ ہوگا

۳۱- اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝

۳۱- جب شام کے وقت اسکے سامنے تین پاؤں پر کھڑے ہونیوالے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے ۝

۳۲- فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝

۳۲- تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے رب کی یاد سے مال کی محبت کو زیادہ چاہا یہانتک کہ (سورج) اوٹ میں چھپ گیا ۝

۳۳- رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝

۳۳- ان گھوڑوں کو میرے پاس لوٹا دو۔ پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ۝

۳۴- وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝

۳۴- اور ہم نے سلیمان کو آزمایا اور اس کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا- پھر سلیمان نے رجوع کیا ۝

۳۵- قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

۳۵- بولا اے رب مجھے معاف کردے اور مجھے ایسی سلطنت بخش کہ میرے بعد کسی کے مناسب ہو بیشک تو بڑا ہی بخشنے والا ہے ۝

۳۶- فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝

۳۶- پھر ہم نے ہوا اسکے قابو میں کردی کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتا اسی طرف کو اسکے حکم سے آہستہ آہستہ چلتی ۝

۳۷- وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝

۳۷- اور شیاطین بھی تابع کر دیے (یعنی) ساری عمارتیں بنانیوالے اور غوطہ لگانے والے ۝

حضرت سلیمان کے گھوڑے

ف حضرت سلیمان کے متعلق اس قصے میں بھی، نماشناوں سے کام لیا گیا ہے اور انکے متعلق بھی ان کے باپ کی طرح یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے نماز عصر کو قضا کر دیا تھا محض گھوڑوں سے محبت اور فریفتگی کی وجہ سے اور پھر آخر میں جب انہوں نے محسوس کیا۔ کہ بڑی غفلت ہوئی۔ تو ان گھوڑوں کو قتل کر دیا تھا۔ کیونکہ وہی، اور دانستہ آزمائش و ابتلاء کا موقع پیش آئے۔ یہ قصہ قطع نظر اس کے کہ قرآن کے انداز بیان کے خلاف ہے۔ اور منصب نبوت کے منافی، بجائے خود اس درجہ رکیک ہے۔ کہ عقل تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ حضرت سلیمان خود بادشاہ تھے۔ بادشاہ کے بیٹے تھے ہمیشہ جاہ و حشم کو دیکھا تھا۔ گھوڑوں کی سواری کی تھی۔ یہ قرین عقل نہیں کہ وہ چند گھوڑوں پر اتنے ریجھ گئے ہوں کہ فرض بھی بھول جائیں غور طلب یہ حقیقت ہے۔ کہ قرآن نے بطور انعام مقام فضیلت میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہم نے حضرت داؤد کو سلیمان جیسے مولود مسعود سے نوازا جو بہترین بندے تھے۔ اور جن میں رجوع الی اللہ کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ پس ان اوصاف کا حامل کیا نماز جیسا فریضہ بھول سکتا ہے! اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان اپنے والد بزرگوار کی طرح شوقِ جہاد میں گھرے ہوئے تھے۔ اور دین کی اشد محبت اپنے دل میں پنہاں رکھتے تھے اور چاہتے تھے۔ کہ دشمن دین کی حقانیت کے قائل ہو جائیں۔ اس لئے بالطبع جہادی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ ان آیات میں ان کے اسی جذبۂ جہاد کا ذکر ہے۔ کہ ایک دن جب انکے حضور میں عمدہ عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے ان سے بہت محبت ہے۔ اور یہ محبت اسلئے ہے کہ میرے رب نے جہاد کا اور اسکی تیاریوں کا حکم دے رکھا ہے۔ اور جہاد کیلئے ان گھوڑوں کی بڑی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ گھوڑے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ دوبارہ انکو پیش کرو۔ اور پھر از راہ شفقت و محبت خود ہی گردن اور انکے پاؤں سہلانے لگے۔ غرض یہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان جہاد اپنے گھوڑوں کی تربیت میں بنفس نفیس حصہ لیتے تھے۔

ف ان آیتوں میں حضرت سلیمان کی وسعت سلطنت کا تذکرہ ہے۔ کہ ان کے جہاز ہواؤں میں اڑتے تھے اور انکا تخت ہوائی نکے تابع تھا۔ جہاں وہ چاہتے تھے چلے جاتے تھے۔ اور ہر طرح کے کام کرنیوالے ان کے مسخر تھے۔

حل لغات: اَلصّٰفِنٰتُ۔ صافنۃ کی جمع ہے۔ وہ گھوڑے جو تین پاؤں اور چوتھے سم پر کھڑے ہوتے ہیں مراد اصیل اور عمدہ گھوڑوں سے ہے۔ اَلْجِيَادُ۔ جواد کی جمع ہے یعنی تیز رفتار گھوڑے۔ فَتَنَّا۔ حضرت سلیمان کو

۳۸ - وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ○
۳۹ - هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ○
۴۰ - وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ ع
۴۱ - وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ
مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ○
۴۲ - اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ
وَّشَرَابٌ ○
۴۳ - وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ
رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ○
۴۴ - وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ
لَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ

۳۸۔ اور کتنے ہی اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ○
۳۹۔ (علاوہ انکے اور مہربانی یہ کی کہ) عطیا دے دیا کہ یہ دنیوی سلطنت ہماری بخشش ہے۔ اب تو احسان کر یا اپنے ہی پاس رکھ چھوڑ (تجھ سے) کچھ حساب نہ ہوگا ○
۴۰۔ بیشک انکے لئے ہمارے پاس البتہ نزدیکی اور اچھا ٹھکانہ ہے ○
۴۱۔ اور ہمارے بندہ ایوب کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو ایذا اور تکلیف لگا دی ہے ○
۴۲۔ اپنا پاؤں زمین پر مار یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا چشمہ ہے ○
۴۳۔ اور ہم نے انکے گھر والے انکو بخش دیے اور انکے ساتھ ان کے اتنے ہی اور بھی اپنی طرف کی مہربانی سے اور عقلمندوں کیلئے یادگار ○
۴۴۔ اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے۔ پھر اس سے (اپنی عورت کو) مار اور قسم میں جھوٹا نہ ہو۔ ہم نے ان کو صابر پایا وہ بہت اچھا

ف۱ ان تمام قصص سے مقصد یہ ہے۔ کہ حضور کی تسکین خاطر کا سامان بہم پہنچایا جائے۔ انکو بتایا جائے۔ کہ نبوت کیلئے فقر و افلاس ضروری نہیں ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو دیکھئے۔ کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے انکو مال و دولت اور جاہ و حشمت سے نوازا تھا۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ انبیاء آسودگی اور تنعم کی زندگی ہی بسر کریں۔ حضرت ایوب کو دیکھئے۔ کہ وہ کس قدر تکلیفوں میں مبتلا ہوئے۔ مگر پھر بھی دامن صبر و شکر کو ہاتھ سے نہیں دیا۔

حضرت ایوب

قصہ یہ تھا کہ حضرت ایوب بیمار ہو گئے اور بیماری نے یہاں تک طول کھینچا۔ کہ اہل و عیال بھی گھبرا گئے۔ اور بالآخر انکو چھوڑ کر چل دیئے۔ اس حالت میں بھی ایوب دعا و شکر اور حمد و ستائش میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر بندے کی دعا کو سن لیا۔ اور بیماری کو صحت و توانائی سے بدل دیا۔ ایک چشمہ شفا پاؤں کی ٹھوکر سے ابلا۔ اور حضرت ایوب اس میں نہا کر بالکل تندرست ہو گئے۔ پھر اہل و عیال کے لوگ بھی حسب دستور واپس آ گئے۔ اور حضرت ایوب امن و سعادت کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک خلش دل میں باقی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ بیماری کی حالت میں اپنی بیوی کے متعلق قسم کھا بیٹھے تھے۔ کہ اسکو انکی ناشکری اور خدمت گزاری کی سزا دوں گا اور ماروں گا۔ مگر اب دل نہ چاہتا تھا۔ کہ قسم کو پورا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سینکڑوں تنکوں کا ایک گٹھا لو اور اس سے مار کر قسم کو پورا کر لو۔ اس سے تم اپنی قسم کو بھی پورا کر سکو گے۔ اور تمہاری بیوی کو دکھ بھی نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ حضرت ایوب نے اس تدبیر پر عمل کیا۔ اور سوگند شکنی کے ارتکاب سے بچ گئے:

اس واقعہ سے فقہائے شافعین نے حیلے استنباط کئے ہیں۔ کہ العیاذ باللہ پورا نظام شرعی ہی تباہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر حکم یوں موم کی ناک بن جاتا ہے۔ کہ انکو اپنی خواہشات کے مطابق بنا سکیں۔ اصل میں اس باب میں ایک اصولی چیز کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ شریعت کا اصل میں سہولت آسانی مقصود ہے۔ اگر الفاظ میں اس طرح کی گنجائش ہو۔ کہ کوئی شخص مشکلات سے بچ سکے۔ تو اسلام اسکی قدر کرتا ہے۔ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ شریعت اسلامی کے نظام کو ایک قسم کا بار سمجھ لیا جائے۔ اور اس سے گردن چھڑانے کیلئے حیلے تراشے جائیں۔ حضرت ایوب کے قصہ میں کسی حکم شرعی کے ابطال کیلئے کوئی تدبیر نہیں سوچی گئی ہے۔ بلکہ اس بات پر غور کیا گیا ہے۔ کہ کیونکر حضرت ایوب کے الفاظ کو بہتر اور موزوں شکل میں پورا کیا جا سکتا ہے۔ دونوں میں زاویہ نگاہ کا بہت بڑا فرق ہے ●

حل لغات:۔ مقرنین۔ جکڑے گئے۔ مسنی الشیطن۔ یعنی میں بیمار ہو گیا ہوں۔ چونکہ بیماری کو شیطان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مغتسل۔ نہانے کی جگہ

الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ○

۴۵- وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ○

۴۶- اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ○

۴۷- وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ○

۴۸- وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ
وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ○

۴۹- هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ○

۵۰- جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ○

۵۱- مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ
كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ○

۵۲- وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ○

بندہ تھا رجوع رہنے والا ○

۴۵- اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کر،
جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے (یعنی صاحبِ قوت و دانائی) ○

۴۶- ہم نے انہیں ایک پاک خصلت کے لئے منتخب کیا وہ آخرت کی یاد تھی ○

۴۷- اور بیشک سب ہمارے نزدیک چنے ہوئے نیک لوگوں میں سے ہیں ○

۴۸- اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کر اور ہر ایک نیکوں
میں سے تھا ○

۴۹- یہ ایک نصیحت ہے اور بیشک متقیوں کا اچھا ٹھکانا ہے ○

۵۰- ہمیشہ رہنے کے باغ (کہ) ان کے لئے دروازے کھول رکھے ہونگے ○

۵۱- ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہیں اور وہاں بہت سے میوے
اور شراب منگوائیں گے ○

۵۲- اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہیں ○

انبیاء سب سے بہتر ہوتے ہیں

ف۱ قرآن حکیم نے منصب نبوت کو ان معنوں میں پیش کیا ہے کہ وہ علم و فضیلت و خیر کے آخری نقطۂ ارتقاء کا پیغمبر وہ ہے۔ جو انسانیت کے لئے پورا پورا نمونہ ہو۔ جو جسم و روح کے لحاظ سے اعلیٰ نسب کا اور اخلاقِ کریمانہ کا حامل ہو جس میں انسان کو وہ سب کچھ مل جائے۔ جس کا وہ محتاج ہو جو کردار اور سیرت کے لحاظ سے دوسروں کے لئے لائق اطاعت و تقلید ہو۔ اور جس کے چہرۂ انور میں ہر نوع کی تابانی ہو یعنی وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ کا صاف مفہوم ہے کہ تمام پیغمبر مخلص ہوتے ہیں۔ ان میں ان جلوؤں کی کثرت و فراوانی ہوتی ہے۔ جن کا تعلق کمالاتِ انسانی سے ہے اور یہ اپنے زمانے اور ماحول کی مناسبت سے تمام تاریک دنیا کو پیغام نور دیتے اور قلوب میں روشنی پیدا کرتے ہیں۔

اہل جنت

ف۲ ان آیتوں میں پاکبازوں کے لئے حسنِ مآب کا وعدہ ہے۔ جنہوں نے دنیا میں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے ہر نوع کی لذتوں کو ٹھکرایا ہے اور اپنے کو مصائب و مشکلات کا ہدف بنائے رکھا ہے۔ جنہوں نے نفس کو خواہشات سے روکا ہے۔ اور جذبات کی کڑی نگرانی کی ہے جنہوں نے دل کو اس طرح اللہ کے حکموں کے ماتحت کر دیا ہے۔ کہ وہ بغاوت و سرکشی پر آمادہ نہیں ہوتا۔ جنہوں نے ایمان محکم کی نعمت کو پایا ہے اور اعمال صالحہ سے بہرہ مندی حاصل کی ہے۔ ہاں وہ جنہوں نے روح و قلب کی لطافت کے لئے ان تمام منزلوں سے گزرنا گوارا کر لیا۔ جو بوجہ لازم کے اذیت دہ کانٹوں سے اٹی پڑی تھیں۔ ان پاک اور طیبہ نفوس کیلئے اللہ کے ہاں نہایت خوشگوار زندگی ہے۔ وہاں روح و جسم کی تمام آسائشوں کا سامان ہے۔ وہاں باغات ہیں۔ جو سدا شاداب رہیں گے۔ جنکے دروازے ان کے لئے کھلے ہونگے۔ اور یہ جو لوگ انمیں داخل ہونگے ان بے انتہا نعمتوں میں یہ لوگ اطمینان و وقار کے ساتھ تکیے کے سہارے بیٹھے ہونگے۔ یہ ظروف لا کر سلیقے کا کام و دہن کی تواضع کریں گے۔ پینے کیلئے عمدہ عمدہ چیزیں ہونگی۔ اور تسکین نفس کے لئے ہم سن اور ہم مذاق بیویاں ہونگی جنکی نگاہیں صرف اپنے چاہنے والوں کے چہروں پر مرکوز ہونگی۔ گویا وہاں نفس اور قلب کی ہر آسائش اور سیر آسودگی کا خیال رکھا جائیگا۔ کوئی خلش نہیں ہوگی۔ اور نہ کوئی تمنا ان کی دبیگی۔ ساری حسرتیں نکلیں گی۔ اور سب ارمان پورے ہونگے۔

حل لغات:- اتراب۔ ترب کی جمع ہے۔ ہم سن۔ ہم عمر و دوستان۔

الثلثة

۵۳ - هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ○
۵۴ - اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ○
۵۵ - هٰذَا ۚ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ○
۵۶ - جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ○
۵۷ - هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ○
۵۸ - وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ○
۵۹ - هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۭ
اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ○
۶۰ - قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ
قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ○
۶۱ - قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ
عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ○

۵۳ - یہ وہ ہے جس کا تم حساب کے دن وعدہ دیئے جاتے ہو ○
۵۴ - بیشک یہ ہمارا رزق ہے جس کو نبڑنا نہیں ○
۵۵ - یہ سن چکے اور بیشک سرکشوں کا بُرا ٹھکانہ ہے ○
۵۶ - دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے سو کیا بری آرامگاہ ہے ○
۵۷ - یہ (عذاب) ہے اب اسے چکھو کھولتا پانی اور پیپ ○
۵۸ - اور اسی طرح کے اور مختلف عذاب ہیں ○
۵۹ - یہ اہل دوزخ کی ایک فوج ہے کہ تمہارے ساتھ گھس آتی ہے
انہیں خوشی نصیب نہ ہو یہ آگ میں جانے والے ہیں ○
۶۰ - وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ہو کہ تمکو خوشی نصیب نہ ہو تم ہی تو یہ بلا
ہمارے پیش لائے سو بُری قرارگاہ ہے ○
۶۱ - کہیں گے اے ہمارے رب جو کوئی یہ بلا ہمارے آگے لایا ہے
آگ میں اس کا دوچند عذاب بڑھا دے ○

ف۱ ان آیات کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جنہوں نے دنیا میں خدا کو نہیں پہچانا ۔ اور سرکشی و بغاوت سے کام لیا۔ جنہوں نے عقبیٰ پر اس متاع غرور کو ترجیح دی۔ اور جنہوں نے ہمیشہ اللہ کے دین کو ٹھکرایا۔ ان لوگوں کے لئے بدترین ٹھکانا اور بدترین سزائیں ہیں۔ انہوں نے دُنیا میں عاجل کو مقدم جانا ۔ اور آجل سے غفلت اختیار کی ۔ اس لئے انہیں وہاں سب کچھ دیدیا گیا ہے۔ جسکے یہ طالب تھے ۔ اور آخرت کی نعمتیں ان سے چھین لی گئیں ۔

اہلِ جہنم کی غلط فہمی

ف۲ قیامت میں جب یہ لوگ دیکھیں گے۔ کہ جنہوں نے مسلمانوں کو بیحد تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ ہمارے ساتھ جہنم میں نہیں ہیں۔ تو ازراہِ تعجب وحیرت ایکدوسرے سے دریافت کرینگے۔ کہ وہ لوگ جنہیں ہم دنیا میں مفسد اور شریر کہتے تھے۔ اور جن سے ہم مذاق کرتے تھے ۔ آج کہاں ہیں ۔

حلِ لغات :۔ نَفَادٍ ۔ کم ہو جانا ۔ ختم ہو جانا ۔ اَلْمِهَادُ ۔ جگہ ۔ حَمِيْمٌ ۔ گرم پانی ۔ غَسَّاقٌ ۔ ...

٦٢- وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝

٦٢- اور کہیں گے ہمیں کیا ہوا کہ ہمیں وہ آدمی نظر نہیں آتے جنہیں ہم شریروں میں شمار کرتے تھے ○

٦٣- اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝

٦٣- کیا ہم نے انہیں ٹھٹھے میں اڑا دیا تھا یا ان پر ہماری نظر نہیں جمتی؟ ○

ربع

٦٤- اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝

٦٤- بے شک یہ حق بات ہے یعنی دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا ○

٦٥- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

٦٥- تو کہہ میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں اور سوائے اللہ کے جو اکیلا زبردست ہے، اور کوئی معبود نہیں ○

٦٦- رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

٦٦- وہ آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہے اس کا رب ہے زبردست گناہ بخشنے والا ○

٦٧- قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝

٦٧- تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے ○

٦٨- اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝

٦٨- کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے ○

٦٩- مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

٦٩- مجھے اوپر والی مجلس کی کچھ خبر نہ تھی جب وہ جھگڑتے تھے ○

ف کیا بات ہے۔ ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں۔ یا یہ کہ ہماری نظروں میں کچھ قصور ہے؟ یعنی دنیا میں تو انہیں اپنے مال اور اپنی دولت پر ناز تھا اپنے اعمال اور اپنی سمجھ پر غرہ تھا۔ ان کو یقین تھا۔ کہ ہم امن و صلاح کے حامی ہیں۔ اور یہ مسلمان حقیر اور ذلیل ہیں۔ مفلس اور غریب ہیں۔ یہ خواہ مخواہ اسلام کو پھیلا کر گویا فتنوں اور اختلافات کو بڑھاتے ہیں۔ اس لئے ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور ہم جنت میں جائیں گے۔ اگر یہاں معاملہ بالکل خلاف ہوگا۔ یہ لوگ اپنے غرور نفس اور خدع و فریب میں مبتلا اپنے کو جہنم میں پائیں گے۔ اور یہ دیکھ کر کہ مسلمان یہاں نہیں ہیں، سخت بوکھلائیں گے۔ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور ان کو معلوم ہوگا۔ کہ اللہ کے نزدیک مسلمانوں کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس وقت یہ محسوس کریں گے۔ کہ یہ محرومی سعادت و فلاح سے محرومی ہے۔ مگر "وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ"

ف یعنی یہ مکالمہ اور تخاصم جو اہل نار کے مابین ہوگا۔ یہ قطعی اور حتمی ہے۔ اور اس کو بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضورؐ کو بذریعہ وحی و الہام یہ سب کچھ بتلایا گیا ہے۔ ورنہ انسانی علم کی کوتاہی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ ان احوال و کوائف کے متعلق کچھ نہ جان سکے ۔

حل لغات

سِخْرِيًّا۔ بمعنی استہزاء ۔

الْقَهَّارُ۔ غالب ۔ بااقتدار ۔

تَخَاصُمُ۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا ۔

۷۰۔ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

۷۱۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝

۷۲۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝

۷۳۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝

۷۴۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۷۵۔ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝

۷۶۔ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ

۷۰۔ میری طرف تو یہی وحی آتی ہے کہ میں صرف کھول کر ڈرانے والا ہوں ۝

۷۱۔ جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں ۝

۷۲۔ پھر جب میں اُسے ٹھیک بنا چکا ہوں اور اس میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا ۝

۷۳۔ پھر سب فرشتوں نے اکٹھے ہو کر اُسے سجدہ کیا ۝

۷۴۔ مگر ابلیس نے تکبر کیا اور وہ منکروں میں تھا ۝

۷۵۔ فرمایا اے ابلیس جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اُسے سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا؟ کیا تو نے تکبر کیا یا تو اونچے لوگوں میں سے ہے ؟ ۝

۷۶۔ بولا میں اُس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور

اللہ کے نائب کا عہدہ

ف۱ یہ اس وقت کی بات ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کو وجود کی نعمت سے بہرہ ور کرنے کو تھا ۔ جب یہ طے ہو رہا تھا ۔ کہ اس ظلوم و جہول کے کندھے پر خلافت عظمیٰ کا بار رکھا جائے ۔ جب ملاء اعلیٰ کے روحانی نعمتوں سے معمور تھا ۔ اور خلاق اکبر کو یہ منظور تھا ۔ کہ زمین کو بشر کی ہنگامہ آرائیوں کا مرکز بنایا جائے ۔ اُس وقت اس میں نمود و نما و عظمت کا جذبہ بیدار کرنے اور زمین میں بہترین نائب بنانے کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ۔ کہ ملاء اعلیٰ کو اس کے سامنے جھکایا جائے اور اس کو بتلایا جائے ۔ کہ دنیا میں جانے کا مقصد تسخیر کائنات ہے ۔ اور اس لئے خلعت وجود سے نوازے جا رہے ہو ۔ تاکہ قدرت کی بلند ترین اور پاکیزہ ترین قوتوں کو اپنے سامنے جھکاؤ ۔ اور خود صرف اللہ کے سامنے جھکو ۔

یہ انداز بیان اسی لئے اختیار کیا گیا ہے ۔ کہ موجودہ انسان اپنی رفعتوں اور عظمتوں کا صحیح صحیح اندازہ کر سکے ۔ فرمایا ۔ کہ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا ۔ کہ دیکھو میں مٹی سے ایک انسان بنانیوالا ہوں ۔ جب میں اس کو بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے رُوح پھونک دوں ۔ تو تمہیں یہ زیبا ہے ۔ کہ اس کے احترام میں اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا ۔ چنانچہ تمام قدسیان حریم عزت و جلال نے آدم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ۔ اور بنہایت عقیدت سے اسکے سامنے جھک گئے ۔ مگر ابلیس نے انکار کیا ۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محرومی و شقاوت کو خرید لیا ۔ اسکے انکار سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ علم سے پہلے اس قابل ضرور تھا ۔ کہ فرشتوں کے ساتھ اسے بھی سجدہ کا مکلف قرار دیا جاسکے ۔ اسکے بعد محض اپنی سرکشی سے وہ ابلیس بنا ہے ۔ اور کبر و غرور سے شیطنت کی مسند پر بیٹھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے نیک پیدا کیا تھا ۔ اور اسکے مناسب بھی یہی تھا ۔ کہ وہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ خدا کی اطاعت کا ثبوت دے ۔ مگر حجاب نفس کے مرض نے اُسے ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیا ۔ اور دائماً غضب الٰہی کا اُسے مورد ٹھہرایا ۔

حل لغت

مِنْ رُّوْحِیْ ۔ میری روح ۔ نسبت محض تشریف و تفضیل کے لئے ہے ۔

بِیَدَیَّ ۔ یعنی قدرت کاملہ سے ۔

خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝

اسے مٹی سے بنایا ہے ۝

۷۷ - قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝

فرمایا تو یہاں سے نکل کہ تو مردود ہوا ۝

۷۸ - وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝

اور بے شک تجھ پر انصاف کے دن تک میری پھٹکار ہے ۝

۷۹ - قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝

بولا اے رب اس دن تک مہلت دے کہ مُردے اٹھا کر کھڑے کئے جائیں ۝

۸۰ - قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝

فرمایا تجھے مہلت ملی ۝

۸۱ - إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝

البتہ اسوقت کے دن تک جو معلوم ہے ۝

۸۲ - قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

بولا تو تیری عزت کی قسم کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا ۝

۸۳ - إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝

مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں (وہ میرے قابو کے نہیں) ۝

۸۴ - قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝

فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی بات کہتا ہوں ۝

۸۵ - لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

کہ میں تجھ سے اور جو کوئی ان میں سے تیرے تابع ہوگا ان سب سے ضرور دوزخ کو بھروں گا ۝

۸۶ - قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝

تو کہہ اس پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں ۝

شیطان نے کیوں گستاخی کی

ف شیطان کے ان الفاظ سے طبیعتوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ جو اسکو اتنے قریب سے دیکھ
اور جانتے ہوئے۔ کہ اللہ کے حکموں کی مخالفت کی سزا کتنی سخت ہو سکتی ہے
یہ جرأت کیسے ہوئی۔ کہ صاف صاف بغاوت کا اظہار کرے۔ اور خدا کے
حضور میں برملا کہے۔ کہ میں آپکے اس حکم کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں
جہاں تک گناہوں کی نفسیات کا تعلق ہے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی ہے۔ کہ
انسان کو اسکے خوفناک نتائج کا قطعی علم نہیں ہوتا۔ اور اللہ کے حکم اور منشاء کا یقین
نہیں ہوتا۔ اور اگر نتائج کے متعلق یقینی علم ہو۔ تو پھر معصیت پر جسارت کا
حوصلہ کم ہوتا ہے۔ کیا وہ شخص جسکے سامنے سمندر متلاطم ہو اسمیں کود سکتا
ہے۔ جو اپنی آنکھوں کے سامنے آگ کا الاؤ دیکھ رہا ہو۔ کیا وہ اس میں
اپنے کو جھونک سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص سوراخ میں بچھو یا سانپ
اپنی آنکھ سے دیکھے اور پھر اسمیں اپنی انگلی ڈال دے۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے۔
تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ شیطان جسکو خدا سے حد درجہ قرب حاصل
تھا۔ خدا کی گفتگو کو سنتا تھا۔ اور محسوس کرتا تھا۔ کہ وہ اپنی جلالت قدر
اور عظمت میں کتنا بڑا ہے۔ اور یہ بھی جانتا تھا۔ کہ کسی نافرمانی نے اسکے غضب
و اقتدار کو آنکھ سے دیکھا ہے اسکی مخالفت بڑا اور جو جلتے ہوئے ایک بیک دہل جائے
اور جرأت کے ساتھ کہہ دے کہ میں آدم کے سامنے نہیں جھک سکتا؟
ان آیتوں میں اللہ نے اتنی بڑی گستاخی اور اتنی بڑی جسارت کا سبب
بتا دیا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ باوجود قرب اور حضوری کے ہزاروں ایسے حجاب
ہیں جو درمیان میں حائل ہیں۔ یہ درست ہے کہ شیطان آدم سے زیادہ مقام
تر لطف پر فائز تھا۔ مگر اسی تناسب کے ساتھ اس میں اور اللہ میں حجابات بھی
زیادہ تھے۔ اور وہ جس حجاب کی وجہ سے اس قرب سے محروم ہوا۔ وہ حجاب کبر و
غرور ہے۔ اس نے اپنے مرتبہ و مقام کو اتنے زعم سے دیکھا اور بھول گیا۔ اسکی وجہ سے
یہ بھول گیا۔ کہ میں اسوقت کس جناب عالی وقار سے گفتگو کر رہا ہوں۔ اس
لئے گستاخی کا مرتکب ہوا۔ اور مردود قرار پایا۔ ہو سکتا ہے۔ یہ گفتگو ان
معنوں میں نہ ہو۔ جنہیں ہم سمجھتے ہیں۔ اور صرف یہ بتانا مقصود ہو کہ جہاں
تک مقتضائے طبیعت ہے شیطانی قوتیں ہیں وہ انسان کی مخالف ہیں۔ ایک وہ
ہیں جو انسان کے تابع اور مسخر ہیں۔ یا اسکا ایک طرح ظہور ہیں ساتھ دیکھے
ہیں اور وہ سرکش جو اسکے مخالف اور سرکش و باغی ہیں۔ (حواشی صفحہ ۹۰۱)

حل لغات :- رَجِیْمٌ = مردود ۔ اَنْظِرْنِیْ = مجھے مہلت دیجئے ۔ مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ = یعنی میں جس سے تکلف کا اظہار کروں ۔ جسمیں سراسر حقیقت و واقعیت ہی نہ ہو

۸۷- اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

۸۸- وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝

آیاتها (۷۵)	(۳۹) سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ (۵۹)	رکوعاتها (۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

۲- اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝

۳- اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا
لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ
بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۥ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝

۸۷- یہ تو سارے جہان والوں کیلئے ایک نصیحت ہے ۝

۸۸- اور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر معلوم کرو گے ۝

(۳۹) سُوْرۂ زُمر

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو غالب حکمتوں والا ہے ۝

۲- ہم نے تیری طرف سچائی سے کتاب نازل کی ہے۔ پس تو
اسی خدا کی عبادت کر کر خالص اسی کی عبادت ہو ۝

۳- سنتا ہے۔ عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے اور جنہوں
نے اسکے سوا حمائتی پکڑے ہیں کہ ہم انہیں صرف اسلئے پوجتے
ہیں کہ وہ ہمیں درجہ (قرب) میں اللہ کے نزدیک کر دیں۔
بیشک اللہ اُن کے درمیان ان باتوں میں جن میں وہ جھگڑ
رہے ہیں فیصلہ کریگا۔ بیشک اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں
کرتا جو جھوٹا ناحق شناس ہو ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹۶ — خدا کے نیک بندوں کا فرض یہ ہے۔
کہ وہ نیابت الہیہ کے فرض کو خوبی کے ساتھ انجام دیں۔ اور ہر دو قسم کے علوم
پر قبضہ و قدرت حاصل کریں۔ واضح رہے کہ شکایت حال و طبیعت کے لئے بھی
قال و قیل کے الفاظ عربی میں مستعمل ہیں۔ جیسے اذا امتلاء الحوض
قال قطنی اسلئے یہ ترجمہ بھی اوفق اقتضا ہے۔ اس طرح گویا قصہ کی یہ
نوعیت ہی بدل جائیگی۔ اور مدعا یہ قرار پائیگا۔ کہ رب فاطر انسان کو اس
مکالمہ کے ذریعہ اس کی عزت اور اسکے مقام اور مرتبے سے آگاہ کر کے
اس میں تفوق و برتری کے احساسات پیدا کرنا چاہتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

قرآن کا مرکزی پیغام

ف حق کے ساتھ کتاب کو نازل فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب جلیل میں
اور قانون حق و صداقت میں پورا پورا تطابق ہے۔ اس صحیفۂ عظیم میں اور فطرت
کے قوانین میں کامل توافق ہے۔ اور اسی طرح اس میں اور اصلاحی روحانی
مصالح میں بھی پوری مناسبت ہے۔ یعنی اسکے پیش کردہ تصورات میں کوئی
ایسا تصور نہیں۔ جسے آپ معرفت کے منافی کہہ سکیں۔ اور اسی طرح اسمیں
یہ عجیب بات ہے۔ کہ اسکی تعلیمات میں ذہنی اصلاح کا پورا پورا خیال
رکھا گیا ہے۔ تمام مصالح اور منافع کو سامنے رکھ کر انسان کیلئے ایسا جامع
پیغام پیش کیا گیا ہے جو اس کی قدرتی ساخت اور خواہشات کے بالکل مطابق ہے۔
حق کے معنے عربی میں کسی چیز کے موافق اور مطابق ہونے کے ہیں۔ اس لحاظ
سے تنزیل بالحق سے مراد یہی ہے۔ کہ وہ تمام چیزیں جنکی کتاب اللہ ہونے
کے لئے ضرورت ہے۔ اور جو کتاب اللہ کے مفہوم میں داخل ہیں۔ یہ کتاب ان کی حامل
ہے۔ اسلام کا مرکزی پیغام یہ ہے۔ کہ انسان جہانتک جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری
کا تعلق ہے۔ اور عبادت و نیازمندی کا واسطہ ہے صرف اللہ کے سامنے
جھکے اور صرف اسی کے سامنے اپنے ذہنی اور جسمانی تذلل و انکسار کا اظہار
کرے۔ اسکے سوا معبودان باطل کو کوئی حیثیت نہ دے۔ بلکہ سب کے مقابلہ میں
اپنے اس شرف عبودیت کا، بیری کیساتھ اظہار کرے۔ اسلام انسان میں جذبۂ
خودداری پیدا کرنا چاہتا ہے کہ وہ پوری دماغی اور فکری آزادی کی فضا
میں تربیت پائے۔ اسکے ارادہ و دل میں بجز اللہ کے اور کوئی حائل نہ ہو وہ
خیالات کے لحاظ سے صرف کتاب اللہ کا تابع ہو۔ اسکے اعضاء و جوارح
میں بھی یہ صلاحیت پیدا ہو جائے۔ کہ وہ جھوٹ اور باطل کے مقابلہ
میں کامل مخالفت کا اظہار کریں۔ (باقی صفحہ ۱۰۹۸ پر)

حل لغات:۔ للعٰلمین۔ تمام کائنات کیلئے ہر وقت۔ اور ہر قوم کیلئے
و عالم کا لفظ اتنی وسعت رکھتا ہے۔ کہ دماغ ملکوں کی تمام چیزیں سمجھاتی ہیں۔ اَوْلِیَآءَ۔ دوستگار، حمایت۔ زُلْفٰی۔ قُرب۔

۴- لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى
مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

۴- اور اگر اللہ چاہتا کہ اولاد اختیار کرے تو جو اس نے پیدا
کیا ہے۔ اس میں سے جس چیز کو اللہ چاہتا چن لیتا۔ وہی
اللہ ہے اکیلا زبردست ۝

۵- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ
عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

۵- آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا۔ رات کو دن پر لپیٹتا
ہے اور دن کو رات پر اور سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر
ایک وقت مقررہ تک چلتا ہے۔ سنتا ہے۔ وہی ہے
زبردست گناہ بخشنے والا ۝

۶- خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

۶- تمہیں ایک جی سے پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کا ایک جوڑا
بنایا۔ اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے
تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہیں پیدا کرتا ہے۔ پیدائش
کے بعد پیدائش۔ تین تاریکیوں میں۔ یہی اللہ ہے۔ جو تمہارا
رب ہے۔ اسی کی سلطنت ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم
کہاں سے پھیرے جاتے ہو ۝

حاشیہ صفحہ ۱۰۹۷: ... تو انکار رضا ہے۔ کہ عبادت کا لفظ حقیقی
عقیدہ تمنشی صرف اللہ تعالیٰ سے مختص ہے۔ اور جو لوگ اسکو چھوڑ کر
دوسروں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور انکے آستانہ پر جھکتے ہیں۔ اور کہتے
ہیں کہ ہم انکی عبادت نہیں کرتے بلکہ انکو اللہ کا ذریعہ تقرب سمجھتے ہیں
وہ گنہگار اور جھوٹے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو بتائیں گے کہ شرک سے ان میں
کس درجہ پستیاں اور ذلتیں آگئی ہیں۔ اور کس درجہ لوگ اللہ کی
رحمتوں سے دور ہو گئے ہیں۔ اس وقت انکی آنکھیں کھلیں گی۔ انکو معلوم
ہو گا کہ جن معبودان باطل کو یہ اللہ کے قرب کا ذریعہ قرار دیتے تھے وہ
خود اللہ کے مغضوب ہیں۔ اور انکی نگاہ غضب کا شکار۔ اس وقت انکی
آنکھوں سے حجاب دور ہو جائیگا۔ اور حقیقت کو واضح طور پر اپنے سامنے دیکھیں
گے۔ خلق السموٰت والارض بالحق سے مراد یہ ہے کہ دنیا کو یونہی
بلا کسی مقصد متعین کے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مادیین سمجھتے ہیں
بلکہ انکے پیدا کرنے میں ایک غرض مد نظر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان زمین
میں اللہ کی نیابت کا مظاہرہ کرے۔ اور اپنے افعال و اعمال سے ثابت
کرے۔ کہ وہ ربُّ السموٰات والارض سے تعلق ارادت رکھتا ہے اور

احکم الحاکمین کا بندہ اور غلام ہے۔

تمہارا رب کون ہے؟

ف اگر انسان صرف اس حقیقت پر فکر و نظر کو مرکوز رکھے۔ کہ اللہ نے
تخلیق کے بالکل ابتدائی دور میں جب اپنی ربوبیت ہمیں کامل طور پر دی
ہے اور اس وقت ہمارا خیال رکھا ہے۔ جب ہم ماں کے پیٹ میں تھے
یعنی فی ظلمٰت ثلٰث کے جب ہم مصداق تھے۔ جہاں غذا پہنچائی ہے۔
جہاں ضروری روشنی اور پاکیزہ ہوا سے بہرہ مند کیا ہے۔ تو کیا جب ہم
میں توانائی آگئی ہے۔ اور قدرے کسب حصول پر قادر ہو گئے ہیں۔ تو وہ
ہمکو چھوڑ دیگا؟ جب ان نازک وقتوں میں کسی معبود نے کسی بت
اور کسی شیخ اور بزرگ نے ہماری مدد نہیں کی۔ تو اب ہم جبکہ سمجھ بوجھ
کے مالک ہو گئے ہیں۔ انکے کس طرح محتاج ہو گئے ہیں؟ قرآن کہتا ہے
کہ یہ بالکل سادہ سی بات ہے۔ اسکو سمجھنے کی کوشش کرو جس خدا نے
تمہیں خلعت وجود بخشا ہے جس نے ہیئت۔ تمہاری ضروریات کا
بلا طلب خیال رکھا ہے۔ اور جو یکہ و تنہا تمہاری ہر طرح تربیت
کرتا رہا ہے۔ وہی حقیقی معبود ہے۔ وہی تمہارا پروردگار ہے۔ اور

۷- إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ
لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ
فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ○

۷- اگر تم منکر ہو گے تو اللہ تمہاری پرواہ نہیں رکھتا اور اپنے
بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور جو تم شکر کرو گے، تو
اُسے تمہارے لئے پسند کریگا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی
دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ پھر تم کو تمہارے رب کی طرف
پھر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتائیگا جو تم کرتے تھے۔ بیشک وہ
سینوں کی چھپی باتوں سے واقف ہے ○

۸- وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا
إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ
يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا
لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ
قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ○

۸- اور جب آدمی کو رنج پہنچے تو اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع
ہو کر پکارتا ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے نعمت
بخشتا ہے تو جس مطلب کی طرف پہلے اُسے پکارتا تھا۔
اس مطلب کو بھول جاتا ہے اور اللہ کے لئے شریک ٹھہراتا
ہے تاکہ اسکی راہ سے اوروں کو بھی بہکائے تو کہہ تھوڑے دنوں اپنے
کفر کے ساتھ فائدہ اٹھالے (اخیر) آ تو دوزخی ہے ○

۹- أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا

۹- بھلا کیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے سجدہ

اللہ کو کفر پسند نہیں ہے

ف یعنی اللہ کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے اظہار عقیدت
سے اسکی عظمت ورفعت میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوتا۔ وہ بجائے خود
اس جلالت قدر کا مالک ہے۔ جس میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔ تمام دنیا اس
کا انکار کر دے۔ اُسکی مخالفت کرے۔ اور اسکو چھوڑ دے۔ وہ جب بھی
ہمیشہ حمد وستائش کا اہل ہے۔ اور بہرحال متعال اور بزرگ وعظیم ہے۔
اُس کی بلندیاں، انسانی مدح وتعریف پر مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو
اس لئے رب عظمت وشان ہے کہ ساری کائنات کو اس نے پیدا کیا
ہے۔ اور تمام صفات حسن وجمال سے وہ ازل سے متصف ہے۔ ہاں
اگر تم ایمان کی نعمت کو قبول کرو گے اور اسکے سامنے جھکو گے۔ تو اس
میں تمہاری روح کی بالیدگی کا سامان ہے۔ اس سے خود تم پاکیزگی اور
تقویٰ کی متاع گرانمایہ کو حاصل کرو۔ وہ گو تمہارے اعمال سے بالکل
بے نیاز ہے۔ تاہم وہ نہیں چاہتا۔ کہ اسکے بندے کفر کا ارتکاب کریں۔
اور اس طرح اسکی رحمتوں سے دور ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ پیغمبر
بھیجتا ہے۔ کتابیں ارسال کرتا ہے۔ اور معجزات وخوارق کے مشاہدہ
کا موقع بہم پہنچاتا ہے۔ تاکہ اتمام حجت ہو۔ اور کفر کیلئے کوئی عذر ہو
باقی نہ رہ جائے۔ ورنہ یہ کافی تھا۔ کہ وہ عقل وخرد کی راہ نمائی میں

انسان کو آزاد چھوڑ دیتا۔ اور اس پر کوئی پابندی عائد نہ کرتا۔

اس میں انسانی نفسیات کے اس پہلو کو واضح کیا گیا ہے کہ یہ اس وقت
فطرت کی آواز کو سنتا ہے۔ جب چاروں طرف سے مصیبتیں اس کو
گھیر لیتی ہیں۔ اور یہ اسوقت خدا کے سامنے جھکتا ہے۔ جب دوسرے
معبودان باطل سے اس کا رشتہ امید کٹ جاتا ہے۔ پھر جب اللہ اس کی
تنگدستی کو سیر نعمت سے بدل دیتا ہے۔ اور یہ آرام وآسودگی کو حاصل
کر لیتا ہے۔ تو پھر آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو
شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔

یہ مسلمان کی تصویر کھینچی ہے۔ کہ وہ کیونکر رات کو اٹھ اٹھ کر
اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ (دیکھو حاشیہ)

حل لغات

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ۔ یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ یعنی کوئی نفس یہ
صلاحیت نہیں رکھتا۔ کہ دوسرے کے گناہوں کو اپنے ذمہ ڈال لے۔
خَوَّلَهُ۔ تخویل سے مشتق ہے۔ کسی شخص کو از راہ کرم کچھ عطا
کرنا۔
آنَاءَ اللَّيْلِ۔ اوقات شب۔

يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝
۱۰- قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ
أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ
أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
۱۱- قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ
الدِّينَ ۝
۱۲- وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝
۱۳- قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

کرتا اور کھڑا رہتا ہے آخرت کا خطرہ رکھتا ہے اور اپنے رب
کی رحمت کا امیدوار ہے (نافرمان کی برابر ہو جائیگا) تو کہہ
کیا کہیں برابر ہوتے ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں
رکھتے۔ وہی سوچتے ہیں جنہیں عقل ہے ○
۱۰- تو کہہ اے میرے ایماندار بندو اپنے رب سے ڈرو۔ جنہوں
نے اس دنیا میں نیکی کی ہے ان کیلئے (یہی) نیکی ہے اور اللہ
کی زمین چوڑی ہے۔ صبر کرنے والوں ہی کو اُن کا اجر
بے حساب ملتا ہے ○
۱۱- تو کہہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اللہ کی اس طرح کی عبادت
کروں کہ نری اسی کی عبادت ہو ○
۱۲- اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں ○
۱۳- تو کہہ میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا
ہوں ○

ہر وقت حقیقی اللہ اور آخرت کا خوف ان کے دل پر طاری رہتا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور صاحب علم و دانش ہیں۔ کیا یہ لوگ اور وہ جو دنیوی خواہشات میں منہمک ہیں، اور دن رات لہو و لعب میں مشغول ہیں اجر و ثواب میں برابر ہیں؟

وطن اور مسلمان

ف اسلامی نقطہ نگاہ سے ملک اور وطن اساس کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اسلام جس چیز کو زیادہ قابل اعتنا سمجھتا ہے۔ وہ عقیدہ ہے اور زندگی کا وہ تصور ہے جو فلاح و سعادت کا ضامن ہے۔ کیونکہ وطنیت اور قومیت سے جغرافیائی اور نسلی امتیاز و تعصب پیدا ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اس سے زیادہ کوئی چیز خطرہ کا باعث نہیں ہے۔ کہ انسانی کا کوئی گروہ اس غیر حقیقی تعصبات میں الجھ کر فساد و تعصب کا موجب بن جائے۔ اسلام چاہتا ہے کہ عقیدے کی حمایت میں ہر عصبیت کو برداشت کیا جائے۔ حتیٰ کہ وطن کی آسائش اور آسودگیاں بھی اسوقت کے اعلان پر چھوڑ دی جائیں۔ قرآن کہتا ہے۔ کہ ساری دنیا کے واسطے تمہارے بھائی ہیں۔ اگر وہ تمہارے مذہب میں کوئی مزاحمت نہیں کرتے تم زمین کے کسی گوشہ میں جا کر آباد ہو جاؤ۔ مگر اپنے مذہب اور ضمیر کی حفاظت کرو۔

اور اگر تمہارے ملک میں اور تمہاری اپنی حکومت میں بھی تمہارے عقائد خطرہ میں ہیں۔ تو پھر یہ حکومت اور یہ زمین یک قلم چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنے وطن سے محبت نہیں ہونی چاہئے نزدیک وطن کی خدمت کرنا گناہ ہے بلکہ اسکا مقصد یہ ہے۔ کہ وطن کی خدمت بھی جہاں تک اول درجے میں انسانیت سے اور یکسانیت وحدت ہے جس کا وجود کائنات کے لئے خیر و برکت کا باعث ہے۔ مسلمان جب یہ دیکھے کہ اسکے فرائض وطنی عالمگیر اسلامی وحدت کے منافی نہیں ہیں اور وطن کو انکی خدمات کی اور قربانیوں کی ضرورت ہے تو پھر اس کا فرض ہے کہ دلیرانہ ان فرائض کو انجام دے۔ اور اگر وہ یہ دیکھے کہ خدمت وطن کا جذبہ اسکے حسیات دینی پر چھا رہا ہے۔ تو پھر اسکے لئے یہی راہ ہے کہ وہ تمام کاوش اسلامی کے بچانے کیلئے محدود وطنی تعصب کو مار ڈالے۔

مگر اس میں بھی مرتبہ و مقام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ غلاموں کو یہ زیبا نہیں ہے۔ کہ وہ بین الاسلامی اخوت کے نام پر آزادی اور حریت کی تحریک سے الگ رہیں۔ کیونکہ اس صورت میں یہ محض فریب نفس ہو گا اور ایک قسم کا دھوکہ۔ (بقایا صفحہ ۱۱۰۱ پر)

حل لغات :- الدین ۔ عبادت ۔

۱۴- قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ○
۱۵- فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ
الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ○
۱۶- لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ
ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ○
۱۷- وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْۤا
اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ○
۱۸- الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ
اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمْ
اُولُوا الْاَلْبَابِ ○
۱۹- اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ

۱۴- کہہ اپنا دین اسی کیلئے خالص کرکے میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں ○
۱۵- اب تم اسکے سوا جسے چاہو پوجا کرو تو کہہ کہ زیانکار وہ ہیں
جنہوں نے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن خسارہ
میں رکھا سنتا ہے یہی تو صریح ٹوٹا ہے ○
ان کے لئے اوپر آگ کے سائبان ہونگے اور ان کے نیچے
۱۶- بھی سائبان ہونگے۔ یہ ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو
ڈراتا ہے اے میرے بندو تو مجھ ہی سے ڈرو ○
۱۷- اور جو لوگ بتوں سے بچے کہ انکی عبادت نہ کریں اور اللہ
کی طرف رجوع ہوئے انکے لیئے بشارت ہے، تو میرے بندوں کو بشارت دے ○
۱۸- جو بات کو سنتے۔ پھر اسکے بہتر (یعنی قرآن) کی پیروی
کرتے ہیں وہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور
وہی عقل والے ہیں ○
۱۹- بھلا جس پر عذاب کا حکم قائم ہوگیا۔ سو کیا تو اسے چھوڑا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰۰

غلام قوموں پر سب سے پہلے یہ فرض عائد ہوتا
ہے۔ کہ وہ جہالت اور غلامی کی زنجیروں کو بالکل کاٹ
کر پھینک دیں۔ اور اسکے بعد ہی الاسلامی اخوت
کی تشکیل اور تعمیر میں ہوں ؏

ف۲ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ سے غرض یہ ہے۔ کہ میں وہ
ہوں جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کے
لئے اسوۂ حسنہ قرار پاؤں۔ میری زندگی تمام
کوشش مسلمانی کے لئے لائق تقلید اور قابل پیروی
ہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں ؏

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف میں خالص ایک خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ تم جن
لوگوں کی چاہو، عبادت کرو۔ اور جن چیزوں کے
سامنے چاہو جھکو۔ مگر یہ یاد رکھو۔ کہ یہ عمل ہلاکت
اور خسران کا عمل ہے ؏

ف۲ اس کے بعد یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ شدید ترین
سزا کے مستحق ہیں۔ قیامت کے دن ان کی یہ کیفیت
ہوگی۔ کہ چاروں طرف سے آگ کے شعلوں میں
گھرے ہوں گے ؏

ف۳ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ سے مقصود یہ نہیں ہے کہ قرآن
میں احسن اور غیر احسن کی کوئی تقسیم موجود ہے بلکہ
غرض یہ ہے۔ کہ قرآن کو یہ لوگ کان لگا کر سنتے
ہیں۔ اور چونکہ اس کی تعلیمات سب کی سب برتر
اور احسن ہیں۔ اس لئے مجبور ہیں۔ کہ ان کی
پیروی کریں ؏

حلِ لغات

ظُلَلٌ ظُلَّةٌ کی جمع ہے۔ یعنی سائبان ؏
اَلطَّاغُوْتَ طغیان سے ہے۔ یعنی شیطان اور کاہن
سرور اور گمراہ، اور جو سوائے خدا کے کسی دوسرے
کی پرستش کرے۔ ہر وہ چیز جو شرک و کفر کا باعث
ہوگی ؏

تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝
٢٠- لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ
فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝
٢١- أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهٗ
يَنَابِيْعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا
أَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ
حُطٰمًا ۭ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝
٢٢- أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ
مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ
اللّٰهِ ۭ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
٢٣- اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا

لائے گا جو آگ میں ہے ؟ ۝
٢٠- لیکن جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں انکے لئے بالاخانے ہیں
انکے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں انکے نیچے نہریں
ہیں اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا ۝
٢١- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر
اسے زمین کے چشموں میں جاری کیا۔ پھر اس سے مختلف
رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے۔ پھر وہ زور پکڑتی ہے (یعنی
ہوتی ہے) پھر تو اسکو زرد دیکھتا ہے۔ پھر خدا اسے چورا کر
ڈالتا ہے۔ بیشک اسمیں عقلمندوں کیلئے نصیحت ہے ۝
٢٢- بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا پھر وہ اپنے
رب کی طرف سے روشنی میں ہے (تنگ دلوں کے برابر ہو جائیگا
جنکے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں۔ ان پر افسوس ہے۔ یہی لوگ
تو صریح گمراہی میں ہیں ۝
٢٣- اللہ نے بہتر نازل کی ہے وہ کتاب، آپس میں ملتی جلتی

پیکرِ رحمت و شفقت

ف حضور کی شفقت کی انتہا کہ جو آپ کے سینہ میں پنہاں تھی۔ اور اس جذبۂ الفت و محبت کی بنا پر جو آنکو بنی نوعِ انسان سے تھی۔ جیسے یہ چاہتے تھے۔ کہ قریش کے ارباب فکر و دانش اسلام کو قبول کرلیں اور اس سعادت سے محروم نہ رہیں اسلئے بالطبع آنحضور کو دکھ محسوس ہوتا تھا جب کہ یہ دیکھتے تھے کہ ان لوگوں کی سرکشی اور بغاوت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہ اسکی رحمتوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی تسکین خاطر کیلئے فرمایا۔ آپ کیوں ملول ہوتے ہیں۔ جہاں تک وعظ و نصیحت کا تعلق تھا آپ نہایت عمدہ طریق سے ان لوگوں کو سمجھا چکے ہیں۔ اب بھی اگر یہ لوگ حقانیت کو قبول نہیں کرتے۔ تو نہ کریں۔ آپ جبر اور قہر انکو اللہ کی چوکھٹ کے سامنے نہیں جھکا سکتے۔ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایمان کی دولت حاصل نہیں ہوگی۔ اور یہ باوجود اخلاص اور محبت کے اس نعمت گرانمایہ سے محروم ہی رہیں گے ۔

ف فرمایا۔ ہاں ان لوگوں میں سے جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ اور جن کے دل خشیت اور خوف سے معمور ہیں۔ وہ ضرور اسلامی راہ نجات کو اختیار کرلیں گے اور اپنی عاقبت سنوار لیں گے۔ انکے لئے جنت میں اونچے اونچے بالاخانے ہونگے جن میں یہ لوگ آسودگی اور عیش سے رہیں گے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ کے وعدوں میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔

دنیائے فنا کی ایک مثال !

ف اس دنیائے دوں اور عالم فانی کی کتنی عبرتناک تصویر ہے کہ جس طرح پانی آسمان سے برستا ہے اور وہ سوتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر نباتات کو اگاتا اور تازگی اور شادابی بخشتا ہے۔ پھر یہ سب کچھ سوکھ جاتا ہے اور خشک ہو کر چورہ چورہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان پیدا ہوتا ہے جوان ہوتا ہے اور بڑھاپا اسکو زرد اور ضعیف الاعضا و بیمار بنا دیتا ہے۔ اور پھر آخر موت اسکا خاتمہ کر دیتی ہے اور مٹی میں مل جاتی ہے ۔

مومن کا سینہ

ف غرض یہ ہے کہ مسلمان اور منکر میں ایک فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ مومن کا سینہ کشادہ اور فراخ ہوتا ہے۔ اور منکر کا دل غضب اور جہالت کی وجہ سے سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ حق پذیرائی کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ف یعنی قرآن حکیم بہترین اور موثر کتاب ہے ۔

حلِ لغات۔ غُرَفٌ۔ غُرْفَةٌ کی جمع ہے۔ بالاخانہ۔ یَنَابِیْع۔ واحد ینبوع پانی کا بڑا چشمہ۔ حُطٰمًا۔ حطم سے

مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ○

دُہرائی ہوئی۔ اس سے لوگوں کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر انکے چمڑے اور انکے دل خدا کی یاد کیلئے نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے، جسے چاہتا ہے اس طرح کی ہدایت کرتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں ○

۲۴- أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ○

۲۴- بھلا وہ شخص جو قیامت کے دن اپنے مُنہ کو میرے عذاب کی سپر بنائے گا اور ظالموں سے کہا جائیگا، کہ چکھو جو تم کماتے تھے ○

۲۵- كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ○

۲۵- ان سے پہلوں نے جھٹلایا تھا سو ان پر ایسی طرف سے عذاب آیا کہ وہ نہ جانتے تھے ○

۲۶- فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

۲۶- پھر انہیں اللہ نے دنیا کی زندگی میں رُسوائی چکھائی اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا ہے اگر وہ جانیں ○

ف کلام پاک کے مضامین ملتے جلتے ہیں۔ ان کو بار بار دُہرایا گیا ہے۔ وہ لوگ جن کے دل میں تقویٰ اور خشیت الٰہی موجود ہے، اسکو سنتے ہیں اور انکے تاثر سے ان کے بدن کانپ اُٹھتے ہیں۔ اور پھر منقاد اور نرم دل ہو کر ہمہ تن اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ سر چشمہ معرفت وہدایت ہے۔ جس شخص سے اللہ توفیق ابتداءً چھین لے ظاہر ہے کہ وہ اس کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتا۔

خدا کا قانون مکافات

ف غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح اس سے پہلے کفر کا اور تعذیب بھی ناگوار ہے۔ جس طرح پہلی قوموں کو اس پاداش میں کہ انہوں نے حق و صداقت کو ٹھکرایا۔ اور تکذیب و تردید کو اپنا شعار بنایا۔ اپنے غضب اور خشم کا مورد قرار دیا تھا۔ تیں ان لوگوں کو جو قرآن کے حقائق کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اسکی پیش کردہ تعلیمات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ ذلّت اور رُسوائی کی سزا سے دوچار کیا جائیگا۔ کیونکہ جس طرح اللہ کا قانون حفظ اتمام ایک ہے۔ اسی طرح اس کا قانون مکافات بھی ایک ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں، کہ یہ لوگ باوجود سرکشی اور بغاوت کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور انکا مال و دولت انکو اللہ کے عذاب سے بے نیاز کر دیگا۔ انکو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ علام الغیوب خدا انکے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور انکی تمام شرارتیں مکاریاں اسکی نگاہوں میں ہیں۔ یہ اسلام کی تذلیل کے درپے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ مگر انکو معلوم نہیں۔ کہ خود انکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ انکے مقدر میں دونوں طرح کی رسوائیاں لکھی ہیں۔ یہ اس دنیا میں بھی اپنے منصوبوں میں ناکام رہیں گے۔ اور پچھلی زندگی میں بھی انکے لئے عذاب اکبر کی اذیتیں ہیں۔ کاش یہ صورت حالات کو سمجھیں اور عبرت حاصل کریں۔

حل لغات ؛- وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ ، یہ انتساب بطور اصل کے ہے۔ یعنی اسباب ضلالت کو بھی اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اور اللہ ہی ہر چیز کا مالک ہے یہ مقصد نہیں کہ اس نے انسان کی گمراہ ہونے میں کوئی مدد کی ہے یا وہ گمراہی کو اپنے بندوں کیلئے پسند فرماتا ہے۔ اور یہ اسباب ضلالت بھی ان معنوں میں اسباب ضلالت ہیں یعنی ان کیلئے یہ ضروری کہا جاسکتا ہے کہ ان کے ساتھ کسی بیرونی کو چاہیے کہ لوگ انکو اختیار کر کے اسکی رحمتوں سے دُور ہوں جائینگی۔ ذلّت و رسوائی۔ اور عذاب۔

٢٧- وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۚ

٢٧- اور ہم نے اس قرآنؐ میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثال بیان کی ہے کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ○

٢٨- قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

٢٨- قرآن عربی زبان میں ہے جسمیں کجی نہیں شاید وہ ڈریں ○

٢٩- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

٢٩- اللہ نے ایک مثل بیان کی ہے ایک آدمیؐ ہے (غلام) کہ اس میں کئی ضدی لوگ شریک ہیں اور ایک آدمی ہے پورا ایک شخص کا (غلام) کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ کیلئے ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○

٣٠- اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○

٣٠- بیشک تو بھی مریگاؐ اور یہ بھی مریں گے ○

٣١- ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ○

٣١- پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑوگے ○

قرآن کی بہت بڑی خوبی

ف قرآن حکیم کی اس خوبی کا تذکرہ ہے۔ کہ سب مضامین کو سیراوالا میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں احکام بھی ہیں قصص بھی ہیں۔ اور واقعات بھی۔ اس میں باریک اور دقیق نکات بھی ہیں۔ اور زندگی کی محسوس ضروریات بھی۔ اس میں منطقی استدلال بھی ہیں۔ اور فطرت کے مشاہدات بھی۔ ہر ذوق اور ہر فکر کے لوگوں کے لئے اس میں رشد وہدایت کا وافر سامان موجود ہے۔ ایک عامی اور سطحی عقل والا بھی اس میں تسکین محسوس کرے گا۔ اور ایک بلند پرواز فلسفی اور حکیم بھی۔ یہ کتاب دماغ کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اور دل کی لطیف کیفیات کو بھی۔ یہ عربی میں نازل کی گئی ہے۔ تاکہ تعبیر معانی میں کوئی ابہام اور اجمال باقی نہ رہ جائے۔ اس میں اسقدر وضوح اور انشراح ہے۔ کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ کہیں استدلال اور استنباط کی کوئی کجی نہیں۔ یہ صاف اور سیدھے طریق نجات کی جانب راہنمائی کرتی ہے ۔

ف اس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نفسیاتی طور پر ایک شخص ایک وقت میں ایک ہی آقا پر قناعت کر سکتا ہے۔ اور وہ شخص جس کے کئی آقا ہوں ہمیشہ دکھ اور تکلیف محسوس کریگا۔ اس سے یہ نہیں ہو سکے گا۔ کہ اپنے طرز عمل سے سب کو خوش رکھے۔ اسی طرح وہ پاکباز اور پاک نفس انسان جو صرف ایک متاع وحدت وجلال کا ہو رہتا ہے۔ روحانی طور پر اس شخص سے کہیں عافیت میں ہے جس کی عقیدت کئی لڑوں میں اور کئی شخصیتوں میں منتشر ہے ۔

ف یعنی جہاں تک موت کا تعلق ہے۔ وہ سب کیلئے مقدرات میں سے ہے۔ آپ بھی باوجود اس جلالت قدر کے اس سے دوچار ہونگے۔ اور یہ عقلائے قریش بھی۔ پھر قیامت میں یہ فیصلہ ہوگا۔ کہ کون حق پر تھا۔ اور کون باطل پر ۔

حل لغات :- مَثَلٍ ۔ انداز بیان ۔ مراد ہے مضامین ۔ عِوَجٍ ۔ کجی ۔ مُتَشٰكِسُوْنَ ۔ باہم درشت و کج ادا ۔

٣٢ - فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ
عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ
جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكٰفِرِيْنَ ○
٣٣ - وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ
بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○
٣٤ - لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ
ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ○
٣٥ - لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا
وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

٣٢ - سو اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جس نے اللہ
پر جھوٹ باندھا۔ اور سچ کو جب اس کے پاس
آیا۔ جھٹلایا گیا کیا دوزخ میں کافروں کا
ٹھکانہ نہیں؟ ○
٣٣ - اور جو کوئی سچ بات لایا اور جس نے سچ کی
تصدیق کی وہی متقی ہیں ○
٣٤ - ان کے لئے جو وہ چاہیں گے اُن کے رب کے
پاس موجود ہے۔ یہ نیکوں کا بدلا ہے ○
٣٥ - تاکہ اللہ اُن کے بُرے اعمال جو انہوں نے کئے تھے
اُن سے دُور کرے۔ اور نیک کاموں کے بدلے میں
جو وہ کرتے تھے انہیں ان کا اجر دے ○

سب سے بڑا ظلم

ف۱ مشرکینِ مکہ کے دو جرم تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ اللہ کی جانب ان عقائد کو منسوب کرتے۔ جن سے اس کی ذات والا صفات انکار کرتی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ کتابِ صدق و حقانیت کی مخالفت کرتے۔ اس لئے وہ صحیح معنوں میں ظالم تھے۔ اور بے انصاف۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ کہ انسان اللہ کی دی ہوئی بصیرت سے کام نہ لے۔ اور خود اپنی حقیقت سے آگاہ نہ ہو۔ خدا کے لئے اولاد کو ثابت کرے۔ اور اس طرح عقل و خرد اور بصیرت و وجدان کی صریحاً مخالفت کرے۔ پھر یہی نہیں۔ جب اس کو بتلایا جائے۔ کہ تم راہِ راست پر گامزن نہیں ہو۔ تو اس کو جھٹلائے۔ کیا اس سے زیادہ محرومی اور شقاوت کی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے۔ کہ اپنے محسنوں کی تکذیب کی جائے۔ اور ان کی ہمدردی اور محبت نظر انداز کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انکے ان دوگونہ جرائم کی سزا یہ ہے۔ کہ یہ جہنم میں رہیں گے۔ اور اپنے اعمال کی سزا بھگتیں گے۔

ف۲ ان آیتوں میں اُن لوگوں کا تذکرہ ہے۔ جو صدق و حقانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کرتے ہیں۔ اور پھر کچھ ایسے نفوس ان کو مل جاتے ہیں۔ جو آگے بڑھ کر تصدیق میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ لوگ تقویٰ کی گراں قدر نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ یہ مومنانہ فراست سے بھانپ جاتے ہیں۔ کہ اللہ کے پیغمبر جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے انشراحِ صدر کے بے شمار مواقع پیدا کر دیتا ہے۔ اور انہیں حق کو قبول کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ دونوں حاملینِ حق و صداقت اور انکی پیروی کرنے والے اللہ کے نزدیک مقامِ اتقاء پر فائز ہیں۔ اور منصبِ احسان سے بہرہ مند ہیں۔ انکے لئے جنت و نعیم میں عیشیں اور آسودگی کی زندگی ہے۔ جو چاہیں گے وہاں ملے گا۔ انکی ہر خواہش کی تکمیل ہوگی۔

ف۳ تکفیرِ سیّئات سے یا تو یہ مراد ہے۔ کہ عالمِ کفر میں ان سے گناہ سرزد ہوئے تھے۔ انکو معاف کر دیا جائیگا۔ اور انکے مقابلہ میں انہیں بہترین اجر سے نوازا جائیگا۔ اور یا یہ مقصد کہ اگر ایمان کی نعمت حاصل ہے۔ تو پھر وہ لغزشیں جو کبائر نہیں کی حد و دو بمقتضائے بشریت ہو جاتی ہے۔ بخش دی جائیں گی۔ اور انکے نیک کاموں کا نہایت عمدہ اجر ملیگا۔

حلِ لغات

مَثْوٰی۔ ٹھکانہ۔ جگہ۔ ثوی یثوی سے ہے۔

۳۶- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ
يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ
۳۷- وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ○
۳۸- وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ
كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ
هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ

۳۶- کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں؟ اور وہ تجھے غیر خدا
(معبودوں) سے ڈراتے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے،
اسکے لئے کوئی ہادی نہیں ○ ؎۱

۳۷- اور جسے اللہ ہدایت کرے اُسے گمراہ کرنیوالا نہیں، کیا
اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ہے؟ ○ ؎۲

۳۸- اور تو جو اُن سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے
پیدا کیا؟ تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو
تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کچھ تکلیف ؎۳
پہنچانا چاہے۔ تو کیا وہ اس کی دی ہوئی تکلیف دُور کر سکتے
ہیں؟ یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اسکی رحمت کو
روک سکتے ہیں؟ تو کہہ مجھے اللہ کافی ہے۔ بھروسا

؎۱ حضورؐ کو کفار یہ دھمکی دیتے تھے۔ کہ اگر آپ بُت پرستی کی مذمت
سے باز نہ آئے۔ تو ہمارے معبود آپ کو سخت ترین نقصان پہنچائیں گے
اس کا جواب دیا ہے۔ کہ اللہ اپنے اس بندے کی پوری پوری حفاظت
کرے گا۔ اور تم کو اور تمہارے معبودوں کو موقع نہیں دے گا۔ کہ
اسے ذرہ برابر بھی گزند پہنچا سکو۔ یہ گویا ہی کا عقیدہ ہے۔ اور جس
شخص سے اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت چھین لے۔ پھر کوئی اس کو
منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ اور جس شخص کے سینے کو وہ
کھول دے۔ اور توفیق قبولیت عطا فرمائے۔ وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا
؎۲ واضح رہے۔ کہ اس کے معنے سیاق و سباق کے لحاظ سے
یہی ہیں۔ کہ حضورؐ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہیں۔ اس
لئے دشمن اپنے عزائم مشئومہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور
حضور کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس سے مُراد کفایت یعنی
نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض ملاحدہ نے سمجھا ہے۔

بے اختیار بُت

؎۳ بُت پرستوں اس حقیقت واقعیہ سے آگاہ فرمایا ہے۔
کہ جہاں تک کائنات نظام حیات کا تعلق ہے۔ یہ تمہارے
دیوتا اور معبود محض بے کار ہیں۔ ان کو اس کارگاہ عمل میں کوئی
اختیار حاصل نہیں۔ اگر میں کسی دُکھ اور تکلیف میں مبتلا ہو جاؤں
تو کیا وہ اُس روگ کو دُور کر سکتے ہیں؟ اور میری مصیبتوں کو
مسرتوں اور خوشیوں سے بدل سکتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا مجھ پر فضل
ہو۔ تو کیا اس کو اپنے اختیارات سے روک سکتے ہیں یہ ظاہر ہے۔
کہ ایسا نہیں ہے۔ تو پھر مجھے کیوں اس بودے عقیدے کی طرف
بُلاتے ہو۔ کہ میں بے اختیار بتوں کے سامنے جھکوں ●

حلِ لُغات

بِكَافٍ۔ یعنے صاحب کفایت۔ کافی ●
ذِی انْتِقَامٍ۔ سزا دینے والا۔ عربی میں
انتقام کے وہ معنے نہیں ہیں۔ جو اردو میں
ہیں۔ جس میں سزا کے ساتھ بغض اور دل
میں جلن کا ہونا بھی ضروری ہے ●

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝
۳۹ - قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
۴۰ - مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ
عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝
۴۱ - اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ
بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ
عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝
۴۲ - اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا

رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۝ ف
۳۹ - تو کہہ اے قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ۔ بیشک میں
کام کرنیوالا ہوں۔ پس آگے تمہیں معلوم ہو جائیگا ۝
۴۰ - کہ کس پر عذاب آتا ہے کہ اسے رسوا کرے۔ اور
کس پر ہمیشہ کا عذاب اُترتا ہے ۝ ف
۴۱ - بے شک ہم نے تجھ پر لوگوں کے لئے سچے دین کے
ساتھ کتاب نازل کی۔ پھر جس نے ہدایت پائی تو
اپنے بھلے کو اور جو گمراہ ہوا تو اُسے ضرر کے لئے
ہوا اور تو ان پر داروغہ نہیں ۝ ف
۴۲ - اللہ جانوں کو جب اُن کے مرنے کا وقت آتا ہے

ف میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور جتنے لوگ توکل کی نعمت سے بہرہ مند ہیں۔ سب اُسی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔

اپنی سعی کر دیکھو

ف یعنی اے اعداء دین تمہیں اپنی قوت پر ناز ہے۔ تم اپنی دسیسہ کاریوں کی کامیابی پر اعتماد رکھتے ہو۔ تمہیں یہ یقین ہے۔ کہ تم اپنے مکارانہ منصوبوں میں کامرانی حاصل کرو گے۔ میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں۔ کہ تم لوگ اپنی سعی کر دیکھو۔ وہ تمام حیلے اور تدبیریں جو تمہارے امکان میں ہیں۔ اُن کو آزما دیکھو۔ میں بھی اپنی کامیابی پر مستیقن ہوں۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون دنیا میں رسوائیوں کے عذاب میں مبتلا ہے۔ اور آخرت میں دائمی اور ابدی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اور کون فوز و فلاح کی سعادت سے ہمکنار ۔

ف حضورؐ کی تسکین خاطر کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ پر جو صحیفہ حق نازل کیا گیا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر شخص اس کو قبول کرلے۔ آپ صرف اس حد تک مکلف ہیں۔ کہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں۔ آئندہ یہ اگر گمراہ رہیں گے تو اپنا ہی بگاڑیں گے۔ آپ ان کی ہدایت کے لئے اس درجہ بے قرار نہ ہوں ۔

حلِ لغات

مَكَانَتِكُمْ ۔ اپنی جگہ ۔

بِوَكِيْلٍ ۔ ذمہ دار۔ اجارہ دار۔ مسلط اور داروغہ ۔

يَتَوَفَّى ۔ سے مراد مطلق روح پر ضبط و اختیار حاصل کرنا ہے۔ اس نے نفس کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ضبط اور اختیار اس نوع کا ہو۔ کہ پھر روح کو جسم سے الگ کر لیا جائے۔ اور ایک یہ کہ صرف بیداری کو چھین لیا جائے۔ اور تعلق حیات بدستور باقی رہے۔ اس چیز کو امساک اور ارسال سے تعبیر کیا ہے ۔

وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ
فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ
وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○
۴۳- أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ
قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَ
لَا يَعْقِلُونَ ○
۴۴- قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَهُ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○
۴۵- وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ
قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ

کھینچ لیتا ہے اور جو نہیں مریں انکو انکی نیند میں کھینچ لیتا
ہے پھر جن پر موت کا حکم صادر کیا ہے۔ انہیں رکھ چھوڑتا
ہے اور دوسری کو ایک وقت معین تک بھیج دیتا ہے۔ بیشک اس
میں ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں نشانیاں ہیں ○
۴۳- کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور شفیع ٹھہرائے ہیں۔ تو کہہ
- اگرچہ ان کو کچھ اختیار نہ ہو اور نہ ہی وہ سمجھ رکھتے ہوں
تو بھی ○
۴۴- تو کہہ ساری شفاعت اللہ کے ہاتھ ہے آسمانوں اور زمین کی
بادشاہی اسی کی ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○
۴۵- اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل جو
آخرت پر ایمان نہیں رکھتے نفرت کرتے ہیں اور جب

قیامت پر ایک دلیل

ف حشر و نشر پر ایک نہایت عمدہ دلیل پیش فرمائی ہے۔ کہ دیکھو کہ موت اور نیند میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔

جس خدا کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ تمہاری بیداری کو چھین لے۔ اور اس کو خواب بے ہوشی کی کیفیات سے بدل دے۔ اور پھر جب مناسب سمجھے بیدار کر دے۔ وہ خدا اس چیز پر بھی قادر ہے۔ کہ جب تم موت کی نیند سو جاؤ۔ اس وقت بھی تمہیں پھر جب چاہے اٹھا کھڑا کرے۔ کیونکہ جس نے بیداری اور نیند کے نظام کو وضع کیا ہے۔ وہی موت اور حیات پر بھی اختیار رکھتا ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے۔ کہ خود انسانی زندگی معارف سے پُر ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحب فکر و ہوش سوچیں۔ اور بغیر ادنیٰ تامل کے یہ نہ کہہ دیا کریں۔ کہ صاحب دل ہونا تو ناممکن ہے۔ جب تک کائنات کی خوب چھان بین نہ کریں۔

اللہ کے نام سے چڑ

ف اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مشرکین کو توحید سے کس درجہ نفرت ہے اور بتوں سے کس حد تک محبت ہے۔ انکے سامنے جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور وحدانیت کے معارف عالیہ سے انکو بہرہ مند کیا جاتا ہے۔ اور بتلایا جاتا ہے۔ کہ اسی کا آستانہ جلال و عظمت اس قابل ہے۔ کہ انسان اسکے سامنے جھکے۔ تو ان کے دلوں میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور تیوری سے سخت بیزاری ٹپکنے لگتی ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۱۱۰۹ پر)

حل لغات

اشمازت۔ انجانی انقباض اور نفرت۔

وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ
يَسْتَبْشِرُونَ ○
۴۶ - قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ
بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○
۴۷ - وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِن
سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا
لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ○
۴۸ - وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ
بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○

اللہ کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اسی وقت وہ
خوش ہو جاتے ہیں ○
۴۶ - تو کہہ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے چھپے
اور کھلے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان
باتوں میں فیصلہ کریگا جن میں وہ جھگڑ رہے تھے ○
۴۷ - اور اگر ظالموں کے پاس جتنا کچھ زمین میں ہے وہ سب
اور اسکے ساتھ اتنا اور بھی ہو تو قیامت کے دن برے
عذاب سے اپنے چھڑانے میں سب کا سب ہی دے ڈالیں
(مگر قبول نہ ہو) اور اللہ کی طرف سے انہیں وہ معاملہ
پیش آئیگا جس کا انہیں کبھی خیال بھی نہ تھا ○
۴۸ - اور جو عمل وہ کرتے تھے اسی کی برائیاں اُن پر ظاہر ہونگی
اور جس شے پر ٹھٹھا کرتے تھے وہ انہیں آگھیریگی ○

ہستا ہے جیسے جیسے اللہ کا نام اسکے لئے وجہ تسکین ہوتا جب ان کا نام لیا جائے تو ان کے قلوب میں روشنی اور شگفتگی پیدا ہو جاتی مگر یہاں فطرت مسخ ہو چکی ہے۔ یہ لوگ اللہ کے نام سے منقبض ہوتے ہیں۔ اور جب انکے دیوتاؤں کا تذکرہ ہو جاتا ہے اور ان کے قصے بیان ہوں۔ اور یہ بتایا جائے کہ انکے اصنام کتنے صاحب کرامات و خوارق ہیں۔ تو پھر دیکھئے ان کے چہرے پر مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ آج بھی جو لوگ مشرکانہ عقائد و رجحانات میں گرفتار ہیں مسئلہ توحید میں ان کے لئے کوئی دلچسپی و جاذبیت نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس نوع کے مسائل کا اظہار بے کار محض ہے۔ انہیں اگر شغف ہے۔ تو روایات اور قصص سے اور اولیاء کرام کے افسانے عجائب و غرائب سے۔ چنانچہ جس مجلس میں توحید کا چرچا ہوتا ہے۔ وہاں آپ دیکھیں گے۔ کہ کوئی رونق ہوتی ہے۔ اور نہ کیفیت۔ اور نہ شوق و ذوق کا اظہار۔ البتہ جہاں مشائخ طریقت کی مجلسیں گرم ہوتی ہیں۔ وہاں عود و عنبر ہے۔ لوگوں کا ہجوم ہے۔ وجد و رقص ہے۔ دھوم دھام ہے۔ لوگ خاص عقیدت سے دو زانو بیٹھے سن رہے ہیں۔ یہ کیسی عجیب چیز کا مظاہرہ ہے! ان چیزوں سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ مرد مومن جو بھی اللہ کے نام پر تڑپ جاتا تھا۔ اور جسکو اسکے ذکر میں حلاوت محسوس ہوتی تھی جس کا دل اس کے جذبات محبت سے معمور رہتا تھا جو جتنا

تھا اُس میں جھوم جاتا تھا۔ دار پر کھینچ دیا جاتا تھا۔ مگر عشق الٰہی سے سرمست ہو کر اور نہیں ہوتا تھا۔ آج اس کا پتا نہیں اور اسکی جگہ ایک ایسے شخص نے لے لی ہے جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے۔ جو کلمہ توحید کا اقرار بھی کرتا ہے مگر دل میں اللہ کے ساتھ کوئی خاص لگاؤ اور نسبت نہیں رکھتا۔ وہ دن رات مزاروں اور قبروں کا طواف کرتا ہے۔ خانقاہوں کے گرد گھومتا ہے۔ اور غیر اللہ کی محبت میں والہانہ ابھرتا ہے۔ توحید میں اسکے لئے تسکین و طمانیت کا سامان نہیں۔ وہ بدعات اور مشرکانہ رسوم کا شیدا ہے۔ اللہ کا نام اسکے لئے بالکل روکھا پھیکا ہے۔ جب تک کہ اسکے ساتھ چند اور ہستیوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ اور یہ نہ بتایا جائے کہ ان لوگوں کو کس درجہ اختیارات اللہ نے تفویض کر رکھے ہیں۔ وہ خالص توحید کو کفری اور توحید کہتا ہے۔ صرف ایک اللہ کے نام میں اسے کوئی جذب ہی اور رفعت نظر نہیں آتی۔ وہ تو اس بات پر جان دیتا ہے۔ کہ اسکے مشائخ کن خوارق اور کرامات کے مالک ہیں۔ آہ! وہ خدائے عزوجل جس کی محبت اور اطاعت شعاری سے ان بزرگان پاک نفس نے اتنے بلند مراتب حاصل کئے تھے۔ اور جسکے سامنے جھکنے سے انہیں مقام ولایت حاصل ہوا تھا۔ آج اُس خدا کا درجہ بالکل ثانوی ہے۔ اور جو جذبات و خصائل و دکھاوا ان کی جانب منسوب کر دیئے گئے ہیں۔ جو اس سے مختص ہیں۔ اور جیسے انتساب کی ان حیثیتوں کے تعلق

حل لغات ۱۔ حاق ۔ [illegible]

۴۹- فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز
ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ
إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○
۵۰- قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَمَا
أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○
۵۱- فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ
وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ
سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۙ وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ○
۵۲- أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

۴۹- سو جب آدمی پر دکھ آتا ہے تو ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم
اپنی طرف سے اسے نعمت دیتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو مجھے میرے
علم کے سبب سے ملا ہے۔ ہرگز نہیں یہ آزمائش ہے
لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○
۵۰- یہی بات ان سے اگلوں نے کہی تھی سو جو وہ کماتے تھے
ان کے کام نہ آیا ○
۵۱- پھر جو انہوں نے کمایا تھا اسکی برائیاں ان پر پڑیں، اور
ان لوگوں میں سے جو ستمگار ہیں عنقریب انکی کمائی کی
برائیاں ان پر پڑیں گی اور وہ تھکا نہ سکیں گے ○
۵۲- اور وہ نہیں جانتے کہ اللہ جس کے لئے چاہے رزق
کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے، بیشک ایماندار لوگوں

تکلیف میں خدا یاد آتا ہے

ف قاعدہ ہے۔ کہ بھوک اور افلاس سے دل صیقل ہو جاتا ہے اور اس کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور فطرت کے انوار اس میں جھلکنے لگتے ہیں۔ جب کوئی شخص تکلیف اور دکھ میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو بے اختیاری چاہتا ہے کہ خدا کو یاد کیا جائے۔ اس وقت دل پر سے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ اور انسان اللہ کے نام کے ساتھ ایک خاص طرح کی تسکین اور طمانیت محسوس کرتا ہے۔ اور کیفیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ہے۔ اس کی حمد و ستائش ہے۔ اور شکر و صبر کا مظاہرہ ہے۔ اس وقت کی کیفیات خشوع اگر دیر تک اور قلب پر مرتسم رہیں تو جذبہ انسانی ولایت اور قرب کے مراتب عالیہ سے مشرف ہو جائے مگر ہوتا یہ ہے کہ جب یہ مصیبتیں دور ہو گئیں۔ دل پر پھر کثرت حجاب کی نقاب پڑ گئی! اور دل بدستور غفلت و تساہل میں مبتلا ہو گیا۔ خوشحالی میں یہ سمجھنے لگتا ہے۔ کہ میری مسرتوں میں اللہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ نتیجہ ہے میرے علم کا، میری عقلمندی کا اور تجربہ کا۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ یہ تو محض آزمائش و ابتلاء کیلئے تمہارے حالات میں خوشگوار تبدیلی کی گئی ہے۔ کہ تمہیں دیکھا جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے۔ کہ تمہارے جذبات شکرگزاری کہاں تک صادق ہیں۔ کیا مسرت و ابتہاج کی زندگی میں بھی تمہاری وہی کیفیت ہوتی ہے۔ جو غم اور تکلیف کی زندگی میں اور کیا خوشی میں بھی تم اسی طرح مجھکو یاد کرتے ہو جس طرح کہ دکھ اور روگ میں، غربت اور افلاس میں۔ ارشاد ہے کہ اس اعجاب نفس کے مرض میں تم سے پہلے بھی لوگ مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے مال و دولت پر غرور و کبر کا اظہار کیا ہے۔ مگر جب اللہ کا عذاب آیا۔ تو ان کا سرمایہ اور دولت انکو بچا نہیں سکی۔ اسی طرح ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ انکی بداعمالیاں بھی حد سے گزر چکی ہیں۔ یہ بھی مال و دولت کے نشہ میں چور ہیں، اور حق و صداقت کے پیغام کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بھی عذاب سے دوچار ہونیوالے ہیں۔ انکو آگاہ رہنا چاہیئے۔ کہ مال و دولت انکے قطعاً کام نہیں آسکے گا۔ اور یہ یقیناً گرفتار ابتلا ہو کر رہیں گے ●

ف اس آیت میں بتلایا ہے۔ کہ رزق کی کشائش اور تنگی محض اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے تو گدائے حقیر کو ایک لمحہ میں خزائن شاہی کا مالک بنادے۔ اور چاہے تو جسے زمان میں قارون صفت دولتمندوں کو نان شبینہ تک کا محتاج بنادے۔ اسلئے یہ دولت اور تمول ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ انسان ان پر فخر کرے۔ اور اپنے رب کو بھول جائے ●

حل لغات:- خَوَّلْنٰہُ۔ تخویل سے ہے۔ بمعنی عطا کرنا۔ دینا ●

۴ یَبْسُطُ۔ پھیلاتا ہے۔ زیادہ دیتا ہے ●

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

۵۳- قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

۵۴- وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

۵۵- وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

کے لئے اس میں نشانیاں ہیں ۝

۵۳- تو کہہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بیشک اللہ سارے گناہ بخش دیتا ہے۔ بیشک وہی گناہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

۵۴- اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر تمہاری مدد نہ کی جائے اپنے رب کی طرف رجوع ہو اور اس کی فرمانبرداری کرو ۝

۵۵- اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگاہ عذاب آئے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو اس بہتر بات پر چلو جو تمہارے رب سے تمہاری طرف نازل ہوئی ہے ۝

ف یعنی اے وہ لوگو! جو گناہوں کی کثرت سے گھبرا گئے ہو۔ آؤ، اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور اس کے پیش کردہ مقام عبودیت کو حاصل کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری تمام لغزشوں اور کوتاہیوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا جائے گا۔ تمہارے پہلے تمام جرائم بخش دیئے جائیں گے۔ اور تمہاری مایوسیوں کو رحمتوں اور بخششوں سے بدل دیا جائے گا۔

ف یہ آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مایوسی گناہ ہے۔ اور ناامیدی کفر ہے۔ اللہ کی مغفرت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور اس کا عفو ہر معصیت پر چھا رہا ہے۔ وہ تمام لوگ جو گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں از راہ مایوسی کفر کی راہ اختیار نہ کرلیں۔ خدا کی طرف آئیں۔ اس سے باتیں کریں۔ انکو ان گناہگاروں سے زیادہ محبت ہے۔ جو شرم و ندامت کے احساس کے ساتھ اسکے آستانۂ جلال و عظمت پر جھکتے ہیں۔ اور وہ ان بندوں کو زیادہ پسند کرتا ہے جو بار بار اپنے نقائص کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اسکی کبریائی اور رفعت کا اعلان کرتے ہیں۔

وہاں مہلت نہیں ملے گی

ف غرض یہ ہے۔ کہ اللہ کے تمام احکام حسن و جمال منطق سے آراستہ ہیں۔ انکی اطاعت کی صورت یہ ہے۔ کہ دنیا میں انکے منشاء کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ نافرمانی کے بدلے اچانک اور غیر متوقع طور پر اللہ کا عذاب آجائے۔ اور تم اسکی تلافی نہ کر سکو۔

حلِ لغات:۔ لَا تَقْنَطُوْا۔ قنوط سے ہے یعنی یاس زدہ مت ہو جاؤ۔ اَسْرَفُوْا۔ زیادتی کی ہے۔ اور بے اعتدالی

۵۶- اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۝

۵۶- ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کے حق میں کی، اور البتہ میں ٹھٹھا کرنے والوں میں ہی رہا ۝

۵۷- اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝

۵۷- یا کہنے لگے کہ اگر مجھے اللہ ہدایت کرتا، تو میں متقیوں میں ہوتا ۝

۵۸- اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

۵۸- یا جب عذاب کو دیکھے کہنے لگے کاش کہ میں پھر کسی طرح دنیا میں جاؤں تو نیکوں میں ہو جاؤں ۝

۵۹- بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝

۵۹- کیوں نہیں بلکہ تحقیق تیرے پاس میری آیتیں آ ئی تھیں تو انہیں تو نے جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں تھا ۝

۶۰- وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی

۶۰- اور تو قیامت کے دن انہیں دیکھے گا جو اللہ پر جھوٹ بولتے تھے کہ ان کے منہ سیاہ ہوں گے۔ کیا دوزخ میں

جب تم پر اچانک اللہ کا عذاب آجائے۔ اس وقت تمہیں افسوس ہو۔ اور تم کہو کہ ہم نے کیوں اللہ کے باب میں کوتاہی سے کام لیا۔ تمہیں اس وقت یہ خیال نہ آئے۔ کہ اگر اللہ دنیا میں ہمیں توفیق ہدایت سے بہرہ مند کرتا۔ تو ہم ضرور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے۔ یا تم یوں کہنے لگو۔ کہ اگر اب کے مہلت ملے۔ تو قطعاً صالح بننے کی کوشش کریں۔ یاد رکھو بیداری وہ مفید ہے جو اس دنیا میں ہو۔ اور ایمان وہ سود مند ہے۔ جو موت سے پہلے ہو اور دیکھو تمہیں بچانے کیلئے ہم نے آیات اور معجزات کو پیش کیا ہے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا ہے۔ مگر یہ تمہاری بدبختی اور محرومی ہے۔ کہ تم نے تسلیم نہیں کیا۔ اور کبر و غرور کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے اب اس دنیائے مکافات میں کوئی ندامت تمہیں اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکے گی۔

افتراء علی اللہ کا انجام

ف اللہ کے متعلق جھوٹ بولنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ لوگ جو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جن سے اسکی ذات عظمت صفات انکار کرتی ہے۔ وہ گویا غلط باتوں کو غلط عقائد کو اسکی طرف سے پھیلاتے اور مشتہر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی کیفیت قیامت کے دن یہ ہوگی۔ کہ ان کے چہرے بے نور ہونگے۔ اور کفر و شرک کی ظلمت اور سیاہی نے ان کو بدزیب کر رکھا ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیا میں اس نوع کے عقائد کی اس لئے اشاعت کرتے تھے۔ کہ عوام میں ان کی عزت افزائی ہو۔ اور معتقدین کے مقابلہ میں انکی زیادہ آؤ بھگت ہو۔ اب مکافات عمل کے قانون کے ماتحت اس کا یہ اعزاز جس کی خاطر سے یہ لوگ کفر و شرک کی تلقین کرتے کرتے تھے۔ تذلیل و تحقیر سے بدل دیا جائے گا۔ اور چہرہ کی آب و تاب جاتی رہے گی۔ نخوت اور تکبر خاک میں مل جائیگا۔ اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کی وجاہت اور عزت محض بیکار ہے۔ اصل اعزاز یہ ہے کہ اللہ کے ہاں سرخروئی ہو۔ اور وہ ان کے ساتھ احترام کا سلوک روا رکھے۔

ف جہاں یہ بتایا ہے کہ یہ منکرین جہنم میں جائیں گے ۔۔۔ اور بے آبروئی کی زندگی بسر کریں گے۔

حل لغات

فَرَّطْتُ ۔ تقصیر و کوتاہی ۔ تفریط سے ہے۔
اَلسّٰخِرِیْنَ ۔ سخریۃ سے بمعنی استہزا۔

لِلْمُتَكَبِّرِيْنَ ○
۶۱- وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ
لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○
۶۲- اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○
۶۳- لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ع
۶۴- قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ
اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○
۶۵- وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے ؟ ○
۶۱- اور متقیوں کو انکی کامیابی کے ساتھ اللہ نجات دیگا۔ نہ
تکلیف اُنکے پاس پھٹکے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے ○
۶۲- اللہ ہر شئے کا خالق ہے اور وہ ہر شئے پر
نگہبان ہے ○
۶۳- آسمانوں اور زمین کی کُنجیاں اُسی کے پاس
ہیں۔ اور جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں
وہی زیانکار ہیں ○
۶۴- تو کہہ اے نادانو ! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو۔
کہ میں غیرِ خدا کو پوجوں ؟ ○ ف۱
۶۵- اور بیشک تیری طرف اور مجھ سے اگلوں کی طرف
یہ وہی نازل ہو چکی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا۔ تو

متقین اور پاکبازوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ ان کو کامیابی کے ساتھ نجات سے نوازا جائے گا۔ اور انکی زندگی اعلیٰ عیش اور آسودگی کی زندگی ہوگی۔ انکو وہاں کوئی فکر دامن گیر نہ ہوگا۔ نہایت سکون و وقار کے ساتھ یہ لوگ اللہ کی عنایتوں سے مستفید ہوں گے۔ اور اپنی خوش بختی پر ناز کریں گے ؏

میں کیوں بُت پرستی کروں ؟

ف۱ جب یہ بات ثابت اور متحقق ہے۔ کہ آسمانوں اور زمین کے اختیارات سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہی ساری کائنات کا رب ہے۔ تو پھر تم کیوں کہتے ہو کہ میں اُسکو چھوڑ کر تمہارے بتوں کی پوجا کروں۔ کیا یہ جہالت نہیں ؟ اور انکے مقام عظمت و رفعت سے ناواقفیت کی دلیل نہیں ؟ تم مجھ سے کیوں توقع رکھتے ہو۔ کہ میں توحید کو چھوڑ کر شرک اور بُت پرستی کو قبول کروں گا۔ اور تمہارے بتوں سے اسی طرح جاہلانہ عقیدت رکھوں گا۔ جس طرح تم رکھتے ہو۔ بات یہ ہے۔ کہ جس طرح حضورؐ ان لوگوں کو ایک خدا کے سامنے جھکنے کی دعوت دیتے اسی طرح یہ بھی کہتے۔ کہ باپ دادا کی روایات کو نہ چھوڑ۔ اور انہیں عقائد پر جمے رہو۔ اس پر اس نوع کی بات کا نزول ہوا کہ میری جانب سے تمہیں قطعی مایوس ہو جانا چاہیئے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ میں ایک غیر معقول عقیدہ کو قبول کروں۔ اور خدائے واحد کو چھوڑ دوں۔ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ شرک تمام اعمال حسنہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور اس سے بجز خسارے اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں مجبور ہوں۔ کہ صرف اسی کی عبادت کروں۔ اور اپنے کو اس کا شکر گزار بندہ ثابت کروں۔ کیونکہ شرک صرف گناہ اور معصیت ہی نہیں۔ جناب باری میں صد درجہ گستاخی کا اظہار کرنا بھی ہے۔ اور خود ان تمام صلاحیتوں سے محروم ہونا ہے۔ جو انسانی مجد و شرافت کا لازمی نتیجہ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسکی وجہ سے تمام اعمال مسموم اور زہر آلود ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کے حضور میں ان کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی ؏

حلِ لغات

مَقَالِيْدُ۔ جمع مقلید۔ یعنی کنجیاں اور چابیاں ؏

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○
۶۶- بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○
۶۷- وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ
جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ
مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○
۶۸- وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ
اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ
قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○
۶۹- وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ

تیرے عمل ضرور اکارت جائیں گے اور تُو زیاںکاروں میں ہوگا
۶۶- بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر گزاروں میں ہو ○
۶۷- اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی اس کی قدر
جانی چاہئے تھی اور ساری زمین قیامت کے دن اس
کی مُٹھی میں ہوگی اور سب آسمان اس کے داہنے
ہاتھ میں لپٹے ہونگے وہ اُنکے شرک سے پاک اور بلند ہے ○
۶۸- اور صُور پھونکا جاوے گا اور تمام زمین اور آسمان
والوں کے ہوش اُڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے
پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ اُسی وقت
کھڑے ہو جائیں گے۔ کہ دیکھ رہے ہوں گے ○
۶۹- اور زمین اپنے رب کے نُور سے چمک اُٹھے گی۔

ف یعنی اللہ تعالےٰ کی جلالت قدر کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ کسی شخصیت کو کو اس کا شریک و سہیم نہ ٹھہرایا جاتا۔ اور اس کے عتبہ جلال پہ جبہ سائی کی جاتی۔ مگر ان ناشناسان جمال حقیقت نے پتھروں کے حقیر مجسموں کو اپنی عقیدت وارادات کا مدار و محور قرار دے لیا۔ اور اس طرح اس کی توہین کے مرتکب ہوئے وہ تنہا تمام کائنات کا رب ہے۔ قیامت کے دن یہ وسیع و عریض زمین اور بلند و بالا آسمان اس کی مٹھی میں اور اُس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ کیا تمہارے بتوں اور خداؤں میں یہ طاقت ہے۔ کہ وہ اُس دن اللہ کی گرفت اور پکڑ سے بچ سکیں۔
ف اس آیت میں نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کا ذکر ہے۔ کہ کیونکہ جب پہلی دفعہ نرسنگا پھُونکا جائے گا۔ تو یہ سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔
ف یعنی اس وقت جب سب حضرات اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے۔ دنیا اس کے نُور سے چمک اُٹھے گی۔

حلِ لغات

قَبْضَتُهٗ اور بِيَمِيْنِهٖ کے الفاظ محض تمثیل کے لئے ہیں۔ ورنہ اس کی ذات اعضا و جوارح سے متصف نہیں۔
فَصَعِقَ سے مُراد موت کی بیہوشی ہے۔

الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○
۷۰- وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ
اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ع
۷۱- وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ
حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ
لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ
مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ
وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ
قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ
عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ○

اور اعمال نامے[ف۱] رکھے جائینگے انبیاء اور گواہ حاضر کئے
جائینگے اور انکے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ○
۷۰۔ اور ہر نفس کو جو اس نے کیا ہے پورا بدلہ ملے گا اور
وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ○
۷۱۔ اور کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ کرکے ہانکے جائیں
گے۔ یہاں تک کہ اس کے پاس آئیں گے تو
اسکے دروازے کھولے جائیں گے، اور دوزخ
کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس
تمہارے ہی درمیان سے رسول نہ آئے تھے کہ وہ تمہارے
رب کی آیتیں تم پر پڑھتے اور تمہارے اس دن کی ملاقات[ف۲] سے
نہ ڈراتے تھے۔ بولینگے کیوں نہیں لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوا۔

ف۱ قیامت کے دن صحائف اعمال کو پیش کیا جائیگا۔ اور ایک ایک سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائیگا۔ اور گواہ انکے اعمال کے موافق انکو جزا اور سزا دی جائیں گی۔ اور کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا ●

یہ آیت جہاں تک سیاق و سباق کا تعلق ہے یکسر عرصہ حشر کی کیفیت و حساب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سے نبوت جدیدہ پر استدلال کرنا قرآن کے بیان سے اعراض کرنا ہے اور معاذ اللہ یہ کہنا ہے کہ قرآن کی دو آیتوں میں بھی باہمی ربط نہیں ہے ●

علم الٰہی کی اکملیت

ف۲ منکرین حق و صداقت کو گروہ در گروہ جہنم کی طرف کشاں کشاں بھیجا جائیگا۔ اور جب وہ جہنم کے قریب پہنچ جائیں گے۔ تو اس کے دروازے انکے لئے کھل جائیں گے۔ محافظ پوچھیں گے۔ کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں اللہ کے احکام سناتے اور آج کے دن کی اہمیت سے آگاہ کرتے۔ وہ کہیں گے۔ کہ ہاں پیغمبر تو تشریف لائے تھے۔ بجز ہم نے محرومی و شقاوت کی وجہ سے انکو تسلیم نہ کیا۔ اور کبر و غرور میں مبتلا ہوکر انکے پیغام کو ٹھکرایا۔ جہنم کے محافظ فرشتے بطور مخالف زجر و توبیخ کے انداز میں کہیں گے۔ کہ ان لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ کے رسولوں کی تکذیب کا انجام کتنا خوفناک ہو سکتا ہے۔ اور انکو معلوم ہو کہ اللہ کے ہاں ہمارے مال و دولت کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ وہاں ہمارے جاہ و منصب کی کوئی رعایت نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس دربار عزت و جلال میں ان لوگوں کی بات سنی جاتی ہے۔ جنکو ہم دنیا میں ہدف استہزا بناتے تھے۔ اس حریم قدس و عظمت میں انکی پذیرائی ہے۔ جو دنیا میں ایمان و عمل کے زیور سے آراستہ تھے۔ اور اس ایوان حشمت و شکوہ میں صرف وہ لوگ جگہ پاسکتے ہیں جنکو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء سے اظہار عقیدت کیا ہے۔ اور انکی پیروی اور اطاعت کو باعث نجات سمجھا ہے ●

ف۲ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ سے مراد یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے متعلق ازل میں فیصلہ یہ تھا۔ کہ یہ لوگ اپنے اختیار سے خواہشات نفس کو ترجیح دینگے۔ اور عقبیٰ کا خیال نہیں رکھیں گے۔ یہ گمراہ ہوں گے اور اور اپنے لئے عذاب کو پسند کریں گے۔ اس لئے لازمی اور حتمی تھا۔ کہ یہ اپنے اعمال سے اللہ کے اس ازلی علم کی تصدیق کریں۔ اور واقعہ میں ثابت کریں۔ کہ حکمت ازلیہ میں جو کچھ لکھا جاچکا تھا۔ وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس انداز بیان سے غلط فہمی نہ ہو کہ اللہ کا فیصلہ ہمارے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ ہم عملاً اسکی تصدیق کریں۔ بلکہ ہوتا یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہم اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ بلا کسی قوت آسمانی کے تعرض کے وہ اللہ پہلے سے جانتا ہے اور یہی

[illegible]

۷۲- قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ○

۷۲- کہا جائیگا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ - ہمیشہ وہاں رہو. غرض متکبروں کا ٹھکانا بُرا ہے ○

۷۳- وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ○

۷۳- اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے تھے وہ گروہ گروہ کرکے جنّت کی طرف ہانکے جائیں گے یہانتک کہ جب وہ اسکے پاس آئیں گے دروازے کھولے جائیں گے. اور اسکے داروغہ اُن سے کہیں گے سلامٌ علیکم[۱] - تم خوشحال ہو سو ہمیشہ رہنے کو اس میں داخل ہو ○

۷۴- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ○

۷۴- اور وہ کہیں گے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچ کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا. جہاں ہم چاہیں جنّت میں رہیں. سو کیا خوب بدلا ہے عمل کرنے والوں کا ○

۷۵- وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

۷۵- اور تو دیکھے گا. کہ عرش کے گرد فرشتے حلقہ باندھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۵-

بلکہ یہ ایک علم کی اکملیت کا تقاضا ہے. کہ ہم بالکل اسی طرح کی زندگی بسر کرتے ہیں. جس طرح کہ لوح محفوظ میں ہمارے لئے مقدر و مرتسم ہے. یہ ایک باریک فرق ہے. جس کو نظر انداز کر دینے سے اکثر غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے. اور سمجھا جاتا ہے. کہ شاید علم الہی ہمارے اعمال کا خود ذمہ دار ہے. حالانکہ ایسا نہیں. ہم اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں. البتہ علم الہی میں ہمارے اعمال کی تمام تفصیلات پہلے سے موجود ہیں ●

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] جہاں منکرین کا استقبال زجر و توبیخ کے الفاظ سے ہوگا. وہاں پاکبازوں کو عزت و احترام کے ساتھ جنّت کے دروازوں تک لایا جائے گا. جب یہ دروازے ان کے خیر مقدم میں کھلیں گے. تو فرشتے مسرّت اور خوشی کا اظہار کریں گے. اور کہیں گے کہ اللہ کی تم پر سلامتی ہو. خوشحالی اور فارغ البالی سے جنّت میں رہو. ادھر یہ اللہ کی حمد و ستائش میں معروف ہو جائیں گے. اور اس کا شکر ادا کریں گے. کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا. اور جنّت میں اُن کے لئے ہر قسم کی آسودگی مہیا کی. انہیں آزادی بخشی. کہ جہاں چاہیں. اپنے لئے مقام تجویز کرلیں ●

حل لغات :- زُمَرًا - جمع زمرہ - آدمیوں کے متفرق گروہ. گروہ در گروہ ● خَزَنَتُهَا - محافظ ● حَافِّينَ - گھیرا ڈالے ہونگے. حف

[۱] تم پر سلامتی ہو ●

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

کھڑے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور کہا کہ سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہان کا

آیاتها ۸۵	سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ	رکوعاتها ۹

(۴۰) سورۂ مومن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ حٰمٓ ۝

۱۔ حٰمٓ ۝

۲۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝

۲۔ اس کتاب کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست جاننے والا

۳۔ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

۳۔ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔ سخت عذاب دینے والا۔ صاحب انعام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیطرف لوٹ کر جانا ہے ۝

۴۔ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ

۴۔ اللہ کی آیتوں میں سوائے کافروں کے اور کوئی

سورۂ مومن

ف اللہ کتاب اللہ کے تعارف سے سورہ کا آغاز فرمایا ہے۔ کہ یہ صحیفہ رشد وہدایت اس اللہ کی جانب سے ہے۔ جو صاحب عزت وعلم ہے۔ گناہوں پر نگاہ کرم رکھتا ہے۔ توبہ کو قبول کرتا ہے اور سرکشوں کے حق میں سخت سزا دینے والا ہے۔ اور قدرت واقتدار کا مالک ہے۔ یعنی اس کتاب میں یہ خوبی ہے۔ کہ اپنے ماننے والے کو عزت وغلبہ بخشتی ہے۔ اس میں اللہ کے بے پایاں علم کا مظاہرہ ہے۔ گناہوں سے تھکے ہارے لوگوں کے لئے اس میں تسکین ہے۔ وہ آئیں اور اس کی اطاعت کا عہد کریں۔ تمام گناہ ان کے بخش دیئے جائیں گے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی سامان طمانیت ہے۔ جو مسلمان ہیں اور تقاضائے بشریت ان سے معصیت کا صدور ہو جاتا ہے۔ وہ اگر صدق دل سے توبہ کریں۔ تو اللہ اس کو قبول فرمالیتا ہے۔ اس کتاب میں یہ خصوصیت بھی ہے۔ کہ اس کا انکار رب شدید العقاب کا انکار ہے۔ اور اس کی غیرت کو آزمانا ہے۔ جس کے متعلق طے ہے۔ کہ وہ اس درجہ صاحب قوت واقتدار ہے۔ کہ کوئی قوت اس کے فیصلوں کی تکمیل میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اس

کے بعد اصل تعلیم کو پیش فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ساری کائنات انسانی کو بالآخر اسی کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

اس انداز بیان میں کہ خدا غافر الذنب۔ اور قابل التوب ہے۔ کس درجہ محبت اور شفقت کا اظہار ہے۔ اور کس درجہ گناہگاروں کی دلدہی اور خاطرداری ہے۔ کہ وہ کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہوں۔ وہ چاہے گناہوں سے سر سے پاؤں تک آلودہ ہوں جب بھی خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے آئیں گے۔ تو اسے نہایت مہربان اور شفیق پائیں گے۔ پھر اسکے بعد شدید العقاب کہہ کر یہ کہا ہے۔ کہ کہیں لوگ اس کی بخشش ہی پر بھروسہ نہ رکھیں۔ اور یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ وہ تو عفو وحلم کا پیکر ہے۔ ہمیں معاف ہی کر دیگا۔ بتایا ہے۔ کہ جہاں اسکے عفو وکرم کی امید رکھو۔ وہاں اس بات سے بھی ڈرو۔ کہ وہ جب سزا دیتا ہے تو شدید سزا دیتا ہے۔ ایمان کو گویا اس طرح امید وخوف کے بین بین رکھا ہے۔ تاکہ اس میں توازن قائم رہے۔

حل لغات

الطَّوْلِ۔ قوت اور قدرت۔

كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ
فِي الْبِلَادِ ○
۵- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ
الْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ
كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ
وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا
بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ
كَانَ عِقَابِ ○
۶- وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ
النَّارِ ○

نہیں جھگڑتا۔ سو ان کا شہروں میں چلنا
پھرنا تجھے فریب نہ دے ○
۵- اُن سے پہلے قوم نوح نے اور اُن کے بعد
اور گروہوں نے جھٹلایا اور ہر اُمت نے اپنے
رسول کو پکڑنے کا ارادہ کیا اور باطل بات سے
جھگڑتے رہے تاکہ اس سے حق بات کو
دگادیں، پھر میں نے انہیں پکڑا تو میرا
عذاب کیسا تھا ○
۶- اور اسی طرح تیرے رب کی بات کافروں
پر پوری ہو چکی، کہ وہ دوزخی
ہیں ○

وا فرمایا۔ کہ ان لوگوں کی تکذیب
محض کفر و عناد پر مبنی ہے۔ اور
یہ اگر آسودگی اور آسایش سے
شہروں اور ملکوں میں گھومتے پھرتے
ہیں۔ تو آپ یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ یہ
لوگ اللہ کی گرفت سے بچ گئے
ہیں۔ ان سے پہلے بھی قوموں نے
تکذیب کی ہے۔ اور اپنے انبیاء
کی مخالفت کی ہے۔ اور ان کے
خلاف سازشیں کی ہیں۔ تاکہ حق کی
آواز کو دبا لیں۔ مگر ہمارے عذاب
نے انہیں ہمیشہ اپنے ارادوں میں
ناکام رکھا۔ اسی طرح ان کے لئے
بھی مقدر ہے۔ کہ اللہ کے عذاب
کو چکھیں۔ اور جہنم میں اپنا ٹھکانا

بنائیں۔ عارضی طور پر ہم نے ان کو چلنے
پھرنے کی مہلت دے رکھی ہے۔
اس سے آپ اشتباہ میں نہ پڑیں۔
آپ یقین رکھیں۔ کہ ان لوگوں کو
اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے
دیا جائے گا۔ اور اللہ کا دین پھیلے
گا۔

حل لغات

تَقَلُّبُهُمْ۔ چلنا پھرنا۔
وَهَمَّتْ۔ بُری نیت سے قصد کیا۔
لِيُدْحِضُوا۔ دحض سے ہے۔ جس کے
معنے باطل کرنے اور ضائع کرنے کے ہیں
حجۃ داحضہ سے مراد وہ دلیل ہے۔ جو مخالف
کے زور استدلال کو توڑ دے۔

۷- اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا
وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا
فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ
وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○
۸- رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ
وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ
اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ○
۹- وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ

۷- وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اور وہ جو عرش کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے اور ایمانداروں کے گناہ بخشواتے ہیں (یہ دعا مانگتے ہیں) کہ اے ہمارے رب رحمت اور علم کے لحاظ سے تو ہر شے پر حاوی ہے سو جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کے تابع ہوئے انہیں بخش دے اور انہیں عذاب دوزخ سے بچا ○
۸- اور اے ہمارے رب انکو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تُونے اُن سے وعدہ کیا ہے اور انکے باپوں اور بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں انکو بھی داخل کر، بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے ○
۹- اور انہیں برائیوں سے بچا اور جسے تُونے اس دن برائیوں

فرشتے مسلمانوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں

(ف) ایک طرف دنیا کے بے بصیرت لوگ حضورؐ کی مخالفت کر رہے تھے۔ اور آپکو اور آپکی جماعت کو حقارت اور نفرت کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف اللہ کو یہ منظور تھا کہ آسمانوں میں اللہ کی بہترین مخلوق حمد وستائش کے ترانوں اور نغموں کے ساتھ مسلمانوں کے لئے بخشش اور مغفرت طلب کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ وہ ملائکہ جو عرش عظیم کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہر آن تسبیح وتحمید میں مصروف ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے خلوص قلب کے ساتھ بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر شامل ہے۔ تو ان لوگوں کو جو تائب ہو چکے ہیں اور جنہوں نے تیرے دین کی پیروی اختیار کی ہے بخش دے۔ اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اور اے ہمارے پروردگار، ان کو حسب وعدہ جنت میں جگہ دے۔ اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہوں۔ انکو بھی ان نعمتوں میں شریک کرلے۔ تو زبردست حکمت والا ہے۔ اور ان کو ہر طرح دُکھ اور تکلیف سے بچا۔ یقیناً تیری رحمت ہوگی اور ان کے لئے بڑی کامیابی۔

اس ضمن میں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ عرش عظیم کو اُٹھانے کے معنے کیا ہیں۔ کیا یہ عرش، اللہ کی قرارگاہ نہیں ہے؟ اور کیا اس کو اٹھانے کے معنے یہ نہیں ہیں۔ کہ اُس دن فرشتے خدا کو اپنے کندھوں پر اٹھالیں گے؟ ان شکوک کا جواب یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے اس چیز پر غور کرنا چاہیے۔ کہ اللہ کے متعلق قرآن نے کس تخیل کو پیش کیا ہے؟ اور اسکے بعد یہ چیز سوچنے کی ہے۔ کہ عرش کے ساتھ اللہ کی وابستگی کس نوع کی ہے؟ اس کے بعد غالباً اس قسم کے شکوک پیدا نہیں ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ تخیل اور وابستگی اسی طرح کی ہو۔ جس طرح کہ ذہن میں متبادر ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱۲۰ پر)

حل لغات

اَلسَّیِّاٰت۔ یعنی تکلیفات۔

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۟ؑ
۱۰- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ
اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ
اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝
۱۱- قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ
اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا
بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ
مِّنْ سَبِيْلٍ ۝
۱۲- ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ
وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ

بچایا۔ بے شک اس پر تو نے رحم کیا اور یہ
بات جو ہے یہی بڑی مُراد پانی ہے ۝
۱۰- بیشک جو لوگ منکر ہیں انکو پکار کر کہا جائیگا۔ کہ
جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو اس سے زیادہ خدا تم سے ۝
بیزار ہوتا تھا جبکہ تم ایمان کیطرف بُلائے جاتے تھے پھر تم منکر ہوتے تھے
۱۱- کہیں گے اے ہمارے رب تُو ہمیں دو بار مار چکا
اور دو بار ہمیں جلا چکا پس ہم نے اپنے گناہوں
کا اقرار کیا۔ پس کیا اب نکلنے کی بھی کوئی
راہ ہے؟ ۝
۱۲- یہ اس لئے ہے کہ جب اللہ اکیلا پکارا جاتا
تھا تو تم منکر ہوتے تھے اور جو اس کے ساتھ شرک

اور اگر قرآن صاف صاف کئی بار یہ اعلان کر دے کہ
خدا ہر چیز کا خالق ہے۔ پس کمثلہ شیئ کا مصداق ہے۔
جسمانیات سے معرّا اور پاک ہے۔ مقام اور مکان کا محتاج نہیں،
اور عرش سے تعلق محض تجلیات کا ہے۔ کہ وہ اس کو بطور
تجلی گاہ کے استعمال کرتا ہے۔ تو پھر سرے سے کوئی سوال
ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ جب فرشتے اللہ
کی تجلیات کو براہ راست اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہونگے۔
اور اس کے عرش تجلیات کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہونگے
تو پھر وہاں اس چیز کے ذکر کی کیا حاجت تھی۔ کہ وہ اس پر ایمان
رکھیں گے۔ کیونکہ ایمان کا تحقق تو وہاں ہوتا ہے۔ جہاں
مشاہدہ نہ ہو بلکہ نظر استدلال ہو اور یہاں خدا کی تجلیات کا مشاہدہ ہے
جواب یہ ہے۔ کہ اللہ کی عظمت اور جلالت قدر کا تقاضا
یہ ہے کہ باوجود انتہائی قرب کے بھی وہاں بے شمار
ایسے حجابات نور ہوں۔ جو اس کی ذات اور تجلیات

کے مشاہدہ کرنے والوں کے درمیان حائل ہوں۔ اور
وہاں عین اللہ کی حضوری میں بھی انسان مشاہدہ ذات
پر قادر نہ ہوسکے۔ بلکہ بصیرت ہی راہ نمائی کرے۔
اور ایمان ہی تسکین بخشے۔ ہاں یہ درست ہے۔
کہ یہ ایمان قوت و استحکام میں اُس ایمان سے بدرجہا
مختلف ہے۔ جو نظر و استدلال سے پیدا ہوتا ہے۔

حلِ لُغات

لَمَقْتُ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ کا غصہ اور
ناراضی۔
اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ۔ دو بار مارنے کے یہ معنی
ہیں۔ کہ جب تم عدم میں تھے۔ جب بھی
مُردہ تھے۔ پھر جب موت نے زندگی کے
شیرازہ کو منتشر کر دیا۔ اُسوقت بھی مُردہ تھے

تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ○
۱۳ - هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ
لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ
اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○
۱۴ - فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ
كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○
۱۵ - رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي
الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ
مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○
۱۶ - يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ
مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ

کیا جاتا تھا تو مان لیتے تھے سو اب اللہ بلند بڑے کا ہی حکم ہے ○
۱۳- وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا اور تمہارے
لئے آسمان سے روزی اُتارتا ہے اور سوچتا وہی
ہے جو رجوع رہتا ہے ○
۱۴- پس اللہ کو اس طرح پکارو کہ نری اس کی عبادت
ہو اگرچہ کافر بُرا مانیں ○
۱۵- بلند درجوں والا عرش کا مالک اپنے بندوں میں
سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل
کرتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے ○
۱۶- جس دن کہ وہ نکل کھڑے ہونگے اللہ پر اُن کی کوئی
شے پوشیدہ نہ رہیگی اُس دن کس کی بادشاہت ہوگی؟

دعوتِ توحید

ف قرآن حکیم بطور ... مرکزی جس عقیدہ کا ذکر کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ تمام عالم انسانی احساس ہو کہ اس اصول سے براہ راست واقفیت پیدا کرے اور یہ طے کرے۔ کہ زندگی کی تمام تگ و دو میں اس اصول کو ملحوظ رکھا جائیگا کہ ہم ساری کائنات سے افضل ہیں۔ اور رب اکوان ہمارا خدا ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے اور وہی بالا اور برتر ذات ہے۔ اس عقیدہ کا یقیناً یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ نفس میں وہ تمام خودداری اور رفعت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔ جن پر مضبوط اور صالح زندگی کا انحصار ہے۔ توہمات مٹ جائیں گے۔ اور ہر شخص اپنے میں ایک روحانی قوت اور طاقت محسوس کریگا۔ ایک نوع کی بالیدگی اور ارتقا دیکھیگا۔ اور پھر ہیئت اجتماعیہ کی شکل بھی مختلف نہیں ہوگی۔ کہ ہر شخص مساوات اور محبت کے حقوق سے یکساں بہرہ مند ہوگا۔ جب ہر شخص بوجہ عقیدہ کے سمجھیگا۔ کہ ہم سب ایک ہی خالق اور آقا کے بندے ہیں۔ اور وہ آقا بلا تفریق سب کا بڑا و کفیل ہے۔ تو دنیا میں فضیلت جنسی کا امتیاز خود جاتا رہیگا۔ گورے اور کالے میں کوئی فرق نہیں رہیگا۔ مشرق اور مغرب کے تمام بلاد برابر ہو جائیں گے۔ اور اس طرح نوع انسانی بہت بڑی سعادت کو حاصل کریگی۔ قرآن حکیم بار بار اس دستور کو پیش فرماتا ہے۔ کہ لوگو غور کرو۔ کیا وہ تمہیں اپنی نشانیاں نہیں دکھاتا ہے۔ اور کیا اسی کے ہاتھ میں تمہاری ضروریات کی تکمیل نہیں ہے؟ وہی تمہیں رزق بہم پہنچاتا ہے۔ اور وہی تمہاری روزی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ مگر اس سادہ حقیقت کو بھی سمجھنے کے لئے جذبۂ رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔ اگر طبیعت میں صلاحیت نہ ہو۔ اور حق کی طرف میلان ہو۔ تو پھر انسان کا محال ہے اس حقیقت پر ایمان ہوگا۔ کہ سمجھے گا۔ کہ خدائے آسمان و زمین ہماری ضروریات کا متکفل ہے۔ ورنہ ہدایت کا حصول سخت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میری عبادت خلوص اور دیانت سے کرو ○ (باقی صفحہ ۱۱۲۲ پر)

حلِ لغات

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ۔ کے معنے جہاں خود بلند مرتبت ہو سکتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ اللہ اپنے بندوں کے درجات روحانی میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ اور ان کے مرتبوں کو بڑھاتا رہتا ہے ○

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○
۱۷- اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ
لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○
۱۸- وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ
لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ
حَمِيمٍ وَّلَا شَفِيعٍ يُّطَاعُ ○
۱۹- يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ○
۲۰- وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ
دُونِهٖ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○
۲۱- أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

اللہ کی جو اکیلا ہے دباؤ والا ○
۱۷- آج ہر شخص اپنی کمائی کا بدلہ پائیگا آج ظلم نہیں بےشک
اللہ جلد حساب لینے والا ہے ○
۱۸- اور انہیں نزدیک آنے والے دن سے ڈرا جس وقت
۱۸- دل غم میں بھرے ہوئے گلوں کو آ پہنچیں گے۔ ظالموں کا
نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ شفیق کہ جس کی مانی جائے ○
۱۹- اللہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے۔ اور اس کو بھی
جو دلوں میں چھپا ہے ○
۲۰- اور اللہ انصاف سے فیصلہ کرتا ہے اور جنہیں اس کے
سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کرتے بےشک
اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ○
۲۱- کیا اور انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ ان

حاشیہ صفحہ ۱۱۲۱-

اور اس استحکام و عزیمت کے ساتھ کہ منکرین کی مخالفت سے تمہارے عقیدوں میں تزلزل پیدا نہ ہو سکے۔

فٹ یعنی وہ بلند مرتبت ذات جو عرش جلال و جبروت پر قرار پذیر ہے۔ وہ کائنات کی مصالح کو خوب سمجھتی ہے۔ اور وہ اس بات میں تمہارے مقاصد کی پرواہ نہیں کرتی۔ یہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ تمہارے نزدیک جو نبوت کا مستحق ہو۔ وہ پیغمبر قرار پائے۔ اور جس کو تم دیکھو۔ کہ دنیوی اعزاز سے محروم ہے اللہ بھی اسکو عہدہ رسالت سے سرفراز نہ کرے۔ وہ اپنے معاملات میں خودمختار ہے۔ اور اس کے ہاں فضیلت و شرف کا معیار وہ نہیں ہے۔ جو تمہارے ہاں ہے۔ وہ جس شخص کو اہل سمجھتا ہے۔ اسکو نوازتا ہے۔ اور امین بناکر وحی فرماتا ہے۔ وحی اور شریعت کو روح سے تعبیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح سے انسانی جسم میں تازگی اور نزہت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسانی زندگی کے لئے روح کی احتیاج ہے۔ اسی طرح شریعت اور مذہب جسم انسانی کی جان ہے اور روح حیات ہے۔

بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟

قرآن حکیم بار بار شرک کی تردید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تمہارے بتوں کو اور معبودان باطل کو کائنات کے کاروبار میں کوئی دخل نہیں اور یہ مشرکانہ تصورات قیامت کے دن تمہیں اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکیں گے۔

حل لغات۔ یَوْمَ التَّلَاقِ۔ قیامت کے دن جب وہ سبیں ایک جگہ جمع ہونگی۔ اور باری تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونگی۔ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ۔ وہ دن جو اپنی قطعیت کے اعتبار سے بالکل قریب اور قریب ہو

وَالْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ۔ بتانا ہے مقصود ہے۔ کہ بیچارے گنہگار انتہائی اضطراب و بےچینی کو محسوس کریں گے اور اس ہول کے [illegible] برداشت نہ کر سکیں گے۔

عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ○

لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ ان سے زور میں بھی بڑھے ہوئے تھے جو زمین میں چھوڑ گئے سو اللہ نے انہیں انکے گناہوں پر پکڑا۔ اور انکے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا ○

۲۲- ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○

۲۲- یہ اسلئے ہوا کہ ان کے پاس انکے رسول معجزے لیکر آتے رہے اور انہوں نے نہ مانا۔ پھر خدا نے انہیں پکڑا بیشک وہ زور آور سخت عذاب دینے والا ہے ○

۲۳- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○

۲۳- اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند دے کر بھیجا ○

۲۴- إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ○

۲۴- فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف سو وہ بولے کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا ○

ف قابل غور چیز ہے۔ کہ کیونکر انسان ان پتھروں اور زید و عمرو کے لاشوں کو خدا سمجھ لیتا ہے۔ اور کس طرح ان کی عبادت میں اسکو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ یہ اسکی باتوں کو سن سکیں اور نہ اسکے تحفہائے عقیدت سے واقفیت حاصل کر سکیں جو خدا ہماری آواز کو نہیں سنتا۔ اور ہمارے دلی جذبات کو نہیں جانتا۔ وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے۔ ہم تو فطرتاً ایسا خدا چاہتے ہیں۔ جو ہمیں مصیبتوں میں بغیر نالہ و فریاد اور شیون و بکا کے ہماری دستگیری کرے اور ہمیں روحانی تسکین عطا کرے۔ جو براہ راست ہمارے کلیجے کے داغہائے الم کو دیکھتا ہو۔ اور ہماری پُر درد آواز کو سنتا ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ لوگ کیوں بتوں پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور کیوں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ پتھر پسیجیں گے۔ اور اپنی غیر معمولی قدرت سے انکی مشکلات کو دور کریں گے۔ حالانکہ وہ پتھر ہیں۔ بے جان ہیں اور بے حس ہیں۔

زمین میں چل پھر کر دیکھو

ف خدا کی سنت اقوام و ملل کے متعلق یہ رہی ہے۔ کہ جب انکے پاس انکے رسول دلائل و شواہد لے کر آتے ہیں۔ اور انہوں نے انہیں انکار سے جھٹلایا ہے۔ تو اسکی غیرت جوش میں آئی ہے۔ اور انکو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اور پھر کسی قسم کی رعایت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اسلئے قریش مکہ کو جتلایا ہے۔ کہ تم قوت اور دولت پر ناز نہ کرو۔ تم سے پہلے بھی اس کرۂ ارضی پر قومیں آباد ہو چکی ہیں۔ اور وہ تم سے قوت اور استعداد میں کہیں زیادہ تھیں۔ مگر جب انہوں نے نافرمانی کی اور اللہ کے حکموں کو ٹھکرایا۔ تو پھر انکو اس طرح فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ کہ آج صرف عبرت و تذکیر کے لئے چند کھنڈرات باقی ہیں۔ جو انکے تکبر و غرور پر نوحہ کناں ہیں۔ اور وہ شاندار شخصیتیں جنکو شبہ تھا۔ کہ زمانہ ان کو کبھی فراموش نہیں کریگا۔ قطعاً موجود نہیں ہیں۔ اور حرف غلط کی طرح انکا نام و نشان تک مٹ گیا ہے۔ کیا انکے بعد بھی تمہارا گمان ہے۔ کہ باوجود حق و صداقت کی مخالفت کے تم زندہ باقی رکھے جاؤ گے۔ اور خدا تمہاری قوت اور طاقت سے ڈر جائیگا۔ اور تم سے کوئی تعرض نہیں کریگا۔ تم زمین میں چلو پھرو۔ اور تاریخ اقوام کے ورق الٹ کر دیکھو۔ اگر وہ اللہ کی گرفت سے بچ سکے ہیں۔ تو تمہارے لئے بھی نکلنے کے امکانات ہیں۔ ورنہ تم کیونکر بچ سکو گے۔

حل لغات: آثارًا - بچے اثر۔ یعنی اپنی عظمت و رفعت کے مادی نشانات۔ وَاقٍ - بچانے والا۔ قَوِیٌّ - صاحب قوت و اقتدار۔

۲۵- فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْحَقِّ مِنْ عِندِنَا
قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَآءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
وَاسْتَحْيُوا نِسَآءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ
إِلَّا فِي ضَلَالٍ ○
۲۶- وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ
وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ
دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ○
۲۷- وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن
كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ○ ع
۲۸- وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ
إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

۲۵- پھر جب ہمارے پاس سے حق بات لیکر (موسیٰ) اُن کے پاس پہنچا تو وہ بولے کہ جو لوگ موسیٰ کے ساتھ ایمان لائے ہیں انکے لڑکوں کو قتل کرو اور انکی لڑکیوں کو جیتا رکھو اور کافروں کا جو داؤ ہوتا ہے سو غلط ہوتا ہے ○

۲۶- اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور چاہیئے کہ وہ اپنے رب کو پکار لے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارا دین نہ بگاڑ دے یا زمین میں فساد ظاہر نہ کرے ○

۲۷- اور موسیٰ نے کہا کہ بیشک میں ہر متکبر سے جو حساب کے دن کو نہیں مانتا اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں ○

۲۸- اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص نے جو اپنا ایمان چھپا رہا تھا یوں کہا۔ کیا تم ایک آدمی کو اس بات پر مارے ڈالتے ہو،

فرعون کے استبداد کا جواب

ف حضرت یوسفؑ کے عہد بابرکت میں بنی اسرائیل مصر میں آئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ تقریباً چار سو سال انہوں نے یہاں امن و سکون کے ساتھ گزارے۔ اسکے بعد جب قبطیوں نے دیکھا کہ یہ لوگ مذہبی ذہنی اور جسمانی لحاظ سے ہم سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ تو انکو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ قوت و اقتدار کے تمام شعبوں پر چھا جائیں۔ اور ہمیں جو کہ مصر کے اصل باشندے ہیں نکال باہر کریں۔ اسلئے مخالفت اور عناد کے جذبات ان کے سینوں میں پیدا ہوئے اور آہستہ آہستہ بڑھنے لگے۔ فراعنۂ مصر نے قبطیوں کا ساتھ دیا اور بنی اسرائیل کی عزتیں مختصر زمانہ ہی میں تقریباً نصف صدی کے معاندانہ طرز عمل نے تمام اختیارات کو قبطیوں کی طرف منتقل کر دیا اور بنی اسرائیل نہایت ہی بری طرح غلامی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اور پھر بھی مخالفین کا انتقام فرو نہ ہوا۔ یہ لوگ چاہتے تھے کہ ان سے بطریق کامل انتقام لیں اور مصر میں اس طرح انکو بے دست و پا کر دیں۔ کہ کبھی بھی یہ اٹھ نہ سکیں اور ہمیشہ ہمارے محتاج رہیں۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بھیجا۔ تاکہ وہ انکے ظلم و استبداد کا مقابلہ کریں۔ اور فرعون اور اسکے اعوان و انصار کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ فرعون کو جب حضرت موسیٰ کے اس عزم کا پتہ چلا تو اس کے قتل کے درپے ہو گیا کہنے لگا۔ کہ مجھے اجازت دو کہ میں اسکو مٹا ڈالوں اور یہ جو ایک خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے میں اسکی قوت بھی آزما دیکھوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ تمہارے اندر فساد نہ پھیلا دے اور تمہارے دین کو بدل نہ ڈالے اور ملک میں ابتری اور خرابی نہ پھیلا دے۔ قرآن حکیم نے درمیان کے تمام واقعات کو یہاں حذف کر دیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ فرعون کے ہاتھوں کے خلاف کس طرح بچ نکلے۔ اور اسکے قصر میں تربیت حاصل کی۔ اور پھر اسکو تبلیغ کے لئے منتخب کیا۔ معجزات دکھلائے۔ مقابلہ ہوا اور انکی فتح ہوئی۔ یہاں صرف اس قدر جتانا مقصود ہے۔ کہ ہر سرکشی اور بغاوت کے لئے۔ اللہ کے پاس ایک ذریعہ کی ہدایت اور قوت ہے جس سے وہ کام لیتا ہے۔ اور معاندین کو یا تو حلقہ بگوش اطاعت بنا لیتا ہے یا کچل دیتا ہے۔ یہی لوگ کہ جو اپنے جہل اور تعصب میں اس درجہ مغرور ہو جائیں۔ کہ خدا کی گرفت سے اپنے کو آزاد سمجھیں۔

حضرت موسیٰ نے جب فرعون کے اس ارادہ کے متعلق سُنا۔ تو کہنے لگے میں اس پروردگار کی پناہ میں ہوں۔ جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ اس لئے ہر بے دین کے کبر و نخوت سے محفوظ ہوں۔ (باقی ۱۱۲۹ پر)

حل لغات:۔ کَیْدُ ۔ تدبیر۔
اَلْفَسَادَ تباہی۔ ضد اصلاح۔

وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَ
اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ
يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ
يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ
مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝
۲۹۔ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ
فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ
اِنْ جَاۗءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ
اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝
۳۰۔ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝

جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حالانکہ بلاشبہ وہ رب
کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا ہے۔ اور
اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور جو وہ
سچا ہے تو کوئی وعدہ جو تم کو دیتا ہے ضرور وہ تم پر آ پڑے گا بیشک اللہ
کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں کرتا جو حد سے نکلنے والا جھوٹا ہو ۝
۲۹۔ اے میری قوم آج تمہاری سلطنت ہے کہ ملک میں غالب رہے ہو
سو اللہ کے عذاب سے کون ہماری مدد کریگا اگر ہم پر آگیا۔ فرعون
نے کہا کہ میں تم کو وہی دکھاتا ہوں جو میں دیکھتا ہوں، اور
تمہیں وہی راہ بتاتا ہوں جس میں بھلائی ہے ۝
۳۰۔ اور اس نے جو ایمان لایا کہا کہ اے میری قوم میں تمہاری
نسبت ڈرتا ہوں کہ تم پر گذشتہ گروہوں کا سا دن نہ آ جائے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲۴۔ ایمان میں یہ عجیب قوت ہے کہ یہ موت اور
کو قبول اور پذیرائی کے لئے منتخب کرلیتا ہے اور اس کا انتخاب بھی اس طرح
کا ہوتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ آیت کی کیفیت ہے کہ فرعون اور اس کی
قوم موسیٰ کی دعوت آزادی کی وجہ سے انکار و عناد پر تُلے ہوئے ہیں۔ یا
خرمات بیانی کا یہ عالم ہے کہ فرعون ہی کے کنبے والوں میں سے ایک شخص
حضرت موسیٰ کی دعوت کو قبول کرلیتا ہے اور صاف کہتا ہے اپنی قوم
سے کہتا ہے کہ کیا تم ایک شخص کو محض اس خیال سے مارتے ہو۔ کہ
وہ اللہ کی ربوبیت کا قائل ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

ط حالانکہ وہ بے شمار دلائل بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش
کرچکا ہے۔ اس لئے بہتر رائے یہ ہے۔ کہ تم اسے کچھ نہ کہو۔ اگر جھوٹا
ہے۔ تو اپنی سزا خود بھگت لیگا، اور اگر صداقت شعار ہے تو جس وہ
عذاب ضرور آئیگا۔ جس کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اور یاد رکھو کہ
آج قطعاً ارض مصر میں تمہاری بادشاہی ہے مگر جب اللہ کے
غضب اور غصہ میں تحریک ہوئی۔ تو کون ہماری مدد کریگا۔

بہت عقل مند اور صاحب بصیرت تھا وہ معلوم ہوتا ہے اور اس کی
گفتگو سے یہ بھی ٹپکتا ہے۔ کہ اسے اقوام و ملل کی تاریخ پر پورا عبور
حاصل تھا۔ چنانچہ جب فرعون نے اسکے جواب میں کہا، کہ میری
تو یہی رائے ہے۔ جس کو میں بیان کرچکا ہوں۔ اور میں تمہیں اصل
مصلحت کی باتیں بتاتا ہوں۔ تو اس نے جواباً اپنی تقریر کو جاری
رکھتے ہوئے کہا۔ کہ اے قوم تم جو چاہو۔ اپنے لئے طے کرلو۔ مجھے تو
ڈر ہے۔ کہ تمہارا حشر بھی کہیں وہ نہ ہو۔ جو پہلی قوموں کا ہوا۔

حل لغت

فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ۔ تو اس پر اسکے جھوٹ کا بوجھ ہوگا۔ یعنی
اس کا جھوٹ اسی پر ہوگا۔
مُسْرِفٌ۔ حد و انصاف سے آگے نکل جانے والا۔
بَاْسِ اللّٰهِ۔ اللہ کا عذاب۔
الْاَحْزَابِ۔ جمع حزب بمعنی گروہ۔ یعنی ہلاک شدہ جماعتیں۔

مردِ مومن کی وسعتِ نظری

مرد مومن نے قوم کو ارادہ قتل سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

۳۱- مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ○
۳۲- وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ○
۳۳- يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
مِنْ هَادٍ ○
۳۴- وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ حَتّٰىٓ اِذَا
هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ
رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ
مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ○

۳۱- جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو ان کے پیچھے ہوئے
اور اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا ○
۳۲- اور اے میری قوم مجھے تمہاری نسبت ہانکا پکار کے دن سے ڈرتا ہوں ○
۳۳- جس دن پیٹھ پھیر کے بھاگو گے اللہ سے تمہیں بچانیوالا نہیں ہوگا
اور جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی راہ دکھانے والا
نہیں ○
۳۴- اور اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس کھلی نشانیاں لیکر
آیا۔ پھر تم اس سے جو وہ تمہارے پاس نشانیاں لایا تھا ہمیشہ
شک میں رہے یہاں تک کہ جب مر گیا تو تم نے کہا کہ اسکے بعد
اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجیگا اسی طرح اللہ اس شخص کو جو حد سے
باہر نکلا شک میں گرفتار ہوتا ہے گمراہ کرتا ہے ○

تم بھی کہیں قوم نوح اور ثمود کی طرح اللہ کے عذاب کا شکار نہ ہو جاؤ۔ اے قوم مجھے اندیشہ ہے۔ کہ قیامت کے دن جب تم موقف حساب سے پیٹھ پھیر کر دوزخ کی طرف دوڑو گے۔ تو تمہیں کوئی قوت نہ بچا سکے گی۔ اس وقت یہ حکومت و اقتدار اور یہ ادعا شاہت اور اختیارات تمہارے کام نہ آ سکیں گے۔

تم کو معلوم ہے۔ کہ جب حضرت یوسف تم میں پہلے پہل تشریف لائے تھے۔ اور انہوں نے دلائل و شواہد سے اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا تو تم اس وقت بھی شک و شبہ میں مبتلا رہے۔ اور پھر جب انکا انتقال ہوگیا۔ تو تم نے از راہ محرومی و بدبختی کہا۔ کہ اچھا ہوا۔ اب ان کے بعد تو کوئی شخص نہ آئیگا۔ اور ہم کو عیش و عشرت کی زندگی سے نہ منع کریگا۔ اُس وقت بھی تم نے خباثت نفس کا ثبوت دیا۔ اور اس وقت بھی تم توفیق و ہدایت سے محروم ہو رہے ہو۔ یقیناً ایسے فساق کو جو طبیعت کے شکی ہوں کبھی سعادت سے بہرہ مندی حاصل نہیں ہوتی۔

معلوم ہوتا ہے۔ یہ مرد مومن قوموں اور ملتوں پر جو عذاب آتا ہے۔ اس کی حکمت کو خوب سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی قوم کو تباہی اور ہلاکت سے متنبہ کرتا ہے۔ وہاں کہتا ہے۔ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ یعنی یہ عذاب جو آتا ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ خدا العیاذ باللہ انتقام پر تُل اُٹھتا ہے اور بعض

مظاہرہ جلال و جبروت میں محض انسان کے ایک طبقہ کو فنا کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ قوموں کو اس وقت ہلاک کیا جاتا ہے۔ جب ان کے اعمال کی سمیت سارے جسم انسانی میں سرایت کر جائے۔ اور خطرہ ہو کہ ان کا بقا آئندہ نسلوں کیلئے تباہ کن ہوگا اس وقت انکو سزا دی جاتی ہے۔ اور جسم انسانی سے انکے تعلق حیات کو منقطع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ جسم کا وہ صحت مند حصہ تو دنیا سے بچ جائے جس طرح زندگی قائم رکھنے کیلئے انسان کے بعض اعضاء کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور یہ عمل بے ساختہ مہربانی اور کرم گستری کا سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ان قوموں کو تباہ کر دینا جنکے گناہوں سے ساری کائنات انسانی کے لئے خطرہ ہو محض انسانیت کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھنا اور زندگی کو بچا لینا ہے۔

حل لغات

اَلتَّنَادِ۔ پکار۔ دعوت۔ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ۔ یہ طنز ہے کہ یہ قبطیوں کا عقیدہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ تو حضرت یوسفؑ کو پیغمبر ہی نہیں مانتے تھے۔ بلکہ یہ اظہار مسرت کا ایک انداز تھا۔ غرض یہ تھی۔ کہ اچھا ہوا اس مصیبت سے چھٹکارا ملا۔ جن سے انکی خواہش تھی کہ اب کوئی دوسرا پیغمبر تشریف نہ لائے۔ اور ہم کو نصیحت نہ فرمائے جیسے کہ انکی دعوت تھی۔ جیسا کہ حق

مو لذی کے تصرف کو بلائی ہے۔ کہ یہ انہوں نے محض تسئیل النفس کیا تھا۔

۳۵- اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ
اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ
قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ○

۳۵- جو اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی سند کے جو ان کو پہنچی ہو جھگڑتے ہیں۔ یہ اللہ کے نزدیک اور مومنین کے نزدیک بڑی بے زاری ہے۔ یوں اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر کرتا ہے ○

۳۶- وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا
لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ○

۳۶- اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں رستوں پر پہنچوں ○

۳۷- اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓي اِلٰهِ مُوْسٰي
وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ
لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ
السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ
تَبَابٍ ○

۳۷- آسمانوں کے رستوں پر۔ پھر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کے برے عمل اس کے لئے آراستہ کئے گئے اور وہ راہ سے روکا گیا اور فرعون کا مکر صرف ہلاکت میں تھا ○

میں موسیٰ کے خدا کو دیکھنا چاہتا ہوں

فرعون نے جب دیکھا کہ موسیٰ کے مشن کو کامیابی ہو رہی ہے۔ اور لوگ خفیہ خفیہ اس کی تعلیمات پر ایمان لا رہے ہیں۔ تو اس نے از راہ تمسخر ہامان سے کہا کہ یہ موسیٰ کس خدا کی دعوت دیتے ہیں؟ ذرا ایک بلند مینار و بالا مینار تو تعمیر کرو۔ میں بھی تو دیکھوں کہ آسمانوں میں موسیٰ کا خدا کیونکر قیام پذیر ہے۔ گویا یہ لوگوں کو جتلانا چاہتا تھا کہ میرے سوا اور کون خدا ہو سکتا ہے؟ اور اگر کوئی خدا ہے۔ اور وہ آسمانوں میں ہوگا تو اسکو میری طرح نظر آنا چاہئے۔ لیکن اس بیوقوف نے سمجھا کہ خدا بھی میری طرح کوئی جسمانی قوت ہے جو محسوس و مرئیت کی محتاج ہے اور جس کو محسوس کیا جا سکتا ہے حالانکہ وہ ذات بے چون ایسی ذات ہے جس تک ہمارے حواس اور خیال اور قیاس و وہم کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی۔ جو عقل و خرد سے بالا اور فہم و فراست سے کہیں برتر ہے۔ جو کہ اعلیٰ درجے کے وصف تخلیق سے متصف ہے۔ جس نے جمال اور جبروت کے سلسلے پیدا کئے ہیں۔ مگر حقیقتاً پنہاں ہیں۔ کہ آنکھیں اسکو نہیں دیکھ سکتیں۔ اور اسکا خیال اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی تجلیات ہر جگہ اور ہر مقام میں موجود ہیں۔ مگر وہ بجائے خود کسی شے سے نسبت احتیاج نہیں رکھتا۔ اس لئے فرعون نے اپنے متعلق اگر یہ سمجھا کہ وہ آسمانوں میں اس انداز میں موجود ہے۔ کہ میں اسکو دیکھ سکوں گا۔ یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ یا وہ محض خدا کے وجود کا مضحکہ اڑانا چاہتا تھا۔ اہل کتاب نے یہاں یہ کہا ہے۔ کہ ہامان جس کا قرآن نے فرعون کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ بہت بعد کا آدمی ہے اور فرعون کے اور اس کے درمیان صدیوں کا فاصلہ حائل ہے۔ پھر یہ کیونکر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ وہ فرعون کے زمانے میں بطور وزیر کے موجود تھا۔ اور فرعون نے اس سے کہا کہ وہ مینار تعمیر کرادے۔ جواب یہ ہے کہ فرعون کا زمانہ ایسا زمانہ ہے جس کی تاریخ نہیں ہے اور جس قدر تاریخ کا تعلق ہے۔ وہ قطعی طور پر مشتبہ ہے۔ اس لئے اس کی روشنی میں قرآن پر فکر کرنا غلط ہے۔ قرآن ہمارے نزدیک مستند ترین تاریخ اقوام ہے۔ یہ اعتراض اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ کوئی کتاب ایسی موجود ہو۔ جو استناد میں وہی درجہ رکھتی ہو۔ جو قرآن حکیم رکھتا ہے۔ اور پھر اس میں یہ لکھا ہو۔ کہ فرعون کے زمانہ میں ہامان نامی کوئی شخص نہ تھا۔ اور جب یہ حیثیت نہیں ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو کچھ قرآن نے کہا ہے وہی درست ہے۔

حل لغات: سُلْطٰنٍ۔ دلیل قاہر حجت۔ تمرد۔ مُتَكَبِّرٍ۔ مغرور۔ جَبَّارٍ۔ سرکش۔ جابر۔ الْاَسْبَابَ۔ تعلق۔ راستے۔

ہلاکت و تباہی۔ زیاں کاری۔

۳۸۔ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ
اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۚ○
۳۹۔ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ○
۴۰۔ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ
وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ
اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ○
۴۱۔ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ
تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ○
۴۲۔ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ

۳۸۔ اور اس ایماندار نے کہا اے قوم میری پیروی کرو۔
میں تمہیں بھلائی کی راہ دکھاؤں گا ○
۳۹۔ اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو صرف تھوڑا فائدہ ہے
اور آخرت جو ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ○
۴۰۔ جس نے بدی کی وہ اسی کے برابر جزا پائے گا۔ اور
جس نے نیکی کی مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے
تو وہی جنت میں جائیں گے۔ وہاں بے حساب ف۱
رزق پائیں گے ○
۴۱۔ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں نجات ف۲
کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو ○
۴۲۔ تم مجھے بلاتے ہو کہ اللہ سے منکر ہو جاؤں اور اسکو

ف۱ اس مردِ مومن نے اپنی قوم کو اچھی طرح حضرت موسیٰ کی تعلیمات سے روشناس کیا۔ اور پوری مخلصانہ قوت سے کام لے کر ان کو سمجھایا کہ کسی طرح وہ رشد و ہدایت کی راہ قبول کر لیں۔ اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ کبھی یہ کہا۔ کہ میں تمہیں ٹھیک راستہ پر گامزن کرنا چاہتا ہوں۔ کبھی دنیا کے زوال کے فنا اور عارضی ہونے کی طرف انکی توجہ کو مبذول کیا۔ اور کبھی یہ کہا۔ کہ دیکھو تم پر تمہارے یہاں کے اعمال کی پوری پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر برائی کا ارتکاب کرو گے۔ تو سزا ملے گی۔ اور اگر نیک اور صالح بنو گے۔ تو جنت کی نعمتوں سے تمہیں نوازا جائے گا۔

مردِ مومن کی بقیہ تقریر

ف۲ اس مردِ مومن نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ میں تو تمہیں نجات اور خلاصی کی دعوت دیتا ہوں۔ اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میں اللہ کا انکار کر دوں اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہراؤں۔ جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ وہ کیونکر خدا ہو سکتی ہیں۔

بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ
اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝
۴۳- لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ
لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ
وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ
الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝
۴۴- فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ
وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝
۴۵- فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

اُسے ٹھہراؤں جس کا مجھے علم نہیں اور میں تمہیں
غالب گناہ بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں ۝
۴۳- کچھ شک نہیں کہ جس چیز کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اس کا
بلاوا کہیں (مفید) نہیں، نہ دنیا میں اور نہ آخرت
میں اور یقیناً ہمیں اللہ کی طرف جانا ہے اور یہ
کہ حد سے باہر نکلنے والے وہی دوزخی ہیں ۝
۴۴- پس جو میں تمہیں کہتا ہوں آئندہ یاد کرو گے اور
میں تو اپنا کام اللہ کو سونپتا ہوں بیشک اللہ
بندوں کو دیکھتا ہے ۝
۴۵- پھر موسٰی کو اللہ نے اُنکے مکر کے شر سے بچا لیا۔

میں تمہیں اپنے رب عزت اور خطا بخش خدا کی جانب .... بلاتا ہوں۔ جو ساری دنیا کا مالک ہے۔ اور تم جن معبودانِ باطل کے لئے میری عقیدت مندی کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ وہ دنیا میں کام آ سکتے ہیں۔ نہ آخرت میں۔ یاد رکھو ہم سب کو بالآخر اُسی خدا کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہاں وہ لوگ جو حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ وہ جہنم میں جائیں گے۔ تم لوگوں کو عنقریب معلوم ہوگا۔ کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ حق و صداقت ہے۔ اور میں اپنے معاملہ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ میرا ایمان یہ ہے کہ خدا اپنے بندوں کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے۔

اس مخلصانہ وعظ کا اثر الٹا ہوا۔ قوم مخالفت پر آمادہ ہوگئی۔ اور یہ سوچنے لگی۔ کہ کیونکر حضرت موسٰی کے تبلیغی اثرات کو لوحِ قلب سے مٹایا جا سکتا ہے۔ تشدد کی تیاریاں ہونے لگیں اور سزا کی دھمکیاں دی جانے لگیں۔ کہ اتنے میں حضرت موسٰی کو حکم ہوا کہ آپ ارضِ مصر کو چھوڑ دیں۔ اور بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ چنانچہ حضرت موسٰی نے اس پر عمل کیا۔ اور راتوں رات سرزمین مصر کو خالی کر دیا۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں نے تعاقب کیا۔ اور دریا میں ڈوبا دیئے گئے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ نے اپنے بندوں کی حمایت کی اور حیرت انگیز طریق سے اتنے بڑے بادشاہ کے چنگل سے ان لوگوں کو رہائی بخشی۔ اور عملاً یہ بتا دیا۔ کہ اللہ کی ذاتیں بجائے خود ایک طاقت اور قوت ہیں۔ اور جس کے ساتھ اللہ کی نصرت اور اعانت ہو۔ وہ کبھی اپنے مقاصد میں ناکام نہیں رہتا۔ اور نیز اس چیز کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ غرور مادی کے لئے ہمیشہ شکست اور ہزیمت ہے اور یہ مقدرات سے ہے۔ کہ روحانیت کی فتح ہو اور باطل دب جائے۔

حل لغات

لَا جَرَمَ - تاکید کے لئے ہے۔

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝
۴۶- اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا
وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝
۴۷- وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ
الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا
اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝
۴۸- قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا
كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ
بَيْنَ الْعِبَادِ ۝

اور فرعون کے لوگوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا ۝
۴۶- وہ آگ ہے جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں
اور جس دن قیامت قائم ہوگی. کہیں گے کہ فرعونیوں
کو سخت عذاب میں داخل کرو ۝
۴۷- اور جب وہ آگ میں آپس میں جھگڑا کریں گے۔ تو
ناتواں لوگ سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے
تابع تھے۔ پھر کیا تم ہم سے ایک حصّہ آگ کا
دفع کر سکتے ہو؟ ۝
۴۸- متکبر کہیں گے، بے شک ہم سب اسی میں ف۱
ہیں۔ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ
کر چکا ہے ۝

عذابِ قبر کا ثبوت

ف۱ اسلامی عقیدہ یہ ہے۔ کہ موت کے بعد ہر انسان عالم قبر یا عالم برزخ میں رہتا ہے۔ اور یہ حالت ایک قسم کی تمہیدی حالت ہوتی ہے۔ سابقہ اعمال کا اس عالم پر اثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص نیک رہا ہو۔ تو یہاں اچھے اثرات کو محسوس کرتا ہے اور قریبا مسرتوں سے دوچار ہوتا ہے۔ اور اگر اس نے دُنیا میں بُرے اعمال کئے ہیں تو یہاں ان کی تکلیف کو محسوس کریگا۔ یہ عذاب قبر ہے۔ اس عقیدے کا ثبوت اس آیت سے ملتا ہے۔ کیونکہ یہ مذکور ہے۔ کہ فرعون اور آل فرعون کو صبح وشام جہنم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور پھر جب باقاعدہ حساب و کتاب کی منزلیں طے ہو چکیں گی۔ تو اس وقت ان کے متعلق کہا جائے گا۔ کہ انہیں شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔ یہاں یُعْرَضُوْنَ کا لفظ یہ بتا رہا ہے۔ کہ یہ عذاب قبر صرف اسی شکل میں ہوگا۔ کہ یہ لوگ اپنے عذاب کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اور روحانی اذیت محسوس کریں گے۔

گمراہ کن کبراءِ دین

قیامت کا یہ پہلو بالکل عجیب ہوگا۔ کہ وہ لوگ جن کو ضعیف الاعتقاد حضرات بزرگانِ کرام سمجھتے تھے۔ اور جن کی وجہ سے انہوں نے حق وصداقت کی آواز کو سُنا نہیں تھا۔ وہ بھی کل جہنم میں ہونگے۔ یہ مریدانِ عقیدتمند ان سے کہیں گے۔ کہ دنیا میں تو ہم لوگ تمہارے تابع تھے۔ ہم نے اپنی عقل وخرد کو تمہارے ہاتھ بیچ رکھا تھا۔ آج ہمیں اس عذاب سے بچاؤ۔ اور اپنی مشیخیت کا ثبوت دو۔ وہ کہیں گے آج وہ تمام پردہ ہائے چاک ہو چکے ہیں اور معلوم ہو چکا ہے۔ کہ یہاں ہم اور تم دونوں برابر کے مجرم ہیں— دونوں دوزخ میں ہیں۔ اللہ نے اپنا منصفانہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ اب نہ ہم بچ سکتے ہیں اور نہ تم۔

حلِ لُغات :- غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔ باعتبار معنے کے صبح وشام۔
اَلضُّعَفٰٓؤُا۔ جو اپنی رائے نہیں رکھتے۔ اور دین کے معاملہ میں اپنے مشائخ مذہبی کے تابع ہیں۔

۴۹- وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ
جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ
عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝

۴۹- اور جو آگ میں ہوئے دوزخ کے داروغوں سے کہیں
گے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ ایک دن ہمارے
عذاب میں تخفیف کرے ○

۵۰- قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ
وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ
ضَلٰلٍ ۝

۵۰- وہ کہیں گے کیا تمہارے رسول معجزے لے کر
تمہارے پاس نہ آئے تھے؛ کہیں گے کیوں
نہیں۔ کہیں گے پھر تم ہی پکارو اور کافروں کی
پکار کچھ نہیں مگر بھٹکنا یعنی بالکل بے سود ہے ○

۵۱- اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ
يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝

۵۱- ہم اپنے رسولوں کی اور مومنین کی حیات دنیا
اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے مدد
کرتے ہیں ○

ف غرض یہ ہے کہ وہ مقام ہوگا جہاں ارادت اور عقیدت کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے اور ہر شخص اپنی ذاتی ذمہ داری کو محسوس کرے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کہ حاملین قسمت و مقتدائے دین کس وجہ مکار تھے اور کیونکر کمزور استعداد کے لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔

پھر جب یہ لوگ دیکھیں گے۔ کہ یہ کبراء تو کچھ نہیں کر سکتے۔ تو فرشتوں سے کہیں گے۔ تم ہی ہمارے لئے تخفیف عذاب کی دعا کرو۔ وہ کہیں گے اب تو دعا کا کوئی موقع ہی نہیں رہا۔ کیا تمہارے پاس انبیاء و رسل نہیں آئے تھے۔ اور کیا انہوں نے دلائل و شواہد سے تمہیں نہیں نوازا تھا۔ تم نے اس وقت کیوں انکار کیا۔ کیوں حق و صداقت کی تعلیم کو ٹھکرایا۔ وہ جواباً کہیں گے۔ یہ تو درست ہے۔ کہ اللہ کے رسول آئے۔ اور انہوں نے اپنا پیغام ہم تک پہنچایا۔ یہ ہماری محرومی تھی۔ کہ ہم ایمان کی دولت سے بہرہ مند نہ ہو سکے۔ فرشتے کہیں گے۔ کہ پھر تم خود ہی دعا کرو۔ اور یہ معلوم ہے۔ کہ کفار و منکرین کی دعائیں محض بے اثر ہیں۔

حل لغات

فِيْ ضَلٰلٍ یعنی معرض انعدام میں۔ یہ اس قبیل سے ہے۔
كَيْدُهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۔

۵۲- يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ
وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○
۵۳- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ
اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ○
۵۴- هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ○
۵۵- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ
اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○
۵۶- اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ
بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

۵۲- جس دن ظالموں کو ان کا عذر نفع نہ دیگا اور ان
کے لئے لعنت ہے اور انکے لئے برا گھر ہے ○
۵۳- اور بے شک ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی ، اور
بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ○
۵۴- (جو) ہدایت اور نصیحت (تھی) عقلمندوں کیلئے ○
۵۵- سو تو صبر کر اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ
کی معافی مانگ اور صبح کے وقت اور شام کے وقت
اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی تسبیح کر ○
۵۶- جو لوگ بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس
آئی۔ اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ ان
کے دلوں میں سوائے غرور کے اور کچھ نہیں

ف۱ ابتدائے سورت میں یہ بتایا تھا۔ کہ یہ لوگ جو متکبر ہیں۔ ان کا شہروں میں گھومنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالدے۔ ہم ضرور ان سے انکی سرکشیوں کا انتقام لیں گے۔ ان کے بعد ان لوگوں کا ذکر تھا۔ جنہوں نے حق کا مقابلہ کیا۔ اور ناکام رہے۔ اور ان کی تمام تدبیریں باطل رہیں۔ اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ ہمارا قانون ہے۔ کہ تمام صداقت شعار لوگوں کی حمایت کی جائے۔ ہم کفر کے مقابلہ میں ایمان کو رسوا نہیں کرتے۔ انبیاء و رسل کی اور اس کے ماننے والوں کی ہم دنیا میں تائید کرتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی۔ اور جو لوگ ظالم ہیں۔ جنہوں نے عقل و خرد سے کام نہیں لیا۔ وہ یہاں بھی ذلیل ہیں اور عقبیٰ میں بھی ذلیل ہونگے۔ وہاں ان کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا ●

ف۲ یعنی جب یہ طے ہے۔ کہ انبیاء اور انکی امت کی اللہ تعالیٰ ہمیشہ تائید فرماتا ہے۔ اور دنیا میں ان کو ذلیل اور رسوا نہیں ہونے دیتا۔ تو آپ آپکو حق و صداقت کی راہ میں جو مصیبتیں پیش آئیں۔ انکو بخندہ پیشانی برداشت فرمائیے۔ کہ بالآخر فتح آپ ہی کی ہے ● اور وہ لوگ جو از راہ نادانی آپکے حق میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش طلب کیجئے۔ اور صبح و شام اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتے رہیے ●

حل لغات:۔ لِذَنْۢبِكَ۔ یعنی وہ گناہ جو تیرے باب میں سرزد ہوا۔ مِن اِضَافَةِ الْمَصْدَرِ اِلَى الْمَفْعُوْلِ ●

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○

۵۷- لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۵۸- وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

۵۹- اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

جس تک وہ کبھی نہ پہنچیں گے سو تو اللہ سے پناہ مانگ بیشک وہ جو ہے وہی سنتا دیکھتا ہے ○

۵۷- کچھ شک نہیں کہ لوگوں کی پیدائش کی نسبت آسمانوں اور زمین کی پیدائش بہت بڑی بات ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○

۵۸- اور نابینا اور بینا برابر نہیں اور نہ ایمان دار جو نیک کام کرتے ہیں اور نہ بدکار۔ تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو ○

۵۹- بے شک وہ گھڑی آنی ہے اس میں شک نہیں۔ اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ○

خدا حشرِ اجساد پر قادر ہے

(ف) یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں۔ اور اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ حشرِ اجساد پر قادر ہے۔ اسکے لئے قرآن کہتا ہے۔ کہ تم آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرو۔ جیسے کہ یہ کتنی عظیم الشان چیزیں ہیں کہ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ اور ان کا کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں کی۔ تو پھر اس مشتِ غبار انسانی کو دوبارہ پیدا کرنا کیونکر دشوار ہوگا۔ جو خدا محض ارادہ کی حرکت سے ہزار جہان منصۂ وجود پر لا سکتا ہے۔ جس کو ہیولیٰ کی ضرورت ہے اور نہ مزاج کی حاجت۔ جو زندگی کے عناصر کو پیدا کرتا ہے۔ جس کا علم وسیع ہے۔ جو یہ جانتا ہے۔ کہ کہاں کہاں کے آتے ہیں۔ اسلئے دوبارہ عالمِ انسانی کا پیدا کرنا کیا دشوار ہے۔ دراصل اس قسم کے شبہات اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہ ہو۔ ورنہ جب اسکو تسلیم کر لیا۔ اس کی قدرت کو مان لیا۔ تو پھر شبہات کیلئے کہاں گنجائش رہ جاتی ہے قرآن حکیم کہتا ہے۔ کہ خدا کے باب میں اس طرح کے شکوک کا اظہار کرنا محض نادانی اور گستاخی ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور سب کچھ کر سکتا ہے ○

(ف) یعنی جس طرح اندھا اور سوجاکھا برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح مومن اور منکر برابر نہیں ہیں۔ مومن بصیرت والا ہوتا ہے۔ جس کا وجدان زیادہ اجلا اور پاکیزہ ہے۔ وہ بے چون و چرا تسلیم کر لیتا ہے۔ وہ حقائق کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور اس قسم کے شکوک اسکے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوتے۔ کہ یہ عالم انسانی دوبارہ وجود پذیر ہو سکے گا یا نہیں۔ منکر اندھا ہوتا ہے۔ وہ بصیرت سے محروم اور جہل و حمق اس درجہ مبتلا ہوتا ہے۔ کہ وہ ان کی حصول وحال فی نفسہٖ کو بھی نہیں سمجھ پاتا۔ یہاں منکر کیلئے تذکیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یعنی بدکار وہی جس کا کفر و انکار دنیا میں کیلئے ایک برائی اور [illegible] یہی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مومن بہ نیر و ملکوت ہوتا ہے۔ اور مشکلات کیلئے اس کا وجود ہر کلیح و غذا۔ وہ نہ تو گھٹے میں ہوتا ہے اور نہ اس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے ○

(ف) منکر والوں کو قیامت کا بھی انکار تھا۔ اس لئے فرمایا۔ کہ وہ گھڑی آنی ہے۔ اسکے آنے میں شک و شبہ نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر لوگ دیدۂ بینا نہیں رکھتے۔ اور اس محرومی کی وجہ سے حقائق کا انکار کرتے ہیں ○

۶۰- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ
لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ
عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ
دَاخِرِينَ ۝

۶۰۔ اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا کرو
میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ
میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ عنقریب ذلیل
ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے ○

۶۱- اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ
لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ
إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُونَ ۝

۶۱۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات
بنائی کہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن بنایا
دکھانے والا۔ بے شک اللہ آدمیوں پر
فضل رکھتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی شکر ط
نہیں کرتے ○

۶۲- ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ

۶۲۔ یہ اللہ ہے جو تمہارا رب ہر شے کا خالق
ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں،

ط مشرکین کے لئے قابل غور اور فکر یہ بات ہے۔ کہ آخر کیوں رب العزت کی دہلیز اجابت کو چھوڑ کر وہ دوسروں کے آستانوں پر جھکتے ہیں۔ جب کہ اس نے براہ راست دعا مانگنے کی اجازت دی ہے اور کہا ہے۔ کہ تم مجھے جس وقت اور جس حالت میں بھی چاہو پکارو۔ میں تمہاری سنوں گا۔ ایسے رحیم اور شفیق خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرنا محض ناشکری اور کبر و غرور ہے۔ جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔ غور تو کرو۔ وہ خدا جس نے تمہارے لئے رات کو چھا دیا۔ کہ تم اس میں آرام اور آسودگی حاصل کرو۔ جس نے دن کو روشنی بخشی۔ کہ تم اس میں اپنے کاروبار کو سہولت سے جاری رکھ سکو۔ ایسے صاحب فضل و کرم مالک کا شکر ادا نہ کرنا اور دوسروں سے عقیدت کا اظہار کرنا کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔ فرمایا۔ وہ جو تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے اور جس نے ساری کائنات کو تمہارے فائدے کے لئے بنایا ہے۔ وہی تمہارا معبود حقیقی ہے۔ اسی کے سامنے جھکو۔ اور ادھر ادھر نہ بھٹکتے پھرو۔

حل لغات

دَاخِرِينَ ۔ ذلیل ہو کر۔
لِتَسْكُنُوا فِيهِ ۔ تاکہ تم اس میں آرام کرو۔ یعنی رات کا مقصد یہی ہے۔ کہ اس میں دن بھر کی کوفت کو دور کیا جائے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ رات کو ضروری کام کرنا بھی ممنوع ہے۔ بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ فطرت کی یہ تقسیم اوقات اس لئے ہے۔ کہ انسان اس سے

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○
۶۳- كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ
كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○
۶۴- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ
صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ
وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۶۵- هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

پھر کہاں سے اُلٹے جاتے ہو ○
۶۳۔ وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں اسی طرح
پھیرے جاتے تھے ○
۶۴۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو
قرارگاہ اور آسمان کو خیمہ بنایا اور تمہاری صورت
بنائی۔ پھر تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور
ستھری چیزوں میں سے انہیں رزق دیا
یہ اللہ ہے تمہارا رب سو اللہ بڑی برکت والا
جو سارے جہان کا رب ہے ○
۶۵۔ وہ زندہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو
نری اس کی عبادت کرکے اس کو پکارو سب تعریف

خالق کون ہے؟

ف قرآن حکیم نے انسانی توجہ کو مبذول کیا ہے۔ کہ وہ کائنات کی عظمت و رفعت کو دیکھے۔ اور غور کرے۔ کہ یہ عریض و بسیط زمین کس نے ہمارے پاؤں تلے بچھادی ہے۔ اور کس نے نیلگوں آسمان پیدا کیا ہے۔ اور کون ہے جس نے انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا ہے۔ اور کس نے ہماری تمام ضروریات پوری کی ہیں۔ کیا جنوں نے اور پتھر کی بے جان مورتیوں نے ایسا کیا ہے کیا احبار و رہبان کی یہ صنعت کاری ہے۔ یا قبروں اور لاشوں کی یہ کار فرمائی ہے؟ اگر نہیں ہے کسی نے بھی یہ نہیں کیا۔ اور یہ بات کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو پھر سوائے رب العالمین کے اور کون عبادت اور پرستش کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور کون ہے جس کا آستانہ جلال و عظمت اس سے زیادہ قابل رفعت ہے؟ یہ ملحوظ رہے کہ خدا نے انسان کو اس کائنات میں سب سے زیادہ بہتر حالت میں پیدا کیا ہے۔ تاکہ یہ احساس خود داری سے بہرہ مند ہو۔ اور اسکو معلوم ہو کہ اپنی فطرت اور ساخت کے اعتبار سے یہ مجبور ہے۔ کہ کائنات میں کسی کے سامنے نہ جھکے اور اپنے کو تمام مظاہر قدرت سے بالا اور برتر جانے۔ مگر یہ عجیب حماقت حضرت انسان کی ہے۔ کہ یہ اپنی فطرت اور ساخت کی بھی توہین کرتا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنے ابنائے جنس کے آگے اظہار تذلل و عبودیت کرتا ہے۔ بلکہ ان پتھروں کو بھی خدا سمجھتا ہے جن کو پاؤں تلے روندتا ہے۔ اور اس مٹی کو بھی مقدس جانتا ہے جس کو پامال کرتا ہے۔ حالانکہ چاہئیے تھا۔ کہ اگر اس کے پاس کوئی پیغام رشد و ہدایت نہ ہوتا۔ تب بھی یہ اپنی حالت پر غور کرتا۔ اپنے فضائل کا احساس رکھتا۔ اور خودداری سے دنیا میں بسر کرتا۔

منبع حیات

ف حکمائے مادیت کے نزدیک یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ کہ زندگی کا اصل ماخذ کون ہے۔ کیونکہ جہاں تک مادہ کے تقلبات و تغیرات کا تعلق ہے۔ یہ اپنی ہر منزل اور ہر سطح پر بے جان ہے۔

(بقایا صفحہ ۱۱۳۶ پر)

حل لغات

یجحدون۔ یعنی انکار کرنا۔
بناءً۔ یعنی کالبناء مثل چھت کے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۶۶- قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا
جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ
اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۶۷- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ
يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا
اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا
مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○
۶۶- تو کہہ مجھے منع ہوا ہے کہ میں اللہ کے سوا انہیں
پوجوں جنہیں تم پکارتے ہو۔ جبکہ میرے رب کی
طرف سے میرے پاس کھلی نشانیاں پہنچ چکیں
اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں جہان کے رب کا تابع رہوں ○
۶۷- وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔
پھر نطفہ سے پھر جونک سے پھر تمہیں بچہ نکالتا ہے
پھر تمہیں پالتا ہے، تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر
تاکہ تم بڈھے ہو جاؤ اور کوئی تم میں اس سے پہلے
ہی وفات دیدیا جاتا ہے اور کوئی زندہ رکھا جاتا ہے
تاکہ تم وقت مقررہ کو پہنچو اور تاکہ تم سمجھو ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳۵ -

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر زندگی آتی کہاں سے ہے؟ قرآن اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ زندگی کا منبع وہ خدائے حی ہے۔ جس کی وجہ سے کارگاہِ حیات میں زندگی کے ہمہمے ہیں۔ ورنہ مادہ ہزار ارتقا کے بعد بھی یہ صلاحیت نہیں رکھتا۔ کہ زندگی کی رمق بھی پیدا کر سکے۔ فرمایا۔ اس خدائے حقیقی کی عبادت کرو۔ یہی معبود ہے۔ اور اسی کیلئے تمام نوع کی ستائشیں ہیں۔ یہ ساری کائنات کا بلا امتیاز پروردگار ہے ◆

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ ان آیات میں بتایا ہے۔ کہ ہم مجبور ہیں۔ کہ ایک ہی خدا کی پرستش کریں۔ کیونکہ دلائل و شواہد کا یہی تقاضا ہے۔ اور اسی چیز کے لئے ہم مامور بھی ہیں۔ اس کے بعد انسان کی پیدائش کی چند حیثیتیں گنائی ہیں۔ کہ دیکھو کیونکر اس نے تمہیں زندگی کے مختلف دوروں میں اپنی تربیت خاص سے نوازا ہے۔ اور تمہیں اس قابل کیا ہے۔ کہ زندگی کے مقصد کو سمجھ سکو ◆

حل لغات:- نُطْفَةٌ۔ قطرہ آب۔ مادہ۔ عَلَقَةٌ۔ جونک سا ہے۔ یعنی جرثومہ حیات کے ہیں۔ جو کہ رحم میں جاکر چپک جاتا ہے ◆
اَشُدَّكُمْ۔ یعنی وہ عمر جس میں انسان کی فکری اور جسمانی قوتیں انتہائی ترقی پر ہوں ◆

۶۸- هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَى
أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○
۶۹- أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي
آيَاتِ اللَّهِ أَنَّى يُصْرَفُونَ ○
۷۰- الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا
أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ ○
۷۱- إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ
يُسْحَبُونَ ○
۷۲- فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ○
۷۳- ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ○

۶۸- وہ وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ پھر جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے۔ تو اس سے صرف اتنا کہتا ہے، کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ○
۶۹- کیا تو نے اُن کی طرف نہیں دیکھا۔ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں؟ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ○
۷۰- جنہوں نے اس کتاب کو جو ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا۔ اس کو جھٹلایا سو وہ آخر کو معلوم کر لیں گے ○
۷۱- جب طوق اُن کی گردنوں میں پڑے ہونگے اور زنجیریں بھی، اور گھسیٹے جائیں گے ○
۷۲- کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے ○
۷۳- پھر اُن سے کہا جائیگا کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا

مادہ کو قدیم ماننے کے نتائج

ف١ کُن فَیَکُوْن امر تکوین ہے۔ یعنی جس وقت اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو صرف یہ کافی ہے۔ کہ وہ کُن فَیَکُوْن کہہ دے۔ اور اس سے یہ بھی مقصود ہے۔ کہ وہ جب پیدا کرنا چاہے ویسے ہو جاتا ہے۔ جو پھر اس میں خلاف نہیں ہوتا۔ ادھر کہا۔ اور ادھر وہ چیز کتم عدم سے نکل کر بساط وجود میں آ گئی۔ اُسے دعلت و وسائل کی ضرورت ہے اور نہ دیگر ذرائع اور وسائل کی۔ وہ بغیر وسائط اور ذرائع کے صدہا ہزار عوالم کو ان کو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ عالم کی پہنائیوں پر اسکی حکومت ہے۔ وہ ہم انسانوں کی طرح محتاج نہیں ہے۔ راستے اور میدان کی منزلوں کو طے کرنا پڑے۔ درحقیقت یہ اس کی ذات والا صفات کی بہت بڑی توہین ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ خیال کیا جائے۔ کہ وہ بھی صرف موجودات میں تصرف کر سکتا ہے۔ اور عدم کی ظلمتوں پر اس کی حکومت نہیں ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ مادہ بھی اپنے تقلبات میں قدیم ہے۔ اور مخلوق نہیں ہے! اس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ خدا اور مادہ دو مستقل چیزیں موجود ہیں۔ فرق یہ ہے۔ کہ خدا کو کچھ اختیارات ہیں۔ اور مادے کو نہیں ہیں۔ یہ نظریہ اتنا مضحکہ خیز ہے۔ کہ اس کو مان لینے کے بعد خدا کی عظمت دلوں پر برقرار نہیں رہ سکتی۔ اور اس کے لازمی نتائج یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ :-

١- خدا صرف معطّل ہے۔
٢- خدا مادہ کو فنا کر دینے پر قادر نہیں ہے۔
٣- بقاء و قدم میں مادہ اور خدا دونوں برابر کی قوتیں ہیں۔
٤- خدا مادہ کی فطرت کو نہیں بدل سکتا۔
٥- وہ نقائص جو مادہ میں فطرۃً موجود ہیں ان کو دور کرنا خدا کے بس میں نہیں۔
٦- انسان میں جتنے نقائص ہیں۔ وہ ابدی اور ناگزیر ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ ان خیالات کی موجودگی میں پھر مذہب کی اور نفس دین کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۸)

حل لغت

اَلْاَغْلَالُ ۔ غُلّ کی جمع ہے۔ یعنی طوق۔
یُسْحَبُوْنَ ۔ کشاں کشاں لے جائے جائیں گے۔
اَلْحَمِیْمِ ۔ گرم اور کھولتا ہوا پانی۔

۷۴۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۷۴۔ کہیں گے کہ وہ ہمارے پاس سے گم ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو گمراہ کرتا ہے ۝

۷۵۔ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝

۷۵۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے۔ اور اس کا بدلہ ہے۔ کہ تم اتراتے تھے ۝

۷۶۔ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

۷۶۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو، وہاں ہمیشہ رہو سو مغروروں کا کیا برا ٹھکانا ہے ۝

۷۷۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝

۷۷۔ پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر جو وعدے ہم ان سے کرتے ہیں اگر ہم کوئی وعدہ ان میں سے تجھے دکھا دیں یا تجھے قبض کر لیں۔ پھر وہ ہماری ہی طرف لوٹ کر آئینگے ۝

حاشیہ صفحہ ۱۱۳۷۔ ان خیالات کے ساتھ اتفاق کے معنی یہ ہیں۔ کہ معاذ اللہ خدا کا وجود محض بڑے نام ہے۔

ف ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی حالت پر تبصرہ فرمایا ہے کہ یہ لوگ بغیر علم و دلیل کے اللہ کی آیتوں میں بحث کرتے ہیں۔ اور بحث و مناظرہ کرتے ہیں۔ قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ اور ساری کتابوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ انہیں عنقریب معلوم ہوگا۔ جب کہ ذلت و رسوائی کے گراں بار طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے۔ اور زنجیریں ان کے پیروں میں۔ جب یہ گھسیٹتے ہوئے گرم پانی کے چشموں کی طرف لیجائے جائینگے۔ اور پھر جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ تب ان سے پوچھا جائیگا۔ کہ آج تمہارے معبودان باطل کہاں ہیں۔

حاشیہ صفحہ ہذا۔ آج وہ کیفیت تمہاری عقیدت مندی اور نیاز مندی کا صلہ نہیں تھے۔ اس وقت انکو محسوس ہوگا۔ کہ ہم غلطی پر تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ بت اور وہ معبودان باطل بالکل غائب ہیں۔ تو وہ انتہائی اضطراب اور بے چینی میں انکار کرینگے اور کہینگے کہ ہم تو اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے ارشاد ہوگا۔ کہ ساری تکلیفیں اس لئے ہیں۔ کہ تم نے دنیا میں اپنے لئے باطل اور جھوٹ کو پسند کر لیا تھا۔ اور اسی پر تم کو ناز اور غرور تھا لہٰذا جاؤ جہنم کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں۔ وہ تمہارا ٹھکانا ہے۔ اور وہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

ف غرض یہ ہے کہ آپ مطمئن رہیں۔ آپکے مخالفین یقیناً عذاب میں گرفتار ہونگے۔ کیونکہ یہ مقتضیات میں سے ہے۔ کہ جو لوگ حق اور صداقت کی مخالفت کریں گے۔ ان سے انتقام لیا جائیگا۔ اور دنیا میں بھی انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ صداقت کی مخالفت آسان نہیں ہے۔ اس کے بہت زیادہ تلخ اور ناقابل برداشت نتائج ہو سکتے ہیں۔

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ سے مراد تشکیک و تردید نہیں ہے۔ کہ یا تو انہیں دنیا میں عذاب سے دوچار کیا جائیگا اور یا جب یہ لوگ ہمارے پاس لوٹ کر آئیں گے۔ اس وقت انہیں جہنم میں جھونکا جائیگا۔ بلکہ دونوں حقیقتوں کو جمع کرنا مقصود ہے۔ یعنی یہ بھی ہوگا۔ کہ یہ لوگ یہاں بھی عذاب میں مبتلا ہوں اور یہ بھی ہوگا۔ کہ وہاں غضب الٰہی کا نظارہ دیکھیں۔ چنانچہ جہاں تک دنیا میں نزول عذاب کا تعلق تھا وہ پیش آیا۔ اور بدر کی صورت میں اس نے کفر والوں کے تمام کبر و غرور کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

حل لغات

تمرحون۔ اتراتے ہو۔ المرح۔ بمعنی اترانا۔

۷۸- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ
مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ
مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝
۷۹- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝
۸۰- وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا
حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى
الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

۷۸- اور تجھ سے پہلے ہم نے کتنے رسول بھیجے۔ بعض
ان میں سے وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایا۔
اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنکا حال ہم نے تجھے نہیں ف
سنایا اور کسی رسول کا اختیار نہ تھا کہ بغیر خدا کے حکم
کے کوئی معجزہ لے آتا۔ سو جب خدا کا حکم آیا تو انصاف
سے فیصلہ ہو گیا اور جھوٹوں نے اسوقت نقصان اٹھایا ۝
۷۹- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے تاکہ ف
تم ان میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو ان میں سے کھاتے ہو ۝
۸۰- اور ان میں تمہارے لئے اور بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم
انپر چڑھ کر کسی حاجت کو پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور
(علاوہ انکے) تم انپر اور کشتیوں میں لدے پھرتے ہو ۝

بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں نہیں ہے

ف چونکہ قرآن عربوں میں نازل ہوا۔ اور عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اس میں انہیں انبیاء کا تذکرہ ہو جن سے ان کے گوش آشنا ہوں۔ وہ جن کے متعلق انہیں کچھ بے وقوف ہو۔ اس لئے ہمیشہ قرآن حکیم نے اس التزام کو قائم رکھا ہے۔ مگر کہ اس نے اس نظریہ کی بڑے زور کے ساتھ اشاعت کی۔ کہ مذہب کسی مرزو بوم کے ساتھ مختص نہیں اور کائنات میں ہر جگہ اللہ کے پیغمبر آئے۔ پھر بھی ان سے شامی انبیاء کا زیادہ تر ذکر کیا ہے۔ کہ یہودی اور عیسائی انہیں اکابر ان کے حالات سے واقف تھے۔ اور ان کے لئے انہیں حضرات کا اسوۂ پاک قابل تقلید و تتبع قرار دیا جا سکتا تھا۔

اس آیت میں اس غلط فہمی کو رفع فرمایا ہے۔ کہ مبادا کوئی شخص اس طرح یہ نہ سمجھ لے۔ کہ جن انبیاء کو قرآن نے بیان کیا ہے بس وہی عہدۂ نبوت پر فائز تھے۔ بلکہ انبیاء کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہر قوم میں حالات اور مقامات کے مطابق اللہ نے رسولوں کو بھیجا ہے۔ اور انہوں نے ہر زبان میں اللہ کے پیغام کو پہنچایا ہے۔ ان مصالح کے موافق ہم نے بعض کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔

ف مظاہر فطرت کی طرف توجہ کو مبذول فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ دیکھو اللہ نے تمہارے لئے کس درجہ آرام اور سہولتیں مہیا فرما دی ہیں۔ چارپائے اور حیوانات پیدا کئے ہیں جن میں بعض پر تم سواری کرتے ہو۔ اور بعض کو کھاتے ہو۔ اس کے علاوہ ان کے چمڑے۔ ہڈیاں۔ دانتوں اور خون میں بہت سے منافع ہیں۔ تم ان پر سوار ہو کر کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہو۔ پھر کشتیاں اور جہاز ہیں کہ سمندر میں ڈال دیتے ہو۔ اور لدے لدے پھرتے ہو۔

حل لغات

وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ سے غرض منافع کی تقسیم ہے۔ یعنی حیوانات میں یہ فوائد ہیں۔ یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ سواری کے تمام جانور غیر ماکول ہیں۔

۸۱- وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ
اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ○
۸۲- اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ
قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○
۸۳- فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○
۸۴- فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

۸۱- اور اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے۔ پھر تم اللہ
کی کون کون سی نشانیوں سے انکار کرو گے ؟ ○
۸۲- کیا انہوں نے زمین کی سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ آخر
اُن کا کیا انجام ہوا۔ جو اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں،
وہ اُنسے شمار سے زیادہ تھے اور قوت اور اُن نشانیوں کے
لحاظ سے جو زمین میں چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھے ہوئے
تھے۔ پھر اُنکی کمائی اُنکے کچھ کام نہ آئی ○
۸۳- پھر جب اُنکے رسول اُنکے پاس معجزے لیکر آئے تو
وہ اُس علم سے جو اُنکے پاس تھا، خوش ہوئے (یعنی اکڑ گئے)
اور جس چیز پر ٹھٹھے کرتے تھے وہی اُن پر اُلٹ پڑی ○
۸۴- پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو بولنے لگے

علاوہ اس کے بے شمار اس کی نشانیاں ہیں۔ جو وہ تم کو صبح و شام دکھاتا رہتا ہے۔ کیا ان نوامیس مادی کا، اور ان آیات کا یہ تقاضا نہیں ہے۔ کہ تم زندگی کے متعلق اور اس کے مقصد کے متعلق کچھ سوچو۔ اور انکار و سرکشی سے کام نہ لو۔

گوشت خوری کو بھی اللہ تعالیٰ نے انعامات میں ذکر فرمایا ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے۔ کہ کائنات میں جو کچھ ہے۔ وہ اس لئے ہے۔ کہ حیات کبریٰ یعنی انسانیت کے کام آئے۔ اور انسان دنیا کی ہر چیز سے استفادہ کرے۔

فلہ مکے والوں سے کہا ہے۔ کہ وہ چل پھر کر زمین میں دیکھیں کہ گزشتہ قوموں کا کیا حشر ہوا۔ جب کہ انہوں نے اللہ کے پیغام کو جھٹلایا کیا ان کی قوت اور طاقت اور عظمت کا کوئی لحاظ کیا گیا۔ اور کیا اُن کے دنیوی مشاغل نے ان کو عذاب سے بچا لیا۔ پھر آج اگر قریش کے اکابر انکار کریں گے۔ اور کبر و غرور میں مبتلا رہیں گے۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان پر اللہ کا غضب نازل نہ ہوگا۔ اور یہ اس کے عذاب کا شکار نہ ہونگے۔

حل لغات

آثارًا- ان کی عظمت کے نشانات۔

وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○

۸۵- فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع

اٰیاتہا (۵۴)	(۴۱) سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۱)	رکوعاتہا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- حٰمٓ ○

۲- تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۳- كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

۴- بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

اللہ پر ہم ایمان لاتے ہیں اور جو ہم نے شریک ٹھہرائے تھے۔ اُن کو ہم انکار کرتے ہیں ○

۸۵- سو جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ تو اس وقت انکا ایمان لانا انہیں نفع نہیں پہنچا سکتا تھا۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو اسکے بندوں میں چلا آیا ہے۔ اور کافر اسجگہ گھاٹے میں رہے ○ ع

(۴۱) سُورۂ حٰمٓ سجدہ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- حٰمٓ ○

۲- بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے اُتارا ہوا ہے ○

۳- یہ کتاب ہے جسکی آیتیں وضاحت سے بیان کی گئی ہیں قرآن عربی ہے اُن لوگوں کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں ○

۴- خوشی اور ڈر سُناتا ہے۔ پھر اُن میں سے بہتوں نے منہ

علومِ نبوت کی وسعت

گمراہ قوموں میں سب سے بڑا عیب یہ ہوتا ہے کہ ان میں خود پسندی آجاتی ہے۔ اور وہ اپنے مادی علوم پر فخر و غرور کرنے لگتی ہیں اور ان معارف و علوم پر غور و فکر نہیں کرتیں۔ جن کا تعلق براہ راست دل کی پاکیزگی اور لطافت سے متعلق ہوتا ہے۔ جب انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے ہیں۔ تو ان کو ہدف استہزاء بنا لیتی ہیں۔ اور اپنے مزخرفات و اوہام پر ہی رہتی ہیں۔ اور ان حقیر معلومات کو علوم نبوت سے زیادہ بیش قیمت جانتی ہیں۔ جو ان کے پاس ہوتی ہیں۔ حالانکہ پیغمبر اپنے وقت کا بہت بڑا عارف اور بہت بڑا عالم ہوتا ہے۔ اسکی نظریں بہت وسیع اور بلند ہوتی ہیں۔ وہ اپنی چشم بصیرت سے ان حقائق کو دیکھ لیتا ہے۔ جہاں تک علم تفریق نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ وہ یک جنبش فکر عالم اعلیٰ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اس کا روشن دماغ مستقبل کی تاریکیوں میں بھی چھپی ہوئی آئندہ حالات کو ٹٹول لیتا ہے۔ اور وہ الہام و وحی کے طریقوں سے جانتا ہے۔ کہ کونسا انسانیت کے لئے کون طریق رشد و ہدایت زیادہ موزوں اور کون اعمال زیادہ مفید ہیں۔ مگر کوتاہ نظر لوگ اس زمانے

کے بعد و نگاہیں رکھنے والے بسبب اپنی فطری پستی کے جب اسکی بلندیوں کا صحیح اندازہ نہیں کر پاتے۔ تو جہالت و تعصب کی وجہ سے اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ اور عملاً اپنے کو عذاب الٰہی کا مستحق گردانتے ہیں۔ اور پھر جب وہ وقت آجاتا ہے۔ کہ ان بدبختیوں کا اُن سے انتقام لیا جائے۔ تو ان کی روح بیدار ہوتی ہے۔ قلب کے حجابات اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر علی الاعلان کہنے لگتے ہیں۔ کہ اب ہم ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ اور اپنے علوم و معارف کو ہیچ جانتے ہیں۔ اور ان تمام مشرکانہ عقیدوں سے توبہ کرتے ہیں۔ جو ہماری تباہی و ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ مگر یہ وقت توبہ و انابت کا نہیں ہوتا۔ بلکہ مکافات عمل کا ہوتا ہے۔ اللہ کے غضب اور غصہ کو برداشت کرنے اور اعمال بد کے نتائج کو آنکھوں سے مشہود طریق پر دیکھنے کا ہوتا ہے۔ اس لئے ان سے اس وقت کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ اب تمہاری درخواست نہیں سنی جائے گی۔ اور یہ سنت اللہ کا اقتضا ہے۔ کہ خسران اور گھاٹے کو سہو اور اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتو۔

سُورۂ حٰمٓ فصلت اس صورت میں دوسری مکی سورتوں کی طرح اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کی حیثیت شرعی کیا ہے اور مشرکین کو اسکے ماننے میں کیوں تامل ہے اور حشر و نشر فطرت کی

لَا يَسْمَعُوْنَ ○

٥- وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ
اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا
وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ○

٦- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ
اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا
اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○

٧- الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ
هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

٨- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○

منہ موڑ لیا۔ سو وہ نہیں سنتے ○

٥- اور کہا کہ جس چیز کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ○

٦- تو کہہ میں بھی تمہاری ہی مانند بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے سو اسی کی طرف سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے ○

٧- جو زکوٰۃ نہیں دیتے، اور آخرت کے منکر ہیں ○

٨- اور بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کو بے انتہا ثواب ملے گا ○

ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں

منکر تھے والے جب قرآن حکیم کو سنتے تھے۔ تو صاف طور پر اعلان کرتے تھے۔ کہ ہمارے دلوں پر حسد اور تعصب کے موٹے پردے پڑے ہوئے ہیں جو حق و صداقت کی روشنی کو نہیں پہنچنے دیتے۔ ہماری سماعت میں ثقل ہے۔ جس کی وجہ سے ہم معذور ہیں۔ کہ ان آیات کو نہ سنیں۔ تمہارے اور ہمارے درمیان اختلافات عقائد کا اتنا بڑا برزخ حائل ہے۔ کہ متفق الرائے ہونا محال و دشوار اور لامحال ہے۔ اس لئے اب یہی بہتر ہے۔ کہ تم اپنا کام کئے جاؤ۔ اور ہمیں اجازت دو۔ کہ ہم اپنے مشاغل میں مصروف رہیں۔ گویا ان کے نزدیک حضور کی کامیابی کیلئے کوئی امکان ہی موجود نہ تھا۔ اور امکان کا کیونکر خیال ہو سکتا ہے۔ جب کہ لوگ بات سننے کیلئے بھی تیار نہ ہوں۔ جب ممکن کے راستی دلوں بند کئے جائیں۔ تو پھر دعوت کیسے اندر پہنچ سکتی ہے۔ جب کانوں اور دلوں پر حجابات و حماقت کے پہرے بٹھلا دئیے جائیں۔ تو اسکے بعد بھلائی کی توقع واقعی مشکل ہے۔ مگر یہ قرآن کا معجزہ ہے۔ کہ باوجود اس تعصب، تاریکی، اور تکلف کے ان کے کانوں میں داخل ہوا۔ اور دل تک اتر گیا۔ انہیں لوگوں نے قرآن کو سنا۔ اور مجبور ہو کر سنا۔ تھے کہ یہی لوگ قرآن کے مبلغ بن گئے کیونکہ قرآن نے جو تعلیم پیش کی۔ وہ حالات کے عین مطابق تھی۔ وہ وقت کی آواز تھی۔ اور ایک فطری ضرورت کی تکمیل تھی۔ ان لوگوں کیلئے کوئی چارہ کار ہی نہ تھا۔ بجز اسکے قرآن کے دامن رحمت تلے جمع ہو جائیں۔ اور اس کی صداقت پر ایمان لے آئیں ●

میں ایک انسان ہوں

فرمایا۔ جہاں تک میری جسمانی ساخت اور طبیعت کا تعلق ہے محض ایک انسان ہوں۔ اور کسی بات میں بھی تم سے ممتاز نہیں۔ میرے بھی دو ہاتھ اور دو پاؤں ہیں۔ دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں۔ میں بھی ایک دماغ اور ایک دل رکھتا ہوں ●

(باقی صفحہ ۱۱۴۳ پر)

حل لغات (صفحہ ۱۱۴۲) بَاْسُنَا۔ ہمارا عذاب ● فُصِّلَتْ۔ تفصیل سے ہے۔ جیسے معنے جدا جدا کر کے بیان کرنے کے ہیں۔ وہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے کے بھی ہیں۔ اور یہ بھی کہ ان آیتوں میں فواصل کی بلیغ اور موسیقی خیز رعایت رکھی گئی ہے۔ جو صوتی مناسبت کیلئے نہایت ضروری تھے! اور اس میں تو اصل یہ نکتہ بھی ہے۔ کہ گویا پوری آیت کا مضمون ان میں سمجھا جاتا ہے ● اَكِنَّةٌ۔ كِنٌّ سے ہے۔ جس کے معنے پوشیدہ اور مستور کئے ہوئے ہیں۔

۹- قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ
خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ
لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ۝
۱۰- وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ
فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ
اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝
۱۱- ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ
دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا
طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا
طَآئِعِيْنَ ۝
۱۲- فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ

۹- تو کہہ کیا تم منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا؟
اور اس کیلئے اوروں کو برابر ٹھہراتے ہو؟ حالانکہ وہ
سارے جہان کا رب ہے ۝
۱۰- اور اسی نے زمین میں اسکے اوپر پہاڑ قائم کئے اور اس کے
اندر برکت رکھی اور اس میں اس کی خوراکیں چار دن
میں ٹھہرائیں (پوچھنے والوں کیلئے پورا جواب ہوا) ۝
۱۱- پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں ہو رہا
تھا پھر اس سے اور زمین سے کہا کہ تم دونوں خوش یا
ناخوش ہو کر چلے آؤ۔ دونوں بولے، کہ ہم خوشی
سے آئے ۝
۱۲- پھر ان (آسمانوں) کو دو دن میں سات آسمان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۲ اور جو روشنی زندگی کی ضروریات ہوتی ہیں مگر ایک بات میں مختلف ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے مجھے رسالت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا ہے۔ اور مجھ کو ایک بہت بڑی ذمہ داری کا حامل بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یعنی پیغمبر ہوں۔ رسول ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے ایک پیغام مسرت لیکر آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے معبود ایک ہے۔ اسی کی طرف اپنی توجہات فکر و عقیدت کو پھیر لو۔ صرف اسے اپنی نیازمندیوں کیلئے منتخب کرو۔ اور اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔ یاد رکھو۔ وہ مشرک جو اسلامی نظام عمل نہیں مانتے ہیں۔ نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور آخرت پر بھی اعتقاد نہیں رکھتے انکے لئے جہنم کا عذاب اور بڑی خرابی ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سلسلہ تکوین

ف تکوین کائنات کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ زمین کو دو مدید وقفوں میں پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس میں پہاڑوں کو استوار کیا ہے۔ اور ضروری برکات پھیلائی ہیں۔ اور غذاؤں کا سامان مہیا کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ چار وقفوں میں قرار پایا۔ پھر آسمان کی جانب توجہ مبذول کی۔ اور

دن کی کئی بلندیوں میں تقسیم فرمایا۔ اور یہ بھی دو قرنوں میں ہوا۔ مگر یہ دو قرن پہلے دو قرنوں میں داخل ہوا ۔

حل لغات

یَوْمَیْنِ۔ یہاں مراد بارہ گھنٹے کا دن نہیں ہے۔ بلکہ دو مدید وقفے ہیں جنہیں زمین کو پیدا کیا گیا جیسا کہ قرآن کے دیگر استعمالات سے پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سے مقصود چار قرن ہیں ۔

لِلسَّآئِلِیْنَ۔ پوچھنے والے یہود اور نصاریٰ سے پوچھ کر کئی قسم کے سوالات کرتے تھے۔ تاکہ پیغمبر نبوت کی پڑتال کا اندازہ کریں۔ اسلئے انکی تسکین خاطر کیلئے مسئلہ تخلیق پر روشنی ڈالی گئی ۔

اسْتَوٰى۔ قرار پذیر ہوا۔ توجہ فرما ہوا۔ تفصیل کئی مقامات پر گذر چکی ہے۔ مختصر یوں سمجھئے۔ کہ مراد ایک طرح کی توجہ خاص سے ہے ۔

دُخَانٌ۔ یعنی ابتدا میں صرف ایک دھواں سا تھا۔ موجودہ تحقیقات کا نظریہ بھی یہی ہے اور سائنس کی --

وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا ۚ
وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ
وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝
۱۳- فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ
صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُودَ ۝
۱۴- إِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ
أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا
تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللّٰهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا
لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَإِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ
بِهٖ كٰفِرُونَ ۝
۱۵- فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

بنائے۔ اور ہر آسمان میں اُس کا حکم نازل کیا اور ہم نے[ف۱]
آسمان کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور یہ محافظت
کیلئے کیا۔ یہ تقدیر غالب خبردار کی ہے ○
۱۳- پھر اگر وہ (اہلِ مکہ) منہ موڑیں تو کہہ میں تمہیں ایک کڑک سے
ڈراتا ہوں جیسے عاد و ثمود کی کڑک تھی ○
۱۴- جب اُن کے پاس اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے
رسول آئے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو تو بولے
کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا۔ سو جو چیز
تم دے کر بھیجے گئے ہو۔ ہم اُس کو نہیں
مانتے ○
۱۵- سو جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا

اس کے بعد سطح دنیا کو بو قلموں چراغوں سے آراستہ فرمایا۔
اور ان میں حفاظت کے لئے پورا پورا استحکام کر دیا۔ کہ شیطانی قوتیں عالمِ
اعلیٰ کے اسرار نہ معلوم کریں۔ فرمایا کہ اس ساری کائنات میں دیکھو
تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ ایک علیم ہے۔ جو اس کے پس پردہ کار فرما ہے
اور زبردست قوت و غلبہ ہے۔ جس کی حکومت و اقتدار ہے۔
پھر ان حالات میں بھی تم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے تیار نہیں ہو۔
یاد رہے۔ کہ کائنات کیونکر منصۂ شہود پر آئی ہے۔ یہ ایک مختلف
فیہ مسئلہ ہے۔ ارباب عقل نے مختلف توجیہیں پیش کی ہیں۔ جن میں
کوئی قطعی نہیں۔ کیونکہ اس ضمن میں جتنی بحثیں ہوں گی۔ وہ محض
قیاسی پوچ ہوں گی۔ اس میں منطق اور تجربہ کو بالکل دخل نہیں۔ اور
کوئی ایسی حسی شہادت موجود نہیں ہے۔ جس کی بنا پر یقین کے ساتھ
کچھ کہا جا سکے۔ اس لئے اس باب میں کوئی ضرورت نہیں۔ کہ قرآن
ہم قسم کی معلومات کا ساتھ دے۔ البتہ جب یہ معلومات قرآن کے
مطابق ہو جائیں گی۔ اس وقت ہم سمجھیں گے۔ کہ نظر اور استدلال
میں کوئی تفاوت پیدا نہیں ہوا۔ اور حضرتِ انسان نے پیدائش
اور تخلیق کا صحیح صحیح سراغ لگا لیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)
ف۱ ان شواہد و دلائل کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے

کہ اگر یہ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رہیں
تو پھر یکجہتی کے اور کوئی چارۂ کار نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلام کے لوائے
رحمت تلے جمع ہو جائیں۔ ان کا حشر بھی وہی ہونے والا ہے۔ جو عاد
اور ثمود کی قوموں کا ہوا ۔
قوم عاد کے پاس جب اللہ کے پیغمبر آئے۔ اور انہوں نے کہا
کہ ایک اللہ کے سامنے جھکو۔ اور قلب و دماغ سے لے کر اعضا و جوارح
تک سب کو اللہ کی اطاعت میں لگا دو۔ تو انہوں نے اندازِ کبر و غرور
انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم انسان کی فرمانبرداری کے لئے تیار نہیں ہیں۔
اگر اللہ کو منظور ہوتا۔ کہ وہ ہمیں ہدایت دے۔ تو پھر وہ فرشتوں کو
بھیجتا۔ یہ پیغمبر جسمانی ساخت میں ہم جیسا ہے۔ اور جس کے پاس کچھ
مادی قوت اور اقتدار بھی نہیں ہے۔ کیونکر نبوت کا مستحق قرار
پا سکتا ہے ۔

حلِ لغت

بِمَصَابِيحَ۔ مِصْبَاحٌ کی جمع ہے۔ بمعنے چراغ ۔
صٰعِقَةً۔ آفت۔ بدحواس کر دینے والی مصیبت۔
الْمَرَّةُ مِنَ الصَّعْقِ ۔

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَ
لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ
مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○
١٦- فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْۤ اَيَّامٍ
نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ○
١٧- وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى
الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○
١٨- وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○
١٩- وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ

اور بولے کہ ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے؟ کیا انہوں
نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ قوت
میں زیادہ ہے اور وہ ہماری آیتوں کے منکر تھے ○
١٦- سو ہم نے ان پر منحوس دنوں میں زور کی آندھی بھیجی تاکہ
دنیا کی زندگی میں ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں
اور آخرت کا عذاب تو بڑی ہی رسوائی کا ہے اور
انہیں مدد نہ ملے گی ○
١٧- اور وہ جو ثمود تھے انہیں ہم نے ہدایت کی سو انہوں نے
ہدایت پر اندھا رہنا پسند کیا۔ پھر انہیں ان کی بداعمالیوں
کے سبب جو وہ کرتے تھے ذلت کے عذاب کی کڑک نے آپکڑا ○
١٨- اور جو ایمان لائے تھے اور ڈرتے تھے انکو ہم نے نجات دی ○
١٩- اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف اٹھائے جائینگے

در اصل یہ لوگ کوتاہ نظر تھے۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کو مبعوث کرنیوالا ان سے زیادہ مصالح کو جانتا ہے۔ اور اسکو خوب معلوم ہے کہ کس میں اس منصب جلیل کی اہلیت ہے۔ فرمایا اگر ان کو اپنی طاقت کا گھمنڈ ہے۔ تو وہ دیکھیں۔ کہ انکا خالق ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے۔ وہ انکی ساری شان و شوکت کو خاک میں ملا دیگا۔ چنانچہ اللہ کا عذاب آیا۔ اور یہ اپنے غرور و کبر کی وجہ سے تیز و تند ہوا کے طوفان سے ہلاک ہو گئے۔

ف قوم ثمود کے پاس اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجا۔ مگر انہوں نے گمراہی کو پسند کیا۔ ان کی راہنمائی کی گئی۔ مگر انہوں نے جاہل رہنے کو ترجیح دی۔ ان کو روشنی کی طرف بلایا گیا۔ مگر انہوں نے اس سے محروم رہنا بہتر سمجھا۔ اس لئے اللہ کا عذاب آیا۔ اور وہ مٹا دیئے گئے۔ بجز ان لوگوں کے جو مومن تھے۔ اور جنہوں نے از راہ احتیاط و تقویٰ رسول کی باتوں کو توجہ اور التفات سے سنا۔ اور عقیدت مندی کے ساتھ قبول کیا۔ اور یہ اللہ کا قانون ہے۔ کہ وہ صرف ان قوموں کو نعمت بقا بخشتا ہے۔ جو اس کے احکام کو مانتی ہیں۔ اور اس کے حکموں کی پیروی کرتی ہیں۔ وہ قوم جو سرکشی اختیار کرتی ہے۔ اور اس کے مقرر و معین قوانین کو ماننے سے انکار کر دیتی ہے۔ وہ کبھی نہیں پنپتی۔ اور ذلت و رسوائی کے ساتھ معدوم ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ ایک شخص اس وقت تک اپنی صحت و تنومندی کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ جب تک فطرت کے اصول کے مطابق نہ چلے۔ اور ان قواعد کی پابندی نہ کرے۔ جو اس ضمن میں ضروری ہیں۔ اسی طرح ان قوموں کی بقا، ان کی قوت و توانائی صرف اسی وقت تک قائم رہتی ہے۔ جب تک کہ وہ شریعت کی پیروی کرتی ہیں۔ اور اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا فرض منصبی گردانتی ہیں۔

حل لغات

صَرْصَرًا۔ وہ ہوا جو تیز اور تند ہو۔ اور جو شدید طور پہ ٹھنڈی بھی ہو۔

نَّحِسَاتٍ۔ منحوس یا سردی کے دن۔

اَخْزٰى۔ زیادہ رسوائی۔

اَعْدَآءُ اللّٰهِ۔ عدوٌ کی جمع ہے۔

يُوزَعُونَ ○

پھر اُن کی ٹکڑیاں بنائی جائیں گی ○

۲۰- حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۲۰- یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے نزدیک آئیں گے۔ تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے ان پر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے ○

۲۱- وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

۲۱- اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے کہ تم نے ہم پر کیوں گواہی دی؟ وہ چمڑے کہیں گے۔ کہ ہمیں اللہ نے گویا کیا جس نے ہر شے کو گویائی دی اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور اسی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ○

۲۲- وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

۲۲- اور تم چھپ نہیں سکتے تھے اس بات سے کہ گواہی دیں گے، اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے لیکن تم نے گمان کیا کہ اللہ نہیں جانتا بہت اس چیز سے جو تم کرتے ہو ○

۲۳- وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

۲۳- اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب کی نسبت کیا تمہیں ہلاک کیا ہے۔ سو تم نقصان پانے والوں میں ہو گئے ○

اعضاء بولیں گے

ف۱ یہ لوگ اس لحاظ سے اللہ کے دشمن ہیں۔ کہ اس کے پیش کردہ نصب العین سے عداوت رکھتے ہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ ان کی دشمنی اسکی بذات خود کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ یا ان کو اللہ کے مدمقابل ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ دشمن دین جب کشاں کشاں اس کے حضور میں لائے جائیں گے۔ تو خلاف توقع ان کے کان ان کی آنکھیں اور انکی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ اور بولیں گی یہ لوگ حیرت و ندامت سے کہیں گے کہ تم میں گویائی کی صلاحیت کیونکر پیدا ہو گئی وہ یہ جواب میں کہیں گی۔ کہ جس اللہ نے ہر بولنے والی چیز کو نطق کی نعمت سے نوازا ہے۔ اسی نے ہمیں بھی یہ صلاحیت بخشدی ہے۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا۔ اور آج اسی کے حضور میں لائے گئے ہو۔ یہ جواب جو اعضاء و جوارح کی طرف سے دیا گیا ہے کس درجہ معقول ہے۔ کتنا درست ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ سارے اعتراضات کو ایک جملہ میں دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ زبان میں گوشت کا ایک ٹکڑا بول سکتا ہے۔ تو پھر یہ بھی کیوں نہیں ہو سکتے کہ دوسرے اعضاء بھی گفتگو نہیں کر سکتیں ہیں۔ جہاں تک اللہ کی مشیت اور قدرت کا تعلق ہے۔ انکو مان لینے کے بعد اس نوع کے شکوک کا قطعی ازالہ ہو جاتا ہے۔ وہ چاہے تو آہن اور فولاد کے جگر میں احساس کی استعداد رکھ دے پتھروں کو شنوا کر دے۔ اور پہاڑوں کو رواں دواں بنا دے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اس کی قدرتوں کا دائرہ اتنا وسیع اور لامحدود ہے۔ کہ ہم اس کے احاطہ سے عاجز ہیں۔ ہمارا یہ منصب نہیں۔ کہ ہم کہیں یہ مشکل ہے۔ اور یہ محال ہے بلکہ ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ اس کے سامنے سر نیاز جھکا دیں۔ اور کہہ دیں کہ اے اللہ تو ان بے شمار چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ جن کے متعلق ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں۔

خدا کا علم وسیع ہے

ف۲ منکرین یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ ہماری سیاہ کاریوں کا علم خدا کو کس طرح ہو سکے گا۔ اور یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ وہ ان اعمال کو بھی جانتے

۲۴- فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ○

۲۵- وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ○ ع

۲۶- وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ○

۲۷- فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۲۸- ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

۲۴- پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُنکا ٹھکانا ہے اور جو تو[بہ]
یا عذر خواہی کریں تو انکی توبہ قبول نہ ہوگی ○

۲۵- اور ہم نے اُن کے لئے ہمنشین (شیاطین) مقرر کر[دئے]
ہیں۔ سو انہوں نے انکے اگلے اور پچھلے اعمال انکی نظ[روں]
میں اچھے کر دکھلائے ہیں اور (ان) پر عذاب کی بات
قائم ہو گئی۔ یہ بھی انہیں اُمتوں میں شامل ہوئے جو
جنات اور آدمیوں میں سے اُن سے پہلے ہو گزری ہیں
بیشک وہ زیاںکار تھے ○

۲۶- اور کافروں نے کہا کہ یہ قرآن نہ سنو اور پڑھنے کے
وقت اسمیں بک بک کرو (شور مچاؤ) شاید تم غالب آ جاؤ ○

۲۷- سو ہم کافروں کو (ضرور) سخت عذاب چکھائینگے اور انکے بدترین
اعمال کا جو وہ کرتے تھے ضرور بدلہ دیں گے ○

۲۸- یہ اللہ کے دشمنوں کی سزا ہے۔ آگ ہے۔ انہیں اُن کا
ہمیشہ کے لئے گھر ہے یہ اُس کا بدلہ ہے کہ وہ ہماری آیتوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۶: [illegible]

[illegible]

وہ بات تھی جس نے انہیں ہلاکت کے گڑھے میں ڈالدیا۔ [illegible]

[illegible]

بُرے دوست

ف۱ یہ ایک اظہار بیان ہے۔ کہ جنہیں [illegible] بُرے ہمنشین مقرر کر دیئے تھے [illegible] ایسے یارانِ صحبت تھے۔ [illegible]

نہیں چاہتا کہ [illegible]

[illegible]

وہ اپنی جانب منسوب کر لیتا تھے۔

ف۲ یہی کفار مکہ کی وہ ذہنیت یہ تھی۔ کہ انکی اصلاح کیلئے قرآن پڑھ کر انکو سنایا جاتا۔ [illegible] نہ صرف انکی مخالفت کرتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی آمادہ کرتے۔ کہ شور و شغب ڈال کر [illegible]

[illegible]

يَجْحَدُوْنَ ۝
۲۹- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ
اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا
تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝
۳۰- اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ۝
۳۱- نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝
۳۲- نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ ع
۳۳- وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ

سے انکار کرتے تھے ۝
۲۹- اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں جن اور آدمیوں
میں سے دو فریق دکھلا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا کہ ہم ان دونوں
کو اپنے پیروں کے نیچے کر دیں کہ وہ سب سے نیچے رہیں ۝
۳۰- تحقیق جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر قائم
رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو، اور نہ غم
کرو، اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے
وعدہ کیا گیا تھا ۝
۳۱- دنیا کی زندگی اور آخرت میں ہم تمہارے دوست ہیں،
اور وہاں تمہارے لئے جو تمہارا جی چاہے گا موجود ہوگا
اور جو تم مانگو گے ملے گا ۝
۳۲- (یہ) اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے ۝
۳۳- اور اس سے بہتر کس کی بات ہے، جس نے اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۷) اور سب کی نظر تھا ان وقت راستہ چھوٹ گئی بھول گئیں۔
انہوں نے کلام الٰہی سرمدی سنانا چاہا تو شور مچا کر کہ نہ سنیں لوگ کیسے سنیں
(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ہمکو گمراہ کرنیوالے کہاں ہیں

ف مشرکین جب جہنم میں جا پہنچیں گے، اس وقت ان کی یہ خواہش ہوگی کہ کسی طرح ہم
کو وہ ساتھیوں کا اور دوستوں کو دکھا دیں، جو ہماری گمراہی کا باعث بنے تھے
تاکہ وہاں ان کی ہر قسم کی غلط رہنمائی کی سزا دیں۔ انکو پاؤں تلے روند کر اور
سخت ترین عقوبت میں مبتلا کریں۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے
کہ پروردگار ہمیں ان کو دکھا دے کہ ان میں ہر ایک کو ہم ہی پاؤں تلے روندیں۔ کہ وہ ہمکو
خوب خوش کن باتیں کیا ہوتی تھیں گمراہ کیا تھا۔ کہ ہم اور تم دونوں اللہ کے غضب
کے مورد اور مستحق قرار پائے ہیں، تم ذرا نرمی تو کرتے تھے کہ تم وہ حمایت کے
اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہو اور نجات تمہارا اشارہ ابرو پر موقوف ہے
جسکو تم چاہو گے جنت میں لے جاؤ گے اور جسکو نہ چاہو گے۔ وہ محروم رہیں
گے مگر آج دیکھا حالت ہے کہ تم خود ذلت اور رسوائی سے دوچار ہو
اور جہنم میں بیٹھے سزا بھگت رہے ہو ۝

فرشتے اتریں گے

ف اس آیت میں یہ بتایا ہے، کہ ایک طرف تو یہ لوگ جہنم میں دکھ اور تکلیف
برداشت کر رہے ہونگے۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے پیغام کو جھٹلایا۔
دوسری جانب جنہوں نے رب العالمین کے ساتھ تعلقات عبودیت کو
استوار کیا، اور پھر ان تعلقات کی ذمہ داریوں کو مردانہ وار استقلال اور
عزیمت کے ساتھ آخر تک نبھایا، وہ فرشتوں کی زبان سے خوشخبریاں
سن رہے ہونگے۔ کہ اس وقت تم قطعاً غم اور فکر سے بے نیاز ہو جاؤ۔
دلوں کو مسرت سے معمور کرو۔ کہ تمہارے لئے جنت کی نعمتیں اور آسودگیاں
مقدر ہیں۔ جن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، ہم نے دنیا میں تمہاری اعانت
کی۔ آج آخرت میں بھی تمہارے رفیق اور دوست ہیں۔ یہاں تم
میں رزق اور قوت کی کمی نہیں۔ جو چاہو گے ملے گا۔ اور جس چیز کی تم خواہش
کا اظہار کروگے۔ وہی دی جائے گی۔ اور تم یوں رہو گے جس طرح مہمان
عزت و احترام کے ساتھ رہتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱۴۹ پر)
حل لغات: استقاموا، یعنی راہ ہدایت کے سلسلہ میں تمام مصیبتوں
کو برداشت کیا، تنگی۔ آتے ہیں۔

وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ○
۳۴- وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ
بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○
۳۵- وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا
يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○
۳۶- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
۳۷- وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَ
الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا
لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

کی طرف بلایا اور نیک کام کیا اور کہا کہ میں مسلمانوں
میں ہوں ○
۳۴- اور نیکی اور بدی برابر نہیں۔ بدی کو اس خصلت سے جو بہت
اچھی ہو دفع کرو (یعنی بدی کے جواب میں اس سے بہتر
سلوک کرو) کہ یکایک وہ شخص جسکو تجھ سے عداوت ہے ایسا
ہو جائیگا کہ گویا وہ رشتہ دار دوست ہے ○
۳۵- اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صابر ہیں اور
یہ بات اسکو ملتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے ○
۳۶- اور اگر شیطان کے چوک لگانے سے تجھ کو کبھی چوک لگے، تو
اللہ کی پناہ پکڑ بیشک وہی سنتا جانتا ہے ○
۳۷- اور اسکی نشانیوں میں سے رات دن اور سورج اور چاند ہیں
نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو۔
جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر تم اسی کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳۸ سے واضح ہے کہ تتنزل علیھم الملٰئکۃ
سے مقصود یہ ہے۔ کہ ان تمام شدتوں میں جب کہ لوگ گھبرا رہے ہونگے۔ اور کوئی مونس نہیں
ہوگا۔ کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے۔ تو اس وقت فرشتے تسکین دلانے کے لئے اتریں گے
اور انکو خوشخبری سنائینگے جنہوں نے عزیمت و استقامت کو اختیار کیا ہے جیسا
کہ سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ اسکا تعلق دنیوی زندگی سے نہیں ہے۔
اور اگر اسکا تعلق سیاق کے واقعات سے ہو اور اسکے عموم کو برقرار رکھا
جائے۔ تو پھر فرشتوں کے نزول سے مراد وہ موقع ہو سکتے ہیں۔ اطمینان پیدا کرنا
یہ مقصود نہیں۔ کہ فرشتے باقاعدہ نزول وحی کی غرض سے آئینگے۔ کیونکہ اس قسم کا
نزول وحی کی غرض سے آتے تھے۔ کیونکہ اس قسم کا نزول ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔
جناب رسالتمآب محمد صلعم کے بعد اب کوئی اسکا استحقاق نہیں رکھتا۔ کہ وہ
پیغام الٰہی لیکر کسی کے پاس آئیں۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۰)

خلق عظیم

اس سے پہلی آیت میں صبر و استقامت کی تلقین فرمائی تھی۔ اور یہ بتایا تھا کہ
دشمنوں کی بداخلاقی کا جواب حسن سلوک سے دو۔ اپنی روحانیت سے دو۔ اس میں یہ
بتایا ہے۔ کہ یہ کام آسان نہیں ہے۔ اسکے لئے استقامت اور صبر کی ضرورت ہے۔
وہ لوگ اس خلق عظیم سے بہرہ مند ہوتے ہیں جنہوں نے صبر کے مواہب و عطایا سے حصہ

دور فرمایا ہو۔ یہ کتنی معقول بات ہے۔ کیونکہ سختی اور برائی کے جواب میں جو فرق ہے
بہترین طریق یہی ہے۔ کہ طرز عمل بالکل اخلاقی اختیار کیا جائے۔ دشمن مشکلات پیدا
کرے تو اسکے لئے سامان بہم پہنچائے جائیں۔ وہ دکھ دے تو اور تکلیف کا سبب
ہو تو اسکے لئے راحت و سکون کی آرزو کی جائے۔ مخالف اور آلات حرب سے مسلح
ہو تو اسکا جواب صلح کی ترغیب و تحریص سے دیا جائے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ
حریف اخلاقی شکست کو تسلیم کر لیتا ہے۔ اور دل کی گہرائیوں سے
ندامت کا اظہار کرتا ہے۔ اس وقت اسکی دشمنی دوستی اور محبت کے جذبات
سے بدل جاتی ہے۔

شیطان کی وسوسہ اندازی

ف نزغ کے معنی ہیں کسی شے سے شرارت کی غرض سے تحریک کرنا۔ جیسے
ارشاد فرمایا۔ من بعد ان نزغ الشیطان بینی و بین اخوتی۔ اور اسکی ایک صورت
یہ بھی ہے کہ دل میں وسوسہ اندازی کی تحریک کی جائے۔ غرض یہ ہے کہ آپ اپنے
مخالفین کیساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ انکی برائیوں کا جواب نیکی اور اخلاق
سے دیں۔ اور اگر شیطان کی جانب سے آپکے دل میں تحریک ہو انتقام کی۔ یا ان پر کچھ
سختی اور تشدد کرنے کی۔ تو پھر حتی الامکان اس جذبہ کے تاثر سے بچنے کی کوشش
فرمائیے اور خدا کی پناہ میں آ جائیے۔ (باقی صفحہ ۱۱۵۰ پر)

إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝
۳۸ ۔ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ
رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۝ السجدة
۳۹ ۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً
فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ
إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
۴۰ ۔ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا
يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ
خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ
اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

پوجتے ہو ۝
۳۸ ۔ پھر اگر وہ تکبر کریں تو جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں۔
وہ رات اور دن اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ
نہیں تھکتے ۝
۳۹ ۔ اور اسکی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے
کہ دبی پڑی ہے پھر جب اسپر پانی نازل کرتے ہیں تو لہلہاتی
اور بڑھتی ہے بیشک جس نے اسے جلایا وہی مردوں کو جلانے
والا ہے۔ بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے ۝
۴۰ ۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم سے
چھپے ہوئے نہیں ہیں بھلا جو آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے
یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا۔ جو
چاہو کرو وہ تمہارے کام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۹ ۔ اور یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام
اس باب میں کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اسلام ناگزیر حالات میں تشدد اور سختی کی
نہ صرف اجازت ہی دیتا ہے بلکہ اسکو بہتر اور ضروری قرار دیتا ہے۔ مگر مقصد
نہیں ہے اور حقیقت مدعا یہ ہے۔ کہ امن و طمانیت کو برقرار رکھتے ہوئے لوگ اسلام
کی برکات سے استفادہ کریں اور معلوم کریں کہ اس مذہب میں عقل و دانش ہیں انکے لئے کیا کیا
قلبی و دماغی تسکین کا سامان موجود ہے یہ آیت کا وہ مفہوم ہے جسکا تعلق
سیاق سے ہے اور اگر اسکو سیاق سے منقطع کر لیا جائے۔ جب بھی ہمارے نزدیک
کوئی قابل اعتراض مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔ ہم عصمت انبیاء کے ان معنوں میں قائل
نہیں ہیں۔ کہ انبیاء میں انسانی فطرت نہیں ہوتی اور وہ بشری تقاضوں
سے دوچار نہیں ہوتے۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس پاک گروہ میں بھی نفس کی
خواہشات ہوتی ہیں۔ جذبات ہوتے ہیں۔ اور شاید زیادہ شدت کے ساتھ
مگر یہ بلحاظ اخلاق اور استحکام سیرت کی وجہ سے گناہوں کے چنگل سے نکل
جاتے ہیں جس طرح تیر کمان سے ۔
ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں ۔ جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے
اسلئے اس آیت کا مفہوم واضح ہے کہ اگر تقاضائے بشری آپکے دل میں
بھی وساوس پیدا کرتے ہونگے۔ مگر آپ ہمیشہ خیر کے باعث ان پر غالب آجاتے
ہیں۔ اور خدا کی حفاظت و کفالت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں سے یہ ہے کہ یہ
انداز بیان کو طرز اشارہ ہے۔ مگر مراد وہی مشیت ہے۔ دعوۃ القرآن ۔

حل لغات

یُلْحِدُوْنَ ۔ الحاد سے ہے ۔ بمعنے کجروی ۔

۸۷۳۲

بَصِيرٌ ۝

۴۱- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا
جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ
عَزِيزٌ ۝

۴۲- لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ
حَمِيدٍ ۝

۴۳- مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ
لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو
مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝

۴۴- وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا
لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ

دیکھتا ہے ○

۴۱۔ وہ لوگ جو ذکر (قرآن) سے جب وہ ان کے پاس آیا،
منکر ہوئے (ہم انہیں بدلا دیں گے) اور یہ تو
نادر کتاب ہے ○

۴۲۔ اس میں جھوٹ کا دخل نہیں۔ نہ اس کے آگے سے
اور نہ اس کے پیچھے سے اس کی اُتاری ہوئی ہے، جو
حکمت والا قابلِ تعریف ہے ○

۴۳۔ اے محمد تجھ سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں
سے کہا گیا تھا۔ بیشک تیرے رب کے ہاں مغفرت بھی
اور دردناک عذاب بھی ہے ○

۴۴۔ اور اگر ہم اس کو عجمی زبان کا قرآن کرتے تو اہلِ عرب
کہتے ہیں کہ اس کی آیتیں واضح کیوں نہ کی گئیں، کتاب عجمی ہے

قرآن عزیز

ان لوگوں کی یہ انتہائی بدبختی اور محرومی تھی۔ کہ وہ اس قرآن عزیز سے استفادہ نہ کرسکے۔ ورنہ نفسِ کتاب کی خوبیاں اور وجوہ نمایاں ہیں۔ کہ ان میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

قرآن میں عزیز کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ اپنے اندازِ بیان کے لحاظ سے عدیم النظیر ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب فصاحت اور بلاغت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسے دلائل کا وہ استحکام حاصل ہے جس کی وجہ سے آج تک ہر دور کی معقولیت پر غالب اور محفوظ ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں جس کے لئے دلیل نہ ہو۔ اور عقل و دانش کے قرین نہ ہو۔ دوسرا وصف یہ ہے۔ کہ اس میں تحریف و تبدیل کسی عنوان بھی راہ نہیں پاسکتی اور کسی وقت بھی یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اس میں باطل کی آمیزش ہو جائے۔

چنانچہ یہ حیرت انگیز بات ہے۔ کہ چودہ سو سال ہو گئے ہیں مسلمانوں پر زوال بھی آیا، فتنوں اور آزمائش کا طوفان بھی اُٹھا۔ مجوسیت اور عیسائیت نے اسلامی شریعت میں بڑی حد تک دخل اندازی بھی کی۔ مگر قرآن جوں کا توں ہے۔ اور آج بھی اسی وجہ سے مستند اور معتبر ہے۔ جس وجہ

قرآن اوراق میں تھا۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ لوگوں کو اس کی تعلیمات میں کلام ہو۔ اور زندگی کے پیش کردہ مسائل میں اس کے ساتھ اتفاق نہ کر سکیں۔ مگر بڑے سے بڑا دشمن بھی بشرطیکہ وہ اسلام کے متعلق کچھ بھی معلومات رکھتا ہو۔ اس اعتراف پر مجبور ہے کہ یہ قرآن آج اسی طرح مسلمانوں میں موجود ہے۔ جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا تھا اور اس میں ایک شوشہ تک کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ جتنے مذہبی صحیفے اس وقت موجود ہیں ان میں سے کسی کے متعلق قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱۵۲ پر)

حلِ لغات

مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ بطور تمثیل کے ہے یعنی قرآن بمنزلۂ ایسے محفوظ اور مستحکم قلعے کے ہے جس میں باطل کیلئے کوئی راستہ نہیں۔ نہ آگے کی طرف اور نہ پیچھے کی جانب سے۔

اَعْجَمِیٌّ۔ غیر عربی۔

وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی
وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ
اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ
اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ع
۴۵- وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ
فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ
مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۝
۴۶- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ
اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ
لِّلْعَبِیْدِ ۝

اور نبی عربی تو کہو قرآن اُنکے لئے جو ایمان لائے ہدایت اور
صحت ہے اور جو ایمان نہیں لاتے انکے کانوں میں بوجھ ہے
اور یہ (قرآن) اُن پر انکی بینائی کا جاتا رہنا ہے یہی لوگ دور
کے مکان سے پکارے جاتے ہیں وا ۝
۴۵- اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی۔ پھر اسمیں اختلاف کیا گیا اور اگر
ایک بات نہ ہوتی جو تیرے رب کے پہلے نکل چکی ہے تو ان میں
فیصلہ کیا جاتا اور وہ لوگ اس (قرآن) سے
تری شک میں ہیں ۝
۴۶- جس نے نیک کام کیا اپنے ہی لئے ہے اور جس نے
بُرا کیا تو اسکی بُرائی اُسی پر ہے اور تیرا رب بندوں
پر ظلم نہیں کرتا ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۱:-

بائبل کی تحریف تو تقریبًا اہل علم کے حلقوں میں مسلم تھی۔ اب یہودی
کے جاننے والے اور ریسرچ کرنے والے بھی یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ متعدد
مقامات میں بعض ملاحدہ نے ان میں حسب منشاء تبدیلی پیدا کر
دی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس صورت حالات میں اعتماد قطعًا اٹھ جاتا
ہے۔ اور پھر ایسی کوئی کتاب لائق تاسی نہیں رہتی ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف ا اللہ تعالےٰ کی اپنی کوئی خاص زبان نہیں۔ اس نے تمام
زبانوں کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کا تعلق ربوبیت ہر زبان
میں یکساں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ پھر جب کہ اس کا
تعلق تمام زبانوں کے ساتھ یکساں ہے۔ تو عربی کو کیوں ترجیح
دی گئی۔ اور کیوں قرآن کو جو دنیا کی آخری کتاب ہے۔ اس
زبان میں نازل کیا گیا؟

جواب یہ ہے۔ کہ یہی زبان ایسی ہے جس میں مذہبی
اور دینی مطالب کے لئے اجتماع و تفصیل کی قابلیت اور
استعداد دوسری زبانوں سے زیادہ ہے۔ اور اسلئے بھی
عربی زبان کا استعمال ناگزیر تھا۔ کہ جن لوگوں کی رشد و ہدایت
کے لئے منتخب کرنا ضروری تھا۔ وہ عرب تھے۔ قرآن کا حامل اور
پیش کرنے والا بھی عربی تھا۔ لہٰذا یہی انسب تھا۔ کہ باوجود غیر
جنبہ داری کے اللہ تعالیٰ قرآن کی عربی کے خوبصورت لفظ بیان
ہی میں نازل فرمائے۔

حل لغات

وِقْرٌ - بوجھ، ثقل، گرانی گرانی ۔

بِظَلَّامٍ - حق تلفی کرنے والا، ظالم ۔